مطلع

یاد مین اوس رخ سادہ کی جو گریان ہوتا
دیکھکر جوہر اشک آئینہ حیران ہوتا

آبرو اتنے تو دیتا مجھے وہ بحر کرم
ہمہ تن غرق مین مثل در غلطان ہوتا

گر مجھے تیغ تبسّم سے وہ کرتے مجروح
زخم ہر اک مرے تن پر گل خندان ہوتا

بیکسی کسکو قلق تھا مرے مرجانے کا
کون تربت پہ سوا شمع کے گریان ہوتا

سینہ و آتش تھے بہم آہ و تب فرقت سے
کیون کباب دل مجروح نہ بریان ہوتا

آتش عشق سے گر شمع کیصورت جلتا
ہمہ تن صرف رہ دیدۂ گریان ہوتا

دل جگر دونون طرفدار تمھارے ہوتے
تم جدھر ہوتے زمانہ اُدھر ایجان ہوتا

طرۂ تاج ابھی مردم دیدہ کرتے
اشک پرخون اگر آویزۂ مژگان ہوتا

زخم اُس کان ملاحت کا جو ہوتا دلمین
شور انگیز قیامت یہ نمکدان ہوتا

ہوتی گنجائش اگر شہر مین رسوائی کی
چاک تا دامن صحرا نہ گریبان ہوتا

خلش عشق مژہ کا مجھے ہوتا جب لطف
دلمین سوفار جگر مین مرے پیکان ہوتا

برق گر حسرت گلشن کی جلاتی مجھکو
شکل طاؤس مین داغونسے گلستان ہوتا

شوق دیدار رخ یار مین باہر آتا
سات پردونمین جو حسن مہ کنعان ہوتا

غزل اس بزم معلی کی نہ پہونچے ورنہ
بلبل خلد ابھی آکے غزلخوان ہوتا

شرر نار جہنم کا بیان سنکے ہدا
کیون نہ شعلہ کی طرح تن مرا لرزان ہوتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوانح عمری جناب سید ہدایت اللہ خان مرحوم مصنف دیوان ہذا

ان سے اور حضرت امام جعفر صادق ؑ سے ۳۲ پشت کا فاصلہ ہے۔ ان کی والدہ نسل امام موسی کاظم ؑ سے تھیں یہ بزرگ حسین شہید عارج بن اسحاق موتمن برادر عینی امام موسی کاظم ؑ بن امام جعفر صادق ؑ کی اولاد سے ہیں۔ جد اعلی ان کے حکیم سید نور اللہ خان کلید بردار نجف اشرف تھے۔ ان کی والد سید رشید الدین ہر سال پیدل حج کو جاتے ہر منزل پر دو رکعت نماز پڑھتے جاتے تھے ایک منزل پر بعد نماز راہ بھول گئے متردد ہوئے پہاڑ سے آواز آئی۔ اے جان سنگ بابا فلاں راہ جاؤ تم راہ بھول گئے ہو تب اُنھوں نے پہاڑ کی ہدایت کے موافق راہ طے کی اور منزل مقصود کو پہونچے۔ راہ خدا میں شہید ہوئے۔ سید نور اللہ خان بہر علاج حسب الطلب معین الدین محمد فرخ سیر بادشاہ دہلی تشریف لائے بعد صحت بادشاہ نے نواب خان بہادر خطاب عطا فرمایا زر و جواہر سے مالا مال کیا قطب الملک سید عبد اللہ خان بہادر یار وفادار ظفر جنگ کی خواہر معظمہ سے سید نور اللہ خاں نے عقد کیا جن سے تین فرزند سید حاجی سید غازی سید بڑے متولد ہوے۔ مخبر الدولہ سید الممالک حکیم سید ماشاء اللہ خان بہادر اسد جنگ نجفی الجعفری المتخلص بہ مصدر اپنے والد کے ہمراہ نجف اشرف سے تشریف لائے تھے بہر سیر ناگپور تشریف لے گیے اس وقت وہان کے راجہ کو لوگ جلانے کو آمادہ رانی ستی ہونے کو موجود تھی اتفاقاً ہوا سے کپڑا راجہ کے پاؤن پر سے اُڑ گیا اُن کی نظر پاؤں پر پڑی رنگ دیکھکر پہچانا کہ زندہ ہے وہان کے لوگون سے کہا کہ راجہ زندہ ہے سکتہ ہو گیا ہے علاج سے اچھے ہو جائین گے یہ سن کر رانی بہت خوش ہوئی اور ماشاء اللہ خان کو مع راجہ اپنے گھر لے گئی۔ ان کے علاج سے راجہ نے چند روز میں صحت پائی راجہ ان سے بہت خوش ہوے اور زر و جواہر سے مالا مال کر کے کہا آپ میرے جان بخش ہوئے مجھ سے آپ کی خدمت ادا نہ ہو سکی لیکن

میرے یہان تین چیزین نادرات سے ہین اوّل بہت بڑے موتیون کا کنٹھا نایاب ہے ۔ دوم میری
دختر جو نہایت حسین ہے سوم سفید ہاتھی جو مرغوب ہو حاضر ہے انھون نے کہا کہ کنٹھا آپ کے
خزانے کی زینت ہے ، دختر آپ کی میری دختر ہے البتہ سفید ہاتھی سواری کے کام آسکتا ہے راجہ نے
سفید ہاتھی اور ایک سیاہ ہاتھی اور کئی گانون کی معافی کا کاغذ عطا فرمایا ۔ گانوں کی تحصیل انھون نے
اپنی خلاف شان سمجھکر نکی (کاغذات اوس کے ابتک سید محمد سعید سلمہ کے پاس موجود ہیں)
مخیر الدولہ ان دونون ہاتھیون کو اپنے سامانِ ریاست کے ہمراہ لے کر دہلی تشریف لائے ۔ کچھ
عرصہ کے بعد دہلی سے مرشد آباد اس شان سے تشریف لے گئے کہ نشان پیش رو چلتا ڈنکا بجتا
اٹھارہ ۱۸ زنجیر فیل سواری کے ہمراہ تھے درِ دولت پر ان کے صبح سے شام تک برت بٹتا تھا ۔
نواب سراج الدولہ بہادر سے ان کے روابط زیادہ تھے علم طب کی طرح علم نجوم وجفر مین بھی کامل
تھے بدیہہ گوئی ان کی مشہور آفاق تھی فن شاعری مین اپنے زمانے کے مستند ومسلم اُستاد تھے ایک
شعر اُن کا لائق تحریر ہے ؎

خدا کرے کہ مرا مجھ سے مہربان نہ پھرے
جہاں پھرے تو پھرے پر وہ جانِ جان نہ پھرے

اُس وقت کی زبان مثل زبانِ حال تھی ۔ بادشاہ اور کل اہل دربار ان کی تعظیم اور اعزاز
کرتے تھے ۔ ایک روز مسجد مین وظیفہ پڑھتے وقت ایک عورت نے سوال کیا کہ مین بیوہ اپنی
ہون میری جوان لڑکی ناکتخدا ہے عقد کے واسطے کچھ عنایت فرمائیے جواب دیا بہن میری تنخواہ
بادشاہ کے یہان سے ملنے والی ہے کل جو کچھ ملے گا تجھ کو دے دونگا دوسرے دن اتفاق
سے ان کی تین برس کی تنخواہ بادشاہ نے ہاتھیون پر بار کرا کے بھیجدی مخیر الدولہ بہادر نے وہ
کل روپیہ اُس عورت کے گھر بھیجدیا یہ واقعہ سنکر بادشاہ نے نواب مخیر الدولہ سید الممالک خطاب عطا فرمایا
ایک بار شیر کے شکار کو بادشاہ کے ہمراہ تشریف لے گئے ایک ضرب تلوار سے شیر کو شکار کیا بادشاہ
یہ جراُت دیکھ کر خوش ہوئے گلے سے لگایا اسد جنگ بہادر خطاب دیا سخاوت وشجاعت کے

سو ان کی غیرت کا یہ حال تھا کہ ان کی مستورات کا لباس کبھی دھوبی کو نہ گیا اپنے سامنے جلواتے تھے کہ ہماری محرمات کا لباس نامحرم کے ہاتھ میں نہ جاے۔ ان کی کئی ازواج تھین زوجۂ اولی نواب بنگالہ کی دختر نیک اختر عجیب النسا بیگم صاحبہ والدۂ سید مسیح اللہ خان بہادر تھین مخیر الدولہ بہادر مرشد آباد سے پھر دہلی تشریف لے گئے محلۂ مغلپورہ مین استقامت فرمائی بعد زوال سلطنت محمد فرخ سیر و شہادت قطب الملک سید عبداللہ خان دہلی سے فرخ آباد مین رونق افروز ہوے۔ نواب مسیح اللہ خان بہادر مہابت جنگ متخلص بہ اظہر کو امیر الامرا نواب ذو الفقار خان بہادر نصرت جنگ کی دختر بلند اختر موتی بیگم صاحبہ منسوب ہو چکی تھین اُنکے یہان سید حسینی اللہ خان بہادر والد مصنف دیوان ہذا پیدا ہوے۔ ایک بار شب کو ماشاء اللہ خان نے وضو کیا فرزند کو حکم وضو دیا غرض دونو بزرگ با وضو بالاخانے پر تشریف لے گئے ماشاء اللہ خان نے فرزند کو پس پشت کھڑا کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر دست بستہ عرض کی اے میرے آقا مولا امیر المومنین مین مسیح اللہ کو آپ کے سپرد کرتا ہون جس طرح میرے آبا و اجداد اپنے اولاد کو آپ کے سپرد کرتے تھے آپ اس کے ہر مصائب مین معین و مددگار رہین اور ہر آفت سے اسے بچائین یہ فرما کر مسیح اللہ خان کا ہاتھ پکڑ کے اپنے آگے سمت قبلہ بڑھا دیا مسیح اللہ خان بہادر فرماتے ہین کہ مجھے معلوم ہوا کہ مرا ہاتھ کسی نے تھام لیا مرے دل کو قوت ہو گئی۔ دو تین دن بعد ماشاء اللہ خان بہادر نے انتقال کیا مسیح اللہ خان بعد انتقال اپنے والد کے مع اہل و عیال فرخ آباد سے لکھنؤ تشریف لائے اور محلۂ خاص بازار مین مکان بنوا کر مقیم ہوے ان کے ایک بھائی مختلف البطن نواب سید انشاء اللہ خان بہادر شاعر ہفت زبان جن کی شاعری کا تذکرہ "آب حیات" مین ہے یہ بھی تشریف لائے حکیم سید انشاء اللہ خان بہادر کو شاعری کا بیحد شوق تھا مسیح اللہ خان بہادر کو عبادت کا، تین روز مین قرآن شریف ختم کرتے شب عبادت خدا مین بسر کرتے تھے۔ لکھنؤ تشریف لانے پر نواب سعادت علی خان بہادر نے نہایت عزت سے دونون کو اپنے دربار مین نواب سید انشاء اللہ خان کو عہدۂ مصاحبت اور

مسیح اللہ خان کو عہدۂ طبابت عطا فرمایا ۔ سید مسیح اللہ خان صاحب نے زوجۂ اولی کے انتقال
کے بعد اپنا عقد ایک سیدانی شریف خاندان سے کیا اُن کے واسطے محلہ حسین گنج مین ایک
محل بنوایا اپنی عبادت کے لیے ایک مسجد بنوائی اُس وقت تک اُن کے در دولت پر ۲ دو
ہاتھی ۱۲ بارہ گھوڑے ۱۶ سولہ کہار وغیرہ تھے ۔ جو بعد انتقال مسیح اللہ خان ورثا کو ترکہ مین تقسیم
ہوے سید حسبی اللہ خان بہادر نے اپنے والد کو اُسی محل مین دفن کیا اور سید حسبی اللہ خان کو
بھی اُن کے انتقال کے بعد اُن کی اولادون نے پہلوے پدر مین مدفون کیا سید حسبی اللہ خان
کو اُن کے والد نے میر شجاعت علی خان رسالدار وجفادار بن نواب فضل علی خاں بہادر کی دختر
نیک اختر سے منسوب کیا تھا جو والدۂ سید ہدایت اللہ خان تھین بعد انتقال پدر سید حسبی اللہ خان
نے اپنے واسطے محلہ فراش خانہ وزیر گنج لکھنؤ مین ایک مکان بنوایا اُس مین ۱۵ شعبان روز
جمعہ وقت اول نماز صبح ۱۲۵۱ھ مین سید ہدایت اللہ خان کی ولادت ہوئی یہ بزرگ بھی
مثل اپنے اجداد کے پابند شریعت اور علم نجوم و رمل وجفر مین شہرۂ آفاق خلق و مروت میں
یگانے وبیگانے کے واسطے جان ومال سے حاضر ظریف وخوش بیان ایسے کہ جس محفل مین
بات کرتے سب لوگ اُنھین سے مخاطب ہوتے ۔ غیر مذہب بھی تقریر مذہبی سے خوش رہتے
ناخوش نہ ہوتے تھے ۔ تعزیہ داری کا بہت شوق تھا عشرۂ محرم مین مجلسین برابر کرتے تھے
درمیان چہلم مین بھی مجلسین ہوتی رہتی تھین آخری سالانہ مجلس ۱۹ صفر کی شب کو ہوتی تھی
اس مجلس مین علما، شرفا، فضلا، رؤسا شہر کا مجمع ہوتا تھا چونکہ موصوف الصدر یہ کار خیر نہایت
خوش نیتی سے کرتے تھے فضل خدا سے اب اُن کے نواسے سید محمد سعید منجم بھی اس کار خیر کو
اچھی طرح انجام دیتے ہین کوئی بات کم نہین کی بلکہ ترقی کو مدنظر رکھتے ہین سید ہدایت اللہ خان
صاحب منجم صاحب ہمت وعزت ومروت وسخی وقانع وعابد تھے عہد انگریزی سے گوشہ نشینی
اختیار کی کسی کی ملازمت نہ کی نہ اپنی حاجت کسی کے پاس لے گئے کل علما، ورؤسا
ان کی تعظیم کرتے تھے شاعری مین ایسی مہارت رکھتے تھے کہ مصرعہ طرح اگر سخت ہوتا تو

سہ غزلہ، چو غزلہ کہتے ہمیشہ مضامین نو کی طولانی غزل ہوتی تھی طبیعت خداداد ایسی پائی تھی کہ غزل تاریخ مرثیہ نوحہ سلام رباعی قصیدہ سب کے لیے موزون تھی سید ہدایت اللہ خان اپنی دختر طاہرہ بیگم کے سوا کوئی اولاد نہ رکھتے تھے اونھون نے دختر کی شادی سید محمد تقی رضوی خورشید رقم سے کر دی سید محمد تقی کو شاعری کا بھی شوق تھا جواد تخلص کرتے تھے اور اپنے پھوپا مولوی سید علی میان صاحب کامل کے شاگرد تھے۔ سید محمد تقی نے اٹھائیس سال کی عمر مین ایک پسر سید محمد سعید بعمر پانچ سال اور ایک دختر زاکیہ بیگم بعمر ۲ سال چھوڑ کر انتقال کیا۔ سید ہدایت اللہ خان نے اپنے نواسہ سید محمد سعید اور اپنی نواسی زاکیہ بیگم کو اپنے سایۂ عاطفت مین تعلیم و تربیت دی اور اپنے علوم سکھائے اور ہمیشہ اپنی جان سے زیادہ سمجھے اور سید محمد سعید سے اپنے سامنے نوروز کی تقویم لکھوا کر اپنا اطمینان کر لیا وہ آجتک اپنے نانا کے نام سے تقویم لکھ کر طبع کراتے ہین فضل خدا سے احکام اُس کے صحیح ہوتے ہین۔

نواسی اونکی ذاکیہ بیگم صاحبہ جو اِس وقت تک چھوٹی مہارانی صاحبہ محمود آباد اقبال منزل لکھنؤ کے نام سے موسوم ہین محمد سعید سے اور سید نور اللہ خان تک سات پشت کا فاصلہ ہے مگر فضل خدا سے اس وقت تک علم و کمال و بزرگی کا سلسلہ اس خاندان مین جاری ہے سید ہدایت اللہ خان نے بعمر ۸۰ سال بعارضہ وبا بست ہشتم شعبان روز پنجشنبہ ۱۳۲۹ھ کو نماز ظہر کے وقت انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۵

زلطفت امیدست پروردگار

تو بر قبر آن ابر رحمت ببار

قطعہ تاریخ انتقال پُر ملال جناب سید ہدایت اللہ خان صاحب مغفور منجم کامل

از نتیجۂ فکر جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت مرحوم

عزیز اور احبا کے دل کیے مغموم — غضب ہے اور ستم بست و ہشتم شعبان
جہان سے اُٹھ گیا ہر دل عزیز وہ نامی — جگر فگار ہین ماتم مین جسکے خرد و کلان
کوئی ہے چاک گریبان کوئی ہے خاک بسر — کسی کے اشک ہین جاری کسی کے لب فغان
مین ایسے دوست کے مرثیے پہ رو رہا ہون یون — کہ اپنے بھائی کے غم مین تھا جس طرح گریان
مری زبان مین اتنی کہان ہے گویائی — صفات و حسن مرحوم کیا کرون مین بیان
قلق ہے دل پہ کہ برسون کا ساتھ چھوٹ گیا — فلک نے کر دیا گویا فراق جسم و جان
جب اپنے پاس نہ بیٹھے ہوے انھین پائین — جو دوست پوچھین فصاحت تو رو کے کیجیے بیان
وہ ہمکلام تھے کل تک ہمارے مجمع مین — اجل نے آج تہ خاک کر دیا پنہان

میان انجمن احباب سے یہ سال وفات
کہو کہ اب نہین سید ہدایت اللہ خان
۱۳۲۹ھ
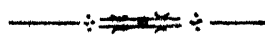
دیگر

از نتیجہ فکر جناب سید احمد حسین صاحب نثار المتخلص بہ وفا شاگرد برادر زادہ مصنف دیوان

ہزار حیف کہ عمّو ہدایت اللہ خان — سدھارے گلشن ہستی سے سوئے باغ ارم
وہ ذات پاک تھی مستجمع صفات و کمال — نجومی، اہل سخن، زائر امام اُمم
شریک حال رہے دکھ مین درد مین سب کے — یہ چاہتے تھے کوئی ہو نہ مبتلائے الم
حیات انکی ہمارے لیے غنیمت تھی — ہمیشہ ساتھ مین رہتے تھے سب خوش و خرم
کہ ناگہان مہ شعبان کی بست و ہشتم کو — اجل نے لوٹ لیا آکے ہم کو وائے ستم
خبر تھی کس کو یہ دن بھی فلک دکھائیگا — مکان عیش و طرب ہوگا خانۂ ماتم

یہ اُن کے غم مین وفا نے لکھا سنۂ ہجری
زیادہائے پدر سے شفیق تھا جو عم

۱۳۲۹ھ
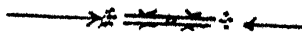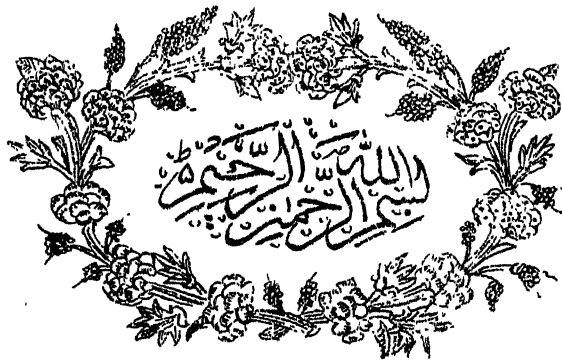
لکھے سرِ دیوان جو کوئی نام خدا کا | ہو صحتِ الفاظ کرے کام دوا کا
آنکھوں پہ رکھوں کیوں نہ ہر آک بلہ پا کا | یہ عینکِ عرفان ہے تری راہِ رضا کا
کھینچی ہے تصوّر نے وہ تصویرِ خیالی | رنگِ رخ ازرنگ ہے ہر شعر کا خاکا
پہونچے ترے گلزارِ حقیقت کو بشر کیا | قاصر ہے یہان پائے خردِ پیکِ صبا کا
در پردہ نہ رحمت تری گر سایہ فگن ہو | کھل جائے زمانے پہ شرف ظلِّ ہما کا
حقّا قدر انداز ہے قدرت تری قادر | بچتا ہی نہین تیر قضا کا کوئی تاکا
معبودِ حقیقی تجھے کس طرح نہ سمجھوں | خالق ہے تو لوح و قلم و ارض و سما کا
جاری سرِ قاضی پہ بھی فتوائے اجل ہے | رکتا ہی نہین حکم تری دارِ قضا کا
حاجت ہو روا خلق کی کس طرح بتون سے | کام آتا ہے بندون کے فقط کام خدا کا
اندیشۂ فردا مین بشر آج ہی مرتا | آئینہ نہ اس وجہ کیا حال قفا کا
کیا عشقِ مجازی کو حقیقت سے ہے نسبت | ہے ذرہ و خورشید مین فرق ارض و سما کا

جو ہین ترے کاشانۂ اسرار کے محرم — مسدود ہے اُنکے لئے دروازہ صدا کا

دکھلائے ترا درد اگر خلق کو ہیبت — عالم ہوا بھی آہ مین موسیٰ کے عصا کا

پڑجائے اگر دل مین ترا داغ محبّت — جلوہ ہو لحد مین یدِ بیضا کی ضیا کا

گر قند مکرر ہو تری یاد دمِ نزع — ہو موت کے شربت مین اثر آبِ بقا کا

دنیا سے تری راہ مین گر ہاتھ اُٹھائے — حاتم سے ہوا فیض ہو مشہور گدا کا

کیون ہو نہ کشش اس دل کاہیدہ کو میرے — ہے جذبِ محبت مین اثر کاہ ربا کا

بود اپنی سمجھتا ہون تری بود کو یارب — عاشق ہون ترے عشق مین کیونکر نہ فنا کا

کیا شاد ہو وہ جلوۂ حورانِ جنان سے — جس دل مین رہے شوق تری حسن لقا کا

نالان ہے جو یہ بلبلِ دل یاد مین تیری — شہرہ ہے غنا دل مین مرے حسنِ نوا کا

بخشی ترے ادراکِ حقیقت نے وہ حیرت — ہے دلپہ گمان آئینۂ ہوش ربا کا

دشوار ہے میدانِ قیامت مین گذرنا — لنگر ہے الٰہی مجھے ہر آبلہ پا کا

جب گرم ہو سر پر مرے خورشید قیامت — نزدیک ہو پلہ تری رحمت کی ردا کا

یارب تو مجھے دامنِ رحمت مین چھپالے — خواہان تنِ عریان نہین یوسف کی قبا کا

یارب رہِ اسلام کی کر مجکو ہدایت — پابند نہون مین خضرِ راہ نما کا

دے مامنِ راحت مجھے اُس نور کا صدقہ — باعث ہے جو اس منزل ہستی کی بنا کا

یارب ہے بہت سخت مرا عقدۂ مشکل — دے ناخن تدبیر مجھے عقدہ کشا کا

دے عفو کے مژدے سے مرے دلکو بشارت — مسکن ہے بہت روزون سے یہ خوف و رجا کا

کر سیر مجھے نعمت کونین سے یارب　　صدقہ شکم گرسنہ خیرورا کا

تقصیر عبادت کا مقر ہون مین الٰہی　　پورا ہوا اب تک نہ کوئی عہد وفا کا

یون قید حوائج سے رہائی ہو ہدا کو

پابند رہے سلسلۂ صبر و رضا کا

دیگر در حمد باری تعالیٰ

جو عاشق و شیدا ہے حقیقت مین خدا کا　　بسمل ہے وہ تیغ ستم و کرب و بلا کا

کیون جوش نہو دل مین مرے حمد و ثنا کا　　حقا کہ سزاوار ہے تو مجد و علا کا

مخفی نظر بد سے رہے سلطنت دل　　ہو دیدۂ ہد ہد سے نہان ملک سبا کا

بیمار محبت کو نہین خواہش اکسیر　　جویا ترے عاشق کی ہے یہ خاک شفا کا

قطرے کو ملادے جو ترے ابر کرم سے　　ممنون رہون آنکھون سے مین سیل بکا کا

پہونچادے ترے بام حقیقت پہ اگر وہم　　معراج کا پایہ ہو مرے بخت رسا کا

جامے نے توکل کے ترے دی ہے یہ راحت　　جویا نہین مین پیرہن صیف و شتا کا

غفار سمجھ کر تجھے کین مین نے خطاین　　مستوجب رحمت ہے سزاوار سزا کا

فرسودہ تری راہ پہ گر میرے قدم ہون　　آئینہ حیرت ہو ہر اک آبلہ پا کا

مرکر جو ملے مجھ کو ترے وصل کی دولت　　حاصل ہو فنا مین مجھے سرمایہ بقا کا

بھولا نہ تری یاد شب تار الم مین　　روشن رہا کاشانہ مرے ذہن و ذکا کا

کی ناخن غم نے یہ مری سینہ خراشی — جو خط ہے وہ ہے اک مہ نو ماہ عزا کا

ہر شب ہے قیامت مجھے بیم سحری سے — غم ہے یہ سیہ کاریون سے روز جزا کا

ہر وقت گنہ کرتا ہون پر یہ نہین کرتا — منکر نہین ہوتا کبھی مین اپنی خطا کا

دل صبر کی نعمت سے یہ سیراب ہے صد شکر — لب تک کبھی آتا نہین فکر آب و غذا کا

اچھا ہے جو دل گرد الم سے ہے مکدّر — محتاج تھا یہ آئینہ مدّت سے جلا کا

واقف ہون سلاطین جو تری راہ سخا سے — سایہ مین گدا کے ہو انھین لطف ہما کا

مخلوق تری جان کے اے صانع عالم! — شکوہ نہین کرتا مین حسینون کی جفا کا

سرشار مجھے بادۂ وحدت سے کرا لیا — باقی نہ ذرا ہوش رہے ما و شما کا

مغرور تن و جان پہ عبث ہین بنی آدم — صنعت یہ خدا کی ہے وہ ہی حکم خدا کا

کہتے ہین جسے جسم وہ ہے ایک کف خاک — دم جسکو سمجھتے ہین وہ جھونکا ہے ہوا کا

مین تو کبھی سولی پہ بھی تجھ سے نہ پھرونگا — ہوگا تن بسمل مین اثر قبلہ نما کا

منعم کی طرح پالا ہے بے مایہ کو تونے — کس منھ سے کرون شکر تری لطف و عطا کا

پیری کی سحر آئی ترے ذکر کو اٹھون — ہے لطف دم صبح فریضہ کی ادا کا

طفلی سے یہ خواہش ہو مری اے مرے معبود — محتاج نہ بندہ ہو ترا شاہ و گدا کا

کی حمد و ثنا مین ترے یارب یہ غزل نظم — خواہان ہون ترے جود و کرم سے مین عطا کا

اتنا تو مجھے بار محبت مین جھکا دے — سر ہو مرا افسر تسلیم و رضا کا

کر غنچۂ خاطر کو مرے ایسا شگفتہ — عالم ہو شگوفہ مین بہشتون کی فضا کا

اپنے ید قدرت کا مجھے دست نگر رکھ　　شرمندہ نہ کر مجکو مرے دست دعا کا

مر جائے گا زنجیر پہنا و نہ ھدا کا
یہ عشق الٰہی مین ہے دیوانہ سدا کا

دیگر در حمد

تری حمد و ثنا مین تر زبان مین باوضو ہوتا　　بہم گر آب کوثر مجھ کو بہر شست و شو ہوتا

کبھی سو رنگ سے گل مین عیان اے شوخ تو ہوتا　　کبھی پردے مین غنچے کے نہان مانند بو ہوتا

صبا کی طرح سر گشتہ مین بہر جستجو ہوتا　　نشان تیرا کہین گر اس جہان مین چار سو ہوتا

مداوا میرے سقم معصیت کا کچھ نہ ہو سکتا　　سوا تیرے اگر عیسیٰ سے بھی مین چارہ جو ہوتا

ترے در پر جو غلطاں ہو کے ہوتا طالب عزت　　مثال در سراپا مین جبین آبرو ہوتا

نہ ہوتا باغ مین چرچا اگر فرض صباحی کا　　ہر اک گل آب شبنم سے نہ گرم وضو ہوتا

بدیہی دیکھ لیتے لوگ ابھی وحدت کو کثرت مین　　عیان گر غنچہ ہاے دل سے تو مانند بو ہوتا

سنا ہوتا نہ موسیٰ سے جو قصہ لن ترانی کا　　سراپا تیرے جلوے کا مین خواہان دو بدو ہوتا

ترقی ماہ سے دہ چند ہوتی دل کے داغون مین　　جو مثل آئینہ مہر کرم کے روبرو ہوتا

تری برق تجلی خاک کر دیتی اگر دل کو　　تو روشن مثل نخل طور نخل آرزو ہوتا

اگر معلوم ہوتا مجھ کو ہے آئین رضا تیری　　وہی کرتا مرے معبود راضی جس مین تو ہوتا

چمن مین راز گر کھلتا ترا تو صورت قمری　　زبان سرو پر حق سرہ ہر چار سو ہوتا

جدا ہوتے نہ ہرگز اس دل صد چاک کے ٹکڑے
اگر کچھ رشتۂ الفت ترا صرفِ رفو ہوتا

دکھاتا تو جو محرابِ حرم سے نورِ وحدت کا
حقیقت مین ابھی قصۂ دوئی کا ایک سو ہوتا

ہما ہوتی نہ گنجائش اگر صحرائے محشر مین
پئے وسعت طلب میرا دل پر آرزو ہوتا

غزل

در نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترا جلوہ نہ اے محبوبِ حق گر چار سو ہوتا
نہ ہوتا خلق عالم لامکان صحرائے ہو ہوتا

اگر لکھتا نہ مین اوصاف تیرے قد بالا کے
قلم کیونکر مرا سرسبز مثل سرو جو ہوتا

مقر عرش کو ہوتی ضرورت مہر تابان کی
نہ تابندہ گر اے ماہِ شبِ معراج تو ہوتا

جو عشق گوہر دندان مین تیرے چشم تر ہوتا
جو اشک آنکھون سے گرتا عین دُرِّ آبرو ہوتا

بھری ہوتی اگر بزم جہان یوسف لقاؤں سے
مرا مطلوب اے محبوب سبزہ رنگ تو ہوتا

ترشح کچھ اگر تیرا سحابِ لطف فرماتا
نمو سبزے کی صورت دل مین تخم آرزو ہوتا

گنہگاران امت حشر کو نفسی سنا کرتے
اگر اے شافع حشر امتی گویان نہ تو ہوتا

سمجھتا ماہ کو تیرے تنِ پر نور کا سایہ
اگر یکسان صفائے باطنی سے پشت و رو ہوتا

ہما پایا ہے دل غ حسرت دیدار پیری مین
نہ کیونکر عینک چشم دلِ پر آرزو ہوتا

غزل

قوسین کا ہے بعد خدا سے حبیب کا
ادنیٰ سے اور کبھی ہے اشارہ قریب کا

کب دیکھیے چمکتا ہے کوکب نصیب کا
مشتاق ہون کمال خدا کے حبیب کا

عشق علی مین دشمنی غیر کیا کہون
مشہور ہے جہان مین کینہ رقیب کا

کھولوں زبان جو آپکے وصف عذار مین
دم بند ہو چمن مین ابھی عندلیب کا

گر ہو نہ بعد حمد خدا الفت آپ کی
خطبہ نہ رنگ دے سر منبر خطیب کا

شق القمر کا خلق پہ روشن ہے معجزہ
مصدر ہے نفس پاک ظہور عجیب کا

عناب لب کی آپکے لکھین اگر ثنا
صحت کا نقش ہو ابھی نسخہ طبیب کا

مفتی شرع کا نہو کیونکر مطیع دل
احسان بڑا ہے طفل کے سر پر ادیب کا

سائل ہون کیا کسی سے گدا اس جہان کے
وہ چند حاجتون سے کرم ہے مجیب کا

سایہ نہوتا کاکل مشکین کا گر معین
موسیٰ کے ہاتھ آتا نہ اژدر جریب کا

جو منزلے نہ چرخ کے چڑھ سکتے کیا مسیح
پایا ولا سے آپ کی زینہ صلیب کا

جو نور آپ کا ہے وہی ہے علی کا نور
ظاہر مین امتیاز ہے نائب منیب کا

گر خضر رہ نہ صبر و قناعت ہون آپکے
طے ہو نہ دشت فقر مسافر غریب کا

تعریف کیا ہو اشہب نازک مزاج کی
کوڑا ہو جسکو زلف معنبر کی طیب کا

کیون ہون مطیع دل سے حضرت کی آل کا
محسن کا حق سمجھتا ہے شیوہ نجیب کا

محشر مین کیجیے گا گدا کی مدد ضرور
جسوقت سامنا ہو بلائے مہیب کا

دیگر در منقبت

عشق ہے دل کو ازل سے اُس ولی اللہ کا
نقطۂ پر نور ہے جو بائے بسم اللہ کا

ہون مین پیرو اُس گل باغ خلیل اللہ کا
روضۂ رضوان ہے گلچین جسکے نقش راہ کا

کیون نہ واجب خلق پر ہو طوف بیت اللہ کا
فرض و لازم ہے ادب تیری ولادت گاہ کا

کیون نہ دعوی روے روشن کو ہو وجہ اللہ کا
خوب حسن الوجہ سے دکھلایا نور اللہ کا

سورۂ الحمد مین جو ہے صراط المستقیم
ہے اشارہ پیشوائے خلق تیری راہ کا

آب روئے مہر اک قطرہ عرق کا رخ کے ہی
گرد رہ تیری ہے سرمہ عین چشم ماہ کا

یا علی ہر درد مین کہتا ہون منھ سے بار بار
کیون نہ بار آور ہو ہر دم سرو ابی آہ کا

عرش اعلےٰ ایک ادنیٰ فرش پا انداز ہے
مرتبہ شاہا یہ ہے تیری تجلّی گاہ کا

چشم موسیٰ کو ہو حاصل سرمۂ عین الیقین
گر عنایت گر غبار اپنی تجلی گاہ کا

نعل در آتش خر عیسیٰ ترے دُلدل سے ہے
خیمۂ افلاک ہے پرتو ترے خرگاہ کا

ہے ازل سے تا ابد ہر چند میدان وسیع
عرصۂ چوگان ہے ادنیٰ تیری بازیگاہ کا

جبہہ سا ہین آستان پر تیرے ہر صبح و مسا
اوج ہو گردون پہ پھر کیونکر نہ مہر و ماہ کا

کھل گیا اعجاز سے نورِ خدا معراج مین
ہے فضائے عرش گوشہ تیری خلوتگاہ کا

آشنا ہو گا نہ بحر حُسن یوسف سے کبھی
ہے غریق اے مالک کوثر جو تیری چاہ کا

سائل نانِ جوین کو بخشی اونٹون کی قطار
وصف ہو کس سے ترے فیض ترقی خواہ کا

اے زہے رفعت رکھا دوش پیمبر پر قدم
عرش سے اعلیٰ نہ کیوں پایہ ہو عز و جاہ کا

جو گل نقش قدم کے تیرے پیرو ہیں شہا
اُن کو اِس گلشن میں کیا کھٹکا ہی خار راہ کا

پیشوا تجھ سا دیا حق نے زہے عز و وقار
شکر نعمت کا ادا کس منہ سے ہو اللہ کا

مرشد روح القدس کی مدح تو نے کی ھدا
قدسیون مین شور کیونکر ہو نہ ہر سو واہ کا

غزل

نہ واجب سجدہ بیت اللہ کے ہر جا پہ ہوتا
اگر اے قبلۂ دنیا و دین پیدا نہ تو ہوتا

سر میدان اگر شمشیر بران لیکے تو ہوتا
نہ ہو سکتا مقابل اک زمانہ گر عدو ہوتا

پیمبرؐ کا کوئی ثانی نہ ہوتا گر نہ تو ہوتا
نہ ہوتا تو جو دنیا مین نہ احمد کا کفو ہوتا

رسالت پر ولایت کو بشر ترجیح دیتے مین
مقر ہوجاتا مین بھی گر نہ کچھ مانع غلو ہوتا

کوئی لیتا نہ ہرگز نام اللہ و محمدؐ کا
اگر ظاہر نمائے کلمۂ طیب نہ تو ہوتا

خدا کہتا نہ ہرگز لافتیٰ الا علی تجھ کو
جوانمردون مین مستثنیٰ جو پیش حق نہ تو ہوتا

نہ پڑھتا میں اگر لا سیف الا ذوالفقار اہل
سر میداں برنگ تیغ کیونکر سرخ رو ہوتا

نظارہ گلشن جنت کا کرتا کنج تربت مین
گر آئینہ رخ رنگین کا تیرے روبرو ہوتا

ھدا راہ علی مین ذبح بھی کرتا اگر کوئی
روان سوئے نجف سیلاب کی صورت لہو ہوتا

غزل

گو تازیانہ زلف کا دونون طرف ہوا — لیکن سمند ناز نہ اُن کا الف ہوا

اونچا ہوا یہ عشق مین کاکل کے دودِ آہ — رخسارِ ماہتاب پہ جم کر کلف ہوا

مفلس خزان نے آکے گلستان کو کردیا — تھا جس قدر کہ جمع زرِ گل تلف ہوا

روزن ستارون کے جو ہین سینہ مین چمکتے — کیا یہ بھی اُن کے تیر نگہ کا ہدف ہوا

آتش سے غم کے جمع ہے یہ گرد آہ گرم — سینہ ہمارا غیرتِ صحرائے تف ہوا

تیرِ صفِ مژہ سے کیا سب کو قتل — کیا امتحان عاشقون کا صف بصف ہوا

بیچین دل کو تھام کے فوراً ہوا رقیب — کیا ہی خدنگ آہ کا میری ہدف ہوا

آتے ہی اُنکے شاد ہوئی یہ ہوائے باغ — ہر شاخ چوب ہو گئی ہر پھول دف ہوا

اللہ رے آبروِ درِ دندانِ یار کی — آیا مقابلہ مین جو گوہر خزف ہوا

عشاق گو کہ جمع تھے سب کوئے یار مین — پر سب سے پہلے بڑھکے مین سرکف ہوا

آیا جو بادِ صبح کے پردے مین وہ حسین — پھر نثار ہر گل تر زر بکف ہوا

صد شکر سبزۂ رخ رنگین ہوا نمود — پیدا غزال چشم کے خاطر علف ہوا

لکھنے لگا جو توسنِ جانان کی تیزیان — سو جا اُکھڑ کے اشہب خامہ الف ہوا

سایہ پڑا ہے اسپ جمالِ زمین کا — یہ وجہ ہے جو روئے قمر پر کلف ہوا

کس طرح داد پاؤن مین بیداد یار کی — فریاد جس سے کی وہ انھین کی طرف ہوا

کیوں ہیچ آپ کو تو سمجھتا ہے اے ہدا
بیشک تو غیرتِ شعراے سلف ہوا

غزل

برنگ حرف توام گر وصال اونکو ہوتا — جو تو ہوتا وہ میں ہوتا جو میں ہوتا وہ تو ہوتا
شریک اے شوخ گر مہندی میں میرا کچھ لہو ہوتا — سرِ دست آپکی زینت تھی میں بھی سرخرو ہوتا
جو خونریزی پہ آمادہ وُہ ترک جنگجو ہوتا — شفق سے شوخ اُسکے جاں نثاروں کا لہو ہوتا
یہ دودِ آہِ دل پنہاں ہے عشق بوسہ لب میں — وگرنہ اس گل عارض پہ سبزہ کیا نمو ہوتا
ضیا افروز داغ دل ہیں سیل اشک جاری ہے — ادھر دیکھو چراغاں ہی کنار آبجو ہوتا
نظر آتا ابھی انجام شاہی و گدائی کا — اگر جمشید کا کاسہ سرِ دست سبو ہوتا
عیاں ہونے لگے ہیں لختِ دل بھی چشم پرنم میں — نموے تختۂ لالہ ہے زیر آبجو ہوتا
چمن میں گر پے گلگشت وہ مخمور ناز آتا — لبالب بادۂ نکہت سے غنچہ کا سبو ہوتا
بچائی آبرو چھپ کر صدف میں دُرّ نے خوب اپنی — مقابل ہو کے اشکوں سے مرے بے آبرو ہوتا
کبھی تو بنکے موج بحر کی صورت بگڑ جاتا — برنگ نقش آب اے کاش نقش آرزو ہوتا
تلاش ناقۂ لیلےٰ اگر ہوتی نہ مجنوں کو — بگولے کی طرح برباد کیوں پھر کو بکو ہوتا
شمیم زلفِ جاناں گر مشام افروز گل ہوتی — ابھی پرواز افراطِ حیا سے مرغ بو ہوتا
کہو شکوہ خموشی کا بتوں کی کیا کرے کوئی — اگر ہوتا دہن تو کچھ محلِّ گفتگو ہوتا

نہ ہٹتا امتحانِ خنجر ابروے قاتل سے
جو شوق ہوتا تو دل دستِ دعاے آرزو ہوتا

شفق سمجھے ہو تم جس کو وہ خون آہ کشتہ ہے
پہونچتا عرش پر موجہ گر اپنا دل لہو ہوتا

دکھاتی آئینہ گر تیغ خون آلود قاتل کی
خوشی سے سرخ رو مین گل کیصورت تا گلو ہوتا

ٹپکتا گر عرق لے بت ترے رخسار رنگین سے
طلسم حسن سے لالے مین پیدا ناز بو ہوتا

نقوش پند کی خاطر سیاست بھی مناسب ہے
کہ پیدا گرمی آہن سے خطِ اُتو ہوتا

ہما وسعت نہوتی عرش کے مانند گر دلمین
مرے محبوب کا کیونکر محل آرزو ہوتا

غزل

مداوا دشت گردی میں یہ ہے زخم کف پا کا
رہے بہا ہا سدا نقش سم آہوے صحرا کا

غبار آیا ہے کوچہ مین ترے وحشی صحرا کا
ہوا ہے داخلہ مرمر کے مسنتِ بے سروپا کا

بنا نا آفتاب رخنہ سایہ تار وا سمجھا
کیا نقاش قدرت نے ترے نقشے کا جب خاکا

خط جبین جبین کا کس حسین کے عکس پڑتا ہے
کہ عالم جوہر آئینہ مین ہے موج دریا کا

کھلا ہے اب جنت اسطرف یاں بند آنکھین ہین
کوئی دیکھے تو استغنا مری چشم تماشا کا

غبار حسرت و حرمان نے اتنی تو ترقی کی
فضاے دل نہین اک دشت ہے گرد تمنا کا

کیا ثابت قدم افتادگی نے راہ الفت مین
کہ رفتہ رفتہ ہمسر ہوگیا نقش کف پا کا

رکھوں کیون کر نہ میں پتلی بنا کر اسکو آنکھونمین
نشان ہے دہ ستان فتگان کی یہ کف پا کا

اثر یہ ہے نگاہ چشم وحشت خیز کا اپنی
سمجھتا ہے بگولہ جسکو تو اے قیس صحرا کا

رہے رنگ سحر کیونکر نہ ہر شب بزم جانان میں
تجلی گاہ ہے صبح گلوے نور افزا کا

اگر عکس غزال چشم و خط سبز لب دیکھین
یقین ہو خضر و اسکندر کو آئینہ پہ صحرا کا

گوارا ناگوارا ظلم ہوتا اس کا عالم کو
فلک گر سیکھتا انداز اُنکے ناز بیجا کا

اگر باد اجل سے بحر مین ممکن امان ہوتے
نہ بجھتا بوریے پر بوریا یوں موج دریا کا

اُٹھائے سے نہین اُٹھتا زمین کوے جانان سے
ہدا یہ دل مسخر ہو گیا نقش کف پا کا

غزل

ملا ہے اشک پر خون کو نسی چشم تماشا کا
حباب بحر پر عالم ہے جو گلہاے صحرا کا

سنبھل کر رکھ قدم کو نشہ جوش جوانی مین
یہ مستی مین اندیشہ ہے اے دل لغزش پا کا

بڑا احسان ہے پائے خاکساری کا مرے سر پر
ہوا ہے طرۂ دستار نقش اُنکے کف پا کا

وہ مجنون ہون کہ جھاڑون آستین گر اپنی وحشت مین
غزالون کو گمان ہو دامن دریا پہ صحرا کا

خم مے توڑ کر غصے سے سرخ آنکھیں نہین سکی
چڑھا ہے خون ناحق محتسب کے سر پہ صہبا کا

بڑھا آتا ہے دل آگے جگر کے اور جگر دل سے
نشانہ ناوک مژگان نے کس انداز سے تاکا

منور ہون ابھی آنکھین مری پاؤں تلے چھالوں کی
ملے سرمہ اگر محبوب کی گرد کف پا کا

یہ بگڑے ہین وہ اب اقرار آنے کا نہین کرتے
غنیمت ہو گیا جھگڑا اکٹھا امروز و فردا کا

نظر آئی ہے جب سے جام چشم مست کی گردش
مئے گلگون سے پرخون ہو گیا ہے قلب مینا کا

خیال عارض رنگین جو آجاتا ہے گلشن مین
کھٹکتا ہے ہر اک گل دل مین بنکر خار صحرا کا

نظر آتی ہے شکل انجام دارا و سکندر کی
عجب آئینۂ عبرت ہر اک ذرہ ہے صحرا کا

غبار درد غربت کو ہمارا رو کر بٹھاتا ہون
جب اُٹھتا ہے وہ پہلو سے بگولہ بنکے صحرا کا

غزل

یان سے سوا ہے خلد مین چرچا شراب کا
پشت اس طرف ہے رخ ہے اُدھر آفتاب کا

آنکھون سے کیا اُٹھے مرے پردہ حجاب کا
سرمہ لگا ہے یار کی گرد نقاب کا

پیری مین اسطرح ہے لگانا خضاب کا
دھرائے حال جیسے کوئی شب کے خواب کا

مژگان پہ سوز اشک سے بریان ہین لخت دل
شاک مبلشون کو ہوتا ہے سیخ کباب کا

بہتے ہین سیل اشک مین ہم اس ترک کے ساتھ
ماہی کی طرح ساتھ ہے خیمہ حباب کا

دل اسقدر تو سوز محبت سے گرم ہو
عالم ہر ایک داغ مین ہو آفتاب کا

اوراق مہر و ماہ مین ہے بعد مشرقین
شیرازہ کھل گیا ہے فلک کی کتاب کا

رخصت کتان پہننے کو وہ آئے ہین خوف سے
دکھلائے داغ دل نہ اثر ماہتاب کا

پردہ شب وصال تو حائل کوئی نہ تھا
تھا ایک اُن کی آنکھ مین پردہ حجاب کا

اُس مست کی نگاہ جو بدلے بہار مین
پیدا مژہ سے ہو ابھی لکہ سحاب کا

آسودگی سے سوتا ہوں یہ فرش خاک پر
آتا نہین خیال بھی مخمل کے خواب کا

خواہان آبرو کوئی کمظرف سے ہو کیا
کیا تشنگی بجھائے گا موجہ سراب کا

مستون کی روح دیکھ رہا ہون مین جام مین
کیونکر نہ شاق ہو مجھے پینا شراب کا

کیا خوف حشر عشق رخ سادہ رو مین ہو
صاف آئینہ کی طرح ہے دفتر حساب کا

روتا ہون شب کو زلف معنبر کی یاد مین
پیمانہ ہے ہر اشک مئے مشک ناب کا

بیتاب ایک آہ سے میری ہوے یہ تم
کیا حال ہو گا دل کے مرے اضطراب کا

اچھا ہے ساتھ بالونکے آنکھین ہوئین سفید
دیکھا نہ جاتا ہم سے زمانہ خضاب کا

مجبور ہوں میں ترک محبت پہ اے ہدا
دل مانتا نہیں کہ ہے موسم شباب کا

غزل

روشن جو ذرہ ذرہ ہے درد شراب کا
جلوہ ہے آفتاب مین سو آفتاب کا

پیری مین اسطرح ہے تصوّر شباب کا
جیسے خیال صبح کو ہو شب کے خواب کا

حدّت سے داغ عشق کے دل کا یہ حال ہے
عالم ہو جیسے آگ کے اوپر کباب کا

ملتا ہے آنکھین پاؤن پہ اس بحر حسن کے
کس درجہ شوخ چشم ہے دیدہ حباب کا

بیڑا محیط غم سے نہ کیوں میرا پار ہو
پانی ہے تا گلو تری تیغ خوش آب کا

پرتو فگن نہین رخ روشن شراب مین
کھنچتا ہے جام مے سے عرق آفتاب کا

دامان تر سکھائین اگر میکدے مین ہم
اُڑ کر بخار رنگ دکھائے سحاب کا

آنکھین ہم اپنی پھوڑ لین جو دھوئین حباب
بحر جہان مین دھیان اگر آئے خواب کا

غفار جسم زار کی حالت پہ رحم کر
کس طرح ہوگا مجھ کو تحمل عذاب کا

قطرہ زمین پہ کوئی چھلک کر نہ گر پڑے
چھونا نہ محتسب کہین ساغر شراب کا

نازک مزاج اُٹھاتے ہین احسان کسیکا کب
ہوگا نہ موقلم کبھی طالب خضاب کا

موے سفید سر شب ماہ شباب تھے
روز سیہ ہوا ہے لگانا خضاب کا

مثل غبار شیشۂ ساعت ہے بود و باش
دور فلک سے کیا ہمین غم انقلاب کا

دکھلائے حسن و عشق اگر رنگ اتحاد
اشکون مین بلبلون کے اثر ہو گلاب کا

بیرنگ کیون نہو عرق شرم سے عذار
پژمردہ گل کو کرتا ہے کھنچنا گلاب کا

راز دہان یار کے سائل ہین ہم سے لوگ
کیا دین جواب ہم سخن لاجواب کا

شوق وصال مین تو رلیجا تھی بیحجاب
خواہان تھا دامن مہ کنعان نقاب کا

قطع امید قد خمیدہ سے کیون نہو
کیا آسرا مسافر پا در رکاب کا

دنیا مین دردمند کوئی مجھ سا ہے ھدا
رو دیتا ہون مین دیکھ کے آنسو کباب کا

غزل

دکھلاؤن داغ گر دل پر اضطراب کا
شرمندگی سے زرد ہو منھ آفتاب کا

دامن بھگو کے مئی میں نچوڑے جو وہ حسین | جلوہ ہر ایک قطرہ مین ہو آفتاب کا
اے اشتیاق دید ہٹا دے نقاب یار | اُٹھ جائے درمیان سے پردہ حجاب کا
جنبش اگر ابھی مرے مژگان تر کو ہو | یاد آئے میکشون کو برسنا سحاب کا
اِس طرح جلد کٹ گئین راتین شباب کی | جس طرح آنکھ کھلتے ہی سامان خواب کا
ساقی نگاہ تند دل مست پر نہ ڈال | نازک حباب سے ہے یہ شیشہ شراب کا
پہچانتی ہے موت ضعیفی کی شکل خوب | دھوکا کسے تو دیتا ہے غافل خضاب کا
ہوتا ہے عشق زلف بھی افشا اسی طرح | جس طرح رنگ کھلتا ہے موے خضاب کا
دریا مین کسکے شعلۂ عارض کا ذکر تھا | ہر موج کی زبان پہ ہے چھالا حباب کا
نشہ مین سُرخ ڈورے نہین چشم مست مین | آیا افق پہ خط شعاع آفتاب کا
اِک بوند تھم سکی نہ طباشیر صبح کی | کمظرف کسقدر رہے قدح آفتاب کا
ہو جائین خاک طالب دیدار مثل طور | حائل نہ ہو جو آنکھ مین پردہ حجاب کا
خواہان ہون میکشی مین جو ہم مست ابر کے | پیدا ہو دُردمے مین تموج سحاب کا
چھایا ہوا ہے داغ جگر پر جو دود آہ | اُس مست کو گمان ہے قمر پر سحاب کا
پوچھو نہ عشق مین شرر آہ دل کا حال | دوزخ جسے سمجھتا ہے شعلہ عذاب کا
ہوتا جو تیرا حسن نہ صورت نماے ناز | گوشہ نہ ڈھونڈھتا رخ یوسف نقاب کا
برق نگہ دکھائی تڑپ کر بہار مین | مژگان کی طرح چاک ہو دامن سحاب کا

کیا دیکھے آنکھ اُٹھا کے مجھے آفتاب حشر
ذرّہ ہون اے ہما مین درِ بوتراب کا

غزل

چھینٹا زمین پہ کس نے دیا ہے شراب کا
عالم جو ذرّے ذرّے مین ہے آفتاب کا

نظارہ کب کیا ہے رخِ لاجواب کا
آنکھون سے عطر کھینچا ہے ہمنے گلاب کا

سوزان ہے عشق زلف مین کس بادہ خوار کے
بل کھا رہا ہے سر پہ دھوان کیون کباب کا

اُٹھا ہے ابر بادہ پرستو! دعا کرو
کھلنے کا وقت ہے یہی رحمت کے باب کا

مستغرقان بحر فنا کا نشان یہ ہے
گرداب لوح قبر ہے گنبد حباب کا

کس طرح راز بحر حقیقت بیان کرے
ہے قفل موج موج کے لب پر حباب کا

یاد آتی ہے عنایت ساقی شب وصال
ہنس ہنس کے جام مے مین ملانا گلاب کا

جب دیکھتا ہون تیر کو سیدھا کمان مین
پیری مین یاد آتا ہے موسم شباب کا

دریا مین کس کے شعلۂ رخ سے لگی ہے آگ
ہر موج پر طپان ہے جو عکس آفتاب کا

رخ سے نقاب اُٹھائیے بیجا لحاظ ہے
کافی ہے پردہ آنکھ مین شرم و حجاب کا

وہ مست برق ہوکے اگر میکدے مین آے
صدقہ ہو سر پہ جھوم کے لکہ سحاب کا

پیری مین یاد عہد جوانی ہے اسطرح
جس طرح ماجرا کوئی برسونکے خواب کا

منھ اپنا مے میں دیکھ کے دے جام ساقیا
تفریح دل ہے مے مین ملانا گلاب کا

پابند فرش نرم کا وحشت مین کون ہے
سبزے مین لطف ہے مجھے مخمل کے خواب کا

ڈورے نگہ کے سوزن مژگان مین ڈالکے
سیتے ہین زخم وہ دل پر اضطراب کا

پیش نظر ہے نشۂ مین کیفیت جہان
جام جہان نما ہے پیالہ شراب کا

کیا دل جلون کو مرہم کافور سے غرض
ٹپکا دین زخم پر مرے آنسو کباب کا

کیونکر نہ بہکین مست کے مانند بلبلین
عالم ہر ایک گل مین ہے جام شراب کا

سیلتے ہم بھی زخم دل سوختہ ضرور
دیتا وہ مے پرست جو ڈورا کباب کا

پیری مین مو سپید ہین پیغام صبح وصل
شام الم سواد ہے مجھ کو خضاب کا

قائل ہون مین تو بندش تقریر یار کا
منھ کھل سکا نہ ایک بھی حاضر جواب کا

مانگا ہے ظلمت شب یلدا سے رات کو
پیری کی پردہ پوشی کو نسخہ خضاب کا

رحم آیا بیقراری سیماب پر ہمین
دیکھو کے حال دل کے مرے اضطراب کا

سایہ تمھاری زلف کا کافی ہے اے جوان
پیری مین ہے پسند یہ نسخہ خضاب کا

روز حساب جائے گا جنت مین بیحساب
مداح جو ہوا ہے رسالت مآب کا

غزل

رخسار پر جو حضرت یوسف کے نور تھا
قبل از ظہور حسن کا تیرے ظہور تھا

پرتو فگن جو بام سے وہ برق نور تھا — گلدستۂ جنازہ مرا نخل طور تھا

ہر دم شباب مین مے الفت سے چور تھا — مین توسن شعور مین بھی بے شعور تھا

خواہان نہ سیر خلد کا یہ بے قصور تھا — منظور دیکھنا گل رخسار حور تھا

ہر دشت و در بہار مین معمور نور تھا — دیکھا جدھر کو صنعت حق کا ظہور تھا

بیتاب وصل مین جو دل ناصبور تھا — مجبور تھا کہ نشۂ مے کا وفور تھا

وہ دن بھی تھے شباب کا عیش و سرور تھا — پیش نگہ نگار تھا آنکھون مین نور تھا

برق نگاہ مردمک و کحل چشم ناز — دیکھا تو عین قصۂ موسیٰ و طور تھا

شاکی کیا جفا کا تو جھنجلا کے بولے وہ — کم بخت دل لگانا تجھے کیا ضرور تھا

دل چاک چاک کب تھا شب تار ہجر مین — شانہ تھا اور گیسوے مشکین حور تھا

اللہ رے عکس رنگ صبیح نگار مست — جو جام تھا سفال کا جام بلور تھا

گمنام کر دیا تری فرقت نے اے حبیب — جب قرب تھا تو نام مرا دور دور تھا

روئے ہین میرے ساتھ وہان تک شب فراق — باقی جہان تک آنکھ مین تارونکے نور تھا

وہ سمجھے اپنے حسن کا مفتون عبث مجھے — مین دل سے محو صنعت رب غفور تھا

گلخن تھا سینہ آتش فرقت سے رات بھر — دل تھا کہ سوز غم سے بغل مین تنور تھا

یاد شکست آئنۂ دل نہین تمھین — گو ماجرا ہوا یہ تمھارے حضور تھا

ناقوس کی فغان نہ تھی اس بت کے زیر لب — گویا میان خلق قیامت کا صور تھا

تھی ناوک مژہ سے مجھے امینی محال — پر بچ گیا کہ تیر کے پلے سے دور تھا

فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشہ سے کب موا — موت اُسکی محض دایۂ شیرین کا زور تھا

سمجھے تھے جس کو ابر سیہ تم شبِ وصال — اے جان یہ دود آہ دل ناصبور تھا

بھرنے مین نقش حُب کے جلا تا مین اور کیا — ممکن دل وجگر کے سوا کیا بخور تھا

کل امتحان خوب کیا حسن و عشق کا — جتنا تھا مجھکو غم اُنھین اُتنا سرور تھا

ہمراہ غیر آئے جو وہ آج غیر وقت — دل کو یقین ہے کچھ نہ کچھ اسمین فتور تھا

جرأت دکھا دو ن وہ سر میدان کہ سب کہین — ساونت تھا جری تھا بہادر تھا سور تھا

جامہ کی جان پنجۂ وحشت سے بچ گئی — شکر خدا کہ وقت ولادت مین عور تھا

کوچہ مین اُنکے حشر بپا تھا دم خرام — پازیب کی صدا تھی کہ شور نشور تھا

تجھ سے کم نہ تھا مجھے دردِ خمار مے — شیشہ کی طرح کاسۂ سر چور چور تھا

محفل مین مجھکو چھوڑ کے اورون کو دی شراب — ہر چند اُنکے پاس تھا پر دل سے دور تھا

گرداب بحر عشق مین جاتے ہی پھنس گیا — گو فن آشنائی مین مجھ کو عبور تھا

دعوئے عبث ہی یوسفِ ثانی کا تم کو یار — اُن کو کب اپنے حُسن پہ اتنا غرور تھا

فانوس مین تھی شمع فروزان شب وصال — یا سندس جنان سے عیان جسمِ حور تھا

اب ٹھوکرون مین کاسۂ سر اُنکے ہین ہدا

جنکے سرون مین نشۂ کبر وغرور تھا،

غزل

خوشنما وصلت مین حسن و عشق کا انداز تھا — اک طرف عجز و نیاز اکسو غرور و ناز تھا

نازبرداری ہمین زیبا تھی تمکو ناز تھا — جبتلک سبزہ گل رخ پر نہ یہ آغاز تھا

گرم ناز اُس سمت اُنکا عشوہ و انداز تھا — یان فدا ہر ان پر اپنا دل پر آز تھا

ایک دم مین طے کیا کونین کو معراجمین — پاؤن رکھنے کا دو عالم سے نیا انداز تھا

کون ہو سکتا تھا محرم خلوت محبوب کا — عاشق و معشوق مین باہم نیاز و ناز تھا

دیکھ لین نیرنگیان چشم و لب جان بخش کی — ایک آک ہوے طلسمی دوسرا اعجاز تھا

سرمہ گین مژگان کے ناوک نے مجھے چپ کر دیا — کیا صدا دیتا کہ صید تیر بے آواز تھا

غزل

وان نقاب حسن سے وہ رونمائے ناز تھا — عشق کا یان ضبط کے جامے سے عریان راز تھا

رات پھر دل مین خیال عشوہ و انداز تھا — ہجر مین بھی گرم صحبت یان نیاز و ناز تھا

جلوہ گر آنکھون مین کس خوش دہن کا شبکو ناز تھا — مردم دیدہ مین حسن شاہد طنّاز تھا

سنتے ہی چپ آج کیون مرغ گلستان ہو گئے — خندہ گل قہقہے سے کسکے ہم آواز تھا

فاش ہوتا عشق کیا تھا ابتدا سے ضبط آہ — شام سے خلوت میں اپنی گل چراغ راز تھا

لذّت تیر قضا پوچھو نہ کچھ مرنے کے بعد — آپکے نوک مژہ کا صاف صاف انداز تھا

زمزمہ سنجی کا اُس گل کی جو میں لکھتا تھا وصف — صورت بلبل صریر کلک خوش آواز تھا

کس طرح دیتا میں وقت دفن تلقین کا جواب — تخلیہ تھا کچھ فرشتوں سے میں گرم راز تھا

خوار کیوں غنچوں کا کھلنا عشق بیجا نکو ہوا — کیا نہاں ہم میں کسی پردہ نشین کا راز تھا

مردہ تھا میں مژدۂ وصل سے زندہ کر دیا — واقعی عیسیٰ کا قاصد میں مرے اعجاز تھا

نالہ کش یاد بتان میں میں نہ تنہا تھا فقط — ساتھ میرے دیر میں ناقوس بھی دمساز تھا

اے زہے اوج بساط منزل قرب خدا — عرش اعلے ایک ادنیٰ فرش پا انداز تھا

گوشہ خلوت میں گو شبکو نہ تھی کچھ روشنی — شمع بزم افروز م انکا شعلۂ آواز تھا

نغمۂ فریاد فرقت کا نہ تھا کوئی شریک — اک نفیر نالۂ دلکش فقط دمساز تھا

تھا تردد مرغ دل کو کون یارب لیگیا — پھر کے دیکھا تو نگاہ ناز کا شہباز تھا

بیٹھتے ہی سینہ میں کیوں اڑ گیا مرغ خدنگ — کیا ہر اک لخت دل بسمل پر پرواز تھا

کون جویائے اذان مجھ سے سوا تھا ہجر میں — اول شب سے سحر تک گوش بر آواز تھا

ابتدائے ہوش سے تھا تا بہ پیری شغل مے — باب رحمت اوّل شب سے سحر تک باز تھا

لعل سمجھے تھے جسے تم موتیوں کے ہار میں — سلک دُرّ اشک میں میرا دل پر آز تھا

پنجۂ عشق مژہ میں کس طرح پھنستا نہ دل — مدتوں سے درپے صید کبوتر باز تھا

کیا کوئی اب آ کے ہو غیروں کی محفل میں مخل — آ چکے جب تک کہ کچھ تعظیم تھی اعزاز تھا

سرگین مژگان سے کرتے چشم کیا دلکا شکار — بستۂ تار کبودی پنجۂ شہباز تھا

آپ دل ترچھی نظر سے بھڑکے بسمل ہو گیا — ناوک انداز نگہ گو خود غلط انداز تھا

سرخ جوش حسن سے آنکھین تو ابرو نہ تھین — خوشنما ہر طاق مین جام شراب ناز تھا

دام مین بلبل کو گریان پا کے حسرت نے کہا — یہ وہی ہے خندۂ گل سے جو ہم آواز تھا

آتش افروز محبت شمع و پروانے نہ تھے — شعلہ رخ پر طپان یہ دیدۂ غمّاز تھا

آہ کرتے ہی چھٹا قید کمانِ زیست سے — صید گاہِ عشق مین مین تیر کی آواز تھا

غنچۂ دل شوق پامالی مین مرجھا گئے — کیا مزاج نازک رفتار کچھ ناساز تھا

حاجب نغمہ نہو کیون موسپیدی ساقیا — پنبۂ مینا رقیب قلقل آواز تھا

خاک ہوتے کیون نہ جلکر دیدہ و قلب و جگر — جلوہ گاہ ناز مین عشوہ کرشمہ ساز تھا

سوز دل آہ جگر سیلاب اشک افتادگی — عشق مین فیض عناصر سے مین کیا ممتاز تھا

لیلی پردہ نشین کس طرح ہوتی بیحجاب — غنچۂ دل قیس کا در پردہ محمل ساز تھا

طفلی و پیری کا یہان عالم تھا مثل دائرہ — ایکسان اپنا سدا انجام اور آغاز تھا

جلوۂ گلشن پہ تھا کیون خیط ابیض کا گمان — رشتۂ گلدستہ بند نقش پائے ناز تھا

چھوڑتا کیا دامن صحرا کو مجنون ہاتھ سے — نابلد تھا پرخطر دشت نیاز و ناز تھا

وصف طول زلف ازل سے گو ابد تک تھا نہ کم — اُسپہ ہنگام سخن اندیشہ اعجاز تھا

عربدہ سازی مین نیرنگ حباب اُنکا شریک — جلوہ بازی مین رخ مہر مبین انباز تھا

ایک ابر فیض سے ٹپکے تھے دو قطرے مگر — سحر چشمی اُنمین عیسیٰ مین لب اعجاز تھا

تھی تصورِ محوِ نظارہ جو رُوے صاف کا | شکل آئینہ درِ چشمِ تحیّر باز تھا
جوشِ افغانِ عنادل تھا ہم آہنگِ سُرود | رنگِ نیرنگِ بہاری تارِ بند ساز تھا
تھی زبان بندی ہماری نقش بندِ گفتگو | مہرِ لب سے شکلِ عکسِ حرف افشا راز تھا
شکوہ جو کچھ تھا تو صورت گر سے اس سبب سے کیا | دستِ مشاطہ کا تابعِ حسن کا انداز تھا
اسقدر تو دل نہ تھا محوِ بہارِ لالہ زار | کچھ تو آئینہ کو بھی رنگِ شفق سے ساز تھا
اِس صفائی سے کیا مفتون نگاہِ ناز نے | دیدۂ آئینہ محوِ چشمِ افسون ساز تھا
تھی مکافاتِ عمل سے فکرِ نار و خلد کی | امتیازِ شعلہ و گل سے نہ جب ممتاز تھا
کب شکستِ آئینہ پر مین ہوا صرفِ فغان | دردِ محرومیِ عکسِ رخ سے گرمِ آواز تھا
آتشِ سے غازۂ رُخ کی نہ تھی تنہا رقیب | خوردۂ مینا بھی خطِ سبز کا غمّاز تھا
رُوے روشن سے تھا قلبِ صاف گرمِ اختلاط | آئینہ سے آئینہ محوِ نیاز و ناز تھا

تازیانہ بید جرمِ عشق مین تھا لے ہدا
کاردِ خنجر کا ہر اک برگ مین انداز تھا

غزل

صیدگاہِ عشق مین جب حسن تیر انداز تھا | بسمل صد ناوکِ ارمان دلِ پر آز تھا
بے سبب یون بزم مے مین خوشنما کب ساز تھا | قلقلِ مینا سے بھی در پردہ باہم ساز تھا
گرمِ نازِ حسن وہان ہر عشوہ و انداز تھا | سرد آہون سے فسردہ یان دلِ پر آز تھا

آپ خنجر ہو گیا اپنے شکم کو برگ بید ‏ / بانکپن سنبل سے کرنا باغ مین ناساز تھا

تھا جو گریان طرۂ ترک حسین کے عشق مین ‏ / مرغ نالہ ہم نوائے بلبل شیراز تھا

دیدۂ نرگس کو اعمی کیون نہ کر دیتا غبار ‏ / راز عشق بلبل و گل سے یہ کچھ ہمراز تھا

دم چرا کر اس سے مین سیدھا چلا زیر زمین ‏ / زلف پر خم سے سوا دور فلک کجباز تھا

سایہ افگن جسکے سر پر ہو نہ کیون ہو بادشاہ ‏ / ہر پر ناوک ہما کا شہپر پرواز تھا

خال سرمہ کا نہ تھا لے دل تہِ زلف سیاہ ‏ / آشیان شارک کا زیر مسکن شہباز تھا

لعل و گوہر کر دیے لخت دل و اشک الم ‏ / صدمۂ عشق لب و دندان جواہر ساز تھا

مے کشی سے بند لب انکے نہ وصلت مین ہوے ‏ / رات بھر گھر مین وہان شیشۂ مے باز تھا

تنگ پامالی سے چونٹی کیطرح پاتا نجات ‏ / پر اگر ملتے تو مین بھی عازم پرواز تھا

یاد لب مین لخت دل یہ چشم پر خون سے بہے ‏ / فرش گل ہر سو بساط غم کا پا انداز تھا

چاک ہو جانے سے دلکے درد اتنا ہے مجھے ‏ / ایک مدت سے نہان اسمین تمہارا راز تھا

دل مین آتی ہے ہوا رخت بدن جلکر سیاہ ‏ / کیا تبسم کا تصور انکی برق انداز تھا

سرمگین مژگانکے ناوک نے مجھے چپ کر دیا ‏ / کیا صدا دیتا کہ صید تیر بے آواز تھا

تیر و خنجر قتل پر میرے نہ یون چلتے کبھی ‏ / کچھ نہ کچھ ابرو و مژگان کا بھی آہن ساز تھا

شب کو لکھتا تھا جو وصف ابروے قاتل کا ہما
کلک سے تیغ دو پیکر کا عیان انداز تھا

غزل

طوطیِ رنگِ دوئی جب خوگرِ پرواز تھا
جوہرِ آئینہ دِل رونماے ناز تھا
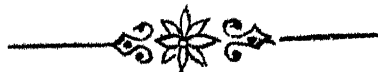
دل یہ جب صیادِ فکرِ زلف دام انداز تھا
بیش پا پر بستہ مضمون فلک پرواز تھا

نشۂ مے سے وہ مست ناز گرمِ راز تھا
فتنہ روے مہرِ محشر سے نقاب انداز تھا

صورت پاے صبا رفتار کا انداز تھا
گل فشان گلدستۂ نقشِ خرام ناز تھا

بلبلِ دل طوطیِ سدرہ سے ہم پرواز تھا
آشیان جب طرۂ مشکین روے ناز تھا

سبزۂ رخ پر نہ سبزہ ہی کو تنہا ناز تھا
گل کے بھی سر مین دماغ شاہد طناز تھا

ناخن انگشت ایما سے کیا شق القمر
مظہر برہان قاطعِ جلوۂ اعجاز تھا

شوخیِ نقش قدم تھی رونماے ناز یار
جوہر آئینہ آئینہ کا صورت ساز تھا

آتش رخ نے جلا کر یہ جلا دی وقتِ دید
دستِ موسیٰ پنجۂ مژگان چشم آز تھا

آہوے دیدہ کو عشقِ سبزۂ رُخ چر گیا
ورنہ باغ حسن مین یہ کیا تھا مشکل گاز تھا

خاکساری سے مٹا آئینۂ دِل کا غبار
ذرہ ذرہ گرد حسرت کا جلا پرداز تھا

خاموشی مست مے الفت کی رسوائی ہوئی
فاش خودداری کا کیف بیخودی سے راز تھا

وقت گریہ برمژگان لخت دل ایجان نہ تھے
سائبان چشم مین لانے کا پا انداز تھا

سر سے چٹکی کے اشارے مین تری چلتا رہا
تیر رفتہ بھی حقیقت مین عجب سرباز تھا

پاک گرد حرفِ مطلب سے نہ کرتا کِس طرح
بدنما آئینہ دل پر غبار آز تھا

صیدگاہ یاس مین ہوتا نہ گر دام امید
طائر رنگ شکستہ مائل پرواز تھا

وہ بھی دن تھے دیکھتے تھے ہم یوسف کیطرف
اپنی خود بینی پہ نرگس کیطرح یہ ناز تھا

شام غربت مین شفق کا تھا جو گردونیہ گمان
وہ غبار کشتہ رنگ حنائے ناز تھا

نغمہ فریاد فرقت کا نہ تھا کوئی شریک
اک ہمارا نالۂ دلکش فقط دمساز تھا

میکدے مین شیشہ و مینا جسے سمجھے تھی مست
وہ گل خمیازۂ رفتار پائے ناز تھا

صبحدم لرزان شعاع مہر گردون پر نہ تھی
دست مست حسن مین جام شراب ناز تھا

قلعہ کاغذ کی صورت جل رہے تھے آسمان
شعلۂ آہ رسا فرقت مین آتشباز تھا

تھا تردد مرغ دلکو کون یارب لیگیا
پھر کے دیکھا تو نگاہ ناز کا شہباز تھا

مٹین اتنا تو فرقت مین کہ وہ بھی یہ کہین
عاشقون مین میرے جو کچھ تھا وہی جانباز تھا

غزل

ہجوم فوج غم ہے وقت ہے معجز نمائی کا
مری مشکل کشا موقع ہے اب مشکل کشائی کا

شرف حاصل در حیدر پہ کر لے جبہہ سائی کا
نجف کو چل کہ وقت آیا ہے قسمت آزمائی کا

گدایان نجف کو تمر ہے بادشاہی کا
خدا کی شان ہے سب کارخانہ ہے خدائی کا

وسیلہ ہو کوئی گر خضر رہ تک رسائی کا
کرین تر زاہدان خشک جامہ پارسائی کا

تصدق مین تمہارے جو گل سرخ آج آیا ہے
دل صد چاک پرخون ہے یہ تیرے اس فدائی کا

چھپا ہے گوشۂ محشر مین ڈر سے فتنۂ محشر
قیامت خیز ہے نقشہ تمہاری خودنمائی کا

نقاب اسوجہ سے رکھتا نہیں وہ یوسف ثانی
کہ مہر و ماہ کیصورت ہی دعوی خودنمائی کا

بہار آئی گریبان قبا سے دم الجھتا ہے
بس اب موقع ہی لے دست جنون زور آزمائی کا

غرض آئینہ و شانے سے کیا ان مرنیوالون کو
جنھین ہے آئینہ صبح سحر آلہ خودنمائی کا

تصور سے پہونچ جاتا ہون ہر شب کوچۂ گیسو مین
رسا انداز سے انداز اپنی نارسائی کا

بتون کے عشق نے دی ایسی وسعت خانہ دل کو
فراغت سے ہی اک گوشہ مین درد و غم جدائی کا

کوئی الزام سے ناحق کے رسوا ہو نہین سکتا
ہوئی دامن دری یوسف کی شہرہ پارسائی کا

کیا صحرا کبرا آتش کو دم مین لالہ زار ایدل
خلیل اللہ سے پوچھو ماجرا قدرت نمائی کا

نہ کچھ جنبش لبون کو ہی نہ گویائی زبان کو ہے
اسی منھ پر ہے تم کو لے بتو دعوی خدائی کا

زبان کلک کے مانند شق ہو جائے دل فورًا
زبان پر لاؤن حرف جیم گر لفظ جدائی کا

در جانان پہ جاکر ناصیہ سائی کرین ہم بھی
ارادہ ایک مدت سے ہی قسمت آزمائی کا

دہان حلقہ کاکل صدا دیتا ہے عاشق کو
بہت پر پیچ و نازک ہے یہ کوچہ آشنائی کا

نہ دم نکلے مرا کیونکر خم ابروے جانان پر
کہ عالم اسمین اس سفاک کی ہی کج ادائی کا

حسینون کے نظارے نے منگائی بھیک در در کی
یہ چشم حسن بینا ہے مگر کاسہ گدائی کا

مجھے تسکین نہین اس خوف سے افغان نہین کرتا
کہ منظور نظر ہے شغل انکو سرمہ سائی کا

شب وصلت مین بیجا شرم بے شرمی سے بدتر ہے
نقاب بے محل ایجان ہے برقع بیحیائی کا

چھڑایا مجھ کو فکر بار برداری سے سامان کے
بہت ممنون ہون مین اپنی ساز بے نوائی کا

جو سر دینے کا وعدہ ہے تو چل جلدی سوے قاتل
کہ وہ بھی منتظر ہے دیر سے تیغ آزمائی کا

چمک مین بھی دکھا دون داغ دلکے آج زینت ہے — بہت دعوی حسینون کو ہے اپنی خودنمائی کا
بہار آئی ہے شاہانہ تجمل ہے گلستان مین — گلو نکے سرخ جامہ مین ہے جلوہ میرزائی کا
کیا ہے قتل مجھکو جنبش ابروے قاتل نے — مین اب ممنون ہون خنجر کا کہ برش کی صفائی کا
امید وصل مین ہر شب ہون خواہان صبح محشر کا — کہ شاید روز فردا ہو وہی وعدہ وفائی کا
پڑے یارب نہ فصل گل اگر ہو پرسش محشر — کہ ہوتا ہے زمانہ وہ مری آشوب زائی کا

مجھے تو نسخہ حب الشفا خال کافی ہے
ہمدادرکار ہے کس کو تراباد ین شفائی کا

غزل

نام سودے مین ترا منھ سے نکلنے نہ دیا — ہمنے کس جوش مین اس خم کو ابلنے نہ دیا
ہمہ تن نور مجسّم تھا جو جسم انور — سایہ اسوجہ سے نقاش ازل نے نہ دیا
طور سے پوچھ ذرا جلوہ محبوب کا رشک — آب سرمہ ہوا موسیٰ تجھے جلنے نہ دیا
ڈال ہے منکر رحمت کیلئے ذکر خلیل — گل کیا آگ کو یون رنگ بدلنے نہ دیا
نزع مین آکے وہ رکھے رہے منھ پر مرے ہاتھ — صدسے ارمان کیطرح دم بھی نکلنے نہ دیا
عشق خال رخ جانان یہ رہا سینہ سپر — وار تیغ نگہ یار کا چلنے نہ دیا
دل کو روشن نہ کیا بادہ الفت سے کبھی — ہمنے اس گھر مین چراغ آپ ہی جلنے نہ دیا

کیون نہ روشن مرا پھپلا کرے داغ دل کو نور کسدن ید بیضا کو بغل نے نہ دیا
واہ ری تیز روی تیر نگہ کی تیرے بڑھ کے اپنے سے قضا کو کبھی چلنے نہ دیا
دم نکل جانا گوارا کیا اللہ رے ضبط منھ سے پر راز محبت کو نکلنے نہ دیا
اِک غزل اور کرو نظم ہدا کیا کہنا
کونسا لطف سخن تھا جو غزل نے نہ دیا

غزل

ضبط غم نے مجھے دل کھول کے جلنے نہ دیا یون جلایا کہ دھوان منھ سے نکلنے نہ دیا
جان دی عقل دی ایمان دیا صحت دی شکر کر کیا تجھے فیاض ازل نے نہ دیا
بسکہ ہاتھون سے خزان کے تھا غم جامہ دری رخت نو گل کو گلستان نے بدلنے نہ دیا
وصل کی شب نے یہ حق مین مرے کوتاہی کی حوصلہ کوئی مرے دل کا نکلنے نہ دیا
مانگ اُنکے نگہ شوق کو تھی سیدھی راہ زلف یہ پاؤن کی بیڑی ہوئی چلنے نہ دیا
شعلۂ آتش رخسار نے پھونکا تھا مجھے چھینٹے دیدہ کے نگر اشکون نے جلنے نہ دیا
رکھ دیا تیغ پہ خود حلق کو اپنے جاکر وقت لے وعدہ وفائی ترا ٹلنے نہ دیا
گل کیا آتش نمرود نے لے دوست نواز جانکر اپنا خلیل آگ مین جلنے نہ دیا
تیغ ابرو نے مرے قتل مین یہ تیزی کی کمر یار سے خنجر کو نکلنے نہ دیا
ذائقہ جو شکر لب نے دیا وصل کی رات یہ مزا مجھ کو کبھی قند و عسل نے نہ دیا

خال کا عشق بھی اک حرزِ سلیمانی تھا — سحر مجھ پر نگہِ یار کا چلنے نہ دیا
ایکسان دولت و عسرت مین رہا اپنا مزاج — کبھی رنگ اپنی طبیعت کا بدلنے نہ دیا
یہ مخالف تھی مرے پر بھی ہوائے دنیا — کہ چراغ سرِ مرقد کبھی جلنے نہ دیا
خوشخرامی کا تری سنکے جہان مین شہرا — کوہ نے کبک کو دامن سے نکلنے نہ دیا
رنگ مہندی کا دکھاتا ابھی انکو سر دست — خون غیرون نے مرا یار کو ملنے نہ دیا
کل سے تھا قصد کہ خدمت مین ترے ہی حاضر ہون — ضعف نے پاؤن وہ پکڑے مجھے چلنے نہ دیا
گرتے ہی خاک کا پیوند ہوا طفل سرشک — جوشِ غم نے مری آغوش مین پلنے نہ دیا
خوف ایسا نظر بد کا سمایا مجھکو — سُرخ جوڑا کبھی اُس گل کو بدلنے نہ دیا
کر دیا خار اُسے پھول تے جسکو دیکھا — عشق نے نخل جوانی کبھی پھلنے نہ دیا
تھے مری بزم کہ زاہد کے پروانے تھے — ساغر مے کا چراغ ایک بھی جلنے نہ دیا

حلقۂ زلف ہوا حلق کا ایسا دربان
کہ سدا غم کا نوالا بھی نگلنے نہ دیا

غزل

عیان ہوتا ہی چہرے سے سرور و رنج انسان کا — گواہ حال رنگ برگ سے فصل گلستان کا
ہوا ممنون دل عمدہ یہ جوش چشم گریان کا — بہت دن سے تھا یہ نوح خواہشمند طوفان کا
تبسم سے فروغ حسن ہی یون روئے جانان کا — کہ بالائے افق ہو نور جیسے صبح خندان کا

پسا جاتا ہی ہر سو دل جوانانِ گلستان کا
وہ عالم ہے گلِ رخسار پر نسرینِ ریحان کا

تبسم مین لبون پر عکس ہی لب دُرِ دندان کا
عدن سے تا یمن اُٹھا ہے طوفان آبِ نیسان کا

فروغِ حُسن ہی ماتھے سے چھٹنا اُنکی افشانکا
کہ عالم ہے شبِ وصلت مین صبحِ نور افشان کا

ضعیفی مین پڑھا جنبش سے رتبہ ورد دندان کا
دمِ گفتار عالم ہے دہن مین غلطان کا

الٰہی ہفت خانے کا زلیخا کے نہین خواہان
بسر کو ایک گوشہ دے مجھے یوسفؑ کے زندان کا

بنایا خاک یون برقِ نگاہِ ناز نے مجھکو
کہ گرد آنکھون مین غیرون کی ہوا سرمہ صفاہانکا

حیا سے وصل کی شب مین بھی آنکھ اونچی نہین کرتے
بچھونا وہ تہِ پائے نظر رکھتے ہین مژگان کا

گرانی سے نہ میرے تُل سکے اعمال محشر مین
سحر سے شام تک بن بن کے ٹوٹا پلہ میزان کا

دمِ گریہ دُرِ مقصد سے دامن کیون نہ مملو ہو
اثر اشک ندامت مین ہی اپنے آبِ نیسان کا

پڑا ہون در پہ مثلِ نقشِ پا اس خاکساری سے
اُٹھانے کو مرے اُٹھتا نہین اب ہاتھ دربان کا

جنون مین اسقدر لاغر ہوا صحرا نوردی سے
سمجھتا ہے مجھے صحرا بگولہ اپنے دامان کا

نہ پوچھو مجھ سے اُلجھن عشقِ گیسو کی اُسے دیکھو
ہے جوڑا اُنکا مجموعہ مرے حالِ پریشان کا

کس آب شور مین شمشیرِ قاتل نے بجھائی ہی
مزا ہے ہر دہان زخم مین گویا نمکدان کا

تصور ہے تبسم کا جو اُنکے قلبِ روشن مین
تماشا آئنہ مین خوشنما ہے برق خندان کا

وہ کیا سمجھے حقیقت دل مین قیس دشت پیما کے
جو پردہ ہو مثلِ گرد دامان بیابان کا

سمجھ کر ہاتھ اُٹھانا اے زلیخا جنون اپنا
گریبان یان بھی شتہ دار ہے یوسف کے دامان کا

مثالِ نقشِ پا افتادگی مین ہو سبکساری
غبارِ راہ ہو کر بار خاطر ہو نہ دامان کا

بجھا کر دیکھ لو محفل مین تم شمع و چراغان کو
اگر ہو امتحان منظور میری آہ سوزان کا

جنون اہل وطن کی یاد مین کیون ہو جنت مین
نمونہ ہر گل فردوس ہو داغ عزیزان کا

الٰہی جب اُٹھون دنیا سے مین ایسا سبک اُٹھون
غبار شکوہ ہو سر پر مرے دوش عزیزان کا

دکھائے چشم ابیض کو کورہ زیسے جیسے
یہ عالم ہے مرے گھر مین شب مہتاب ہجران کا

سحاب رحمت غفار ہر قطرے سے پیدا ہو
نچوڑون دامن تر گر حباب بحر عصیان کا

پس افشاے اسرار محبت ضبط مشکل ہو
پیا جاتا نہین آنسو کسی سے نوک مژگان کا

فراق جان جان آسان نہ سمجھے اے ہدا کوئی
بہت دشوار ہوتا ہے نکلنا جسم سے جان کا

غزل

ازل کے دن سے پروانہ ہون اُس شمع شبستان کا
یہ داغ طور اک پرتو ہے جسکے روئے تابان کا

نہ پوچھو ماجرا میری شب تاریک ہجران کا
سیہ خانہ ہے مرقد کا کہ تہ خانہ ہے زندان کا

یہ مجمع کوچہ دل مین ہوا اپنے رنج و حرمان کا
نکلنے کا ہر اک سو راستہ ہو بند ارمان کا

گمان ہو اہل محشر کو عبث مہر درخشان کا
یہ اک پرتو ہے میرے شعلہائے داغ ہجران کا

فروغ صبح ہے جوش جنون فتنہ سامان کا
شعاع مہر ہر اک تار ہے اپنے گریبان کا

جنون مین کون ایقاتل ہو خواہان تیغ بران کا
کہ کم خنجر کے ڈوڑے سے نہین ڈورا گریبان کا

چبھا ہے اسقدر دل مین ہمارے عشق مژگان کا
مزہ دیتا ہے رہ رہ کر ہر اک کانٹا بیابان کا

نہ کینہ جائیگا آپس مین زلف و روے جانان کا | مسلمان ہے عدو کافر کا کافر ہے مسلمان کا

صلوٰۃ و صوم کا تارک ہی جو دشمن ہے یزدان کا | گمان بھولے سے بھی کرنا نہ اُس پر اہل ایمان کا

مجھے خط بھیجنے مین دیکھنا شوخی ظرافت کی | لفافہ پر پتا لکھتے ہین وہ گنج شہیدان کا

بسر شب عشق گیسو کی ہوئی گو صبح پیری ہے | مگر ابتک تصور ہے اُسی خواب پریشان کا

بدن سے روح یون نکلی مدد سے عشق گیسو کے | تصدق مین رہا جیسے کوئی قیدی ہو زندان کا

غرور اتنا نہ کرتے وہ عروج حسن پر اپنے | سنا ہوتا اگر پردرد قصہ ماہ کنعان کا

پریشان جسم مین یون روح ہے بے جلوہ جانان | تباہی مین پھرے جیسے کبوتر قصر ویران کا

بہار آئی چمن مین موسم جامہ دری آیا | تعلق بعد مدّت پھر ہوا دست و گریبان کا

بہت شورش نہ کر اے سیل گریہ ضبط لازم ہے | کہین مسدود ہو جائے نہ رستہ کوئے جانان کا

نہ کیون کنج لحد مین باغ باغ اب روح سعدی ہو | کہ اوس رشک چمن کو شوق ہے سیر گلستان کا

بجھے رہتے ہین تن مین داغ سودا یون ضعیفی مین | کہ عالم جس طرح دن کو رہے سرو چراغان کا

پئین گے بسمل تیر مژہ کیا تیغ کا پانی | بہت ہے تشنگی گو اک قطرہ آب پیکان کا

خیال آتا ہے جب دلمین ہمارے اُس مسیحا کا | پئے تعظیم اُٹھتا ہے جگر مین درد حرمان کا

مرے پی پی کے آنسو تشنہ دیدار اُنکے کوچہ مین | رہا پیاسا زمانہ شربت دیدار جانان کا

اوبل پڑتے ہین دل سے درہم داغ جنون اکثر | ٹھکانا ہی نہین اب تو مرے گنج فراوان کا

ترقی پر ہے رونا اُس پری کے عشق دندان مین | جوادنی اشک ہے گوہر ہے وہ تاج سلیمان کا

نہ ہین لخت جگر کے ساتھ نے ہمراہ خون دل | ہمین رونا ہے اپنے اشک کے بے ساز و سامان کا

جلا لیجاتا ہے ہر شب چراغ ماہ کو گردون — یہ اوج حسن عارض ہے مری شمع شبستان کا

یہ ابجد عشق کی از بر ہے ہم کو خرد سالی سے — سبق جسطرح ہو ورد زبان طفل دبستان کا

کرون کیونکر نہ شکر دشت گردی مین سراپا سے — دہان زخم پا مین ہے زبان کانٹا مغیلان کا

نگاہ لطف سے دیکھے مجھے ساقی جو محفل مین — ابھی ہو دور جام بادہ مجھ کو دور دوران کا

عجب غارت گر شہر بدن سفاک پیری ہے — کیا مسمار کس سختی سے آکر قلعہ دندان کا

مداوا کرتے ہین ناحق مرا تریاق و افسون سے — کہ مین مارا ہوا ہون اُنکے مار زلف پیچان کا

سمائے ہے ہمولے فقر ایسے کنج عزلت مین — کہ حاصل بوریے کو اوج ہے تخت سلیمان کا

گل تر جنکی منقارون مین ہین وہ بھی تو بلبل ہین — دماغ اپنا تو شرمندہ نہین بوئے گلستان کا

گمان کیونکر نہو میرے دہن پر مشک نافہ کا — شب وصل صنم بوسہ لیا ہے زلف پیچان کا

جو تو چاہے تو دے ادنی کو اعلی پر توانائی — ابھی اک مور ہو فرمان روا ملک سلیمان کا

نکل جائے تڑپ کر برق سان پہلو سے دل فوراً — کرون دم بھر اگر مین ضبط نالہ درد ہجران کا

مری آہون سے لہراتی ہین روے یار پر زلفین — ہوا پر کیا دماغ اب انہی نون ہے سنبلستان کا

سحر کو آئنہ کس کے رخ روشن کا دیکھا ہے — کہ عالم دیدۂ ہر نجم پر ہے چشم حیران کا

جنازے کا پسند آئے نہ کیونکر مرکب چوبین — کہ بہتر راحلہ اس سے نہین شہر خموشان کا

جگر مین ڈوب کر نکلا ہر یا دل توڑ کر نکلا — وہ اس سے دیکھتے ہین قطرۂ خون نوک پیکان کا

مثال نقش پا افتادگی مین ہے سبکساری — غبار راہ ہو کر بار خاطر ہو نہ دامان کا

شب ہجر صنم یہ روشنی مہر کا عالم ہے — چراغ اندھا جلے جس طرح سے گور غریبان کا

خوشی سے جسکے جو پاس آئے جب اُٹھے تو خوش اُٹھے — لحاظ اتنا تو ہر اک شخص کو لازم ہے مہمان کا

خوشی ہے ذبح کی دس دنسے آگے جان شادون کو — گمان ابرو پہ ہے اُنکے ہلال عید قربان کا

ہوا پر منزلون اُڑتے ہین فرطِ ناتوانی سے — دیا ہے ضعف نے رتبہ ہمین اوج سلیمان کا

تپ فرقت مین اک پردہ نشین کے جان جاتی ہے — حجاب آتا ہے کیا کیجیے بیان اس سوز پنہان کا

گمان ہوتا تھا ہردم ناقۂ لیلیٰ کا مجنون کو — بگولہ گر کبھی اُٹھتا کوئی گرد بیابان کا

جنون اہل وطن کی یاد سے کیون ہو نہ جنت مین — نمونہ ہر گل فردوس ہے داغ عزیزان کا

فراق جان جان آسان نہ سمجھے اے ہما کوئی
بہت دشوار ہوتا ہے نکلنا جسم سے جان کا

غزل

فدا کیونکر نہ اک عالم ہو حسن وضع جانان کا — حسین نازک بدن تیکھا رنگیلا کج ادا بانکا

یہ کس آئینہ رو نے یا الٰہی آنکر جھانکا — گمان ہر روزن در پر ہے مجھ کو چشم حیران کا

حقیقت مین نگاہِ لطف اسکی عین قیمت تھی — مرا آئینۂ دل دیکھکر خوب آپ نے آنکا

لہو آنے لگا ہے منھ سے پھر اب ساتھ نالون کے — یقین ہے زخم دل کا آہ مین ٹوٹا کوئی ٹانکا

توقع وصل کی اُس بیوفا سے کیا کوئی رکھے — کہ جبدن سے گیا پھر کر نہ دروازہ کبھی جھانکا

مقدر صورت ہاروت اپنا بھی رہا برسون — ذقن کے عشق مین نہ ہرہ جبینونکے کنوین جھانکا

زمانہ طالب شیرین زبانی ہے مثل سچ ہے — زبان شیرین جہانگیری زبان ٹیڑھی جہان بانکا

یہ جلدی تھی اجل کو مرے خلقت پنہانے مین — گریبان کو کیا نے قطع نہ بند کفن ٹانکا

جب اُس پردہ نشین کی یاد مین رونے کا دھیان آیا
حیا سے آنسون نے پردۂ مژگان مین منھ ڈھانکا

ہوئی بند آنکھ حاسد کی مری مضمون عالی سے
پر بال ہما سے ہمنے دیدہ باز کا ٹانکا

بہت رویا مین تنہائی یہ اپنی کنج مرقد مین
اُٹھے جب بڑھ کے وہ تلقین کفن سے منھ مرا ڈھانکا

اڑھائی چادر رحمت تن عریان عصیان پر
مرے ستار نے محشر مین خود پردہ مرا ڈھانکا

پہونچتا آبلہ پائی مین کیونکر قیس لیلی تک
قریب آیا جہان وہ تیز ناقہ دسنے پھر ہانکا

سراغ گرد رہ پایا نہ اُس لیلی شمائل کا
برنگ قیس مدت تک غبار دشت و در پھانکا

ہوا کیا خوب لکھے فارسی مین قافیہ ہندی
در مضمون کو چشم جوہری سے سب نے خوب آنکا

غزل

ہجر مین آرام بخش قلب مضطر کچھ نہ تھا
خار سے بدتر تھا یہ فرش گل تر کچھ نہ تھا

بعد مرنے کے کھلا یہ جسم لاغر کچھ نہ تھا
تھی فقط چادر ہی زیر چادر پر کچھ نہ تھا

شربت دیدار جانان کی تمنا لائی ہے
ورنہ مجھ کو اشتیاق جام کوثر کچھ نہ تھا

ذکر تھا یان تو جفائے چرخ کا برہم ہو کیون
شکوہ ظلم و جور کا تیرے ستمگر کچھ نہ تھا

جمتے ہی سبزے کے رخ پر طائر رنگ اُڑ گیا
چار دن تک تھا فقط حسن سمنبر کچھ نہ تھا

سامنے اُنکے نہ کیون کا فور ہوتا نور صبح
آفتاب ایسے جانان سے تو بڑھ کر کچھ نہ تھا

شور سنتے تھے بہت دیکھے سے تسکین ہوگئی
آگے اُنکی چال کے غوغائے محشر کچھ نہ تھا

بے تکلف ہم کو چلو مین ہی دیدیتا شراب ساقیا گر میکدے مین جام و ساغر کچھ نہ تھا
اُس زمانے سے ہے مجھکو قامت دلجو کا عشق گلشن عالم مین جب سرو صنوبر کچھ نہ تھا
واے قسمت کافرون کے واسطے اسباب عیش اور جز رنج و بلا بہر پیمبر کچھ نہ تھا
دشت و در مین سر پٹکتا مثل خضر اچھا ہوا فائدہ آب بقا مین اے سکندر کچھ نہ تھا
گو عزیز چشم اہل مصر تھا یوسف کا حُسن پر حقیقت مین جو پوچھو تم سے بڑھکر کچھ نہ تھا
یاد مژگان مین کسی پہلو نہ تھا شب بھر قرار خار سے بدتر تھا فرش گل کا بستر کچھ نہ تھا
خوب دونون کو ملا کر آج دیکھا غور سے اُنکے دندان کے مقابل آگے گوہر کچھ نہ تھا
اُنکے کہنے سے فقط راضی ہوا مین قتل پر ورنہ اے قاتل مجھے سر بار تن پر کچھ نہ تھا
وصل کی شب خوب چشم غور سے دیکھا کیا اُنکے دندان کے مقابل نور اختر کچھ نہ تھا

اے ہدا ایمان لائے تھے وہی معراج پر
جنکے دل مین سوے زن سوے پیمبر کچھ نہ تھا

غزل

ہو کا عالم بخدا عالم امکان ہوتا تو نہوتا تو جہان خانہ ویران ہوتا
اوج ہوتا شب غربت سے جو ترسان ہوتا رنگ اڑکر شفق شام غریبان ہوتا
دامن دشت پر از سنبل و ریحان ہوتا دود دل زلف کی صورت جو پریشان ہوتا
اے جنون ٹھہر تھا گر چاک گریبان ہوتا داغ جو پردہ نشین تھا وہ نمایان ہوتا

حشر مین داغ دل اپنا جو نہ پنہان ہوتا — مہر مغرب سے نہ طالع کسی عنوان ہوتا

صورت جیب قبا بالب خندان ہوتا — گر مین تکمہ کی طرح سر بگریبان ہوتا

جلوہ گر شب کو جو وہ شمع شبستان ہوتا — شجر طور ہر اک سرو چراغان ہوتا

اے جنون تو نہ اگر سلسلہ جنبان ہوتا — طوق کا پھر مری گردن پہ نہ احسان ہوتا

دشت پرخار ابھی رشک گلستان ہوتا — دامن دیدۂ پرخون جو گل افشان ہوتا

چاندنی مین جو کہین وہ مہ تابان ہوتا — جلوہ نور شب ماہ دوچندان ہوتا

یاد مین زلف سیہ کی جو مین گریان ہوتا — اشک ہر اک در تاج سر کیوان ہوتا

عشق یوسف کا جو جامے سے نہ ہوتا باہر — چاک یون دست زلیخا سے نہ دامان ہوتا

سبزۂ راہ خضر بنکے ہدایت کرتا — عشق خط مین جو مرا قصد بیابان ہوتا

خال جو انکی جبین پر نہ ہوا خوب ہوا — مور کو دعوئے اورنگ سلیمان ہوتا

ضعف سے کوچۂ دلدار مین جانا تھا محال — دل سنبھالے نہ اگر دید کا ارمان ہوتا

گر دکھاتے لب جان بخش کے عاشق اعجاز — موجزن آنسوؤن سے چشمۂ حیوان ہوتا

فصل گل مین جو مدد ناخن وحشت کرتے — سرخ لالے سے کہین رنگ گریبان ہوتا

دیکھ لیتا جو کبھی حسن کے جوہر اپنے — صورت آئینہ خود آپ وہ حیران ہوتا

نہ گلا کجروی قوس فلک کا ہوتا — مجھ سے سیدھا جو کبھی ناوک مژگان ہوتا

خشمگین چشم کا مضمون نہ کیا اس سے رقم
شعر ہر ایک مرا شیر نیستان ہوتا

مطلع

یاد مین اوس رخ سادہ کی جو گریان ہوتا
دیکھکر جوہر اشک آئینہ حیران ہوتا

آبرو اتنے تو دیتا مجھے وہ بحر کرم
ہمہ تن غرق مین مثل در غلطان ہوتا

گر مجھے تیغ تبسم سے وہ کرتے مجروح
زخم ہر اک مرے تن پر گل خندان ہوتا

بیکسی کسکو قلق تھا مرے مرجانے کا
کون تربت پہ سوا شمع کے گریان ہوتا

سیخ و آتش تھے بہم آہ و تب فرقت سے
کیون کباب دل مجروح نہ بریان ہوتا

آتش عشق سے گر شمع کیصورت جلتا
ہمہ تن صرف رہ دیدۂ گریان ہوتا

دل جگر دونون طرفدار تمھارے ہوتے
تم جدھر ہوتے زمانہ اُدھر ایجان ہوتا

طرۂ تاج ابھی مردم دیدہ کرتے
اشک پرخون اگر آویزۂ مژگان ہوتا

زخم اُس کان ملاحت کا جو ہوتا دلمین
شور انگیز قیامت یہ نمکدان ہوتا

ہوتی گنجائش اگر شہر مین رسوائی کی
چاک تا دامن صحرا نہ گریبان ہوتا

خلش عشق مژہ کا مجھے ہوتا جب لطف
دلمین سوفار جگر مین مرے پیکان ہوتا

برق گر حسرت گلشن کی جلاتی مجھکو
شکل طاؤس مین داغونسے گلستان ہوتا

شوق دیدار رخ یار مین باہر آتا
سات پردونمین جو حسن مہ کنعان ہوتا

غزل اس بزم معلی کی نہ پہونچے ورنہ
بلبل خلد ابھی آکے غزلخوان ہوتا

شرر نار جہنم کا بیان سنکے ہدا
کیون نہ شعلہ کی طرح تن مرا لرزان ہوتا

غزل

مری عفو خطا ہو برائے خدا چلو جانے دو بس جو ہوا سو ہوا

چھوا زلف کو بھولے سے ہو نہ خفا چلو جانے دو بس جو ہوا سو ہوا

تمھین اپنا سمجھ کے مین آیا یہان کہ کرونگا مین کچھ شب غم کا بیان

ہوے سنکے عبث مرے جان خفا چلو جانے دو بس جو ہو سو ہوا

کبھی ہجر کے غم سے جو تنگ ہوا کیا وعدہ خلافی کا تم سے گلا

ہوے رحم کے بدلے تم اور خفا چلو جانے دو بس جو ہوا سو ہوا

مجھے دیکھ کے غیر یہ دل مین جلا مرے آتے ہی آتے ہوا وہ ہوا

گئی گھر کی بلا کرو شکر خدا چلو جانے دو بس جو ہوا سو ہوا

مین رقیب کو آج یہ دیتا سزا کہ نہ چڑھتا کبھی مرے منھ پہ ذرا

ہوا فیصلہ اسپہ جو تم نے کہا چلو جانے دو بس جو ہو سو ہوا

کیا درد جگر کا جو تم سے بیان ہوے بدمزہ سنکے عبث مریجان

نہو گرم جفا مرے مہر لقا چلو جانے دو بس جو ہوا سو ہوا

کبھی زلف کے دام کا ذکر کیا، کبھی مصحف عارض پاک چھوا

ہوا اسپہ مین مورد ظلم و جفا چلو جانے دو بس جو ہوا سو ہوا

کہو چھاتی سے مجھکو لگا کے صنم ہین خفا نہین تمسے خدا کی قسم
تمھین جا نسے بڑھ کے مین سمجھا کیا چلو جانے دو بس جو ہوا سو ہوا

مین جو آپ سے طالب بوسہ ہوا ہوے جسپہ حضور بہت سا خفا
مجھے دیکھنے تھے رہ و رسم وفا چلو جانے دو بس جو ہوا سو ہوا

مجھے اُٹھ کے گلے سے لگا لو صنم مجھے پاس تو اپنے بلا لو صنم
مجھے اپنی غلامی مین رکھو سدا چلو جانے دو بس جو ہوا سو ہوا

مرے وعدہ وصل کی آج ہے شب ہے شب ہے ہجر مین ہین لطف طرب
کرو اگلے ملال کا اب نہ گلا چلو جانے دو بس جو ہوا سو ہوا

مجھے ذبح کو لیکے جو ساتھ چلا چلی ساتھ چھڑانے کو خلق خدا
یہی آتی تھی منھ سے ہر اک کے صدا چلو جانے دو بس جو ہوا سو ہوا

ہوئی نالہ و آہ مین عمر بسر کٹی یونہی قلق مین بدیدہ تر
کرو عشق سے توبہ بس اب تو حذر چلو جانے دو بس جو ہوا سو ہوا

غزل

اللہ رے جذب دید بت خوشجمال کا
صورت نما ہے آئینہ اپنے خیال کا

موے میان یار و عدم دونون ایک ہین
کچھ فرق بھی اگر ہے تو ہے ایک بال کا

کیا وقت ذبح تیغ کے جوہر کو دیکھتا
پیش نظر تھا آئینہ ابرو کے خال کا

اک روز کا شمار ہے یہان کے ہزار سال
کچھ اور ہی حساب ہے وان ماہ سال کا

حیران وہ ہو کے دیکھ کے آئینہ کہتے ہین
جلوہ ہے اس مین کون سے یوسف جمال کا

صحرا مین لطف صحبتِ اہلِ وطن رہا
ممنون ہون جنون مین مین اپنے خیال کا

پھنسنا نہ چارا دیکھ کے اے ماہیانِ بحر
محبس کی کھڑکیان ہین ہر اک خانہ جال کا

غزل

عجز سے اوج ملا مرتبۂ عالی کا
سرفرازی سے فزون پایہ ہے پامالی کا

ہل گیا دل مرا صدمہ ہوا پامالی کا
زرد ہو کر کوئی پتہ جو گرا ڈالی کا

عشق سے حسن کا سودا نہ اکیلے بنتا
کام آنکھون نے کیا بیچ مین دلالی کا

کیون گواہی مرے اعضا سے طلب ہے دم حشر
جبکہ اقرار ہے خود مجھکو بد اعمالی کا

مرے ناسور جگر کے یہ ہین شاہد بس مرگ
وا ہر اک خانہ ہے خنجر مین جو ہے جالی کا

عشق مین طفل مغنّی کے گئی ہے مری جان
دو گھڑی شغل رہے قبر پہ قوالی کا

چاک ہین گل کی قبائین ترے ہاتھون اے ترک
تختۂ لالہ ہے محضر تری قتالی کا

وہ بھی ہین نخل قرابت جو قلم کرتے ہین
غم ہے یہان سبزۂ بیگانہ کی پامالی کا

یاد دندان مین یہ کثرت سے گرے گوہر اشک
شک ہے دامن پہ مرے موتیے کی ڈالی کا

دل کے ہمرنگ ہے ایسی مئے الفت تیری
لوگ اس شیشہ پہ کرتے ہین گمان خالی کا

تیر سے پہلے نکل جائے مرے سینہ سے دم
دعوی اے ترک اگر ہے تجھے قتّالی کا

چاہ مین زہرہ و شون کی وہ پھنسے ہمسے وا
جن فرشتون کو تکبر تھا خوش اعمالی کا

وادی عشق حقیقی نہ سر مو ہوا طے
طائر سدرہ کو دعوی تھا سبک بالی کا

خاکساری پہ نظر رہتی ہے انسان کی سدا
فی الحقیقت یہ عجب علم ہے رمالی کا

لاکھ بوسون کے برابر مجھے ملتا ہے مزا
کیا برا مانون مین اے شوخ تری گالی کا

لعل و یاقوت حیا سے ہین تہ سنگ نہان
وہ جما رنگ ہے ہونٹون پہ تری لالی کا

سچ بتا دیکھا ہے اُن سا بھی جوانِ رعنا
پیر گردون ترا شہرہ ہے کہن سالی کا

اے ہما مذہب افراط سے نفرت ہے مجھے
دخل کیا بزم اصولی مین بھلا غالی کا

غزل

جب کبھی کچھ حالِ دل کہنے یہ شید اجائیگا
وہ خفا ہو کر کہین گے ٹھہر و سمجھا جائیگا

آپ کا اُس دن مرے رونے پہ ہنسنا جائیگا
آپ کا بھی دل کسی پر جب کبھی آجائیگا

بارِ عصیان وہ ہے سر پر جس سے ہل سکتا نہین
کس طرح ہنگامۂ محشر مین جایا جائیگا

مار ڈالے گی شبِ فرقت مین بیشک چاندنی
دیکھکر مہتاب وہ رُخ صاف یاد آجائیگا

تم جو کہتے ہو چمن مین دل کو بہلا ہجر مین
گل شگفتہ دیکھکر دل اور مرجھا جائیگا

دل جلون کو کیا غرض گلدستۂ تابوت سے
بوئے داغِ دل سے خود لاشہ مہکتا جائیگا

تیز رو ہر چند ہے یہ توسنِ عمرِ رواں　　ایکدن ایسا گریگا پھر نہ اُٹھا جائیگا

ابتدائے عشق میں کیا انتہا معلوم ہو　　دل لگا کر دیکھو رفتہ رفتہ آتا جائیگا

صاف اشک آنکھوں میں بھر آتے ہیں سورج دیکھکر　　کس طرح وہ آفتابِ حشر دیکھا جائیگا

تم جفا و جور کے عادی میں خوگر صبر کا　　جبر کرتے جاؤ تم مجبور سہتا جائیگا

آئینہ دل کا دکھاتا ہوں جو آرایش کے وقت　　ہنس کے کہتے ہیں ابھی رہنے دو دیکھا جائیگا

خون سے میرے یہ کیا ممکن ہے وہ رسوا ہو　　لاکھ قاتل دھوئے دامن سے نہ دھبا جائیگا

ہر طرف اُسکے لئے ہوئے پانی میں ہیں جام حباب　　سیر کو کیا آج وہ میکش نہ دریا جائیگا

دیکھ لے اُس گھر کو اے دل بہا کر سیل اشک　　صاف وہ خورشید رو پانی میں دیکھا جائیگا

کھا کے گل مانند لالہ آپ میں رسوا ہوا　　اب قیامت تک بدنامی کا ٹیکا جائیگا

آج تو سیدھی نظر ہے اُس قدر انداز کی　　ہے یقین پہلے مرا سینہ ہی تاکا جائیگا

ابتدائے فصل گل میں ولولہ سودا کا ہے　　ہے ابھی کیا جوش گھڑیوں آگے بڑھتا جائیگا

اے ہدا گر ہند میں بھی مر گئے ہم چشم تر
تا نجف اشکوں میں بہکر اپنا لاشا جائیگا

غزل

کھلنے سے گل زخم کے عالم ہے یہ تن کا　　شک ہوتا ہے ہر بار عنادل کو چمن کا

پھر جاتی ہے آنکھوں میں مرے صحبت احباب　　غربت میں کوئی دوست جو ملتا ہے وطن کا

کیا ساتھ مرے یہ نہ جہنم مین چلین گے — سرگرم گواہی پہ جو ہر عضو ہے تن کا

بس ہے تنِ عریان کو مرے زخم کا دامن — یہ نازکا کشتہ نہین محتاج کفن کا

کانٹو نپہ لٹاتا ہے اُنھین عشق گُل اندام — صدمہ جنھین ہوتا تھا بچھونے کی شکن کا

کیون موسمِ گُل ہو نہ بلا تائبِ مے کو — جو غنچہ ہے شیشہ ہے مئے توبہ شکن کا

گلدستہ سراپا کو ترے دیکھ کے سمجھا — یہ رنگ ہے پیراہنِ رنگین کی پھبن کا

ہو ذکر ترا رشتۂ جان قطع ہو جب تک — تسبیح ہو تیری جو ڈھلکنے لگے منکا

اے مہ رخ روشن پہ شلے گیسوے شبرنگ — فاقہ مجھے دیتا ہے یقین چاند گہن کا

دی اشکِ ندامت نے لحد مین مجھے توقیر — سلکِ دُرِ شہوار ہے ہر تار کفن کا

بہتر نہین یہ جاہ دلا سبزۂ خط کی — خس پوش اسی سے ہے کنوان چاہِ ذقن کا

جل جاؤن ہمدم منھ سے نکالون جو کوئی بات
جانسوز ہے ہر حرف محبت کے سخن کا

غزل

اب تپِ فرقت سے یہ نقشہ ہے جسمِ زار کا — رو دیا وہ جس نے مُنھ دیکھا ترے بیمار کا

سوکھ کر عالم زبانِ کلک پر ہے خار کا — اک سرِ مو حال جو لکھا تھا جسمِ زار کا

وصل کی شب شرم سے ایسے ہین وہ غرقِ عرق — صاف گھونگھٹ پر ہے عالم ابرِ گوہر بار کا

کم نہین شورِ قیامت سے صدا پازیب کی — رنگ ہے ہر ہر قدم پر حشر کی رفتار کا

اپنی رحمت سے بچا لینا مجھے تو اے کریم
حشر میں ہنگامہ ہو جس وقت گیر و دار کا

دشمنوں کے جھک کے ملنے پر نہ کر تو اعتماد
کاٹتی ہے اُسقدر جتنا ہو خم تلوار کا

سر اُتر جائے کہیں جلدی سبکدوشی ملے
بوجھ کاندھے پر لیے کب تک رہوں بیکار کا

بے قصور اے جور کوچے سے نہ تو اپنے نکال
ظلِ رحمت ہے مجھے سایہ تری دیوار کا

تیرے ابرو پر نگہ افشان سے جم سکتی نہیں
صاعقہ کی طرح چم خم ہے تری تلوار کا

چھو لیا بھولے سے بھی جس نے ہدا آمارا پڑا
زہر ہے زلفوں کے حلقوں میں دہانِ مار کا

غزل

کیا کھنچے مانی سے نقشہ عارضِ دلدار کا
صاف کر دیتا ہے حیران آئینہ رخسار کا

آرزو کرتا نہ پھر تا حشر باغ خلد کی
ہاتھ آجاتا جو اک پھول اُنکے باسی ہار کا

عشق ہے وہ بد بلا اللہ ہی اس سے بچائے
پاس کچھ رہتا نہیں انسان کو ننگ و عار کا

اک قدم کبک دری آگے نہ اسکے چل سکی
گو چلن سیکھا کیے اک مدتوں رفتار کا

دردمندی عشق مژگان میں نہو کیونکر پسند
دل کو دیتا ہے مزا رہ رہ کے چبھنا خار کا

زلف کے حلقے میں یوں اس دل روشن کا رعب
جیسے تابان شب کو ہو مُہرہ دہانِ مار کا

پاسداری چاہئے گبر و مسلماں کی ضرور
چاہیے تسبیح میں رشتہ رہے زُنار کا

پہلے گُل میں انل سے کا وشیں خار و تکی ہیں
کیوں نہ کھٹکے آنکھ میں سبزہ ترے رخسار کا

دل جگر جو کچھ تھا پہلو مین اُسے تو کھا چکا
منہ کھلا ہے کس لیے اب تیر کے سوفار کا

اِس صفائی سے اُڑانا دھجیان دستِ جنون
نام بھی باقی نہ رہ جائے قبا کے تار کا

آسیہ کی طرح سے پیسا ہے مجھکو عمر بھر
کیجیے کس سے گِلا اس چرخِ کجرفتار کا

یہ پھلا پھولا ہے داغون سے مرے دل کا چمن
ہے فضائے دل پہ عالم خلد کے گلزار کا

بیٹھکر دل مین ہمارے اسقدر رچا تا لہو
آجتک آلودۂ خون ہے دہن سوفار کا

بے ہوے کشتہ شگفتہ کب بھلا ہوتا ہے یہ
خاصہ رکھتا دلِ عاشق ہے سحم الفار کا

یہ چمک پہلے تھی خورشیدِ درخشان مین کہان
پڑ گیا ہے عکس اُن کے طرۂ دستار کا

اُف ری اے رخسار آتشبار تیری گرمیان
ہو گیا دنیا مین مین قائل عذابِ نار کا

داغِ اُلفت سے مہکتا ہے یہ دل کا خانہ باغ
تختۂ فردوس ہے ہر گُل مرے گلزار کا

نشۂ اُلفت عیان چہرے سے ہوتا ہے ہما
منہ نہین چھپتا شراب عشق کے سرشار کا

غزل

کرون کیا جا کے برہم مین حجاب حشر والون کا
سمائیگا کہان محشر مین مجمع اپنے نالون کا

گلِ عارض نگاہون مین ہے جب سے خوشجمالون کا
دلِ پژمردہ اپنا بن گیا غنچہ ملالون کا

بیان ہو کیا فروغِ حسن ان صاحب جمالون کا
بریدہ ناخنون مین جنکے ہے عالم ہلالون کا

نہ مضمونِ کمر ہاتھ آیا ان یوسف جمالون کا
بہت عنقا نے ذہن اُڑتا پھرا نازک خیالون کا

بنا کر مہربان دو خال تم نے روئے روشن پر | کیا رخسارۂ خورشید پر اثبات خالون کا
طواف کعبۂ مقصود مین سر سے بجا لایا | بڑا احسان ہے سر پر مرے تلوون کے چھالون کا
پھڑکتی آنکھین ہین سر سے اُنکی دیکھیے کیا ہو | بھڑکنا اپنے سایہ سے نہین اچھا غزالون کا
نزاکت اسکو کہتے ہین کہ نیلے ہو گئے فوراً | خیال بوسہ دل مین آیا جب اُن گورے گالون کا
دیا ہر اک کو رخت گرم و سرد اس باغ مین تو نے | قبا شبنم کی گل کو پوستین نخلون کو چھالون کا
کیسے ہین نظم کیا اشعار وصف چشم جانان مین | کہ ہے ہر شعر برجستہ سے پیدا رم غزالون کا
نہو پابند اے دل روز سیر سنبلستان کا | بلا کا دام ہر حلقہ ہے گھونگروالے بالون کا
بلا کا سامنا ہے جب سے دل اُلجھا ہے زلفون مین | کہون کیا پوچھتے کیا حال ہو آشفتہ حالون کا
قوی بازو تلاش رزق مین ہو شیر کی صورت | نہ کتے کی طرح طالب ہو اور ونکے نوالون کا
کوئی آتا ہے بازار عدم سے کوئی جاتا ہے | بندھا مثل نفس ہے تار آنے جانیوالون کا
لپیٹے ہار پھولون کے ہین پیچ زلفون مین جو اُس گل نے | گمان ہوتا ہے ان ناگون پہ ہمکو کوڑیالون کا
ہنسی سے ڈھانپ کر منھ میرے ماتم مین وہ کہتے ہین | کوئی پلہ نہین مُنھ سے چھڑا تا رونے والون کا
یہ اپنے دیدۂ حسرت زدہ کا عکس ہے ساقی | گمان اس شیشۂ مے پر عبث ہے تجھکو چھالون کا

خدا جانے ہوا ہے نور کس کا جلوہ گران مین
ہر اک پیر و جوان عاشق ہے کیون ان خوشجمالون کا

غزل

عشق گیسوے صنم مین حال یہ ابتر ہوا | صفحۂ خاطر پریشانی کا اک دفتر ہوا

تیغ ابرو سے ترے مین ذبح اے دلبر ہوا — آنکھ پڑتے ہی جگر کے پار اک خنجر ہوا

میان سے قاتل کا عریان اُسطرف خنجر ہوا — ذبح کے یہان شوق مین جامے سے مین باہر ہوا

رفتہ رفتہ کیا وفور آب چشمِ تر ہوا — قطرہ قطرہ بڑھتے بڑھتے چشمۂ کوثر ہوا

ہاتھ سے قاتل کے چھٹ کر تیر جانب رُخ گیا — آج سے دل مین مرے اے تیر تیرا گھر ہوا

حشر ہوگا صُور اسرافیل توڑا جائے گا — خواب سے بیدار گروہ فتنۂ محشر ہوا

غیض مین بے طرح آج آیا تھا یہان وہ جنگجو — خیر کی اللہ نے پیدا نہ کوئی شر ہوا

آدمیت ان بتون کی عشق مین جاتی رہی — سختیان اتنی اُٹھائی ہین کہ دل پتھر ہوا

طول فرقت سے نہ گھبرا وصل بھی ہوگا ضرور — دل کو یہ تسکین دیتا ہون جہان مضطر ہوا

چھوڑ دیگا مے کا پینا جام سے وہ بدگمان — میری مٹّی سے کبھی تیّار گر ساغر ہوا

یاد دندان مین مرے اشکون نے پائی آبرو — جو گرا دامن پہ قطرہ دانہ گوہر ہوا

میکشانِ رفتگان کا فاتحہ دیتے ہین ہم — جب میسر بادۂ گلگون کا اک ساغر ہوا

تھی نزاکت سے گران جنبش بھی دست یار کو — پھول اُٹھانا میرے تیجے مین اُنھین دوبھر ہوا

سرد ہو جائیگی دوزخ گرم زاری سے مری — آبدیدہ گر گناہون پر یہ دامن تر ہوا

مہندی ملکر میرے گھر آئے ہین وہ وقتِ غروب — سُرخ کیا رنگ شفق سے رشکِ بام و در ہوا

گلفشانی سے صبا کی سب زمین زردار ہے — دامنِ صحنِ گلستان آج کیا پُر زر ہوا

خوش ادائی پر تمھین دعوی تھا شیرین کیطرح — پھوڑ کر سر مین بھی تو فرہاد کا ہمسر ہوا

نور کا تڑکا نظر آنے لگے گا روز حشر — یہ گریبان چاک بھی گر واردِ محشر ہوا

میرے یوسف کا رُخ رنگین چمن میں دیکھکر
ہر گلِ زردار دل سے بندۂ بے زر ہوا

موم آہن ہو گیا حسرت پہ میری وقتِ ذبح
دیدۂ خونبار خنجر کا ہر اک جوہر ہوا

جھک کے چلنا ہے وہ شے اللہ کو بھی ہے پسند
منکسر ہونے سے پایہ عرش کا برتر ہوا

یاد میں اُس حور کی یہ ہجران تھی سیلِ اشک
دیدۂ تر آبروئے چشمۂ کوثر ہوا

لاش پر آیا مری وہ ماہ جب وقتِ حنوط
جلوۂ رخسار یا لائے کفن چادر ہوا

وہ گلِ تر آیا تربت پر جو بہرِ فاتحہ
پرتوِ رخسارِ رنگین پھولوں کی چادر ہوا

تم جو ابرو سے مجھے بے تیغ کرتے ہو حلال
کون سے ظالم سے حاصل تم کو یہ جوہر ہوا

ان بتوں کی سختیوں کی تاب سے برداشت تھی
آدمی کا دل نہ ٹھہرا کیا کوئی پتھر ہوا

دیکھکر نشتر لہو میں جوش ہوتا ہے ہرا
کاوشِ خارِ مژہ کا جب سے دل خوگر ہوا

غزل

نیش زن عشقِ مژہ فرقت میں بیجا جور تھا
دل نہ تھا پہلو میں گویا خانۂ زنبور تھا

گو مری میت سے وہ برقِ تجلی دور تھا
نخلِ تابوت اپنا عکسِ رُخ سے نخلِ طور تھا

خفتگانِ خاک چونک اُٹھے تری رفتار سے
یہ صدا پازیب کی تھی یا کہ شورِ صور تھا

غیر دیتے امتحانِ یار میں کیا میرا ساتھ
کون انھیں تھا تہمتن کون اِنمیں سور تھا

دو قدم دروازے سے ہوتے مری میت کے ساتھ
فاصلہ اتنا نہ کچھ نزدیک اُن کے دور تھا

یاد ایامِ جوانی ہر سحر تھی نورِ خلد | ہر سوادِ شام زینت بخش چشمِ حور تھا
چھوڑ کر مجھکو پلا دی بڑھ کے اورونکو شراب | پاس تھا گو سب سے مین پر دل سے اُنکے دور تھا
نزہتِ کوے صنم سیرِ جنان سے کم نہ تھی | روزنِ دیوار جو تھا عین چشمِ حور تھا
دیکھتے ہی جلوۂ بُت خلد سے دل پھر گئے | زاہدون کے دل مین کیا کیا اشتیاقِ حور تھا
یار کے دندانکو نسبت کس سے مین دیتا بھلا | دل مین ہر اک گوہرِ پُر آب کے ناسور تھا
ظرفِ مے پر بے ترے ساقی جو تھی افتاد تھی | یہان خمارِ مے سے سب کا شیشۂ دل چور تھا
ابکی یہ کیفِ بہارِ بادہ مین تاثیر تھی | دانہ جو تسبیح کا تھا دانۂ انگور تھا
آتشِ گلشن ترقی پر تھی یہ ابکی برس | صورتِ اخگر تھا جو جو دانۂ انگور تھا
گو کہ سب سامان تھے پر تیرے نہونیسے صنم | خانۂ دل مثل چشمِ آبلہ بے نور تھا
چرخ پر تاثیر کی آہون نے پر اُسپر نہ کی | آسمان سے بھی سوا کیا وہ ستمگر دور تھا
رنج اندوہ گذشتہ کا ہے اے دل کس لیے | تھا وہی بہتر جو کچھ اللہ کو منظور تھا
مین بجا لاؤن تری شرطِ اطاعت اے کریم | جو ہوا قدرت سے تیری کیا مرا مقدور تھا
کھل گیا اخوانِ دُنیا کا تہیدستی مین حال | عہدِ دولت مین تھا جو کچھ ربط ملا ہوا زور تھا

کیا لکھے ضعفِ بصر مین کیا پڑھے کوئی ہما
خوب سا لکھ پڑھ چکے آنکھوں مین جبتک نور تھا

غزل

نہ طالب ہو کبھی ارباب نعمت کے توسل کا
اگر پابند ہو جائے کوئی نان توکل کا

سر مو خم نہ جائیگا بتون کی تار و کل کا
عبث ہے پیچ کھاتا باغ مین نسرین و سنبل کا

مقرر اس جگہ پر ہے مقام دفن بلبل کا
جہان پر ڈھیر ہے صحن چمن مین لالہ و گل کا

کرون کیونکر نہ اوصاف علی مین نظم برجستہ
کہ اپنا توسنِ طبع روان پیرو ہے دلدل کا

غلام روسیہ کو بھولنا اُسدن نہ اے مولا
کہ پوچھا جائے جسدن واسطہ اہلِ توسل کا

جھکا ئین گے کنوئین چاہِ ذقن پر ہرہ جبینون کے
گواہ حال ہے افسانۂ پُر درد بابل کا

تڑپتا ہے دلِ بیتاب میرا کنج مرقد مین
گمان اہلِ زمین کو ہے قیامت کے تزلزل کا

لٹا کرتے ہین دروازے پہ لاکھون قافلے دل کے
نہو کس طرح شہرہ یار کے حسنِ تغافل کا

شب وصلت بھی روتا ہون مین صبح ہجر کے غم مین
ترقی مین بھی مجھکو خوف رہتا ہے تنزل کا

زبانِ خلق پر چرچا رہیگا ہر زمانہ مین
مری چشم مروت کا ترے طرز تغافل کا

ارادہ ہے کہ بوسہ لیکے پھر خواہان وصلت ہون
ملے اک جزو پر قبضہ تو پھر دعوی کرون کل کا

فرشتون کو کیا پابند و فقر و نمین ہم کیا ہین
قیامت کا ہے افسون ساحرانِ شہر بابل کا

مآلِ عاشق و معشوق اکدن خاک ہے لیکن
نشان ہے چشم مجنون کا نہ لیلی کی کاکل کا

چمن مین جورِ گلچین ہمسے جب دیکھا نہین جاتا
بھلا کیا حال ہوگا اضطرابِ قلب بلبل کا

ہدا تم کیون ہوے پابند اُس زلف مسلسل کے
یہ مضمون ہے ہمارے پاؤنکی زنجیر کے غل کا

غزل

بہار آئی کھپا جاتا ہے رنگ آنکھوں مین ہر گل کا
دکھا دیتا ہے دل کو نالۂ پُر درد بلبل کا

پڑا تھا عکس وقتِ دفن شاید اُنکی کاکل کا
جو اب تک خاک سے میری نمو ہوتا ہے سنبل کا

لٹا دے نام بلبل پر کوئی صرہ زرِ گل کا
اگر گلچین کو دینا خون بہا ہے خونِ بلبل کا

تنِ نازک ہے ہمرنگ طلا اُس غیرتِ گل کا
بنے پھولون کے گہنے کی جگہ زیور زرِ گل کا

ہوا دل جب سے مائل اُنکے رو و خط و کاکل کا
ہر اک داغ اک چمن ہے لالہ و ریحان و سنبل کا

گراتا ہے فلک پر برق جلوہ عارضِ گل کا
ہلاتا ہے زمین کو نالۂ پُر سوز بلبل کا

وہ محوِ آئنہ ہوتے ہین دردِ دل مرا سنکر
عجب پہلو ملا ہے ہوشیاری مین تغافل کا

پھنسا ہے پنجۂ مژگان مین یارب خیر ہو دل کی
کبھی چھٹتا نہین پکڑا ہوا موذی کے چنگل کا

خیالِ ضعف پیری مین بسر ہمنے جوانی کی
ترقی مین رہا پیش نظر سامان تنزل کا

بہار آئی ہر اک سو خندہ لب پیمانۂ مے ہے
فلک پر قہقہہ جانے لگا مینا کی قلقل کا

عروجِ ماہِ کامل دیکھکر عبرت کرا اے مُنعم
ترقی انتہا کی پیش خیمہ ہے تنزل کا

کسی کے واسطہ سے ننگ ہے دربار مین جانا
کبھی چھٹتا نہین یہ داغ دامانِ توسل کا

ہدا نادان نہ سمجھیں مجھکو بہلولِ زمانہ ہون
ہزارون رمز رکھتا ہے مرا کلمہ تجاہل کا

غزل

رقم کرتا ہون ہر دم وصف رخ اُس غیرتِ گل کا
صریرِ کلک مین ہے زمزمہ منقارِ بلبل کا

کھلاتا ہے شگوفہ طرفہ جذبِ عشق بلبل کا
خس و خارِ نشیمن پر ہے عالم دستۂ گل کا

کرین بخیہ ابھی خیاط چاکِ دامنِ گل کا
ملے رشتہ اگر تارِ نگاہِ چشمِ بلبل کا

نکلتا کیا درِ گلشن سے توسن نکہتِ گل کا
نہوتا تازیانہ گر شمیمِ زلفِ سنبل کا

بہار آئی دماغ اب آسمان پر ہے ہر اک گل کا
پرِ تاجِ ہمائے اوج اک اک پر ہے بلبل کا

بھرے کیا زخم دامن وا ہے چاکِ سینۂ گل کا
کہ ابتر کر رہا ہے مشک بوے زلفِ سنبل کا

جلاتا گلشنِ گردون کو شعلہ آتشِ گل کا
برس جاتا نہ گر ابرِ سیہ مژگانِ بلبل کا

نہ نکلے گا کبھی حلقون سے دل زلفِ مسلسل کے
بہت پُر پیچ ہے یہ سلسلہ دورِ تسلسل کا

سرورِ قلبِ مستون کو ہے غصہ تیرا ای ساقی
کہ سرخ آنکھون پہ ہوتا ہے گمان پیمانۂ مل کا

ابھی روشن چمن مین دیدۂ اعمیٰ ہون نرگس کے
ملے کاجل جو دودِ نالۂ سوزانِ بلبل کا

زہے تنویرِ عارض مہر تابان جسکو کہتے ہین
وہ اک ذرّہ ہے اُس کی گردِ دامانِ ہیول کا

مین سودائی سرِ کاکل مین جب جاتا ہون گلشن مین
بزنگ مار سایہ دوڑتا ہے شاخِ سنبل کا

لیے بوسے سحر تک ہمنے خالِ روے روشن کے
عرق کھینچا کیے ہین رات بھر ہم شمع کے گل کا

نہو کیون دشمنِ جان مے پرستی ہجر ساقی مین
کہ تیغِ تیز ہے ہر خط مجھے پیمانۂ مل کا

تجلّی ہے عجب اُس کے خال و روے روشن مین
کہ پروانہ چراغ طور ہے جس شمع کے گل کا

تڑپکر دل نکلجائے جو چھوٹے سے عجب کیا ہے ۔ کہ نازک بوئے سنبل سے سوا ہے تار کاکل کا
مکافات جہیم و خلد کیا سمجھین ترے عاشق ۔ کہ یکسان گرمِ اُلفت کو ہے شعلہ آتشِ گُل کا
فغان اطفالِ غنچہ کی مرے کانون مین آتی ہے ۔ لٹا ہے قافلہ شاید چمن مین نکہتِ گُل کا

قیامت ہے تمازت آفتابِ حشر کی یارب
ہدا خواہان ہے تیرے ابرِ دامانِ تفضل کا

غزل

بندھا ہے تار یادِ رخ مین اشکِ دیدۂ تر کا ۔ بدخشان کو کریگا غرق طوفان آبِ گوہر کا
تبسم مین لبون پر عکس ہے دندانِ دلبر کا ۔ یمن ہوتا ہے غرق اُٹھا ہے طوفان آبِ گوہر کا
بڑھا گو کھینچ کر تلوار وہ خواہان ہوا سر کا ۔ نہ اپنی جا سے لیکن بال بھر اپنا قدم سرکا
دمِ زینت جو ہے پرتو لبِ لعلینِ دلبر کا ۔ گمان آئینہ پر ہے پرچۂ یاقوتِ احمر کا
ہوئین جب گرمیون کی چھوٹی راتین دن بڑے آئے ۔ تب آیا نامہ بر لیکر پیامِ وصل دلبر کا
پسندِ طبعِ جانان اندنون زینت ہی افشان کی ۔ درخشان ہے فلک پر نجمِ بخت اک ایک اختر کا
تحیر ہے شگفتہ نہر مین ہے کھیت لالے کا ۔ نہین آئینہ مین پرتو رخِ رنگینِ دلبر کا
شبِ تاریک مین فرقت کی گھٹکر دم نکلجاتا ۔ نہوتا گر تصور عارضِ تابانِ دلبر کا
نہ طوطی بولے زنگ آئینہ کا آجکل کیونکر ۔ عجب جوبن پہ ہے سبزہ رُخِ تابانِ دلبر کا
زمینِ باغ پر جو لوٹتے ہین قمریان اب تک ۔ پڑا تھا سایہ اکدن قامتِ دلجوئے دلبر کا

مجسم ہو گیا ہے یار سایہ تیرا گلشن مین — گمان ہے باغبان کو باغ مین سرو صنوبر کا

براے امتحان دل بت سنگین دل آتا ہے — الٰہی خیر ہو ہے سامنا شیشہ سے پتھر کا

عبث تجھے ہو زنگ آئینہ تم اسکو خود دیکھو — یہ طوطی بولتا ہے ابتک ایجاد سکندر کا

بھلا ہم کیا ہین آنکھین سینکتی ہین بلبلین آکر — وہ ہے پرکالۂ آتش گل رخسار دلبر کا

کیا جب دل سے مین نے قصد مدح ساقی کوثر — لبون تک آگیا موجہ شراب حوض کوثر کا

گیا دل چوری ہاتھون ہاتھ کچھ کہتے نہین بنتا — سوا دزد حنا کے کون تھا خلوت مین باہر کا

کہین شور قیامت ہو نہ پیدا خندۂ گل سے — کہ محو خواب راحت ہے چمن مین فتنہ محشر کا

ہوئی ہین رو کے یاد ساقی کوثر مین سرخ آنکھین — یقین حورونکو ہے جام شراب حوض کوثر کا

ہنسا آکر جو مرقد پر ہمارے وہ گل خندان — جھڑے یہ پھول منھ سے شک ہوا پھولونکی چادر کا

ہوئی عبرت جو دیکھی رو سیاہی کیسۂ زر کی — یونہین دل کو سیہ کرتا ہے لالچ درہم و زر کا

کچلتا ہے سر مغرور کو اسواسطے گردون — کہ تا دبکر نکلجاے تکبر کا نشہ سر کا

سمجھکر بوترابی ہو گیا ایسا فشار آسان — ملا آرام مرقد مین مجھے آغوش مادر کا

بچایا اسنے داغ طمع سے آجتک دل کو — کہ اب کرتے ہین اس سے استعارہ درہم و زر کا

الٰہی مستدر ہو سلطنت سلطان عالم کی
چمک جائے ہدا اختر نگر جلوہ ہوا اختر کا

غزل

تری فرقت مین دشمن ایک اک برگِ گلِ تر تھا
جوانانِ چمن کے ہاتھ مین ہر سمت خنجر تھا

چمن مین سمجھا یا نہ جو شب کو وہ گلِ تر تھا
خوشی سے مین بھی مثلِ بوے گُل جامے سے باہر تھا

سحر تک اس لیے اپنا مشامِ جان معطر تھا
مجھے شب کو خیالِ کاکلِ مشکین دلبر تھا

چمن مین بے ترے سامانِ جلادی میسر تھا
برنگ خنجرِ پُر آب ہر برگِ گلِ تر تھا

بہارِ گلشنِ جنت گلِ قالین دکھاتے تھے
شگفتہ میرے پہلو مین جو شب کو وہ گلِ تر تھا

کسی پہلو نہ چین آیا تڑپ کر رات کاٹی ہے
تصور نوکِ مژگان کا نہ تھا کانٹونکا بستر تھا

کیا روشن چراغِ داغِ دل ایسا شبِ غم نے
ضیا سے جس کی شرمندہ سحر کو مہرِ خاور تھا

خزانِ انقلاب آئی ہے باغِ دہر مین ایسی
وہ بے برگ و نوا ہین مٹھیون مین جنکی گلِ زر تھا

سزا اعمال کی ہے آتش افروزی شبِ غم کی
درِ دوزخ کھُلا تھا روبرو کمرے کے جو در تھا

بہت آمادۂ شر ہو کے وہ بت آج آیا تھا
خدا نے خیر کی مدِ مقابل مجھ سا بے شر تھا

شبِ وصلت تھین اُنکی گالیان یا گھونٹ شربت کے
نہ تھی تکرار بوسے کی مجھے قندِ مکرر تھا

کبھی ہم بھی جوان تھے اے جوانو پیر ہین اب تو
کبھی پہلو مین اپنے بھی تمھاری طرح دلبر تھا

تصور اُن کی کاکل کا جو تھا صحرا نوردی مین
ہر اک جادہ مری آنکھون مین شکلِ مار و اژدر تھا

نہ کیونکر راس آئے مدحتِ صبحِ گلو لکھنا
شعاعِ مہر کا زیرِ ورق موجود مسطر تھا

نظر آتا تھا سنبل باغ مین مارِ سیہ مجھکو
شبِ فرقت مین یادِ زلف مین اسدرجہ مضطر تھا

کرامت پرتوِ حسنِ صبحِ یار کی دیکھی ۔۔۔ کہ فرشِ سنگ مٹی بساطِ فرشِ سنگ مرمر تھا

دہان گور کیون سمجھے نہ مجھکو لقمۂ شیرین ۔۔۔ کہ رنگِ زرد پہ میرے بساطِ ظنِ زعفر تھا

چمن مین روتے آگئے کس کے کہتے دردِ دل کس سے ۔۔۔ کہ چشمِ نرگسِ شہلا تھی اعمی گوشِ گل کر تھا

پہونچنا منزلِ مقصد پہ تھا بے بدرقہ مشکل

ہوا لیکن دلیلِ شوق مثلِ خضر رہبر تھا

غزل

بجا ہے حسنِ عمل پر مدار ہے میرا ۔۔۔ یہی تو قبر مین اک یارِ غار ہے میرا

کیا ہے برقِ تبسم نے یار کی سرمہ ۔۔۔ فروغِ دیدۂ موسیٰ غبار ہے میرا

ہر ایک ذرّہ چمکتا ہے صورتِ انجم ۔۔۔ فلک سے کم نہین مشتِ غبار ہے میرا

ہے اب تو زلف و رخِ یار میرے قبضہ مین ۔۔۔ سیہ سفید پہ کل اختیار ہے میرا

قدم اُٹھا کے چلو دیکھنے جو آتے ہو ۔۔۔ دم اب لبون پہ ہے کیا اعتبار ہے میرا

ہر ایک ذرّہ ہے رخسارِ آفتاب کا خال ۔۔۔ کچھ اوج پر جو زمین سے غبار ہے میرا

کبھی تو فاتحہ خوانی سے شاد روح کرو ۔۔۔ مزار بھی تو سرِ رہگزار ہے میرا

سوال بوسے کا کس منھ سے اُن سے مین کرتا ۔۔۔ کہ بات کرنا اُنھین ناگوار ہے میرا

مین وہ اعضو اُنھین کیا میکشی پہ جبر کرون ۔۔۔ جب اپنے دل پہ نہین اختیار ہے میرا

بجا ہے گر مین کہون کحلِ دیدۂ شبِ ہجر ۔۔۔ سیاہ خانہ قیامت کا تار ہے میرا

فزون ہے عرش سے بھی منزلت مزار دل کی | جھکون جو مثل فلک انکسار ہے میرا
طلب سے بوسہ کی وہ منھ تہین لگاتے ہین | کہ یہ سوال اُنھین ناگوار ہے میرا
تقربِ اُس گلِ تر سے ہوا یہ کاہش ہے | وفور شوق سے تن مثلِ خار ہے میرا
رقیب مجھپہ ترس کھائین ضعف مین کیونکر | کہ خار آنکھون مین جسمِ نزار ہے میرا
تجلیٔ رُخِ جانان کا قول ہے ہر صبح | یہ آفتاب اک آئینہ دار ہے میرا
الٰہی قتل بتون نے کیا ہے تڑپا کر | گواہِ حال دلِ بیقرار ہے میرا
الٰہی خیر مقیمانِ کوے زلف کی ہو | کچھ آج شام سے دل بیقرار ہے میرا
کبھی رہیگی نہ باغِ ارم مین روح روان | کہ آستان ترا دار القرار ہے میرا
گمان غلط تجھے سیماب کا ہے سیم بدن | بغور دیکھ دلِ بیقرار ہے میرا
ہوا کے گھوڑے پہ ہو سب سے لڑتے پھرتے ہو | یہ خون سر پہ تمھارے سوار ہے میرا
قضا نے پھینکا ہے کس بیکسی سے مرقد مین | نہ دوست ہے نہ کوئی غمگسار ہے میرا
پکارون کس کو مین تاریکیِ لحد مین بھلا | سوا خدا کے کوئی غمگسار ہے میرا
شگفتہ ہوتا ہے رونے سے میرے وہ گل تر | ہر اشک غیرتِ ابر بہار ہے میرا
فلک سے مینھ کی طرح بیکسی برستی ہے | عجیب حسرت و غم کا مزار ہے میرا
سبک بنائیو اے گل فروش زیور گل | کہ بوے گل سے بھی نازک نگار ہے میرا
امان دی حشر تک ابلیس ایسے دشمن کو | عجب رحیم غرض کردگار ہے میرا
بندھا نہو جو کبھی اُسکو باندھتا ہون مین | رمیدہ آہوے مضمون شکار ہے میرا

دکھائے سیفِ زبان کیون نہ جوہر اپنی ہدا
معین ازل سے شہِ ذو الفقار ہے میرا

غزل

کنار مین جو مرے گلعذار ہے میرا
عجب شگفتہ دلِ داغدار ہے میرا

بھروسہ دم کا مرے کیا ہے بحرِ عالم مین
حباب وار ہون کچھ اعتبار ہے میرا

جوانی یاد رکھو پند پیر فانی کو
مین اب ضعیف ہون کیا اعتبار ہے میرا

قبول قول بھی دولت کے ساتھ ہوتا ہے
سخن بھی خلق مین بے اعتبار ہے میرا

خمار نشہ نے اس کو کب سمجھتا ہون
یہ زندگی مین عذابِ فشار ہے میرا

دبا ہون کوہِ الم سے مین خود نہیں الحرج
اسے عذاب سے ہر دم فشار ہے میرا

مین آشنائی کا دم بھرتا بحرِ دہر مین کیا
حباب وار نفس مستعار ہے میرا

وہ باز فکر مرا آجکل ہے تیز نظر
کہین ہو طائرِ مضمون شکار ہے میرا

وہ پھیرتے ہین مین دیتا ہون دل سی شئے اُنکو
کہ جب پہ جینے کا دار و مدار ہے میرا

بُلا کے پاس بٹھاتے ہین ابتو مجھکو خُدا
حضورِ یار بہت اعتبار ہے میرا

غزل

دست حاسد سے ہے محروم گریبان میرا
کبھی اس خار سے اُلجھے گا نہ دامان میرا

زلف کے حلقہ بگوشون کا ہے ابتر کچھ حال
شام سے دل نہین بے وجہ پریشان میرا

شل نظر آئے نہ کیون بازوے طاؤس سحاب
طائرِ چشم جہان پر ہو پرافشان میرا

طوف کرتا ہون ترا دیکھ کے صورت تیری
کہ یہی کعبہ ہے میرا یہی قرآن میرا

جستجو مین کمرِ یار کی معدوم ہون مین
کیا بگاڑے گا بھلا عالمِ امکان میرا

قول یہ اُن کی مژہ کا ہے کہ اے تیر فگن
رخنۂ دل کے لیے چاہیئے پیکان میرا

نیم بسمل ستم ایجاد نے چھوڑا مجھکو
مرتے مرتے بھی نہ پورا ہوا ارمان میرا

ٹھیک ہو تن پہ مری وقت شہادت قاتل
تیرے خنجر کا بنے گرچہ گریبان میرا

شام سے فکر مین اُس مہر کی سرگردان ہون
کیون نہ ہو مثل سحر چاک گریبان میرا

مرض عشق کا عیسیٰ سے تو ہوگا نہ علاج
جس نے یہ درد دیا ہے وہ ہے درمان میرا

مین جو تڑپا ترِ خنجر تو وہ ہٹ کر بولے
دیکھ تر ہو نہ کہین خون سے ہو داماں میرا

مصرعۂ گلشنِ عالم بھی نہ جب موزون تھا
بلبلِ روح تھا اُس وقت غزلخوان میرا

اس طرح یار سے ابتک تو نباہی مین نے
اُس کا مداح ہون مین وہ ہے ثناخوان میرا

مین چلا تو وہ بولے کہ مین یوسف تو نہین
چھوڑتا کیون نہین پھر گوشۂ دامان میرا

خرمنِ جان پہ گرے تفرقہ اندازون کے
برق بن کر غمِ بیتابیِ ہجران میرا

مرتبہ فاقہ کشون کا ہے یہ اللہ اللہ — خود خدا کہتا ہے صائم کو ہے مہمان میرا

اس طرح بحر جہان سے ہو گزر نا یارب — آب عصیان سے نہ تر ہو سرِ دامان میرا

کور باطن ہین جو کہتے ہین ہدا رند سے مجھے

خوب روشن ہے خدا پر مرے ایمان میرا

غزل

بخیہ خیاط کرے گی تری سوزن کس کا — دل تو صد چاک ہے تو سیتا ہے دامن کسکا

میرے اعمال کی سب عضو گواہی دینگے — دوست دشمن ہوں تو پھر دوست ہے دشمن کسکا

آبدیدہ وہ مری قبر پہ فرماتے ہین — دل بھر آتا ہے پوچھو تو ہے مدفن کسکا

پوچھے صحرا کے غزالون سے کوئی حق کو مرے — قیس اب آیا ہے پہلے سے ہے یہ بن کسکا

حوصلہ ہے تجھے چو رنگ کا گر اے قاتل — وار کر مجھپہ یہ سر کسکا ہے یہ تن کسکا

چشم انجم کی طرح وا جو رہا کرتا ہے — منتظر رہتا ہے یہ دیدۂ سوزن کسکا

کام اللہ کا ہے دادرسی بُت کا نہین

اے ہدا سنتے ہین یہ نالہ و شیون کسکا

غزل

شب فرقت جو دیکھا نورِ عارض ماہِ تابان کا — تصور رات بھر دل مین رہا رخسارِ جانان کا

دمِ تحریر کیونکر ہو نہ مضمون کہن تازہ
کہ لکھتا ہون مین اعجاز اُس لبِ جان بخش جاناں کا

تپ فرقت مین اک پردہ نشین کے جان جاتی ہے
حجاب آتا ہے کیا کیجیے بیان اِس سوزِ نہان کا

لبِ جان بخش اُنکے دیکھکر یہ خضر کہتے ہین
گمان تھا بس اسی چشمہ پہ ہمکو آبِ حیوان کا

شبِ مہتاب مین سونیکو وہ جاتے ہین کوٹھے پر
ستارہ اوج پہ ہو کیون نہ بختِ ماہِ تابان کا

تصور مین کبھی اُس برق وش کے جب مین روتا ہون
دکھاتے ہین اثر یہ دیدۂ تر ابرِ باران کا

جلاتا ہے تو ہمکو اور ہے غیرون پہ پروانہ
نرالا ہے جہان سے رنگ اُس شمعِ شبستان کا

مری ہر بات مین کیون ہو نہ اعجازِ مسیحائی
کہ دم بھرتا ہون مین ہر دم لبِ جان بخش جاناں کا

اگر دم بھر رسائی ہو مری اُس بت کے کوچے مین
نہ خواہان ہون قیامت تک بھی سیرِ باغِ رضوان کا

گمان ہوتا ہے ہر دم ناقۂ لیلی کا مجنون کو
بگولہ جب کبھی اُٹھا کوئی گردِ بیابان کا

مصیبت روزِ محشر کی بہت آسان ہے لیکن
قیامت ہے بسر ہونا ہمارا شبہائے ہجران کا

غزل

اے جنون پھر اُسکو عشقِ زلفِ پیچان ہو گیا
پھر دلِ وحشت زدہ محبوسِ زندان ہو گیا

سُن لیے حسد سے اوصاف اُس لبِ جان بخش کے
پردۂ ظلمت مین پنہان آبِ حیوان ہو گیا

مثلِ یوسف ہین سرِ بازار لاکھون ہی حسین
اندنون کیا نرخِ جنسِ حُسن ارزان ہو گیا

گوہرِ دندان سے اُنکے ہے درِ نیسان خجل
لعلِ لب سے شرمگین لعلِ بدخشان ہو گیا

حرف مطلب سنتے ہی پہلو سے میرے اُٹھ گئے کہکے اتنی بات مین کیا ہی پشیمان ہو گیا

جب سے مژدہ وصل کا اُس حور کے پایا شیدا
باغ دل سرسبز مثل باغ رضوان ہو گیا

غزل

دل و دیدہ سے مجھے لطف ہے میخانے کا خوشنما جوڑ ہے یہ شیشہ سے پیمانے کا
ڈھونڈھتی پھرتی ہین آنکھین تجھے ہر دم ساقی دور یاد آتا ہے جسدم ترے پیمانے کا
میکشون مین ہوئی کیا رد و قدح آپس مین رنگ برہم نظر آتا ہے جو میخانے کا
کیون نہ مین دور فلک مین رہون بے کیفیت عالم اس مین تو ہے اُلٹے ہوئے پیمانے کا
جانکنی مین ہے ترا طالب دیدار اے یار منتظر آنکھون مین دم ہے ترے آجانے کا
ابتو سینہ سے لپٹ جاؤ یہ گھونگھٹ اُلٹو لطف ایجان نہین وصل مین شرمانے کا
تجھ سے پہلے ہی مجھے اُس کی نظر نے مارا جا اجل جا ترا اب کام نہین آنے کا

اے شیدا ایسی ہے مشکل عدم آباد کی راہ
راستہ پوچھتے ہین خضر جہان جانے کا

غزل

کون اُس خورشید رو کا قد و قامت دیکھتا کس مین یہ طاقت تھی آنکھون سے قیامت دیکھتا

مہربان ہو کر جو وہ خورشیدِ طلعت دیکھتا
پھر تو اس ذرّے کی کوئی شان و شوکت دیکھتا

قبل صبحِ وصل ہی مین مر گیا اچھا ہوا
کون سی آنکھون سے مین اندوہِ فرقت دیکھتا

قصدِ ہستی کا نہ کرتا مین عدم سے پھر کبھی
شوقِ وصلِ یار مین اتنی جو محنت دیکھتا

غیر سے جس وقت وہ ہنس ہنس کے کرتے تھے کلام
ہاتھ رکھکر کوئی میرے دل کی حالت دیکھتا

لوٹنے پر بسملون کے رحم آ جاتا ضرور
پھر کی قاتل بھی جو میدانِ شہادت دیکھتا

مین بھی مسجد مین عبادت کیلیے جاتا ضرور
اُس بتِ کافر کی خدمت سے جو فرصت دیکھتا

بیچتا ہرگز نہ دل کا آئینہ اورون کے ہاتھ
مفت بھی گر آپ کے لینے کی نیت دیکھتا

زندہ ہوتے رستم و سہراب گر اس عہد مین
کوچۂ قاتل مین مین اُن کی شجاعت دیکھتا

بھول جاتے خود کو آتے کوئے جانان گر خُدا
کیسے ہادی خضر مین مین بھی ہدایت دیکھتا

غزل

اُس مہر نے نقاب جو رُخ سے ہٹا دیا
اللہ رے حُسن چاند مین دھبّہ لگا دیا

گُل کو تو تو نے نالۂ بُلبل سنا دیا
پیغام کچھ مرا بھی اُنھین اے صبا دیا

پوچھی جو مجھ سے راہ نشیب و فرازِ عشق
عیسیٰ کو چرخ خضر کو صحرا بتا دیا

اب تو بتون کے کوچہ مین یارب جگہ ملے
پھر کیا اگر بہشت بھی روزِ جزا دیا

دل تو تری جگہ بتِ خانہ خراب تھی
کعبہ سمجھ کے آپ ہی گھر اپنا ڈھا دیا

اورون کے اُس نے دامنِ امید بھر دیے	مجھکو جواب سنتے ہی میری صدا دیا
بخشا ہے نورِ عشق نے موسیٰ کا مرتبہ	ہر داغ دلِ مرا یدِ بیضا بنا دیا
صبر و رضا ہمین بھی اُسی نے عطا کیا	جس نے تمھارے حصہ مین جور و جفا دیا
شیرین لبون کی یاد مین یہ تلخ کام ہون	حنظل کا شہد نے مرے منھ مین مزا دیا
ایمان و جان و عزت و شان و شباب و عمر	سب کچھ تمھاری راہ مین ہمنے لٹا دیا
مین شکر کس زبان سے خدا کا ادا کرون	معشوق آپ سا مجھے اہلِ وفا دیا
آسودہ تجھ سے خاک ہون اے دولتِ جہان	تو نے کسی کا ساتھ بھی اے بیوفا دیا
اے شاہ حُسن حق نے ترے زاغ بام کی	ایک ایک پر کو رتبہ ظلِ ہما دیا
عارض کو دل دیا ترے گیسو کو جان دی	جو جو ہمارے پاس تھا صبح و مسا دیا
دل کو ہمارے پرتوِ رخسارِ یار نے	کیا چیز آئنہ ہے سکندر بنا دیا

بے روپ آئنہ تھا بہت زنگ سے ہدا

اچھا کیا جو خاک مین دل کو ملا دیا

غزل

مشتاق مین نہین کسی صاحب جمال کا	طالب نیازمند ہے حسن کمال کا
برپا ہے شور حشر ہر اک رہگذار مین	اللہ رے زور شور تری چال ڈھال کا
دریاے معرفت مرے دل مین سما گیا	کس ظرف کا ہے دیکھیے کوزہ سفال کا

شہرہ بڑا تھا شورشِ طوفان نوح کا — تنور بھی نہ سرد ہوا پیر زال کا

دیکھی تھین آنکھین عالمِ وحشت مین قیس کی — اب تک اثر گیا نہین چشمِ غزال کا

او تیر آہ دل مین مرے رخنہ گر نہ ہو — گھر ہے یہ ایک پردہ نشین کے خیال کا

غم مجھکو اور اُن کی لڑائی سے کچھ نہین — ہوتا ہے بس ملال تو اُن کے ملال کا

بوسے بتون نے دیدے کے عادت خراب کی — آگے نہ یہ فقیر تھا عادی سوال کا

لبریز اُن کا کاسۂ سر خاک سے ہے آج
کل تھا خدا غرور جنھین ملک و مال کا

غزل

ملے تو ایسے کبھی ہجر کا ملال نہ تھا — چھٹے تو ایسے کہ گویا کبھی وصال نہ تھا

پھنسے گا طائرِ دل یہ کبھی خیال نہ تھا — تمھاری زلف کے پھندے تھے کوئی جال نہ تھا

سمجھ کے دل کو کیا داغِ عشق سے روشن — اس آفتاب کو ممکن کبھی زوال نہ تھا

جبین و رخ پہ نظر تھی بتون کے شام و سحر — خیال شمس و قمر کا تو ماہ و سال نہ تھا

ہماری مردمکِ چشم کا تھا عکس فقط — وگرنہ عارضِ جانانہ پہ کوئی خال نہ تھا

عبث خفا ہوئے تم سن کے دردِ دل میرا — بیان حال تھا کچھ وصل کا سوال نہ تھا

دلیلِ عشق دکھاتا نہ کیون رہِ مطلب — کہ رہبری کو مری خضر نیک فال نہ تھا

ہوا فریفتہ زاہد بتِ فرنگ پہ کیون — اگر مذاقِ مئے ناب پر تکال نہ تھا

خیال موئے میان نے کیا ہے دو ٹکڑے ہمارے آئنہ دل مین کوئی بال نہ تھا

ہے لاشریک تری ذات بے عدیل و نظیر نہ کوئی ہوگا نہ آپ ہی تری مثال نہ تھا

قطعہ

عیان ہے جلوۂ صانع ہر ایک صنعت سے خدا شناس کو کم اس قدر خیال نہ تھا

کھلائے کس نے زمین سے یہ پھول رنگا رنگ اگر کدیور قدرت مین یہ کمال نہ تھا

سزائے عشق پہ ناحق ڈبو یا دریا مین کہ غرق کو مرے کم آب انفعال نہ تھا

مریض عشق کا درمان مسیح مشکل ہے جلا نا مردۂ صد سالہ کچھ کمال نہ تھا

وہ بات کیا تھی ہوا قیس جسپہ دیوانہ جہان مین کیا کوئی لیلی سا خوشجمال نہ تھا

قریب شام تجھے اے خدا جو موت آئی
ترے نصیب مین لطف شب وصال نہ تھا

غزل

سخت جانون کے لیے ہے پنجہ فولاد کا مجھکو کافی ہے اشارہ ابروئے جلاد کا

فصل گل آئی ہے کیا وحشت نے دو دن عید ہے بلبلین مژدہ سناتی ہین مبارکباد کا

دم نکلتا ہے مرا در پہ قدم رکھتے ہوئے گھر ترا اے بت ہے کیا باغ ارم شداد کا

ایکدم تو زندگی مین یار مہمان ہو کبھی ہم بھی سمجھین حوصلہ نکلا دل ناشاد کا

صلح کرنے وہ مرے گھر آپ سے آئے ہین آج منفعل ہون گے اگر شکوہ کرون بیداد کا

رخنہ بندی مین در و دیوار کی گذری ہے شب | وصل مین بھی کام نکلا کچھ نہ اس ناشاد کا
تختۂ گل سر پہ نالون سے اُٹھاتی بلبلین | خیریت گذری قدم تھا بیچ مین شمشاد کا
گل سے پہلے غنچۂ سر بستہ ہوتے ہین خزان | طرفہ ہے رنگ بہار اس گلشن ایجاد کا
المدد سوز جگر جلتے ہین اب تو استخوان | عفو اے درد جگر طالب ہون اب امداد کا

وجد کا ہوتا ہے عالم یہان تو سنتے ہی صدا
بے تکلف شعر سنتا ہون مین جس اُستاد کا

غزل

واشب غم کا کہین اپنے جو دفتر ہو گیا | دیکھ لینا جیسا رنگ صبح محشر ہو گیا
اُس طرف عریان میان سے اُنکا خنجر ہو گیا | یان مین شوق ذبح مین جامہ سے باہر ہو گیا
سختیون مین عشق کی گر ضبط ہو اتنا تو ہو | کوہکن بھی دیکھکر سمجھے کہ پتھر ہو گیا
موے مژگان سے بھی کم ٹھہرا مین اُنکی آنکھ مین | کاہش فکر کمر مین ایسا لاغر ہو گیا
اُڑ گیا تھا ایک ذرہ دشت وحشت کا مرے | آسمان پر جا کے وہ خورشید خاور ہو گیا
کورہ حداد آنکھین سوز غم سے ہو گئین | قطرہ آنسو کا ادھر ٹپکا کہ اخگر ہو گیا
یاد دندان مین نہین نیسان سے کم رونا مرا | جو گرا آنسو کا قطرہ جم کے گوہر ہو گیا
ناتوانی نے مجھے پہونچا یا قصر یار تک | روزن دیوار میرے واسطے در ہو گیا
تاجداری کا تکبر تھا جنھین مرنیکے بعد | کاسۂ درویش اُن کا کاسۂ سر ہو گیا

روزِ فرقت کا مری کرتے ہین واعظ تذکرہ
خلق مین مشہور طولِ روزِ محشر ہو گیا

بنگیا معشوق میرے عشق کے باعث سے یار
دل مرا لیتے ہی وہ مشہور دلبر ہو گیا

اور چندے ہجر مین رونے کی گر طاقت رہی
دیکھنا پھر کیا سے کیا یہ دیدۂ تر ہو گیا

فقر کے عالم مین بھی تنہا خوری آتی نہین
بانٹ ہی کھایا ہے جب ٹکڑا میسر ہو گیا

تھی کجی قسمت کی بھی ترچھی نظر تک آپ کے
آپ سیدھے ہو گئے سیدھا مقدر ہو گیا

وہ غبار آلودہ ہون جب مین نے جھاڑی آستین
مثل صحرا دامن دریا مکدّر ہو گیا

چین آتا ہی نہین جبتک نہ دلمین درد ہو
رنج سہتے سہتے مین ایذا کا خوگر ہو گیا

آستانِ شاہِ دین پر ہم بھی چلتے ہین ھدا
خضر سان بختِ رسا گر اپنا یاور ہو گیا

غزل

یہ کجروی نہ کبھی ہم سے آسمان کرتا
ذرا جو ذرّہ نوازی وہ مہربان کرتا

عیان تہِ فلک اک اور آسمان کرتا
کچھ اور اوج اگر آہ کا دھوان کرتا

سلوک مجھ سے سگِ کوے جانجان کرتا
پسند گرچہ یہ بوسیدہ استخوان کرتا

بتون کے عشق کا محشر مین بھی کیا اقرار
خدا کے سامنے کیا رازِ دل نہان کرتا

عزیز کیون نہ غمِ عشق ہجرِ یار مین ہو
کرم فقیر کے گھر مین ہے میہمان کرتا

ہے فرض عین ثنا ایسے گلشن آرا کی
کہ جس کی حمد ہے ہر برگ بے زبان کرتا

بھرا ہے دل مین مرے شور نالۂ ناقوس
بجا تھا گر مین اسے ہدیۂ بتان کرتا

شریک کون کسی کا ہے وقت گردش مین
جب آسمان کا نہین ساتھ آسمان کرتا

اُٹھائے نالون سے فرقت مین آسمان سر پر
اب اس سے زور سوا کیا مین ناتوان کرتا

نہ تیرہ بختی اگر سرمۂ گلو ہوتی
تو کچھ کرشمۂ چشم بتان بیان کرتا

پہونچتا تیر کے مانند رزق گوشہ مین
اگر مین چلہ کشی صورت کمان کرتا

ملا جنون مین کسی شب اک قمر ایسا
کہ چاک مین دل صورت کتان کرتا

امید وصل ہو کیا اُنسے جب لیا وعدہ
سوا نہین کے نہین یار منھ سے ہان کرتا

دکھاتا اُن کو تماشا مین رقص بسمل کا
پہ کیا کرون کہ نہین یار امتحان کرتا

جگا کے یار کو برہم کیا موذن نے
اذان کا شور وہ اُٹھ لیتے بعد ازان کرتا

رقیب سایہ صفت ہر جگہ ہے ساتھ اُنکے
کہون مین اپنی حقیقت کہان بیان کرتا

نثار ہوتے ہین نقش قدم پہ لالہ و گل
خرام ناز وہ گل ہی جہان جہان کرتا

نہ یہ سمجھ کے کیا مین نے درد دل کا علاج
نہفتہ راز محبت کو کیا عیان کرتا

کھلے ہون داغ جگر جس کے مثل لالۂ و گل
کن آنکھون سے وہ بھلا سیر بوستان کرتا

غزل

گلشن سے کیا غرض مجھے سیر جنان سے کیا
مائل ہون ایک تاک کا دونون جہان سے کیا

ظاہر بتون کے ظلم کو کرتا زبان سے کیا — واقف خدا نہین مرے راز نہان سے کیا

ساتھی تمام منزلِ مقصود کو گئے — ہم ہین خراب چھوٹ کے اس کاروان سے کیا

غسل و کفن کی فکر مین پھرتے ہین آشنا — مٹی خراب ہے مری اس جہان سے کیا

کہتے ہین سُن کے قصۂ بیتابیِ جگر — کچھ اور ذکر کیجیے اس داستان سے کیا

رہنے دے اے ہما سگِ جانان کیواسطے — ہوگا بھلا ترا مرے اِن استخوان سے کیا

جو جو بتون کے ہاتھ سے صدمے اُٹھائے ہین — اللہ جانتا ہے کہون مین زبان سے کیا

رحم آتا ہے کہ سائے مین اُسکے جوان ہوئے — بدلہ شب فراق کا لین آسمان سے کیا

بزم جہان مین کیسا اندھیرا سا چھا گیا — ہم مثل شمع جل کے اُٹھے درمیان سے کیا

دیتے کبھی جواب نہ اُس بدمزاج کو — بیساختہ نکل گیا اپنی زبان سے کیا

پیری سے اب جو منزلتِ تن خراب ہے — برخاستہ ہے صاحبِ خانہ مکان سے کیا

گر مدحتِ دہانِ حسین مین نہ کام آئے — سچ پوچھیے تو کام ہے پھر اس بیان سے کیا

بے یار عمر خضر بھی پائین تو موت ہے — حاصل ہے ایسی زندگی جاودان سے کیا

اندھیر خامشی سے ہے اپنی جہان مین — روشن تھین محفلین مری شمع زبان سے کیا

پیش آتا ہم سے ہو جو سبب تجھے آج پیش آ — جلاد روز روز کے اس امتحان سے کیا

آتش جگر کی غیرتِ باغ خلیل ہے — گلشن ملا ہے عشق رُخ گلرخان سے کیا

بسمل یونہین ہوا پڑے ہر گام پہ اک جہان — کیا کام تیر سے ہمین مطلب کمان سے کیا

حاجت ہے عرض حال کی کیا بارگاہ مین — سب راز دل تو تجھ پہ عیان ہین بیان سے کیا

کہتا ہون حال دل تو وہ کہتے ہین ناز سے
ہو جائے گا یقین ترے حسن بیان کیا

بلبل کو فصلِ گل مین بھی آسودگی نہین
نالان ہے ہر سحر ستمِ باغبان سے کیا

ہنستا ہوا جو آتا ہے آج اپنا نامہ بر
پیغام وصل تو نہین لایا وہان سے کیا

یاد آ گیا کنج قبر شبِ ہجر یار مین
خائف تمام رات رہا ہون مکان سے کیا

رہبر کی احتیاج نہین راہ عشق مین
کم ہے فغانِ دل جرسِ کاروان سے کیا

کیا فائدہ کسی کو جو تہمت لگائیے
تقدیر کو نہ کہیے گلا آسمان سے کیا

لے چل ہمین بھی بہر خدا آج نامہ بر
کیا تو کہے حضور مین نکلے زبان سے کیا

کہنے کو یون تو کہتے ہین سب کچھ ہدا پر آپ
دیکھین حضور یار کے نکلے زبان سے کیا

غزل

میہمان آج وہ خورشید شمائل ہوگا
گھر مرا چرخ چہارم کے مقابل ہوگا

داغ کھا کھا کے مرا رشکِ چمن دل ہوگا
گر کسی عارضِ گلرنگ پہ مائل ہوگا

قتل سے خوف ہے اپنے تو مجھے اتنا ہے
نام بدنام ترا خلق مین قاتل ہوگا

نقل ہابیل کی سنکر مجھے ثابت یہ ہوا
جس سے ہو قوت بازو وہی قاتل ہوگا

ذبح کے دم بھی تڑپنے نہین دیتا مجکو
تجھسا بیرحم تو دنیا مین نہ قاتل ہوگا

حشر مین جائینگے یون داد طلب پیش خدا
ہاتھ مین خون بھرا دامنِ قاتل ہوگا

روشنی دیدۂ انجم مین دو بالا ہو گی ۔ جلوہ گر شب کو جو عارض کا ترے تل ہو گا
میرے پہلو سے نہین یار کچھ اٹھنا آسان ۔ بیٹھ جاؤ گے جو بیتاب مرا دل ہو گا
کو دمحنت کا اٹھانا تو گوارا ہے ہمین ۔ بار منت کا نہ یہ دل کبھی حامل ہو گا
بال بھر راز چھپے گا نہ مرا آئینہ وار ۔ فاش ہو جائے گا جو مشورۂ دل ہو گا
دھوم سے اٹھے گا کشتہ گل عارض کا ترے ۔ ساتھ لاشے کے مرے شور عنادل ہو گا
خون تھوکا ہے شب ہجر بتون کے غم مین ۔ گر یہی رنگ رہا عارضہ سل ہو گا
ٹھوکرون سے جو اڑاتے ہو مرے خاک مزار ۔ میری بربادی سے کیا آپکو حاصل ہو گا
بن کے نادان زمانے کے بکھیڑون سے چھٹا ۔ کوئی بہلول سا دنیا مین نہ عاقل ہو گا
یہ سمجھ کر نہ حسینون سے لگایا دل کو ۔ ابتو ہے سہل مگر چھوٹنا مشکل ہو گا
تیرے سائے کا اتارا کوئی بتلائیگا کیا ۔ اے پری تجھ سے سیانا کوئی عامل ہو گا
یہان بھی بازو پہ بندھے ہونگے ہمارے جوشن ۔ نیمچہ ان کی کمر مین جو حمائل ہو گا

مثل کعبہ حرم دل کا جدا کرتا طواف
گر سمجھتا یہ ترے رہنے کے قابل ہو گا

غزل

ہزار مانگین دعا مین کبھی اثر نہ ہوا ۔ رجوع دل سے مین جبتک کہ چشم تر نہ ہوا
خدنگ آہ کا میرے کہان گذر نہوا ۔ بتون کے دل مین ابھی تک مگر اثر نہ ہوا

ترے جمال سے پرنور کون گھر نہ ہوا　　ہمارے خانۂ دل مین مگر گذر نہ ہوا

عجیب ننگ سے صیاد نے اسیر کیا　　شکستہ دام مین بلبل کا کوئی پر نہ ہوا

ہمارا نامۂ شوق آپ اُڑکے جا پہونچا　　ہزار شکر کہ احسان نامہ بر نہ ہوا

یہ انفعال ہوا چھوکے اُنکے دامن کو　　بلند پہرون گریبان سے اپنا سر نہ ہوا

رہا ہے آج بہت سر مین درد سودے سے　　کہ ہم جو سجدے کو اُس بت کا سنگ در نہ ہوا

تپ فراق مین نکلا نہ ایک بھی آنسو　　نمود سے آتش دل کا کبھی شرر نہ ہوا

عدم سے آئے تھے بازار دہر مین پئے نفع　　ہوا حساب تو حاصل بجز ضرر نہ ہوا

جب آئے ہاتھ مین دولت لٹا کے بیٹھ رہا　　برنگ گل کبھی مین تو حریص زر نہ ہوا

بہت جلال مین وہ مہر آج آیا تھا　　یہ خیر ہوگئی کچھ اس طرف سے شر نہ ہوا

جوانو آہ کمان پشت سے حذر کرنا　　کب اس خدنگ کا تا آسمان گذر نہ ہوا

مین تیرے رہنے سے وہ دلکی منزلت سمجھا　　کہ سمت کعبہ کبھی عازم سفر نہ ہوا

پسند گور غریبان کی سیر تھی تم کو　　ہماری قبر کی جانب کبھی گذر نہ ہوا

نصیب ہوگا ہما خاک بڑھ کے قسمت سے
عبث ہے فکر کہ کچھ ہاتھ مین ہنر نہ ہوا

غزل

ناوک مژگان سے جسکے اک جہان کا خون ہوا　　اُسپہ دیکھو دیدہ و دانستہ دل مفتون ہوا

خانمان برباد عشقِ گیسوئے شبگون ہوا
گُم اندھیرے مین ہمین میرا دلِ محزون ہوا

آگیا آنکھون مین نشہ دیکھکر مُنھ یار کا
بادۂ گلرنگ گو یا چہرۂ گلگون ہوا

زلف کے سودے مین جو اُلجھا تری مارا پڑا
کارگر اس افعیِ رہزن پہ کب افسون ہوا

دیکھنا بتے پھرین گے آسمان مثلِ حباب
جوش پر اپنا کبھی گر دیدۂ پُرخون ہوا

قیس کا سودا خدا کی راہ کا سودا نہ تھا
کیا ادا لیلی کی ہوگی جسپہ یہ مجنون ہوا

اُف نہ کی جُز شکر مین نے واہ رے صبر و رضا
در پئے ایذا مرے ہرچند یہ گردون ہوا

اے ھدا رویا مین جا کر جب کبھی ساحل کے پاس
آبِ گوہر مین خجالت سے نہان جیحون ہوا

غزل

کب عشق مین اندیشۂ انجام نہ آیا
جب غیر ہوے لب پہ ترا نام نہ آیا

اُٹھ اُٹھ کے کھڑے ہوگئے سروِ چمن آخر
جب محفلِ گُل مین وہ گُل اندام نہ آیا

مشتاقون مین اک حشر کا ہنگامہ بپا تھا
وہ مہر قیامت جو لبِ بام نہ آیا

سرشار ہون مین دیدۂ میگون سے تمھارے
شکوہ نہین گردش مین اگر جام نہ آیا

بلبل کے لیے چاہیئے پھندا رگِ گُل کا
صیّاد بنانا تجھے کچھ دام نہ آیا

ہم نے تو ہر ایک کام مین جان اپنی لڑا دی
کچھ رنج تمھین دینے مین الزام نہ آیا

نشتر سے لہو دل کا نکالا نہین جبتک
اس عشقِ مژہ مین کبھی آرام نہ آیا

نالون سے عنادل کے چمن بزم عزا تھا — گلگشت کو شب بھر جو وہ گلفام نہ آیا
یہ کرب رہا یاد مین وصلت کے شب ہجر — دم بھر کسی کروٹ مجھے آرام نہ آیا
سر کاٹ کے کیون رکھدیا اُس ترک کے در پہ — اے دل تجھے اندیشۂ الزام نہ آیا

گو یار کے در پر سے جنازہ مرا نکلا
اسپر بھی خدا ساتھ وہ دو گام نہ آیا

غزل

رقیب آنکھین مجھے کوچہ مین دکھلاتے تو کیا ہوتا
جلا کر مشعلین یہ غول ہکاتے تو کیا ہوتا
حیا سے راہ مطلب پر نہ وہ آتے تو کیا ہوتا
مین خود بے شرم ہو جاتا وہ شرماتے تو کیا ہوتا
گلا کرنے کو تھا چپ لگ گئی آمد کو سنتے ہی
خدا نے بات رکھلی کہیئے وہ آتے تو کیا ہوتا
جنازہ کشتۂ حسرت کا دروازے سے نکلا تھا
جو ساتھ اک دو قدم تم بھی چلے آتے تو کیا ہوتا
قیامت کی سیاہی تھی شب تاریک مرقد مین
جو ساتھ اپنے نہ داغ عشق ہم لاتے تو کیا ہوتا

ہمارے قتل سے قاتل نہ ہرگز در گذر کرتا
نہ سنتا وہ سب اہل بزم سمجھاتے تو کیا ہوتا

جہان اک خلق بہر پرسش بیمار آئی تھی
جو دم بھر کے لئے تم بھی چلے آتے تو کیا ہوتا

کوئی گاہک نہ دل کے آئنہ کا جب یہان ٹھہرا
عدم مین جا کے اسکندر کو دکھلاتے تو کیا ہوتا

نہ اُٹھتے تیری ٹھوکر کے سوا اے فتنۂ عالم
مسیحا بھی فلک سے آکے ٹھکراتے تو کیا ہوتا

خدا یاد آگیا ہے صدمۂ عزلت پرستی سے
کھو راہِ حرم مین ٹھوکرین کھاتے تو کیا ہوتا

ابھی ہین زیر لب نالے کہ آیا چرخ چکر مین
جو ساق عرش سے یہ سر کو ٹکراتے تو کیا ہوتا

ترے جلوہ سے غش مین خواب راحت جانکر ہم ہین
تڑپنے کے سوا ہم آپ مین آتے تو کیا ہوتا

تڑپ کر بیخودی مین کرتے ہین عالم تہ و بالا
تمھارے مست اپنے ہوش مین آتے تو کیا ہوتا

ملی ہے ہم کو عمر خضر عشق سبزۂ لب سے

قیامت تک نہ مرتے زہر بھی کھاتے تو کیا ہوتا

برنگ سُرمہ آنکھوں مین جگہ پاتے حسینوں کی
اگر جلوے سے مثل طور جل جاتے تو کیا ہوتا

تڑپ کر خون اُڑایا اِس لئے دامان قاتل پر
کوئی شاہد نہ تھا گر وہ مکر جاتے تو کیا ہوتا

ہدا راہِ توکل مین خدا پر بھولے بیٹھے ہین
نہ اُٹھتے پاے حاجت لاکھ گرماتے تو کیا ہوتا

غزل

تری قدرت کا جلوہ ہر طرف سے جلوہ گر دیکھا
تو ہی ہم کو نظر آیا جدھر بھر کر نظر دیکھا

نشان عنقا کا پایا جب وہان سیم بر دیکھا
عدم کامل گیا رستہ جہان سوے کمر دیکھا

کھلے داغ جگر جیدم سوے رشک قمر دیکھا
بھر آئے اشک جب اُس مہر کو بھر کر نظر دیکھا

تر و تازہ گلستان جہانمین ہر شجر دیکھا
نہال عشق لیکن ہمنے بے برگ و ثمر دیکھا

کمان مین جوڑ کر ناوک کو مُنے جب ادہر دیکھا
عجب حسرت سے دیکھا کبھی ہمنے جگر دیکھا

عجب موے سیہ مین صبح پیری کا اثر دیکھا
شب تاریک مین جلوہ نما نور سحر دیکھا

جنھین حرمت سے اس بحر جہانمین بہرہ ور دیکھا
گرہ مین آبرو باندھے ہوے مثل گہر دیکھا

مرے مانند تم بھی حسن اپنا دیکھ غش ہوتے
یہ کہیے آئنہ رکھکر نہین پیش نظر دیکھا

روان سے ہر اک مانند اشک شمع سوزان ہے ۔ جسے اس نے ہم مین دیکھا اُسے گرم سفر دیکھا

کہین بے چشم کے بہتے ہین آنسو سوز الفت مین ۔ مگر ہمنے یہ اشک شمع محفل مین اثر دیکھا

تن آسانی کی خواہش ہے تو ہو عزلت گزین ایدل ۔ صدف مین ہمنے بے سوراخ دیکھا جو گہر دیکھا

یقین قاتل کو عشق غیر کا اسدرجہ مجھپر تھا ۔ کہ بعد ذبح اُسنے دل کو میرے چاک کر دیکھا

چراغ داغ دِل اپنا جلانے ہم کبھی آئے تھے ۔ ترے عارض مین شمع طور کو جو جلوہ گر دیکھا

عجب نیرنگ پایا ہمنے ایدل اسکے رابو مین ۔ کبھی شام سیہ مستی کبھی نور سحر دیکھا

ہوے طالب جو ملک و فوج کے ہم اسلئے یارب ۔ سراسر ہمنے سرداری مین اپنا دردسر دیکھا

مین سمجھا کوے جانان سے پیام موت آیا ہے ۔ جواب نامہ سے خالی جو دست نامہ بر دیکھا

بہار لالہ و گل کی ہوئی خواہش جو وحشت مین ۔ دل پرداغ کو دیکھا کبھی زخم جگر دیکھا

گری وہ برق دیکھو پھونک رہا ہے گنبد گردون ۔ بہت ہنستے تھے نالو نپر مرے تم کیون اثر دیکھا

وہ بے برگ و نوا راہِ عدم مین آج جاتے ہین ۔ کہ جنکے منزلون تک ساتھ سامان سفر دیکھا

کہان ہنگامۂ محشر کو کوے یار سے نسبت ۔ اُدھر سے تو سوا عشاق کا مجمع ادھر دیکھا

غزل لکھی ہدا اب طرح کے مصرع پہ مصرع ہو
کہین تا لوگ فن شاعری کا اب ہنر دیکھا

غزل

بندھے آنچل مین تیرے جگنو و نکو تا بہ سحر دیکھا ۔ ستاون کو ترے پہلو مین اے رشک قمر دیکھا

دلون کو تیری زلفوںمین لٹکتا تا کمر دیکھا ستارون کو ترے پہلو مین اے رشک قمر دیکھا

عزیز مصر ہے تو خواب کی تعبیر کہتی ہے ستارون کو ترے پہلو مین اے رشک قمر دیکھا

پئے کسب ضیا آئے تھے کیا گردون سے خلوتمین ستارون کو ترے پہلو مین اے رشک قمر دیکھا

دکھایا نور افشان نے ترے زانو پہ گر گر کے ستارون کو ترے پہلو مین اے رشک قمر دیکھا

ہمدا کہتے نہ دل سے آفرین کیونکر فلک مجھ کو

در مضمون ستارون سے زیادہ جلوہ گر دیکھا

غزل

گوشۂ دل مین ہے دشوار ٹھکانا ہونا چاہیئے گرد الم کو مرے صحرا ہونا

وہ ہوا صبح کی، وہ نور کا تڑکا ہونا یاد آتا ہے وہ میلا لب دریا ہونا

چشمۂ چشم کو منظور تھا دریا ہونا تھا مقدر مین مرے آپ کا شیدا ہونا

اک اشارے مین گلے کٹتے ہین تلوار نسے ابروے یار پہ آسان نہین شیدا ہونا

ذبح کرتے ہین عزیزون کو بشر وہ بھی تو ہین شاق یان ہوتا ہے غیرون پہ بھی اندا ہونا

روز آتا تھا عیادت کو وہ عیسی اے دل اس مرض سے تجھے اچھا نہ تھا اچھا ہونا

صورت زلف پریشان رہا کرتے ہین ان حسینون کو بلا ہے رخ زیبا ہونا

اس جوان سے نہو کیون پیر فلک کو الفت اس بڑھاپے مین بدا تھا اسے رسوا ہونا

اس لئے مین نے ضعیفی مین لگایا نہ خضاب نہ پسند آیا جوانون کا تماشا ہونا

جب گلا وعدہ خلافی کا کیا تو بولے ناگوارا ہے مجھے شکوہ بیجا ہونا
آپ کے عارض تابان پہ مرے مہرلقا شفق صبح کا زیبندہ ہے غازا ہونا
خال افشان کا بنایا کروا ے ماہ لقا چاہیئے چاند سی صورت پہ ستارا ہونا
لب جان بخش صنم لاکھ جلائے مردے غیر ممکن ہے مگر حضرت عیسیٰ ہونا
شاد یون ہوتا ہے دل شعر پسندیدہ سے جیسے فرزند جوان بخت کا پیدا ہونا

اے ہدا عرش کے پایہ سے ہون گر شعر بلند
اس زمین پر تجھے دشوار ہے اونچا ہونا

غزل

فرق دوئی وصال مین ایجان کہان رہا جب تو ہی آکے دل بسا مین کہان رہا
باہم رہین نگاہین دم دیت ہلال آنکھین لڑی رہین وہ پر پریچہان رہا
اسکے ہمارے ہاتھ ہے دور آفتاب کا ساقی جو فصل گل مین یونہین مہربان رہا
کیا شکوہ انتظار کا کرتا کہ محو تھا کب ہوش تھا جو پوچھتا ظالم کہان رہا

غزل

رخ رنگین پہ ترے خط نہین یہ جان آیا پھر دعوائے چمن لشکر ریحان آیا

آئینہ بھر حجاب لب خندان آیا | لو سکندر طرف چشمۂ حیوان آیا

ذرّہ افشان کا نہین سوے زنخدان آیا | آپ گرنے کو کنوئین مین مہ کنعان آیا

کب خطِ سبز لبون پر ترے ایجان آیا | خضرِ حسن سوے چشمۂ حیوان آیا

مارِ زلف اُڑکے سوے عارضِ جانان آیا | دولتِ حُسن بچانے کو نگہبان آیا

کوئی گریان تو کوئی چاک گریبان آیا | بزم جانان سے جو آیا وہ پریشان آیا

سر مین سوداے سر کاکلِ پیچان آیا | وہی زنجیرین پھر آئین وہی زندان آیا

دیکھکر گوشۂ تاریک لحد بولی روح | عمر بھر خوف تھا جس کا وہی زندان آیا

نقطۂ شک کا ہوا مہر قیامت پہ گمان | حشر مین جب مین لئے نامۂ عصیان آیا

بلبل دل نہو کیون حسن خط رخ کا اسیر | دام صیاد لئے سوے گلستان آیا

مصحف رخ وہ دم نزع دکھاتے ہین مجھے | یمن ہوگا یہ سفر سامنے قرآن آیا

دیکھکر سبزۂ خط کیون نہ جنون پیدا ہو | باغ مین کیون نہ بہار گل و ریحان آیا

خال و عارض کی محبت مین گیا دنیا سے | سامنے یار کے جو گبر و مسلمان آیا

خم کیا سر کو وہین کعبۂ ابرو کیطرف | پاس اُس بُت کے جہان صاحب ایمان آیا

مژدۂ وصل سنانے نہین آئی ہے صبا | ہُدہُد نامہ برِ فخرِ سلیمان آیا

کیون فلک پر نہ دماغ اپنا ہو مئخانہ مین آج | کشتیِ مے نہین یہ تخت سلیمان آیا

تالیان آج بجاتے ہین جو ہر برگ شجر | کیا چمن مین وہ مرا سرو خرامان آیا

کب فرشتے کی نصیحت کو وہ سنتا ہے بھلا | قہر آیا جو کسی پر دل انسان آیا

دل میں چبھ جاتا ہے ابتک مرے کانٹے کیطرح
گر کہیں بزم میں وصف سر مژگان آیا

ضبط کرنے میں اسے گو کہ ہوا دل پانی
قطرۂ اشک نہ بر سر مژگان آیا

تیر مژگان کو سدا دل میں جگہ دی میں نے
تشنۂ خون کو میں سمجھا مرا مہمان آیا

رد کیا دل نے نہ میرے کبھی دشمن کا سوال
تیر بھی آیا تو سمجھا مرا مہمان آیا

یار کے ساتھ رقیب آیا عیادت کیلئے
مرہم زخم کے ہمراہ نمکدان آیا

چودھواں سال ہی کامل ہو کیوں حسن شباب
اوج پر فضل خدا سے مہ تابان آیا

خانۂ دل میں بتوں کے رہی یوں یاد اپنی
جس طرح ہو کہیں دم بھر کوئی مہمان آیا

لاکھ سمجھایا بہت منتیں بھی میں نے کیں
جز نہیں کے کبھی کہنا نہ انھیں ہاں آیا

خیر مانگو میں کہاں اور کہاں شکر کلام
غیر کے کہنے کا باور انھیں اے جان آیا

مصحف رخ پہ ہیں اک شکل کے دونوں ابرو
کیا مشابہ یہ ہر اک آیۂ قرآن آیا

شب تاریک لحد سے نہ پریشان ہو مدا
لے وہ خورشید عذار شہ مردان آیا

غزل

جلائیگا مجھے کیا عشق خال اس روئے روشن کا
یہ وہ تل ہو کہ قطرا تک نہیں ہے جسمیں روغن کا

روانی میں گلا کٹتا ہے تیرے دوست دشمن کا
مثال خنجر عریاں ہی ہر اک نعل توسن کا

یہ سوز عشق کشت دل میں ہو اس خال روشن کا
جلا دے مزرعہ گردون کو دانہ اپنے خرمن کا

تصور ہے حسینان جہان کے روے روشن کا | تماشا دل کے آئینہ مین ہی گلہاے گلشن کا

تری شمشیر کے جوہر مین آیات خدا قاتل | پڑھے کلمہ کیونکر ریشہ ریشہ میری گردن کا

شرارے کی طرح کیون دمبدم بجلی لپکتی ہے | چمن مین کیا کوئی تنکا گرا میرے نشیمن کا

لگائی تیغ بسم اللہ کہکر شاید اے قاتل | اثر سے جسکے کٹنا ہو گیا دشوار گردن کا

نہ اٹکے کس طرح دل عالم امکان مین انسان کا | تماشا اس چمن کا خار بن جاتا ہے دامن کا

سمایا جب سے آنکھون مین مرے بوٹا سا قد انکا | نظر آتا ہے غنچہ مین تماشا مجھ کو گلشن کا

صفائی آب توبہ سے ہو کیا قلب سیہ رو کی | سپیدا یدل بھلا دھونیسے کیا ہو زنگ آہن کا

چلا کرتا ہون پہرون گھٹنیون جب پاؤن تھکتے ہین | تلاش یار سے پیری مین عالم ہے لڑکپن کا

چھپے فانوس مین کس طرح شمع طور کا جلوہ | فزون ہے حسن پیراہن سے اسکی جسم روشن کا

وہ عیسی لب کرے گر زخم دامن دار کا بخیہ | بنے سرچشمۂ آب بقا ہر چشمہ سوزن کا

بڑا احسان ہو قاتل ذبح کر گر اس صفائی سے | کہ تسمہ تک نہ باقی نام کو رہ جائے گردن کا

نحیف عشق گیسو کو سلاسل کی ہے حاجت کیا | خیال حلقۂ کاکل ہے اسکو طوق گردن کا

امید حسرت کشتہ کا دل مین شور رہتا ہے | لہو برسے گا اک دن بولنا اچھا نہین رن کا

سوائے حلقۂ گیسو ٹھکانا کب ہے وحشی کا | نشان کیا پوچھتے ہو خانہ بردوشون کے مسکن کا

پسند آتا سخن اللہ کو کیونکر نہ موسی کا | مزا دیتا ہے بیشک بولنا تھم تھم کے الکن کا

وہ آئینہ کو لیکر سامنے مستی لگاتے ہین | ہر اک جوہر بنے گا عکس سے گلدستہ سوسن کا

بہار آتی ہے عشق زلف و چشم یار ہوتا ہے | قریب آیا زمانہ اے ہدا پھر آہ و شیون کا

غزل

طلائی رنگ سے پھیکا ہی اُنکے رنگ کندن کا | شروع نوجوانی ہے عجب عالم ہے جوبن کا

تصور دلمین ہی ابرو و خال رُخِ روشن کا | برابر حق سمجھتا ہون مسلمان و برہمن کا

نظارے سے ان آنکھونکے نہ کیون پاے نظر اُلجھے | کہ ہر موے مژہ اک خار بنجاتا ہے دامن کا

شکستہ دل پہ اطمینان ہی بیجا ہی عاشق کو | بھروسہ کیا ہی اس ٹوٹے ہوے مٹی کے برتن کا

پسیجے گا مرے رونے سے کیا وہ تند خو ایدل | کہین بھی نرم باران سے ہوا ہی جسم آہن کا

قدم دھنستے ہین رہ رہ کر زمین پاؤن پکڑتی ہی | مرے اشکون کی بارش رنگ دکھلاتی ہی ساون کا

نزار ایسا ہوا ہون عشق خال روے جانانمین | جلو خانہ بنا ہی خانۂ مور اپنے مسکن کا

کسے نام و نشان کی اپنے حاجت ہے پس مردن | اُڑا دو شوق سے اگر نشانہ سنگ مدفن کا

خدا ہی اس دل ناداں کا حافظ دیکھیے کیا ہو | ہوا ہے دوست اسکا دوست جو رہتا ہی دشمن کا

غزل سمجھین مری کج مج زبانسے بزم مین کیونکر
سخن مفہوم دقت سے ادا ہوتا ہے الکن کا

غزل

غبار اُٹھتا ہے کس صاف دل کے مدفن کا | کہ ذرہ ذرہ ہے آئینہ مہر روشن کا

عبث نہین دل کشتہ مین شور شیون کا | پڑیگا کھیت کہین بدھ ہے بولنا رن کا

ہجوم آہ ہے اِس چشم تر کے باعث سے
نمی سے حسن کی زیادہ دھوان ہے گلخن کا

اُٹھا کے اسکو گرا دیگا تجھکو آنکھون سے
نہ دست حرص مین دے گوشہ اپنے دامن کا

ہوئی وہ سرخ قبا آج اشک پر خون سے
کہ گل سے شوخ ہے رنگ آج اپنے دامن کا

فلک پہ لوگ مہِ نو جسے سمجھتے ہین
الٰہی نقش ہے یہ کس کے نعل توسن کا

بقدر شعلۂ آتش ہے اوج دود ادل
زیادہ درد ہے باعث وفور شیون کا

سبک روی کوئی تیر نگاہ کی دیکھے
ہوا دو سار نشان پر نہین ہے روزن کا

صفائے جلد سے چہرے کی ہین رگین ظاہر
نمود حسن ہے چار آئینون سے جوشن کا

پسند آئے خدا کو نہ کیون کلامِ کلیم
برنگ طفل خوش آتا ہے حرف لکن کا

ضیا ہے دل مین یہ شعلہ سے عشق گیسو کے
گمان ہے شب تیرہ مین شمع روشن کا

مِسی کے عشق مین سودا وہ رنگ لایا ہے
کھلین ہین داغ کہ پھولا ہے تختہ سوسن کا

ہمارے زخم جگر دیکھکر یہ ہوش گئے
کہ زاغ بن کے اُڑا رنگ روئے دشمن کا

نہ کھائے رشک سے کیون مہر چرخ زنگاری
عجیب رنگ پہ سبزہ ہے اپنے مدفن کا

حذر کر آہ دلِ عندلیب سے صیاد
گرے گی برق جو تنکا چھوا نشیمن کا

نہان ہو راز محبت کا بعد افشا کیا
کہ اشک رک نہین سکتا مژہ کے دامن کا

الٰہی کر مجھے یون خضر عشق کا پیرو
کہ جیسے رشتہ قدم با قدم ہے سوزن کا

خبر نہین کہ کب آئی بہار کیا گذری
ہمین تو ہوش نہ تھا اپنے جامۂ تن کا

پس فنا بھی فروزندہ ہے شرارۂ عشق
یقین نہ ہو تو بجھا دو چراغ مدفن کا

دیا فریب ہے چشمان حسن بین نے مجھے
کیا ہے کام ہمارا دوستون نے دشمن کا

غزل

منظر جو جلوہ جانانہ ہوگیا
دل اپنا شمع طور کا پروانہ ہوگیا

پرتو فگن جو عارض جانانہ ہوگیا
امین سے روشن اپنا سیہ خانہ ہوگیا

ایسا کھدا یہ شہر کہ ویرانہ ہوگیا
آبادیون کے ذکر کا افسانہ ہوگیا

لیلی ادا کی زلف نے ابتر کیا دماغ
مجنون کی طرح دل مرا دیوانہ ہوگیا

ہر دشت مین ہے لطف پرستان بہار مین
دس پھول کھل گئے کہ پریخانہ ہوگیا

رونیسے اپنی سیر طبیعت ہو کس طرح
رزق مقدر اشک کا ہر دانہ ہوگیا

مجھ سے چھپا کے غیر کو بولے وہ ناز سے
پردہ ہے آپ آئیے مردانہ ہوگیا

اب آبلون سے نوک کی لیتا نہین کوئی
جبدن سے خار دشت سے یارانہ ہوگیا

پرتو پڑا جو گیسوے مشکین کا دوش پر
کہتے ہین بوجھل آج مرا شانہ ہوگیا

دل دیکے جنس حسن کو ٹھہرا چکا ہون مین
بیچین نہ مشتری مرا بیعانہ ہوگیا

بازو کے اپنے زور پہ آپ اڑکے جل مرا
پروانہ موت کا پر پروانہ ہوگیا

قاضی کی امتناع ادھر محتسب کا ظلم
ویران انھین کے ہاتھ سے میخانہ ہوگیا

صد شکر دل سے یاد بتون کی نکل گئی
مسجود مثل کعبہ یہ بتخانہ ہوگیا

سایہ بلا کا گیسوے لیلے کا تھا ہوا
پڑتے ہی سر قیس کے دیوانہ ہو گیا

غزل

یاد زلف و رخ مین یہ محزون دل غمناک تھا — دامن شب تا گریبان سحر صد چاک تھا

سبزۂ رخ پر جو مائل یہ دل غمناک تھا — اس چمن کا میری قسمت مین فقط خاشاک تھا

جان لی فرہاد کی صورت نگاہ ناز نے — دایۂ شیرین سے شاطر یار کا چالاک تھا

مین یہ سمجھا تھا کہ دل کے پار ان کا ناوک ہوا — غور سے دیکھا تو تیرا عشوۂ بیباک تھا

رات بھر کی ایسی ترک فکر نے صید افگنی — تھا جو کچھ مضمون عنقا بستۂ فتراک تھا

عشق گیسو تھا نہ جبتک نیک و بد کی تھی تمیز — اب پریشان ہون کبھی تو صاحب ادراک تھا

ہاتھ پاؤن لاکھ مارے مین نے سیل اشک مین — بہ گیا بصورت خاشاک گو پیراک تھا

مین وہ مجنون ہون قدم رکھا جو راہ عشق مین — صورت گل دامن صحراے وحشت چاک تھا

حسن کے جلوے سے سرمہ ہو گیا جلکر پہاڑ — اصل کیا انسان کی مین تو اک مشت خاک تھا

کیون نہ عشق خال مشکین مین ہوتا استحکام — ابتدا تھی بسکہ روز اول تریاک تھا

نشۂ جوش جوانی بھی عجب مستانہ ہے — وصل کی شب کچھ زیادہ مجھ سے وہ بیباک تھا

دانۂ انگور تھا پیالہ دہان مار کا — ہجر مین تیشہ سے بدتر مجھکو برگ تاک تھا

شمع محفل سے قد جانان کی تھی روشن مثال — قامت سرو صنوبر تو بہت کاواک تھا

ہجر کی شب ماہ تھا یا ساغر خاص فلکی گردش گردون نہ تھی گویا کہ سر چاک تھا
کیا کہون دیکھا جو شب کچھ یاد زلف یار مین چونک اٹھا بستر پہ ایسا خواب وحشتناک تھا
ہمصفیر دم آگئی فصل جنون انگیز کیا خود بخود آج اپنا دامن تا گریبان چاک تھا
نور ماہ و انجم و شمع و چراغ و جام مے سب سامان بے ترے آنکھون مین میری خاک تھا
جستجو مین تیری سرگردان ہون جب سے آئی حبیب تھا فلک سر پر نہ زیر پا یہ فرش خاک تھا
پوچھتے ہو دوستو کیا ماجرا ئے صبح وصل وہ تو تھے دامن کشیدہ مین گریبان چاک تھا

نشۂ فرقت مین سیر لامکان کی جو ہوا
خاک اڑتی تھی یہ رنگ نہ خم افلاک تھا

غزل

ضبط اسے کہتے ہین گو مورد بیداد ہوا آسمان سے نہ کبھی طالب امداد ہوا
دل پر داغ ترے جلوے سے کیا شاد ہوا باغ جنت قدم حور سے آباد ہوا
کی یہ مشق اس نے تغافل کی کہ استاد ہوا بھول جانیکا سبق خوب اسے یاد ہوا
مر گئے کم سخنی پر تری اتنے عاشق اک نیا شہر خموشان ابھی آباد ہوا
پھر گئی موت کی تصویر مری آنکھون مین آئینہ یار ترا خنجر فولاد ہوا
خون کی آتی ہے بو باد صبا سے پیہم کوئی مظلوم دہان کشتۂ بیداد ہوا
روز اک کند چھری سے مجھے کرتا ہی حلال عشق ابرو کا مری جان کا جلاد ہوا

جسکی امید نہ تھی دل کو وہ بت ہاتھ آیا
واقعی پوچھو تو یہ امر خدا داد ہوا

خالق خلد وجنان کی جو نظر سے یہ چھپی
چشم عالم سے نہان گلشن شداد ہوا

منحصر عشق حقیقی و مجازی پہ نہین
اسمین جو آکے پھنسا مورد بیداد ہوا

سختی عشق کی برداشت کبھی ہے کوہکنی
اسمین جو کچھ کہ سر آمد ہوا فرہاد ہوا

خواب مین کھینچتے ہین دلمین ہدا شکل وصال
ایسا مشتاق کہان مانی و بہزاد ہوا

غزل

نظر جو فکر صبوحی مین آفتاب آیا
مین سمجھا عرش سے یہ کاسہ شراب آیا

کہان ہے رند دم مستی شراب آیا
سمٹ کے صورت مینا سے مے سحاب آیا

ملی یہ خاک مین یوسف کی شکل پیری سے
دوبارا دیکھنے ہر ایک شیخ و شاب آیا

جواب نامہ کا لایا قدم نہ لون کیونکر
رسول آج مرا صاحب کتاب آیا

سفید آنکھین یہ اس مہ کے انتظار نے کین
سمجھ کے دیدہ اختر نہ شب کو خواب آیا

قلم کے ساتھ مین قاصد کے پاؤن توڑونگا
نہ ابکی لیکے وہ خط کا اگر جواب آیا

کہون مین حشر کو مکتب اگر تو زیبا ہے
جو آیا ہاتھ مین دابے ہوے کتاب آیا

لے اب تو چونک کہ پیری کی دوپہر آئی
سفید بال نہین سر پہ آفتاب آیا

خیال عارض تابان سے دل کیا روشن
اس آئینہ مین نظر مجھ کو آفتاب آیا

مفارقت مین تن ناتوان کے روحی بھی روح — یہ جب ہے جو دم نزع اشک ناب آیا

ملا ہے خوب ہمین نسخۂ سیہ کاری — جو حشر تک نہ چھٹے ہاتھ وہ خضاب آیا

دیا جو عہدۂ دربانی اُس قمر نے مجھے — فلک جناب مجھے عرش سے خطاب آیا

دماغ جو تھے فلک پر نہ کیون ہو نشہ مین — نظر پیالۂ مے مین اک آفتاب آیا

وہ دیکھکر رخ رنگین کا عکس حیران ہین — کہ آئینہ مین کہان تختۂ گلاب آیا

بھر آئے فرط مسرت سے اشک آنکھون مین — نظر جو بام پہ وہ رشک آفتاب آیا

ہوا خیال سر جم کا میکدے مین مجھے — نظر شکستہ اگر ساغر شراب آیا

سیاہی شب غم سے مہیب تھا یہ گھر — کہ مارے خوف کے دستک نہ میرے خواب آیا

وہ سیل اشک ہے میرے نگاہ خاک کرین — کہ جن کی آنکھ مین دریا نظر سراب آیا

وہ پھینک کر دل عاشق یہ ناز سے بولے — جلا بھُنا ہوا کس گھر سے یہ کباب آیا

عجب ہے بطن صدف مین یہ قعر دریا سے — لئے غبار یتیمی دُر خوشش آب آیا

خجل ہوا یہ شب ہجر داغ دل سے مرے — لب افق پہ کبھی پھر نہ آفتاب آیا

ہوئی ضعیف زلیخا یہ عشق یوسف مین — عدم سے جس کے تماشے کو پھر شباب آیا

برنگ شعلۂ دوزخ لرز گئے اندام — کبھی جو پیش نظر آیۂ عقاب آیا

گناہ پھرنے لگے روز حشر آنکھون مین — بہت خجل ہوا جب دفتر حساب آیا

یہ اوج موج یہ طوفان اشک تھا شب ہجر — نظر فلک مجھے چھوٹا سا اک حباب آیا

لگا دیا در جانان پہ سیل گریہ نے — کہان پہ ڈوبا تھا کس جا بر سے آب آیا

کریگا کون سُبک جسم سیر دریا کی
جہاز موج پہ جو خیمۂ حباب آیا

کفن مین اس سے چھپا دیدہ احبا سے
ہوئی جو شکل مو حش مجھے حجاب آیا

تمیز سیکھو کہ اب نخل قد مین بار آئے
وہ ضد کی فصل گئی موسم شباب آیا

نہ زندگی مین کبھی گرد میکدہ دیکھا
لحد پہ اشک فشان کسلیئے سحاب آیا

غشی مین مردم بیمار پر چھڑکنے کو
جو اشک آیا وہ اک شیشۂ گلاب آیا

نمو نہین گل عارض پہ سبزۂ ریحان
یہ حسن کو خط گلزار مین جواب آیا

حساب حشر مین اعمال کا قیامت ہے
جب اک درم کا نہ ابتک مجھے حساب آیا

پڑی تھی جب سر پہ میرے جو گرد راہ نجف
پکارے سب وہ غلام ابو تراب آیا

مرے نہ بھول کے رُوے بتان خوش رو پہ
دل اپنا آیا کہ اللہ کا عتاب آیا

سوائے خاک کے اس غمکدے مین کیا دیکھا
کہان یہ تو کبھی دل خانمان خراب آیا

گنوا کے عمر پھرا کوے یار سے قاصد
جو مجھ سے پوچھو تو اب کبھی بہت شتاب آیا

نمونہ ہستی نابود کا نظر آیا
حباب اُبھر کے کوئی جب بروئے آب آیا

عدم سے آیا جو بھر جہان پر غم مین
حباب وار وہ بادیدۂ پر آب آیا

یہان تلک تو کیا انتظار قاصد کا
کہ زندگی سے ہماری ہمین جواب آیا

ترقیون پہ ہے آنکھون مین میری نشہ مے
نہ اوج کیون ہو دو پیکر مین آفتاب آیا

پڑے ہین اُلٹے ہوے میکدہ مین شیشہ و جام
خزان کے آتے ہی کیا دور انقلاب آیا

برنگ مردمک چشم و حلقۂ دیدہ
سدا غلام ترا حاضر رکاب آیا

کوئی نہ آیا شب ہجر آنے والون مین ۔ نہ موت آئی نہ وہ آئے اور نہ خواب آیا

گھڑی گھڑی شب غم جاگ کر بسر کی ہے ۔ مثال مردم دیدہ نہ مجھ کو خواب آیا

بندھا خیال جو تاریک قبر کا شب کو ۔ ہوا یہ خوف سحر تک مجھکو خواب آیا

پھرا یا برہنہ در در جنون نے قہر کیا ۔ خدا سے خوف نہ بندون سے کچھ حجاب آیا

خم فلک یہ صدا دے رہا ہے مستون کو ۔ بہار آگئی دور شراب ناب آیا

وہ پوچھتے رہے جبتک وجہ ردنیکی ۔ سوا فغان کے نہ لب تاک سے جواب آیا

خیال عارض تابان سے دل کیا روشن ۔ نظر جو آئینہ مین مجھ کو آفتاب آیا

ہدا اگر مرا فدیہ ہوا نہین مقبول
خطاب غیب سے کیون مغفرت مآب آیا

غزل

گر یقین تمکو نہ ہو سوز دل بیتاب کا ۔ دیکھ لو سینہ پہ شیشہ رکھ کے تم سیماب کا

اب کہان وہ لالہ رو غنچہ کہان احباب کا ۔ ہے تصور انکا اب گویا تصور خواب کا

مرغ بسمل سے سنو قصہ دل بیتاب کا ۔ پوچھو احوال طپش سیماب سے سیماب کا

گر پڑے پرتو مرے داغ دل بیتاب کا ۔ چاند سے روشن زیادہ ہو کلف مہتاب کا

دیکھکر ہیئت خطوط جام سے روشن ہوے ۔ ہے ترازو مہر کی ہر درجہ اصطرلاب کا

بارش ابر مژہ سے سبز کر اب کشت دل ۔ قصر گردون مین نہین موقع ہے فتح الباب کا

اک سرِ مو بھی رسائی جس مین شانے کی نہین / بل بے پیچ و تاب اُنکے کاکلِ پرتاب کا

موج ہو ہر سطر دریا ہو ہر اک بین السطور / گر لکھون کچھ حال اپنے دیدۂ پُر آب کا

سلسلہ دور و تسلسل کا عجب پُر پیچ ہے / اول و آخر ہے یکسان جس طرح گرداب کا

بس سودا سے جو چشمہ چشم کا بے آب ہے / خشک باغِ عشق ہے جو یا ہے ہر دم آب کا

خضر و یوسف پر نہین عشق ہے وہ بد بلا / ایک سان عالم ہے اس کے جی مین شیخ و شاب کا

یاد ابرو مین روان ہون گر کبھی سیلابِ اشک / ہو شرف آنکھون کو بیت اللہ کی میزاب کا

آتشِ مے سے دلِ بریان کباب گرم ہے / ہے گزک سے ہر گھڑی لبریز سینہ قاب کا

پی کے سیلِ اشک آدم کرتے تھے وحش و طیور / کسقدر سرد و خنک پانی ہے اس تالاب کا

عقدِ حسن و عشق کا کسطرح ہو ہمکو یقین / اک طرف ردِ قبول اکسو کلام ایجاب کا

پیچ مین پھنسا نہ عشقِ ناف کے ایدل کبھی / گردشِ تقدیر ہر چکر ہے اس گرداب کا

جذب کاہ و کہربا الفت مین ہونا چاہیے / لطف کیا نقشہ رہا گر آتش و سیماب کا

گر ہو قانع دادِ نعمت سے ہے تجھپر مدام / ہے گدا کی طرح جو یا کس سے ہر باب کا

عمر بھر آرام سے اک شب کبھی سوئے نہین / شامیانہ ہو ہماری قبر پر کمخواب کا

اُڑ رہی ہین اپنی دودِ آہ مین چنگاریان / ہے گمان اہل جہان کو کرمکِ شبتاب کا

قاطعِ رحم ایسے اخوانِ جہان مین بہر ملک / خون سکندر نے کیا دارا بنِ داراب کا

سائلِ بوسہ ہون کب سے عارضِ گلفام کا / دیجیے اک پھول اپنے گلشنِ شاداب کا

پانچ چشمے گر نہ جاری ہوتے پنجِ انگشت سے / حشر تک ہوتا نہ پھر نشو و نما سحاب کا

بیخودی کو میری کافی ہین نشیلی چشم یار | ہے اثر دونون مین دو جام شراب ناب کا
پایۂ معراج پایا یہ کہ پہونچا عرش پر | کس قدر ہے اوج موج اس اشک کے سیلاب کا
ڈھیر ہے لعل بدخشان کے نگین کا روبرو | واہ کیا ہے سرخ آنسو دیدۂ خوننا ب کا
ایک بوسہ اُس لب لعلین کا ملجائے اگر | عمر بھر خواہان نہون پھر شربت عناب کا
غیر سے کیا وقت بد مین خیر کی امید ہو | مُنھ پھرا لیتے ہین نقشہ ہے اب احباب کا
حال کچھ درد شب فرقت کا لکھنا ہے مجھے | اک قلم درکار ہے مجھکو پر سرخاب کا
خار صحرا پر بچھاتا ہے انھین جوش جنون | تھا میسر فرش جنکو قاقم و سنجاب کا
منزل مقصود پر سیدھے پہونچ جاتے ہین لوگ | موت کا جادہ ہے پرتو تیغ کی ہر ناب کا
اشک درد عشق کا کیا مرتبہ جانے کوئی | قدردان ہے دل مرا اس گوہر نایاب کا
جب سے ہے حسن تبسم کا حسینون کے خیال | برق کی صورت ہے عالم اس دل بیتاب کا
ہر جگہ گلہائے صحرا کا ہے غنچہ ساتھ ساتھ | لطف تنہائی مین بھی ہے صحبت احباب کا
رات بھر رہتا ہو جس کے سر مین وصلت کا خیال | پوچھتے ہو ماجرا اُس شخص کے کیا خواب کا

ذکر پیری مین ہے یون عیش جوانی کا ھُدا
جس طرح دھرائین دن کو حال شب کے خواب کا

غزل

شکر ہے جو پانہین آب و شراب ناب کا | جام مے اک آنکھ ہے اک آنکھ کوزہ آب کا

بند کیا باب اجابت مین کہ جو میری دعا ڈھونڈھتی ہے راستہ ہر صبح فتح الباب کا

یارب اُنکے طاق ابرو کی زیارت ہو نصیب جن کا جد بانی ہے بیت اللہ کی محراب کا

یارب اُن ابرو کی آنکھون کو زیارت ہو نصیب خود حریم کعبہ اب طائف ہے جن محراب کا

طاق کسری پر پڑی افتاد کیسے دفعتاً ایک بھی پایہ جواب باقی نہین محراب کا

ہے سفر درپیش کچھ زادِ سفر کی فکر کر جمع کرنا وقت پر دشوار ہے اسباب کا

یون ہین بے آنسو تپان آنکھون مین دونون پتلیان ہے گمان مردم کو جن پر ماہیِ بے آب کا

مین وہ نالان ہون جو ضبط گریہ وحشت مین نہو ہو سراب دشت مین عالم ابھی سیلاب کا

جب لرزتے ہین تمہارے سے میرے استخوان ٹوٹ جانیکا یقین ہوجاتا ہے اعصاب کا

زندہ ہین یا مردہ کرسکتا نہین کوئی یقین خواب طرفہ ہے رقیم کہف کے اصحاب کا

سر کے بل چل آنسوؤن کی طرح کوے عشق مین کم نہین کعبہ سے ایدل یہ مقام آداب کا

بے چھُری کے ذبح کرتا ہے نکلکر آفتاب مُنھ نہ صبح وصل دیکھے کوئی اس قصاب کا

جب سے پھیلی ہے نئے تہذیب کی رسم و رواج قاعدہ جاتا رہا اگلے ادب آداب کا

پیچ دیکھے اُن کے گر چاہ ذقن کا آفتاب بھولجائے طور اپنی گردشِ دولاب کا

نور اپنا گر دکھائے صبح کا نور کفن ہو اندھیری قبر مین عالم شب مہتاب کا

یادِ ابرو مین روان ہون گر ہدا سیلاب اشک
ہو شرف آنکھون کو بیت اللہ کی میزاب کا

غزل

کیون نہ عالم ہو شعاعِ مہر پر تلوار کا
ہر سحر منھ دیکھتا ہے ابروے دلدار کا

سرو و سنبل سے نہ دین تشبیہ قد و زلف کو
صاف صاف انمین ہے نقشہ ریسمان و دار کا

چھوڑ دون عشقِ مژہ کیا کہہ رہے ہو ہمدمو
درد چھلنے سے سوا دیگا نکلنا خار کا

منھ سے چادر کو ہٹا کر جس نے دیکھا رو دیا
اے مسیحا حال یہ ہے اب ترے بیمار کا

عاشقِ مژگان سے بڑھکر کون ہوگا دردمند
ہر نفس دل کو دکھا دیتا ہے چبھنا خار کا

خانہ باغ دل شگفتہ ہے یہ داغِ عشق سے
ہے یقین رضوان کو جسپر خلد کے گلزار کا

پی کے خون دل مرا آسان مگر جانا نہین
ترا ابھی تک تو لہو سے ہے دہن سوفار کا

کیا سمجھکر غیر بندھواتے ہین تیغ اُن کی خدا
مین تو گھائل ہون ازل سے ابروے خمدار کا

غزل

ہجر کی شب موجزن اشکون کا جیسا بحر تھا
آجتک ایسا حبابون نے نہ دیکھا بحر تھا

ناسخ مرحوم کا شاگرد اچھا بحر تھا
اس زمین کا شعر کا عرشِ معلی بحر تھا

ماہرِ فن عروض و صاحب طبع سلیم
مثل بحر نوزدہ کے ایک دریا بحر تھا

بہ گئے ہفت آسمان اک موج مین شکل حباب
کونسا اس دیدۂ تر مین سمایا بحر تھا

سیل گریہ کی کوئی دیکھے ذرا توقیر کو — آج پابوسی کو جس کی بڑھ کے آیا بحر تھا

داغ سودا کی طپش پوچھے مرے دل سے کوئی — جو سراب دشت کو دل مین سمجھتا بحر تھا

آنسوؤن کی آبیاری سے بڑھا یہ نخل آہ — جس کی زیر پایہ اک چھوٹا سا تھالا بحر تھا

گرد آہ نیم شب اڑکر یہ ساحل سے پڑی — صبح کو اٹھکر جو دیکھا ایک صحرا بحر تھا

گھومتے پھرتے تھے جو گرداب دیوانون کیطرح — کس حسین کے غسل فرمانے کا جویا بحر تھا

اسقدر تو ہو کسی کی گوہر دندان مین آب — آئنہ کب روبرو تھا اُن کے گویا بحر تھا

بچ گیا طوفان سے کام آئی میری التجا — منتظر کب سے مرے دست دعا کا بحر تھا

شام کو منہ دھو گیا تھا کون سا عیسی نفس — صبح تک آب بقا کا جو نمونا بحر تھا

شبکو شمع آہ سے روشن تھے اسدرجہ حباب — صاف نقشہ آسمان ہفتمین کا بحر تھا

اشک کی تصویر مین وہ رنگ آبی تھا بھرا — جس کی پرتو کا یہ اک ادنی سا خاکا بحر تھا

دیدنی تھا عکس آب گوہر دندان یار — ہر طرف صحن چمن مین جلوہ فرما بحر تھا

جستجو مین آشنا کی شب جو ساحل پر رہا — تیر موج آہ کا ہر دم نشانا بحر تھا

چشم تر سے رشک تھا جس کو مجھے معلوم ہے — جس نے رونے پر مرے طوفان اُٹھایا بحر تھا

آنسوؤن کی میری طغیانی تھی وہ طوفان ہدا
جس کے اک قطرے کے آگے گرد سارا بحر تھا

غزل

وہ شعلہ رو رہے نہ وہ کاشانہ رہگیا | روشن زبانِ شمع پہ افسانہ رہگیا
گو صد زبان تھا گنگ مگر شانہ رہگیا | باقی تمھاری زلف کا افسانہ رہگیا
نہ میکدہ رہا نہ صنم خانہ رہگیا | عشق بتان کا دہر مین افسانہ رہگیا
طالب ہوا نہ شمع تجلی کا بزم مین | خود جل کے اپنی آگ مین پروانہ رہگیا
چارہ نہ دل کو عشق سے کاکل کے جب ہوا | زنجیر عرش تھام کے دیوانہ رہگیا
ہے قصد جا رہون گا مین اکی بہار مین | خالی جو کوئی گوشہ میخانہ رہگیا
پر داغ دل کیا تو جگر کو بھی کیجیے | بستی مین کیون یہ گوشۂ ویرانہ رہگیا
توڑا جو تو نے شیشۂ دل ظلم سے پری | منھ دیکھ دیکھ کر ترا دیوانہ رہگیا
ساقی کہین گے تجکو تنک ظرف می پرست | خالی ذرا بھی گر کوئی پیمانہ رہگیا
کیون ذکر دخترِ رز سے نہ آئے حجاب اب | وہ ہم رہے نہ مشرب رندانہ رہگیا
سمجھا مین شور قلقل مینا سے بزم مین | پریون کے ساتھ کا کوئی دیوانہ رہگیا
ناصح کی پند کو نہ سنا اُس نے پھر کبھی | کانون مین جس کے عشق کا افسانہ رہگیا
کاٹین گے قید محبس دنیا مین ہنسکے عمر | باقی جو عشق کاکلِ جانانہ رہگیا
شعلہ یہ شمعِ حسن کا تھا شبکو بزم مین | جو آیا جل کے صورت پروانہ رہگیا
آتی ہے محتسب کے یہ گھبرا کے بھاگ لوگ | شیشہ کہین گرا کہین پیمانہ رہگیا

خود بین سمجھ کے لوگ تو محفل سے اُٹھ گئے — پاس اُنکے اب اک آئینہ و شانہ رہگیا

بزم سخن مین سب مئے مضمون کو پی گئے — خالی ہمارے دور مین پیمانہ رہگیا

سلجھا کے حلقہ زلف کے بولے وہ ناز سے — تھے کس بلا کے پیچ مرا شانہ رہگیا

طے راہ کوے زلف سر مو نہ ہو سکی — سو بار تھک کے راستہ مین شانہ رہگیا

گیسو مین دیکھکر دل صد چاک کو مرے — کہتے ہین آج زلف مین کیا شانہ رہگیا

بے قدر ہے خذف سے سوا گوہر سخن — معنی کی آبرو سے جو بیگانہ رہگیا

رعشہ سے جنبش ایسی ہوئی وقت میکشی — خالی چھلک کے ہاتھ مین پیمانہ رہگیا

گلچین نے بزم گل مین ندی جا برا کیا — سبزے کی دل مین شکوۂ بیگانہ رہگیا

چلنا جنون کے پردے مین تھا عاقلانہ راہ — چال اتنی واقعی ترا دیوانہ رہگیا

ظلمت سرا مین اب تو کوئی دوسرا نہین — مین رہ گیا ہون اور یہ سیہ خانہ رہگیا

یارب اٹھون جہان سے سبک برگ گل سے بھی — کاندھا وہ دین تو یہ نہ کہین شانہ رہگیا

طوف حرم کی یاد بھی آئی مجھے تو کب — جب چار گام پر در بتخانہ رہگیا

آتی ہے اُن کی ضعف سے غش آگیا مجھے — آنکھون کو شوق جلوہ جانانہ رہگیا

عاقل تو دام زلف سے بچکر نکل گئے — پھنس کر فقط مرا دل دیوانہ رہگیا

جز حسن خال آنکھ مین چھپتا ہی کچھ نہین — خرمن مین عشق کے یہی اک دانہ رہگیا

نشتر مژہ کے دل مین نہین زخم اب بھی ہین — زنبور تو نہین رہے پر خانہ رہگیا

ساقی کا ابر فیض بھی باران عام تھا — باقی نہ کوئی دوست نہ بیگانہ رہگیا

آنسو بھر آئے دیکھ کے اُس مہرِ حُسن کو — لبریز ہوکے چشم کا پیمانہ رہگیا
عالم کے منچلون کو قضا لے گئی مگر — دنیا مین ذکر ہمت مردانہ رہگیا
اک دانت منھ مین ہے مجھے کیونکر نہ ہو عزیز — تنہا صدف مین اب دُرِ یکدانہ رہگیا

چھانی بہت سی خاک ہوا علم رمل مین
باقی فنِ نقاط سرِ شانہ رہگیا

غزل

شب فراق مین بیوجہ بیقرار نہ تھا — جگر مین درد یہ تھا دل پہ اختیار نہ تھا
سبک تھا بعد فنا اسقدر تنِ لاغر — برنگ بوے گل اپنا کسی پہ بار نہ تھا
مین بند کرکے جو دروازہ پڑرہا سرِ شام — تمھارے قول و قسم کا کچھ اعتبار نہ تھا
اُٹھا کے آئنہ کیون پونچھا مُنھ کو دامن سے — شہیدِ ناز کے مدفن کا گرد غبار نہ تھا
تری تلاش مین یون بھٹکے گرد زمین ناپی — کہ ایک دم سرد پا کو مرے قرار نہ تھا
غلط ہے خاک سے میری اُنھین کدورت ہے — وہان تو آئینۂ رخ پہ کچھ غبار نہ تھا
غلط گمان تھا شب غم مین سازِ عشرت کا — لڑی تھی آنسو کی یہ موتیے کا ہار نہ تھا
بلا کا زلف پریشان کا تھا مجھے سودا — وہ شب تھی کون سی جو دل کو انتشار نہ تھا
تمھارے اُٹھتے ہی پہلو سے ہوگیا بیچین — وگرنہ دل کو مرے پہلے اضطرار نہ تھا
نکالتا مین بھلا کس طرح خلش اس کی — چھپی تھی نوکِ مژہ دلمین کوئی خار نہ تھا

وہ خوفناک تھا دشت جنون بہار مین بھی سوائے خار الم کوئی غمگسار نہ تھا
خوشی تھی دل کو شہیدون مین اُنکے ملنے کی وگرنہ دوش پہ سر اپنا مجھکو بار نہ تھا
ہمارے دست تمنا دراز جب سے تھے نہال حسن مین جب اُس حسین کے بار نہ تھا
مکان قبر کا کیا پوچھتے ہو حشر مین حال تمھارے حلقۂ کاکل سے تنگ و تار نہ تھا
چمن مین بلبل دل نغمہ سنج کیا ہوتا ہزار لالہ و گل تھے وہ گلعذار نہ تھا
یہ طور کیا تھا فلک جل کے خاک ہوجاتے شریک برق مرے آہ کا شرار نہ تھا
ھدا خدا نے کیا رحم ان گناہون پہ
کہ کچھ حساب نہ تھا جن کا کچھ شمار نہ تھا

غزل

کوئی کیون مورد بیداد عاشق کے سوا ہوگا وہی ہوگا بلا مین مبتلا جو مبتلا ہوگا
بتو دعوی خدائی کا خدا سے تمکو کیا ہوگا علی مرتضی سا کس کے بندون مین خدا ہوگا
یونہی چندے رہی گر مشق اسکو دلربائی کی عقاب تیر غمزہ طائر مردم ربا ہوگا
نماز عید قربان کیا پڑھو نمین جا کے مسجد مین دوگانہ اپنا پیش کعبۂ ابرو ادا ہوگا
دم گلگشت کلیان گل کی روز آ آ کے پڑتی ہین دراز ایدل کہانتک اُنکا دامان قبا ہوگا
نگاہ ناز نے مارا مجھے اورون کے دھوکے مین کوئی تیر قضا کا یون نشانہ بے خطا ہوگا
حقارت کے عوض بلبل عزیز مصر سمجھین گے گلون کا جسقدر صد چاک دامان قبا ہوگا

پئے زینتِ گلِ عارض سے دونون ہاتھ مس کر لو — کہاں سے نازک و خوشرنگ کیا رنگ حنا ہوگا

فقط آئینگی اُس بلقیس وش کے دید ہو ورنہ — یہی ویرانہ اپنا رونقِ شہر سبا ہوگا

کرین ہر چند مجھکو قتل وہ تیغ سیاست سے — مگر خون اپنا دامن گیر شمشیر ادا ہوگا

قناعت ہو گدائی مین جو اسباب توکل پر — فزون قالین سے وقعت مین نقش بوریا ہوگا

ذرا تو تیز کرلین آپ اپنے کند خنجر کو — پھر اُلٹا سخت جانی کا مری مجھ سے گلا ہوگا

ہما ہیو جہ مفتون گوری رنگت پر ہون مشکل ہے
نقابِ حسن مین صورت نما حُسنِ ادا ہوگا

غزل

شکر ہے ذبح کو خنجر لیے جلّاد آیا — زینتِ نزع کو آئینۂ فولاد آیا

چمنِ کوے بتان سے نہ کوئی شاد آیا — جو گیا برگ خزان بنکے وہ برباد آیا

ذکر کس کا یہ زبان پر دمِ فریاد آیا — اُف کے ہمراہ لبون پر دلِ ناشاد آیا

دل سے لب تک نہ کوئی شکوہ بیداد آیا — دیکھکر اُن کو یہ بھولا کہ نہ کچھ یاد آیا

حشر مین دیکھ کے آنکھ یہ کیا مُنھ اُن کا — کہ زبان پر نہ کوئی شکوۂ بیداد آیا

دل کو لیجائے ہوے اتنا زمانہ گذرا — کہ نہ یاد اُن کو رہا اور نہ مجھے یاد آیا

سایہ کی طرح ہے ہر وقت رقیب اُنکے ساتھ — کب مرے گھر مین وہ آئے کہ نہ ہمزاد آیا

فصلِ گل مین تھا جسے شاقِ نشیمن اپنا — قید کرنے کو اُسے بیضۂ فولاد آیا

خاک ہوکر بھی نہ کی ترک محبت مین نے
بیٹھ کر دوشِ صبا پہ ترا برباد آیا

دیکھنا تیغِ نگہ سے ابھی ٹکڑے ہوگا
سر پہ رکھکر جو کوئی بیضۂ فولاد آیا

خالقِ خلد سے پھر کر کیا تیار ارم
تجھ کو جنت کا بنانا بھی نہ شداد آیا

بزمِ جانان مین نہ جانا کہ ہین اغیار دخیل
جو وہان شاد گیا ہوکے وہ ناشاد آیا

عاشقِ چشم سے کیا پوچھتے ہو حسن حروف
ساری ابجد مین پسند ایک سرِ صاد آیا

بلبلِ دل نہ تڑپ شاد ہو بر آئی مراد
دامِ زلفون کا لیے دوش پہ صیاد آیا

یاد آئی مجھے جمعیتِ خاطر اپنی
جب نظر کوئی محلہ مجھے آباد آیا

ہر بنِ مو سے روان خون کے ہین فوارے
ابکی تو جوشِ جنون غیرتِ فصاد آیا

چارہ گر خوب ہی وحشت مین ہے خارِ صحرا
آبلے اُبھرے کہ نشتر لیے فصاد آیا

کام آیا نہ کسی کے نہ کچھ اپنا کیا کام
کیون عدم سے مین سوئے عالمِ ایجاد آیا

قتل کرنا اُسے در پردہ ہے کس کا منظور
دامنِ تیغ کے گھونگھٹ مین جو جلاد آیا

نہ گلون پر ہوا مائل نہ خلش خار سے کی
سرو کی طرح مین اس باغ مین آزاد آیا

باغ داغون کا وہ نقاش جنون نے کھینچا
جس کے نظارے کو بہزاد سا اُستاد آیا

جوئے شیر آنے کو آئی مگر اس سختی سے
بہہ کے جب پاؤن پہ خونِ سرِ فرہاد آیا

ہچکیان آتی ہین پیہم جو دمِ نزع مجھے
شاید اُس وعدہ فراموش کو مین یاد آیا

ذبح کے شوق مین کھچتی ہین جو گردن کی رگین
سرمہ آنکھون مین تو دیکر نہین جلاد آیا

حسن یہ شہرۂ آفاق ہے میرے بت کا
دیکھنے کعبہ سے جو مجمعِ زہاد آیا

قبر مین پرسش اعمال سے گھبرا نہ ہوا
لے مدد کو تری جبریل کا اُستاد آیا

غزل

تبسم مین لبون پر عکس ہے دندانِ دلبر کا
یمن ہوتا ہی غرق اُٹھا ہے طوفان آگے سر کا

نہین آئینہ مین پر تو لب لعلین دلبر کا
بھرا ہے حوض مین پانی یہ آب لعل احمر کا

شب وصل صنم تارے کھلے ہین منھ برستا ہے
وہ سنتے ہین کھڑے ہے جوش باران آگے سر کا

بتونکو کیون نہ لپٹائے رہون ہر وقت رونے مین
کہ ہوتا ہے سہارا باندھنا فاقین پتھر کا

شکستہ دیکھکر ہر آئینہ دل مین سمجھ غافل
کہ آئینہ ہے یہ احوال زانوے سکندر کا

گیا دل چوری ہاتھون ہاتھ کچھ کہتے نہین بنتا
سواد زرد حنا کے کون تھا خلوت مین باہر کا

کہین شور قیامت ہو نہ پیدا خندۂ گل سے
کہ محو خواب راحت ہے چمن مین فتنہ محشر کا

ہوئی تزئین دود آہ سلک اشک غلطان سے
کہ تھا مدت سے جویا سائبان موتی کی جھالر کا

ملا کرتا ہے خلعت ہر برس سر کا یہ سودا سے
پہنتے ہین نیا ہر سال ہم جامہ مشجر کا

پتنگون نے پر وبال اسقدر بچھایا ہے مرقد کو
کہ دھوکا باغبان کو ہے گل نسرین کی چادر کا

قد آدم سے ہو جاتا ہے اونچا کھا کے ٹھوکر کو
نہ نکلا کبر مرنے پر بھی جم کے کاسہ سر کا

کوئی ہمنام ہونے سے وہ عزت پا نہین سکتا
بکے کا کوڑی ہی کو لاکھ دعوی گل کرے زر کا

کچلتا ہے سر مغرور کو اسواسطے گردون
کہ تا دیکر نکل جائے تکبر کا سہ سر کا

کیا دل مین ہوا جب قصد مدح ساقی کوثر
لبون تک آگیا موجہ شراب حوض کوثر کا

ردیف (ب)

منقبت

تھے مساکینِ خلائق میہمانِ بوترابؑ
اور فاقہ میزبانِ خاندانِ بوترابؑ

اے خدا کیا کوئی سمجھے عزو شانِ بوترابؑ
بس خدا و مصطفےٰ ہیں قدردانِ بوترابؑ

کیون نہ ہمسر عرش سے ہو آستانِ بوترابؑ
حاملانِ عرش ہین جب پاسبانِ بوترابؑ

ہین خدا مثلِ نصیری تو نہین کہتا مگر
سب خدا کی شان ہے جو کچھ ہے شانِ بوترابؑ

عشق حیدرؑ کا میرے دل کو تجلی گاہ کر
یا الٰہی تجکو ہے سوگند جانِ بوترابؑ

ہے پناہِ کبریا بیشک پناہ مرتضیٰ
جوشنِ حفظ الٰہی ہے امانِ بوترابؑ

یا الٰہی نور دے آنکھون مین اور دلمین سرور
بہرِ زہراؑ و نبیؐ و دلبرانِ بوترابؑ

مصطفٰے و مرتضےٰ تھے حق شناسِ کبریا
اور خدا و مصطفٰے تھے قدردانِ بوترابؑ

پاک کر حبِ علیؑ مین خانۂ دل یون خدا
ہو یقین اہلِ نظر کو ہے مکانِ بوترابؑ

غزل

ماہ کی منزل سے ملتا ہے سُراغِ آفتاب
یا خدا روشن رہے چشم و چراغِ آفتاب

ہاتھ مین ہے اُس مسیحا کے ایاغِ آفتاب
کیون نہو جو تھے فلک پر اب دماغِ آفتاب

ہے شگفتہ آبیاری سے شعاعِ مہر کی
گلشنِ انجم کو کیون سمجھون نہ باغِ آفتاب

روغنِ بادامِ چشمِ نجم کھنچکر رات بھر
صبح سے تا شام جلتا ہے چراغِ آفتاب

دونون رخ پر دیکھکر خطِ سیہ سوجھی مثال
ایک آئین سے زغن ہے ایک زاغِ آفتاب

تھی عرق ریزی رخِ تابان کی صبحِ وصل تک
اب درِ شبنم سے خالی ہے ایاغِ آفتاب

آہِ سوزِ دل سے پایا عشقِ ساقی کا نشان
دودِ گلخن سے ملا ہمکو سراغِ آفتاب

ٹاٹ اُلٹا ہے نکالا ہے دوالہ چرخ نے
دن دہاڑے جو جلاتا ہے چراغِ آفتاب

کیون نہ روشن ہو ہر اک سو حلقۂ بزمِ جہان
ہے کرن کے تار سے چومک چراغِ آفتاب

سوزِ شمعِ عشق کا اللہ رے اوج و فروغ
ہے پرِ پروانہ کا جو یا چراغِ آفتاب

جز ترے نیرنگِ قدرت کے یہ کسکی تاب تھی
کون بے روغن جلا سکتا چراغِ آفتاب

خیرہ چشمون کو کہان ادراکِ معنیٔ سخن
شپرہ کو ہے بہت مشکل سراغِ آفتاب

ہر سحر شعلۂ شفق کا اُٹھکے دیتا ہے صدا
گر سنانِ شب ہوا روشن اُجاغِ آفتاب

شعبدہ بازی نہ بھولا حشر مین بھی پیرِ چرخ
رکھدیا جلتا ہوا سر پر اُجاغِ آفتاب

کوچۂ زلفِ سیہ مین تھا رُخِ روشن مقیم
کس پریشانی سے پایا ہے سراغِ آفتاب

یہ خجل اُس مہر کے رنگِ طلائی سے ہوا
جامِ بلورین تھا زرینِ ایاغِ آفتاب

دیدۂ تصویر کی صورت جو شب بیدار ہے
چشمِ انجم کیا ہے جویائے ایاغِ آفتاب

حبِ حیدر سے دل روشن مرا لبریز ہے
آبِ کوثر سے چھلکتا ہے ایاغِ آفتاب

داغِ عشق سبزۂ عارض ہے آئین جلوہ ساز
ہے پر افشان رقص مین طاؤس باغِ آفتاب

عکسِ رُخ سے سیل گریہ مین چراغان کا ہے لطف
ہے سر ہر موج پر روشن چراغِ آفتاب

وا برنگ دیدۂ ساغر ہے چشم انتظار
کون سے میکش کا ہے جویا ایاغِ آفتاب

شعلہ ریز چشمۂ گردون ہے کسکی برق آہ
شکل ماہی ہے طپان سر مین دماغِ آفتاب

گوشۂ تیرہ مین جو عزلت گزین ہون ای فلک
کیا وہ مردہ دل ہون ممنونِ چراغِ آفتاب

صورتِ فانوس روشن ہین ظروف میکدہ
شعلۂ شمع فروزان ہے چراغِ آفتاب

فصل گُل ہے ساقیا مے کی رہے ہر دم کشید
روز و شب روشن رہے نام اُجاغ آفتاب

میری گردِ آہ ہے فانوس گردون پر محیط
آج دُھندلا اس سے جلتا ہی چراغِ آفتاب

ڈھونڈھتا کس تیرہ قسمت کو ہی جھک جھک کر فلک
ہاتھ پر رکھے جو پھرتا ہے چراغِ آفتاب

مانگ سے گیسو کی پایا روے روشن کا نشان
خیط ابیض سے ملا مجھکو سراغِ آفتاب

کیون نہ مستِ صبح ہو خورشید صادق کا مرید
ہر سحر اسکو صبوحی ہے ایاغِ آفتاب

میکدے مین ماہ کامل طرفہ ہے تحت الشعاع
بادۂ گلگون سے مملو ہے ایاغِ آفتاب

ایک ذرہ اہل دنیا سے نہین رکھتا جو لوث
ہے تہِ دامان شب روشن چراغِ آفتاب

جلوہ گر کس کا رخِ روشن لب ساحل ہے آج
ہر حباب بحر ہے شکل ایاغِ آفتاب

دے خمِ گردون مین اتنا تو ریاضت کو فروغ
ہو فلاطون کی طرح روشن چراغِ آفتاب

سوزِ عشق جلوۂ عارض ہے جب سے نقش بند
کیا درخشان ہے سپہر دل مین داغِ آفتاب

کس کی یہ تیغ نگہ لائی ہے شبخون وقت شام
ہے شفق کے خون سے مملو دماغِ آفتاب

رنگ افروزی کا احسان ہوگیا ہے دلپہ نقش
کسطرح لالے کے دل سے جاے داغِ آفتاب

خال مشکین ابروے زہرہ شمائل پر نہین
ہے نشیمن گیر قوسِ چرخ زاغِ آفتاب

زردی رنگ و تپ لرزہ سے ثابت ہوگیا
سوزِ غم سے گرم رہتا ہے دماغِ آفتاب

ہے شگفتہ آبیاری سے شعاعِ مہر کی
گلشنِ انجم حقیقت مین ہے باغِ آفتاب

سایہ تصویرِ رخِ تابان پہ اے مانی نہ دے
روز روشن کو سیہ کردے گا داغِ آفتاب

روے روشن گر کسوف بوسہ سے ہوگا کبود
اے ہدا اندھیر کردے گا یہ داغِ آفتاب

غزل

عکسِ رُخ ہے شعلہ افروزِ چراغِ آفتاب
کاکلِ پُرپیچ ہے دودِ دماغِ آفتاب

ہون فروغِ بزم مینا وُ ایاغِ آفتاب
ساقیا روشن رہین شمع و چراغِ آفتاب

ہاتھ مین ہے اُس مسیحا کے ایاغِ آفتاب
کیون نہو چوتھے فلک پہ اب دماغِ آفتاب

ماہ کی منزل سے ملتا ہے سُراغِ آفتاب
یا خدا روشن رہے چشم و چراغِ آفتاب

ماہ کی منزل ہے گویا میلِ منزل کا نشان
کیون نہ اس جا دیسے ملجائے سُراغِ آفتاب

یا الٰہی دے مجھے پُرسوز ایسا داغِ عشق
جھلملائے جسکے شعلہ سے چراغِ آفتاب

مے کے دھبون کا گریبان پر کوئی دیکھے فروغ
ماہ کو آئینہ دکھلاتے ہین داغِ آفتاب

خُم افلاطون سے تاریکی ہین روشن شمع عقل
خم نشین کیا ہون گے ممنون چراغِ آفتاب

کیون نہو افشا لئے از عشق سے سرمین خمار | ہے شراب عقل سے خالی دماغ آفتاب

دردمند عشق کو کیا گرمی محشر سے خوف | آہ دل ہے بہر اطفاے چراغ آفتاب

تشنۂ دیدار مرجائین نہ دیکھین پھر کے بھی | آب حیوان سے ہو گر مملو ایاغ آفتاب

عشق کی پوچھی جو مین نے راہ پر تو افگنی | دل نے آنکھون سے دیا مجھکو سراغ آفتاب

بادۂ خم سے ہے جام دلمین کیفیت نشستین | ہے سرور دو جہان سے پر ایاغ آفتاب

ذرہ ذرہ پر زرافشان کیون نہو تار شعاع | اوج پر ہے بخشش دست فراغ آفتاب

گرم جو رہتا ہے دن کو رات بھر رہتا ہے سرد | کیا کسی گلشن کا شعلہ ہے اُجاغ آفتاب

گر نچوڑین اپنے دامان تر مژگان کو مست | ایک قطرے سے اُبلجائے ایاغ آفتاب

عالم بالا کا ہے برعکس دنیا سے رواج | شام ہوتے ہی بجھاتے ہین چراغ آفتاب

پڑ گیا سنگ حوادث پر کوئی پیکان آہ | اک شرر کا تو نمونہ ہے چراغ آفتاب

شہپر خط سیہ سے خال رخ اڑتا ضرور | پر ہرے تار نگہ ہین دام زاغ آفتاب

عاشق کا کل کی آہ سرد سے ہنگام حشر | قرص کافوری سے ٹھنڈا تھا چراغ آفتاب

یاد ساقی سے چھلک جاتی ہین بھر کر جام چشم | میکدے مین دیکھکر خالی ایاغ آفتاب

شعلۂ شمع عذار آتشین کا ہے یہ اوج | اک پتنگا جس کے آگے ہے چراغ آفتاب

واعظا واقف نہین عظمت سے دور جام کی | دیکھ گردش مین فلک پر ہے ایاغ آفتاب

ہاتھ اُٹھ جاتا ہے خمیازہ مین سوے میکدہ | آپ دیتا ہے خمار مے سراغ آفتاب

سرمین مستون کے نہو کیونکر فروغ بیخودی | روغن غفلت سے جلتا ہے چراغ آفتاب

شمع رُخ سے ہے یہ تابندہ دُرِ گوشِ حسین
لو لگائے جس سے پھرتا ہو چراغِ آفتاب

ہے سبل آنکھون مین روزِ ہجر کے آشوب سے
چبھتی ہین مثلِ مژہ تارِ چراغِ آفتاب

عارضِ روشن نموئے خط سے ہو رشکِ چمن
ہے قدومِ خضر سے سرسبز باغِ آفتاب

سوزِ رخ سے ہتو پختہ کر چکے سودائے خام
اب پکارے قیس ہے خالی اُجاغِ آفتاب

شمسۂ دیوانِ حیدر وہ حسین ہے اے ہدا
روز صدقے جسپہ ہوتا ہے چراغِ آفتاب

غزل

عشقِ گل مین یہ رہی شب بھر فغانِ عندلیب
سوکھکر کانٹا ہوئی منھ مین زبانِ عندلیب

کیون نہون سرسبز خارِ آشیانِ عندلیب
فصلِ گل نوروز سے ہے میہمانِ عندلیب

پوچھتے ہو فصلِ گل مین کیا نشانِ عندلیب
سامنے بازارِ گل کے ہے مکانِ عندلیب

آتشِ گل سے جلا یہ آستانِ عندلیب
خاک ہو کر اُڑ گئے سب استخوانِ عندلیب

وائے بیدردی کیا صیاد نے کس دم اسیر
لطف پر جب آگئی تھی داستانِ عندلیب

مسندِ گل پر کیے تکیہ ہے شاہون کی طرح
فصلِ گل مین کوئی دیکھے عزوشانِ عندلیب

کیون نہ مرغانِ چمن کا آج طوطی بولتا
ہو گیا صیاد محوِ داستانِ عندلیب

روشن اشک و لختِ دل بے سود آنکھون مین نہین
لعل و گوہر سے چراغان ہے دوکانِ عندلیب

خار و شاخِ گل خمیدہ کیون نہو دل کو عزیز
ہے پئے صیاد یہ تیر و کمانِ عندلیب

ان گلون مین پیشتر شیرین ادائی تھی کہان
ہے شکر اندازیہ شیرین زبانِ عندلیب

ہائے چھوڑا کب درِ گلزار پر صیاد نے
جب رہی تن مین نہ کچھ تاب و توانِ عندلیب

اتحادِ عشق صادق مین دوئی کا ذکر کیا
جو گل و بو ہے وہی ہے جسم و جانِ عندلیب

نیزۂ خطی کی حاجت کیا پئے گلچین اُسے
ہر دم آہ سرکشیدہ ہے سنانِ عندلیب

حسن کو بھی عشق کے صدمہ سے ہوتا ہے جنون
پھاڑتے ہین گل قبا سنکر فغانِ عندلیب

برق سے کچھ کم نہ تھی چشم غضب صیاد کی
جل کے سرمہ ہوگئے سب استخوانِ عندلیب

خاک اُڑا دیتے ہین گر کر خشک اوراقِ چمن
جب خزان مین پوچھتا ہو نہین نشانِ عندلیب

صدمۂ عاشق کا باعث ہے تبسم یار کا
خندۂ گل ہے فقط وجہ فغانِ عندلیب

برق کی صورت لپکتی ہے نظر صیاد کی
جل نہ جائے مثل خرمن آشیانِ عندلیب

ہین شگفتہ دلمین داغ فرقتِ گل اسقدر
ساتھ ہے کنج قفس مین بوستانِ عندلیب

جب سے دیکھی ہے گلِ رخسار جانانکی بہار
پیچھے کرتا ہے ہر دم دل بسانِ عندلیب

باغبان یون غنچۂ گل کو نہ بیدردی سے توڑ
بند ہے نکہت کی صورت اسمین جانِ عندلیب

صدمۂ عاشق سے ہوتی ہے خوشی معشوق کو
جب تو گل ہنستے ہین سن سنکر فغانِ عندلیب

یا الٰہی موت دے صیاد کو یا دل مین رحم
دل پھٹا جاتا ہے سن سنکر فغانِ عندلیب

کوئی دیکھے اس فروغِ شعلۂ آواز کو
شمع سان روشن ہین خارِ آشیانِ عندلیب

بوئے گل مثلِ سلیمان ہے عزیزِ قافلہ
ساتھ چلتا ہے ہوا پر کاروانِ عندلیب

مطلب دل اے ہدا اُس گل سے کہنے کیلیے
مدتون مین ہمنے سیکھی ہے زبانِ عندلیب

غزل

کرتا ہون نالہ ہو گی قیامت عیان قریب
پھُکتا ہے صور ہوتے ہین شق آسمان قریب

ظلمت نشین غم کو غمِ مہر حشر کیا
برسون رہا ہے فرق سے یہ تابدان قریب

عشقِ مژہ مین چین کہو آئے کس طرح
ہر وقت دلکے رہتی ہین یہ برچھیان قریب

گل کی طرح شگفتہ رہ کوے یار سے
ہر گام ہوتا جاتا ہے باغ جنان قریب

دل سے کرے جو آہ تو ابرو کے عشق مین
زیبندہ ہے جو تیر کے رکھین کمان قریب

دل چاک ہو جو عارض روشن سے کیا عجب
ہوتا ہے پرتوے ماہ سے ہو کر کتان قریب

حال امتحان سے کھل گیا ابنائے دہر کا
نا آشنا عزیز ہین نا مہربان قریب

سن لے جو دور سے وہ مرے دل کے چہچہے
آکر بنائے بلبلِ قدس آشیان قریب

بیجس کو ربط اہل سخن سے ہو فیض کیا
پایا نہ نطق گو کہ ہین کام و زبان قریب

بڑھ جائے ربط یار سے تو کیا بعید ہے
میرے مکان سے مول لیا ہے مکان قریب

رنگ گلِ شگفتہ پہ بلبل نہ اتنی بھول
لے گرد اُٹھی وہ آگئی بادِ خزان قریب

دل ہو لا خال دیکھ کے ابر کے متصل
کعبہ سے اب تو ہو گیا ہندوستان قریب

بازار عشق سرد ہوا تھا کہ ناگہان
جا پہونچا اپنا نالۂ آتش فشان قریب

سننا حرام اسکا نہین اے موذن تو
رکھو نہ ہاتھ کان کے وقت اذان قریب

دنیا سے کچھ غرض ہے نہ عقبیٰ سے کام ہے
ہم تو وہان رہین کہ ہو تو جہان قریب

گرمی سے مہر حشر کی گھبرا نہ اے بہار
ہوتا ہے ابر رحمت حق سائبان قریب

غزل

کعبہ مین گو کہ ہون نہین ہندوستان قریب
الفت کے شرط دل سے ہے کوے بتان قریب

اتنا مٹے وصال سے مٹنا ہوئے دل نہ پھر
فرقت کی آہی پہونچا ہے سنگ گران قریب

گو راہ کو سے یار مین رہبر نہین ہے ساتھ
ہے عشق سا تو ہادی منزل رسان قریب

اے تیغ یار گردش قسمت ہے گر رفیق
آ پہونچا مین بھی صورت سنگ فسان قریب

اُس مہ کا کیون نہ حسن ہو اوج کمال پر
فضل خدا سے سال ہے اب چودھوان قریب

کیا عزم دیر و کعبہ سے اُس ناتوان کو کام
دونون جگہ سے مجھے ہے ترا آستان قریب

بے چین اے دل آرزوے مرگ مین نہو
آیا وہ دیکھ ناوک راحت رسان قریب

ہے قرب آفتاب سے ڈر احتراق کا
بٹھلاتے ہو عبث مجھے اے مہربان قریب

تم پاس ہو تو قابض ارواح دور ہے
تم ہٹ گئے تو موت ہے اے جان جان قریب

رکھتا ہون عشق زلف مین مین سر یہ فخر سے
خدا دلاتے ہین جو مرے بیڑیان قریب

بدنام تم تو آپ ہوے اپنے ہاتھ سے
بٹھلاؤ اور غیرون کو اے جانجان قریب

آخر شب شباب ہے پیری کی ہے سحر
چونکا بتوا یدل آیا ہے وقت اذان قریب

ٹھوکر لگانے لاش کو آتا ہے وہ مسیح
پہونچا ہے لطف زندگی جاودان قریب

پُر نور مصر ہو گیا یوسفؑ کے حسن سے
آیا ہُوا جو شہر کے وہ کاروان قریب

غزل

اُنس تن کو روح سے ہے تیری الفت کے سبب
جسم سے ہے ربط جان کو تیری صورت کے سبب

گالیان دیتے ہین وہ ہمکو تو نفرت کے سبب
ہم کہین کیا چپکے سنتے ہین محبّت کے سبب

پرورش جو طفل کو کرتے ہین شفقت کے سبب
یہ بھی ہین خلاق عالم تیری قدرت کے سبب

نام کب حاتم نے پایا مال و دولت کے سبب
شہرۂ عالم ہوا اپنی سخاوت کے سبب

عزیزِ مصر اسیر چاہِ کنعان واہ واہ
لون سمجھے تیری اے معبود قدرت کے سبب

نوح کا طوفان ابھی دکھلائے یہ ابرِ بہار
تو نظر بدلے تو رحمت ہین ہون زحمت کے سبب

شب کو بکتے ہین عنادل مجھسے کیا کیا باغ مین

کی فغان مین نے جو دردِ دل کی شدت کے سبب

آتے ہی در پر ارم کے موت ہو شداد کی

کیا بشر سمجھے بھلا تیری مشیت کے سبب

حسن ہے وہ شے عزیز مصر بندہ ہو گیا

مول لیکر حضرتِ یوسف کو صورت کے سبب

بے کیے قتل آج مجھکو چھوڑتا وہ ترک کب

زندگی تھی بچ گیا لوگون کی منّت کے سبب

غسل میّت مجھکو گویا آب بر آتش ہوا

بن گیا ہر قطرہ اخگر دل کی حدت کے سبب

کوے جانان سے ہوا باہر مین حسنِ خلق سے

خلد سے نکلا فقط مین آدمیت کے سبب

آمد و رفتِ عدم مین گو ہوا رنج و تعب

سب گوارا کر لیا تیری محبّت کے سبب

اے ہدا تجھکو پہونچتا ہے جو ہر حیلے سے رزق

ہین فقط سب رازقِ عالم کی قدرت کے سبب

غزل

راحت ملی ہے گردشِ ہفت آسمان سے کب | بیٹھا ہون ایک گوشہ مین خاطرنشان سے کب

رگڑا نہ ہمنے سر کو درِ جانِ جہان سے کب | فرقِ نیاز اُٹھایا ہے اس آستان سے کب

کیون روکشِ چمن نہ دلِ داغدار ہو | ہون گی ریاضتین کبھی باغبان سے کب

تابان ہے یار کا رخِ روشن نقاب مین | یہ دھوپ رکنے والی ہے اس سائبان سے کب

تقلید مین ہون رشتۂ زنار کی مین شیخ | اُٹھے گا پانون کعبہ کو ہندوستان سے کب

آتش مزاج خود یہ پریرو غضب کے ہین | ڈرتے ہین میرے نالۂ آتش فشان سے کب

وہ حال نزع پوچھتے ہین مین خموش ہون | گویائی سلب اجل نے ابھی کی ہے زبان سے کب

کہتے ہین جب وہ آئین گے مہمان تمھارے گھر | بیساختہ نکلتا ہے میری زبان سے کب

لب یار کے تو چشمۂ آبِ حیات ہین | اک بوسہ کم ہے زندگیِ جاودان سے کب

کھینچا بتون کے رشتۂ الفت نے یان مجھے | ورنہ غرض تھی نہضتِ ہندوستان سے کب

ہے وقت نزع آنکھو نمین دم اب وہ آئے ہین | حیف انکے جا ہوئے بھی تو ہم جانِ جان سے کب

رستہ پہ لا کے چھوڑ گئے نقشِ پا کی طرح | امید ہمکو تھی یہ بھلا ہمرہان سے کب

کافی فقط ہے گردشِ چشم اے صنم اسے | تیغِ نگہ کو کام ہے سنگ فسان سے کب

جاگیر کوے یار کی جب سے ملی مجھے | کم آپکو سمجھتا ہون صاحبقران سے کب

تابان یہ روز و شب ہے نمایان وہ رات بھر | نسبت تمھاری مانگ کو ہے کہکشان سے کب

ہین یار جبہہ سا جو ترے آستان کے ہے کام اُن کو اوجِ سرِ لامکان سے کب

اہلِ سخن سے دادِ سخن کا ہدا ہے لطف
طالب ہون واہ واہ کا ناقدردان سے کب

غزل

جلوہ گر ہوتا ہے چرخِ چارمین کا آفتاب قائمِ آلِ عبا دینِ مبین کا آفتاب
مانند کیونکر ہو نہ چرخ چارمین کا آفتاب جلوہ فرما ہے سپہرِ داددین کا آفتاب
وہان نہین جاتا سپہرِ چارمین کا آفتاب نور زہرا ہے فقط خلدِ برین کا آفتاب
نورِ احمد دیکھکر معراج مین بولے ملک جلوہ گر شب کو ہوا عرشِ برین کا آفتاب
حکم رجعت سے جو سرتابی کرے یہ کیا مجال عبد ہے اُستادِ جبریلِ امین کا آفتاب
اے زہے اوجِ ضیائے شمسہ ایوان کب منھ اُدھر پھیرے ہے چرخِ چارمین کا آفتاب
دل پہ کندہ نامِ حیدر ہے نہین ظلمت کا خوف قبر مین چمکے گا اس نقشِ نگین کا آفتاب
کیا عجب گر قرص کافوری کا ہو سمین اثر ہمنشین ہے عیسیِ گردون نشین کا آفتاب

ردیف (پ)

غزل

پیچ کیون کھاتے ہین یہ کاکل یار آپ سے آپ
بل دکھاتے ہین کسے صورت مار آپ سے آپ

ہو نہو یہ کسی گلرو کی فرستادہ ہے
آئی بے وجہ نہین باد بہار آپ سے آپ

باغ ہستی مین کسی سے مجھے کاوش ہی نہین
یون خلش کوئی رکھے صورت خار آپ سے آپ

کشش اتنی تو دکھا دے مجھے اے جذبۂ عشق
آ جکی شب مرے گھر آئے وہ یار آپ سے آپ

اتنا مغرور نہو قلعۂ ہستی پہ بشر
ٹوٹ جائیگا کسی دن یہ حصار آپ سے آپ

کیا اثر تیر نگہ کا ہے تری صید افگن
مرغ دل سیکڑون ہوتے ہین شکار آپ سے آپ

جذبۂ دل نے پس مرگ کیا خوب اثر
کیا چلے آتے ہین وہ سوے مزار آپ سے آپ

فی الحقیقت مرض عشق ہوا ہے تجھکو
یون کوئی ہوتا نہین زار و نزار آپ سے آپ

غزل

یون دیکھ کے غنچے کیطرح ہون وہ دہن چپ
جس رنگ سے ہو بلبل تصویر چمن چپ

اے صور سرافیل نہو شور فگن چپ
رو رو کے ہوا ہون مین ابھی زیر کفن چپ

یون جلتے ہین ہم بزم مین تیری ہمہ تن چپ
جس طرح سے سوزان ہو کوئی شمع لگن چپ

تلوار سے ہے قتل انھین کیا مرا منظور
ابرو پہ جو ڈالے ہوئے بیٹھے ہین شکن چپ

تھے چہچہے گلشن مین فقط موسم گل تک
آتے ہی خزان ہو گئے مرغان چمن چپ

جب سے کہ گلستان کا پڑھا باب چہارم
رہتا ہون سدا صورت تصویر چمن چپ

اظہار کیا جب کبھی کچھ راز محبت
کہتا ہے گلا گھونٹ کے وہ غنچہ دہن چپ

جب بوسہ کیا اس سے طلب غیر کے آگے
کہتا ہے دبا کر وہ مرا شوخ دہن چپ

سن لین جو مرا شور فغان دشت جنون مین
ہو جائے ابھی بلبل گلزار چمن چپ

یون چپ ہوا آتے ہی ترے شور قیامت
جسطرح سے ہو جائے کہین بول کے رن چپ

آرام سے چپ ہو کے ہو آسودہ لحد مین
رہنے دین نکیرین بھی گر زیر کفن چپ

غزل

ہے حشر سے بھی روز جدائی کی کڑی دھوپ
یاد آئیگی یہ مجھکو قیامت مین بڑی دھوپ

اللہ ری مہر رخ تابان کی تمازت
سایہ کی جگہ ڈھونڈھتی پھرتی ہے پڑی دھوپ

اٹھ اٹھ کے برستا ہے غبار ابر کی صورت
برسات کی گرمی مین دکھاتی ہے جھڑی دھوپ

خورشید بھی کافور ہو دم بھر جو ٹھہر جائے
ہے دشت جنون کی مرے اسدرجہ کڑی دھوپ

ہے دو پہر اے مہر کہان جاؤ گے بیٹھو
ہنگام زوال آنے دو اسدم ہے کڑی دھوپ

میزانِ خرد میں ہیں رخ و زلف برابر
کچھ ظلمتِ شب کم ہے نہ کچھ ڈھلکی پڑی دھوپ

عشاق کو کیا صدمۂ خورشید قیامت
ہے اس سے کہیں مہرِ محبت کی کڑی دھوپ

برداشت نہو گرمیٔ خورشید کی کیونکر
کیا داغِ جنون کی ہے حرارت سے کڑی دھوپ

دن بھر جو رہا دیدۂ جانان کا تصوّر
آنکھوں سے مری چشمِ صنم سے لڑی دھوپ

کس دل سے اٹھاؤن تپشِ روزِ جدائی
ہے روز کے مقابل میں ہے ایک ایک گھڑی دھوپ

جب جاتے ہیں ہم دامنِ تر اپنا سکھانے
ہو جاتی ہے [illegible] کی دھوپ

وہ مہر جو مشرق کو خراماں ہو دمِ صبح
دے نذر ہد اتار شعاعی کی چھڑی دھوپ

ردیف (ت)

غزل

آجکل ہم ہیں غزل گوئی سے بیزار بہت
دل تو ایک اور ہجومِ غم و افکار بہت

دل میں ناراض رہا کرتے ہیں اغیار بہت
پاس اُس گل کے مرا بیٹھنا ہے خار بہت

مجھپہ احسان ہے ترا قاتلِ خونخوار بہت
تھا یہ سر دوش پہ مدت سے مجھے بار بہت

یار کیا اب زمانے میں ہیں عیّار بہت
گل تو اب کم نظر آتے ہیں مگر خار بہت

وسعتِ رحمتِ خلاق سے کچھ دور نہیں
بخشدیگا مجھے ہوں گرچہ گنہگار بہت

دود دل اُٹھکے انھین پیچ دکھا دے تو بھی — بل کی لیتے ہین ذرا کاکلِ خمدار بہت

بارِ عصیان کو سمجھتا تھا سبک جیتے جی — اس سبب سے مری میت ہی گرانبار بہت

اُن کے دامن سے نہ چھو جائیو اے صرصرِ آہ — نرم و نازک ہے حقیقت مین دلِ یار بہت

تھوڑے دن ہجر کا اندوہ اُٹھا اور اے دل — گو اُٹھایا ہے غمِ فرقتِ دلدار بہت

غیر کے گھر وہ گئے جیسے جلدی مین خورشید — آج سرِ شب سے ہے کچھ طولِ شبِ تار بہت

ہاتھ آئی جو مجھے غیب سے بے منت خلق — مشت تھا جو بھی ہے بسر کیلیے بسیار بہت

راہِ الفت ہوے بند آگیا جب دلمین غبار — صاف باطن کی تو خاطر ہے یہ دیوار بہت

حسن اور عشق کی شطرنج کی چالین ہین نئی — جیتنے کی ہی تمنا مین گئے ہار بہت

ہار موتی کے اُنھین دے جو ہون عاشق طامع — مجھکو تیری نظرِ لطف کا ہے تار بہت

اس لیے منھ کو چھپائے ہے کفن سے آیا — کہ ترا بندہ سن اے غفار گنہگار بہت

آئینۂ دل کا مرے صاف ہے تم لو کہ نہ لو — مال اچھا ہو کمی کیا ہے خریدار بہت

گرم بازاری کا دعوی انھین گر حسن پہ ہے — چلیے کچھ دور نہین مصر کا بازار بہت

گر نکلتی ہے تو آنکھون سے نکل جانِ نزار — وہ بھی تو دیکھین کہ تھی حسرتِ دیدار بہت

جلوۂ عارضِ قاتل نے کیا سکتے مین — مین تو خاموش رہا اُنکے ہوے وار بہت

خواب مین دیدِ صنم ہوتی ہے ہر شب حاصل — بخت خفتہ مرے ان روزون ہین بیدار بہت

مرنے جینے کے لیے کم تو نہین کافی ہین — ناز بردار اگر دوست ہون ہین چار بہت

کیا عجب رجعتِ خورشیدِ امامت ہو ہرا — پائے جاتے ہین قیامت کے اب آثار بہت

غزل

جو اُنکے ابروے خمدار ہین تلوار کی صورت
تو ہر موے مژہ ہے ناوکِ خونخوار کی صورت

ہوا بیہوش ایسا دیکھتے ہی یار کی صورت
زمین پہ گر پڑا مین سایۂ دیوار کی صورت

تری فرقت مین گریان صبحدم ہے اشکِ شبنم سے
گل لالہ بنا ہے دیدۂ خونبار کی صورت

جلا آنکھون مین ہو گرد کدورت دور ہو جائے
جو دیکھون اک نظر آئینۂ رخسار کی صورت

خیال یار مین سو یا کیا مین اس لیے شب بھر
نظر آجائے شاید خواب ہی مین یار کی صورت

نہ اترا کلکِ قدرت سے بھی نقشہ دوسرا ایسا
مصوّر کی ہے کیا طاقت جو کھینچے یار کی صورت

کرے کیا جا کے وہ سیرِ گلستان عشقِ عارض مین
کہ آنکھون مین کھٹکتا گل ہو جسکی خار کی صورت

دکھا یا رِ خدا جلدے تصدق روے احمدؐ کا
ھُدا کو بھی مزارِ سیدِ ابرار کی صورت

غزل

آؤ بیٹھو کہ غنیمت ہے صنم آجکی رات
اور کچھ دیر تمھین دیکھ لین ہم آجکی رات

یار نے آنیکی کھائی ہے قسم آجکی رات
روزِ محشر سے الٰہی نہو کم آجکی رات

جو بلا تجھکو دکھائی ہے دکھاے شبِ ہجر
مہمان اور ہے یہ کشتۂ غم آجکی رات

ہے چراغِ شبِ غم ہجر نکیرین مجھے
کچھ اندھیرے سے لحد کے نہین کم آجکی رات

آٹھ دن آجتلک اُس یار کی رخصت کو ہوئے
مہمان تھا مرے گھر مین وہ صنم آجکی رات

ہے شب قدر سے بڑھکر عمل خیر وصال
کم ہے جو کچھ کہ لکھے لوح و قلم آجکی رات

اے مرے ماہ لقا چشم و چراغ عالم
اس سیہ خانے پہ بھی کیجیے کرم آجکی رات

روز کی وعدہ خلافی سے تمھاری شک ہے
سچ کہو آوگے کھاؤ تو قسم آجکی رات

اور اس شب میری خاطر سے قدم رنجہ کرو
اور آنکھون سے لگالون مین قدم آجکی رات

مطرب و ساقی و صہبا و گلستان شب مہ
ایک مدت مین ہوئے ہین یہ بہم آجکی رات

اے شب ہجر مرے حال کی شاہد رہنا
جیسا نکلا ہے تڑپکر مرا دم آجکی رات

جوبن سیدھا ہوا مدت سے کجی پر تھا ہلال
دیکھکر ابرو دلدار کا خم آجکی رات

حشر ہے حق مین مرے وعدۂ فردا تیرا
کیا قیامت ہے کہ ہوتی نہین کم آجکی رات

سرنگون پنجۂ مہتاب ہے جس کے آگے
اوج پر آب ہے وہ نالے کا علم آجکی رات

اے ہمدا مر گئے ہم شام ہی سے فرقت مین
اب ستائیگا کسے ہجر صنم آج کی رات

غزل

جلوہ گر باغ مین کل تھا وہ قمر ساری رات
شجر طور تھا ہر ایک شجر ساری رات

قہقہون مین ہوئی وان اُنکو بسر ساری رات
یہان دیوار مین پھوڑا کیا سر ساری رات

بادۂ وصل نے مدہوش کیا وہ شب وصل
دین و دنیا کی رہی کچھ نہ خبر ساری رات

انتظار آنے کا اُنکے کوئی مجھسے پوچھے / نگہِ شوق رہی جانب در ساری رات

دیکھنا بہتے پھرینگے یہ فلک مثل حباب / گر رہے جوش یہ یون دیدۂ تر ساری رات

یاد کاکل تھی کہ اک کالی بلا تھی سر پہ / کیا کہون کی ہے الجھکر جو بسر ساری رات

آسمان کو رہ حدّاد نظر آتا تھا / میری آہون سے اُڑے ہین جو شرر ساری رات

غم نہین کچھ شبِ دیجور کی ظلمت کا مجھے / شمع سان جلتا ہے ہر داغِ جگر ساری رات

نور ہوتا نہ شبِ وصل مین کسطرح دوچند / سامنے منھ کے رہا اُنکے قمر ساری رات

داغِ دل تھا مرے پہلو مین تسلّی کے لیے / وہ نہ آئے تو ہوئی کیا نہ بسر ساری رات

شعلۂ آہون کے شبِ ہجر مین ایسے بھڑکے / کہ رہا کلبۂ غم مثل سقر ساری رات

اس طرح مین کہو اب اے سہرا ایک غزل / ہو کسی طرح تو فرقت کی بسر ساری رات

غزل

یاد دندان مین ہوئی رو کے بسر ساری رات / صدف چشم سے نکلے ہین گہر ساری رات

ساتھ اُس ماہ کے کی ہم نے بسر ساری رات / نگران تھا جسے حسرت سے قمر ساری رات

وصل کی شب مین بھی دیکھا نہ مجھے بھر کے نگاہ / آئنہ سے نہ اُٹھی اُنکی نظر ساری رات

گھر مین عاشق کے سرِ شام ہی سے آجاؤ / یار فرصت ہو کسے روز دگر ساری رات

چاندنی مین تھا عجب طرفہ تماشا شبِ وصل / کہ مقابل رہے خورشید و قمر ساری رات

آرزوئین دلِ مضطر کی نکالین اپنی / آج رہجائیے ایجان اگر ساری رات

اف رے اے داغ جدائی ترے شعلہ کی لپک | کچھ جہنم سے نہ کم تھا مجھے گھر ساری رات

آپ کے پہلو سے اُٹھتے ہی مسیحائے زمان | کیا کہوں جو کہ رہا دردِ جگر ساری رات

وہ سہی قدر نہ ہوا وصل پہ راضی تا صبح | نخلِ امید میں آیا نہ ثمر ساری رات

باندھکر صبح کمر سوے عدم جائینگے | نہ بندھا گر کوئی مضمونِ کمر ساری رات

غمِ فردا میں شبِ وصل بھی جھپکی نہ پلک | تھی رخِ یار پہ حسرت سے نظر ساری رات

جلوہ گر ایسا رہا دل میں خیالِ رُخِ یار | جس سے بے شمع تھا روشن مرا گھر ساری رات

چونکو ہشیار ہو پیری کی سحر آئی ھدا
ہو گئی عہد جوانی کی بسر ساری رات

غزل

جلوہ گر بزم میں ہے شعر و سخن کی صورت | منھ میں روشن ہے زبان شمع لگن کی صورت

کیون معطر شبِ وصلت نہ ہے اپنا دماغ | بوے خوش زلف میں ہے مشک ختن کی صورت

اشک پر خون سے وہ گلگون ہے مرا پیراہن | ہر کلی سے ہے عیان جسکی چمن کی صورت

نظر آتا ہے ہر اک رنگ میں وہ گل مجھکو | شکلِ آئینہ ہے ہر برگ چمن کی صورت

گل کھلائے اثرِ داغ جنون سے ایسے | پرِ طاؤس سے ملتی ہے بدن کی صورت

گوشۂ قبر سے بدتر ہے شبِ ہجر میں گھر | چاندنی مجھکو دکھاتی ہے کفن کی صورت

دلمین آجاتا ہے غربت میں بھی صحبت کا مزا | یاد جب آتی ہے یاران وطن کی صورت

رعب چھایا ہے یہ صحرا مین ترے وحشی کا
شیر بھی بھاگتے ہین مجھسے ہرن کی صورت

شکوہ اُس ماہ دو ہفتہ نے جو لی منھ پہ نقاب
پڑ گئی زیر نظر چاند گہن کی صورت

سہم کر گوشون مین چھپتے ہین غزالِ صحرا
دور سے دیکھ کے اُس تیر فگن کی صورت

سیر گلشن کی تمنا نہین سودے مین مجھے
آپ داغون سے بنا ہون مین چمن کی صورت

اب نظر بھی نہین جاتی گل و ریحان کیطرف
یہ کھپی آنکھون مین اُس رشک چمن کیصورت

اس لیے منھ سے ہٹا دیتے ہین میت کے کفن
تاکہ پھر دیکھ لے یارانِ وطن کی صورت

خون عاشق سے گلرنگ رہا کرتا ہے
بن گیا کوچہ سفاک چمن کی صورت

قیس سے مانگ لیا دامنِ صحرا دو گز
خوب تجویز ہی ھدا تنے کفن کی صورت

ردیف (ٹ)

غزل

بے وقر ہو نہ بول کے اے بت مدام جھوٹ
کھوتا ہے اعتبار بشر کا کلام جھوٹ

ساقی نہ دل شکستون پہ کر اتہام جھوٹ
ٹوٹا ہے میکشی مین کہان ہمسے جام جھوٹ

مین اور رازِ عشق کا افشائے عام جھوٹ
کب لب پہ آیا وقت فغان تیرا نام جھوٹ

اک آفتاب جلوہ کنان تھا دمِ سحر
کب بے نقاب آئے وہ بالائے بام جھوٹ

قاصد جواب نامہ نہ لکھے اگر وہ شوخ ۔ تسکین کو میری دل سے بنانا پیام جھوٹ

جس راست گوئی سے کہ ہو نقصان خلق کا ۔ سچ ہے کہ ایسے سچ سے ہی بہتر کلام جھوٹ

گھبرا کے روز ہجر مین کہتا ہون اے صفدرا

اس دن کے بعد ہوگی زمانے مین شام جھوٹ

غزل

بدلہ ستمگری کا کیسا ملا ہے جھٹ پٹ ۔ موت آئی ناگہانی کیا دشمنون کو جھٹ پٹ

رستم سے ہین بہادر اے یار تیرے عاشق ۔ افراسیاب کا بھی لشکر ہو تو ہون غٹ پٹ

رخ پر نقاب اپنے چھوڑا وہ چاہتے ہین ۔ کیا ہی بلائین لیلین مین نے جھپٹکے چٹ پٹ

سکھلائی دشمنون نے جب سے انھین پھکیتی ۔ رہتی ہے روز مجھ سے بیواسطے کی کھٹ پٹ

پاداش سر اٹھا کر چلنے کی خوب پائی ۔ کیا منھ کے بھل گرا ہے دیکھو رقیب جھٹ پٹ

درپیش اے صفدرا ہے تمکو سفر عدم کا

سودا کچھ آخرت کے خاطر خرید و جھٹ پٹ

ردیف (ث)

غزل

کچھ بھی دلکو نہوئی اُن کی خبر کیا باعث ۔ آہ نے ہائے کیا کچھ نہ اثر کیا باعث

نور خالق نہین گر کالبد حسنا کی بین — ہے ملائک سے فزون قدر بشر کیا باعث

آسمان جلتے ہین مانند گنہگارون کے — مل گئے آہ مین دوزخ کے شرر کیا باعث

حشر مین سوزن ادریس کا شہرہ لایا — یہان بھی بخیہ نہ ہوا چاک جگر کیا باعث

داغ گردون نے دیا مہر قیامت سے دوچند — دلکو اسیر بھی ہوئی کچھ نہ خبر کیا باعث

چشم تر کا مرے گر حشر مین سیلاب نہین — بجھگئی کیون یہ جہنم کے شرر کیا باعث

دل مرا بھی کوئی دانہ ہے جلے خرمن کا — خاک مین مل کے بھی پایا نہ ثمر کیا باعث

گر کسی قاتل عالم سے نہین لڑتی آنکھ — چشم کیون باندھے ہے پتلی کی سپر کیا باعث

ہوش کھو بیٹھتی ہین اہل خرد مستی مین — تیرے مستون کو ہے عالم کی خبر کیا باعث

خال سے اس لب شیرین کے عجب ہے یہ ہدا
مور رکھتا ہے حفاظت مین شکر کیا باعث

غزل

نہ کرون زاد توکل پہ نظر کیا باعث — توشۂ راہ کرون بار کمر کیا باعث

صدف دہر مین عزت تو ہو قطرہ کی طرح — آبرو پر نہ ملی مثل گہر کیا باعث

تخم الفت کو مین دل سوختہ بوتا ہون جہان — بدلے خوشی کے نکلتے ہین شرر کیا باعث

تن مرا شمع صفت بہ گیا آنسو ہوکر — نہ ہوئی اسپہ شب غم کی سحر کیا باعث

جذبۂ دل نے دکھائی نہین گر اپنی کشش — بے طلب آتے ہین وہ کیون مرے گھر کیا باعث

کیا جہنم نے مرے دیدۂ تر دیکھ لیے | کیون سمجھتا ہے مجھے ہیزم تر کیا باعث

مدتون خونِ جگر سے اسے سینچا مین نے | عشق کا پر نہ ہوا سبز شجر کیا باعث

آبرو عشق مین برباد کیے دیتا ہے | کچھ نصیحت کا نہین دلکو اثر کیا باعث

کیا کہین دیکھ لی اُس شوخ کی گرما گرمی | سرد کیون ہوگئے آہون کے شرر کیا باعث

آستان تیرا اڑہی دردسری سے پایا | کم نصیبی ہے جو اب چھوڑون نہ سر کیا باعث

سفلہ پرور نہین دنیا مین اگر پیر فلک | خاک کیون چھانتے ہین اہل ہنر کیا باعث

اے ہدا سچ ہے مثل نیکی کا بدلہ ہے بدی
عوض نفع نہ حاصل ہو ضرر کیا باعث

غزل

کس کے دست رنگین کی ہے دلکو یاد کیا باعث | کلیجہ مُنھ کو آتا ہے دم فریاد کیا باعث

میان یار کا نقشہ نہین گر کھینچنے آیا | لیے ہے ہاتھ مین پھر کیون قلم بہزاد کیا باعث

زبانِ دایۂ شیرین نہ تھی گر تیز تیشہ سے | نہ لایا تاب کیون سنکر دلِ فرہاد کیا باعث

قیامت تو نہین سد وجوہ باب اجابت ہون | اثر کرتی نہین پھر کیون مری فریاد کیا باعث

ہماری آہ پُر تاثیر کو سُن کر وہ کہتے ہین | چلین پھر کھین کوئی کرتا ہے کیون فریاد کیا باعث

مری میراث مین ہے خُلدِ مدین اولاد آدم ہون | کرون پھر آرزوے گلشنِ شداد کیا باعث

نہین گھائل دل پیکان اگر مژگان قاتل سے | لب سوفار سے پیدا ہے کیون فریاد کیا باعث

جلاتا ہے مجھے دوزخ مین سوزِ عشق خالِ اُن کا — سپند آسا کرون کیونکر نہ مین فریاد کیا باعث

مرے تعظیم کو فرہاد و مجنون اُٹھ کے کہتے ہین — کئی دن سے اِدھر آئے نہین اُستاد کیا باعث

نہ چھوٹے قیدِ الفت سے ہدا اُس قد موزون کے

نہ سرو آسا ہوئے ہم نام کو آزاد کیا باعث

غزل

اُٹھا رکھون جو روزِ حشر پر فریاد کیا باعث — یہان مانگون مین اپنی کیون نہ اُس سے داد کیا باعث

نہو گر ضبط تو پھر فرق کیا انسان و حیوان مین — عنادل کیطرح ہم بھی کرین فریاد کیا باعث

جنون مین قید اک گوشہ کی رسوائی سے بہتر ہے — گریبان چاک نکلین صورت آزاد کیا باعث

کبھی گر خواب مین بھی آئے تو ہمراہ غیرون کے — دل اپنا کیونکر اس تقریب سے ہو شاد کیا باعث

جو ہے اک بات سیدھی پے نکالین دل کے کیون اُس مین — نہ سمجھین سرو کو کیون بندۂ آزاد کیا باعث

عبث اندیشہ اے قاتل ہے میری سخت جانی کا — اگائی کیون نہ ہم پر تیغ اے جلاد کیا باعث

بگولے کیطرح کیون خاک اُڑائین اُنکے کوچے مین — یہ مشتِ خاک کیون اپنی کرین برباد کیا باعث

مین سودائی نہین مارا ہوا ہون تیرِ مژگان کا — ڈراتا ہے مجھے نشتر سے کیون فصّاد کیا باعث

رگون مین گر نہ میرے تھی حرارت عشق کی باقی — ہوا پانی پگھل کر نشترِ فصّاد کیا باعث

ہدا رہتی ہے ہر دم دلخراشی ناخنِ غم سے

رہے اس رنگ مین مضمون تراشی یاد کیا باعث

غزل

گر ہو نہ تیرا عشق بدن مین ہے جان عبث — بے تیرے ذکر کے ہے دہن مین زبان عبث

قبلہ نما کہے گا نہ زاہد کبھی تجھے — ابرو کے رخ ہے تو دلِ مضطر تپان عبث

بے یار گرچہ خضر کی صورت بسر کرین — بیکار ایسے زیست ہے سیر جہان عبث

زخمی یونہین ہے ابروو مژگان سے ایک خلق — قاتل ہے باندھنا تجھے تیر و کمان عبث

ویرانہ ہے وہ دل نہ رہے جسمین یاد دوست — گھر مین نہ جب مکین ہو تو پھر ہے مکان عبث

انسان کا دل اگر ہے مجازاً خدا کا گھر — دیر و حرم کو پوجتا ہے پھر جہان عبث

وہ سنگ دل تو موم نہ ابتک ہوا ہمآ
ٹھہرے تمھارے نالہ آتش فشان عبث

ردیف (ج)

غزل

محکم ہے ساق عرش سے بھی بڑھکے پائے رنج — کیونکر گرے جب ایسی قوی ہے بنائے رنج

بے رنج میری طرح سے گردو سرا بھی ہو — کٹ جائے ساری عمر دلون مین نہ آئے رنج

موجود ماحضر سے ہون دشمن کے ساتھ بھی — حاضر دل و جگر ہے جسے چاہے کھائے رنج

اک امتحان سمجھ کے مین ہوتا ہون شاد شاد — نازل فلک سے ہوتی ہے جو جو بلائے رنج

شکوہ مجھے تو ہے یہ سگِ کوے یار سے — یون ہڈیان مری تہ کے ہوتے چبائے رنج

کی قطع بخت نے مرے قامت پہ ناپ کے ۔۔۔ کیونکر نہ ٹھیک ہو مرے تن پر قبائے رنج

او شہسوار نازعنانِ ستم کو روک ۔۔۔ پامال کر رہا ہے ہمین بادپائے رنج

دیکھو مریضِ ہجر کی صورت سوال ہے ۔۔۔ اپنی زبان سے کیا مین کہون ماجرائے رنج

ظلم ان بتون کے کم نہین گونگے کے خواب سے ۔۔۔ عاجز ہون کس زبان سے کہون ماجرائے رنج

کیون میرے سینے پہ لگائے ہوئے ہے دانت ۔۔۔ منہ کا نوالا سمجھی ہے کیا آسیائے رنج

غم بھی پناہ مانگتا ہے مجھکو دیکھکر ۔۔۔ ایسا خدا کرے نہ کسی کو ستائے رنج

شکوہ بلائے عشق کا گر ہے تو دل سے ہے ۔۔۔ تقصیر غم ہے اسمین نہ کچھ ہے خطائے رنج

بس اتنا گدگدائے یہان تک کوئی ہنسے ۔۔۔ رونا ہے پھر ہنسی نہین جب دلمین آئے رنج

اُٹھا نجائے حشر مین بھی وقت باز پرس ۔۔۔ احسان ہو اگر مجھے ایسا اٹھائے رنج

یہ دل مین گھر کیا ہے مرے دردِ عشق نے ۔۔۔ راحت کو دون جگہ نہ کبھی مین بجائے رنج

ہر داغِ دل مرا ہے ہوا رشکِ آفتاب

ادنیٰ ہے یہ نمونۂ مہر و وفائے رنج

غزل

یہ چشم خشمگین نے تمھاری دکھائے رنج ۔۔۔ آنکھون مین کچھ نظر نہین آتا سوائے رنج

نازک حباب دل کا ہے اسدرجہ ضعف سے ۔۔۔ تاب انبساط کی نہین مجھکو چہ جائے رنج

جب سے صدا ہے کان مین کوس رحیل کی ۔۔۔ یکسان ہے مجھکو نغمۂ عیش و نوائے رنج

اس لطف سے عدو کو بنایا ہے میں نے دوست — بے چین ہو اگر مجھے دم بھر نہ پائے رنج

تاراج جیسے باغِ جوانی ہوا کیا — دشمن کی بھی نہ ایسی بضاعت لٹائے رنج

حسرت بھرے ہین سینہ مین دینارِ داغ کے — دل سے ہمارے پوچھیے جو دو سخائے رنج

اک جانِ زار سیکڑون آفات ہجر مین — اک دل ہزار طرح کے جورو جفائے رنج

اک خلق دردمند ہے کس کس کو روییٔے — کیا اپنے رنج کم ہین جو کھائین پرائے رنج

اک رات بھی نہ چین سے سونا ہوا نصیب — سچ ہے عجب یہ دارِ فنا ہے سرائے رنج

جبتک صفائی قلب ہے الفت کا لطف ہے — بنتا نہین ہے ساتھ جہان دلمین آئے رنج

کم نام صبر مین مرا ایوب سے نہین — گھر پوچھتا ہوا مرا کیونکر نہ آئے رنج

پھولے نہین سماتے ہین ہم پیرہن مین آج — ٹھیک آئی ہے بدن پہ جو اپنے قبائے رنج

دو دن کی زندگی مین تو کر اتنا سب لطف — جو چار دن کرین ترا اپنے پرائے رنج

عشقِ مژہ چڑھائے مجھے جبکہ دار پہ
کیون ہو ہمارا نہ اوج پہ بخت رسائے رنج

غزل

اک کم سخن کے عشق مین ہین مبتلائے رنج — ناگفتنی ہے پوچھو نہ کچھ ماجرائے رنج

شکوہ کبھی زبان پہ نہ لایا سوائے شکر — نعمت سمجھ سمجھ کے سدا مین نے کھائے رنج

الفت مین ایک پردہ نشین کی خراب ہون — مانع حجاب ہے کہون کیا ماجرائے رنج

آسان نہین غریب کا دل پیس ڈالنا | دانتون پسینہ آئے گا اے آسیائے رنج

دردِ فراق سے مجھے صحت نصیب ہو | اے کاش موت آئے کہین دل سے جائے رنج

راحت نہ عشقِ رخ مین نہ کچھ عشقِ زلف مین | یکسان میرے سامنے صبح و مسائے رنج

ہنستے ہین جب تو آنکھ مین آنسو بھر آتے ہین | ہوتی ہے گر خوشی بھی ہمین تو برائے رنج

دل ہو کباب یا کہ جگر آب آب ہو | ہر حال مین ہے شکرِ خدا جو رضائے رنج

مین آپ دل لگا کے بلاتا ہون رنج کو | آئے جو بے سبب تو کہون ہے خطائے رنج

چھپتی نہین ہے شکلِ مکدر کسی طرح | صورت نما ہے آئینۂ باصفائے رنج

بھولیگا حشر تک نہ دلِ مبتلا مرا | جو جو بتون کے ہاتھ سے ناحق اٹھائے رنج

اے دل تو لیچلا تو ہے کوچہ مین یار کے | تو ہی بتا کہ وہان ہے بھلا کیا سوائے رنج

ہوتی ہے بعد رنج کے راحت جہان مین
اس عشق مین ملا نہ ہمدا کچھ سوائے رنج

غزل

جس سے سوال وصل کیا ہمنے پائے رنج | حاجت نے میری مجھکو بنایا گدائے رنج

آتی کسے خدا کے سوا ہے دوائے رنج | ہٹتا ہے آدمی سے بھلا کب ہٹائے رنج

احیائے شب کا ملتا ہے ہر رات کو ثواب | جس دن سے جی گیا ہون مین آپ بقائے رنج

اندھیر اک جہان ہے اپنی نگاہ مین | روزِ سیہ کسیکو نہ یارب دکھائے رنج

پھوڑا بغل مین ہے کہ دلِ دردمند ہے
دشمن کا اسطرح نہ کبھی دل دکھائے رنج

اُلجھن مین جیسا ڈالا ہے گیسوے یار کی
پیچھے بلا کسی کے نہ ایسی لگائے رنج

بے شر کوئی بشر نہین الفت مین اپنی طرح
کیا کیا وہ دل دکھایا کیے پر نہ لائے رنج

پتھر بنا لیا ہے محبت مین ہم نے دل
جس جس طرح سے چاہیے ہمین آزمائے رنج

عیسیٰ کا اپنے شربتِ دیدار چاہیئے
کافی ہمارے حق مین یہی ہے دوائے رنج

سودائے زلف سر مین سمایا ہے پھر ہدا
آتی چلی ہے پھر مرے دلمین ہوائے رنج

ردیف (چ)

غزل

چھٹتے ہی مجھکو مار لیا بل سے مار پیچ
کالے سے کم نہین ہین تری زلف یار پیچ

سنبل جو کھائے تاؤ مین آ کر ہزار پیچ
موپھر نپائیگا تری اے زلف یار پیچ

زلفین بنائی ہین تری مشاطہ تمام عمر
کچھ اور جانتا نہین یہ جانثار پیچ

بعد فنا بھی چھوٹی نہین ہمسے راستے
کھاتا نہین ہوا مین بھی اپنا غبار پیچ

کیونکر ہو عشق کاکلِ دستار سے نجات
اک دل ہزار حلقے ہین اک جان ہزار پیچ

بو باس پائیگا نہ کبھی زلف یار کی
سنبل اگرچہ باغ مین کھائے ہزار پیچ

کس پیچ سے بغل سے دلِ زار لیگئی
گویا ہے زلفِ یار کا ہر تار تار پیچ

شانے کی طرح چاک یہان ہین دل و جگر
کس بل پہ ہم سے کرتی ہے اے زلف یار پیچ

بس جائیے دیکھے دل شعرا وہ کیا پیچ مین
کس کر نہ اپنی چوٹی کے کھینچ اے نگار پیچ

رہتی ہے بعد مرگ بھی جو کہین اپنی خاک
مانند زلف کھاتا ہے اپنا غبار پیچ

کیا یہ بھی مجھکو کشتۂ کاکل سمجھ گیا
سنبل دکھا رہا ہے جو پیش مزار پیچ

چالون کا دشمنون کی تو شکوہ نہین ہمآ
ہوتا ہے دوستون کا سبھے ناگوار پیچ
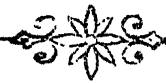
غزل

عقل اول کی جہان ہوتی نہین ایدل پہونچ
اُس بلندی پر گیا ہے جسم آب و گل پہونچ

نزع مین ہے تیغ ابرو کا ترے گھائل پہونچ
وقت آخر ہے پئے آسانیٔ مشکل پہونچ

پاؤن تو کہتے ہین اُس کوچہ مین ہے مشکل پہونچ
شوق کا ہر دم تقاضا ہے کہ چل ایدل پہونچ

چشمۂ ظلمات ہین بیشک مسی مالیدہ لب
ذوق بوسہ ہے خضر آسا لب ساحل پہونچ

جمع ہونگے صبح کو مشتاق روے صاف کے
شام سے وان تو بھی تو اے زلف کے مائل پہونچ

موت سے جلد آ کہ نکلے آرزوے چشم شوق
پردۂ غفلت تہو جائے کہین حائل پہونچ

لے وہ آیا ناقۂ لیلیٰ وہ آئی بوے زلف
اب پہونچتا ہے تو اے مجنون سوے محمل پہونچ

سر چڑھی ہے میرے وہ زلفِ پریرو کی بلا — سایہ تک جسکے نہین رکھتا کوئی عامل پہونچ

وار ایسا کر پھر اک ترچھی نظر کا ناز سے — جائے سیدھی خلد مین روحِ تنِ بسمل پہونچ

ظلم دربانون کے اپنے دیکھ تو اور مجھکو دیکھ — چونک غفلت سے ذرا در تک تو اے غافل پہونچ

بے ترے اندھیر ہے آنکھون مین سبکی بزمِ عیش — شمع کے مانند جلد اے رونقِ محفل پہونچ

سرمہ بنکر انکی آنکھون مین کیا ہے مین نے گھر — جسکے در تک تھی نگاہ شوق کی مشکل پہونچ

شکر ہے برگشتگی بخت سے پائی نجات — موت کی پامردیون سے ہم گئے منزل پہونچ

کون سدِّ راہ ہے تیرا ہدآ مانع - ہے کون
دل سفر پر کربلا کے ہے اگر مائل پہونچ

غزل

گذرے ہوے زمانے کا کیا بار بار سوچ — عاقل اگرچہ ہے تو کچھ انجام کار سوچ

گذرا شباب ابتو ہو کچھ ہوشیار سوچ — آغاز مشکلات ہے انجام کار سوچ

نسبت ہی کیا ہے غیر کو مجھ جان نثار سے — انصاف سے کبھی تو ذرا دلمین یار سوچ

ایدل ہوا ہین ایسا کہ بھر اتنی زیست پر　　مثل حباب دم کا ہے کیا اعتبار سوچ
یاد اُس نے بھولکر بھی نہ ہمکو کیا کبھی　　آتا ہے دل ہین میرے یہی باربار سوچ
عشقِ مژہ مین جان نہ ایدل عزیز کر　　کب تک رہیگی زندگی مستعار سوچ

پھنس جائیگا بلاؤن ہین کہنا ہدا کا مان
انجام عشق زلف دلِ بیقرار سوچ

ردیف (ح)

غزل

پھول سے رخسار ہین گلہائے خندان کیطرح　　چہرے پر بکھری ہین زلفین سنبلستان کیطرح
جب سے ہے مدِّ نظر مژگان جانان کیطرح　　دل کھٹکتا ہے مرے سینہ مین پیکان کی طرح
آدمیت حسن ہونے سے فقط آتی نہین　　چاہیے تہذیب بھی انسان ہین انسان کیطرح
حسرتین تیغِ تغافل سے ہوئین اتنی شہید　　دل ہمارا بھر گیا گنجِ شہیدان کی طرح
کم نہین ہے خضر سے سبزہ لبون کا یار کے　　ہین لب جان بخش گویا آب حیوان کی طرح
کیا کہون اے یوسف ثانی تمھارے عشق نے　　چاہ مین کس کس کو ڈالا ماہ کنعان کی طرح
اب جو آئے وہ مرے گھر کیا کرون اُس پر نثار　　نقد دل بھی دے چکا ہون گوہر جان کی طرح
ای ہدا آلودہ گلِ تر آج میرے گھر مین ہے　　باغِ دل سرسبز ہے اب باغِ رضوان کیطرح

غزل

کیونکر نہ بھائے نیمچۂ یار کی طرح
کچھ کچھ چڑھے اسکی ابروے خمدار کی طرح

چلتے ہین وہ رقیب کے کہنے پہ آجکل
قبضہ مین غیر کے ہین وہ تلوار کی طرح

الفت سے ان بتون کے تو عشق خدا ہے خوب
کچھ بھی خلش نہین گلِ بے خار کی طرح

کیونکر خیال سبزۂ رخ کو بھلاؤن مین
دل مین کھٹک رہا ہے مرے خار کی طرح

کانٹے تو اپنے حق مین ہین ہم آپ بو چکے
جب سے پسند کی مژۂ یار کی طرح

یہان بھی غبار دل مین ہے گردِ ملال اُدھر
حائل ہین دونون بیچ مین دیوار کی طرح

بیٹھے ہین تھک کے در سے تمھارے لگا کے پیٹھ
اُٹھین گے اب نہ پشتۂ دیوار کی طرح

کس طرح وقتِ ذبح مین قاتل کو دیکھتا
چادر لہو کی اوٹ تھی دیوار کی طرح

بھاگے نہ سائے سے مری پیری مین کیون جہان
خم ہون جو مین جھکی ہوئی دیوار کی طرح

تدبیر سے نکالتے ہین ہم جو کوئی راہ
تقدیر پیش آتی ہے دیوار کی طرح

گو سامنے رقیب ہے پر سامنا نہین
حائل غبار دل مین ہے دیوار کی طرح

کیونکر قدم کو محکمۂ حشر مین اُٹھاؤن
سر پر عمل ہین کوہِ گرانبار کی طرح

تاریک یہ نگاہ ہے گیسو کی یاد مین
ہر روز ہے نظر مین شبِ تار کی طرح

سینہ مین میرے آمد و شد مین ہر ایک نفس
اُلجھا ہے تیری زلف کے ہر تار کی طرح

خوشبو ہے بوے کاکلِ مشکین سے رات دن
اپنا مشام طبلۂ عطار کی طرح

آئے گی ایک روز قیامت بھی سیکھنے　　یونہی رہی اگر تری رفتار کی طرح
کیون ماہِ نو کو دیکھ کے قرآن نہ دیکھتے　　چم خم ہے اس مین ابروِ دلدار کی طرح

پہونچا کے مجھکو گوشۂ مرقد مین اے ہما
احباب پھر گئے نگہِ یار کی طرح

غزل

دل مین چبھی جو ہے مژۂ یار کی طرح　　گڑتی ہے سانس سینہ مین اخگار کی طرح
عشق مژہ مین فرش پہ مخمل کے سوؤن کیا　　کاوش ہر ایک خواب مین ہے خار کی طرح
کیونکر نہ کھٹکون چشم فلک مین مین ناتوان　　وہ آبلہ کی شکل مین ہون خار کی طرح
گھر سے نہ نکلو دھوپ مین ہے ٹھیک دوپہر　　پڑتا ہون پاؤن سایۂ دیوار کی طرح
حالِ عدم ہو روح کو کس طرح آئنہ　　حائل تنِ گلی تو ہے دیوار کی طرح
ابرو کی جب ہلال سے تشبیہ تام ہو　　عشوہ بھی ہو جو ابروے دلدار کی طرح
آئے کبھی نہ ہوش مین موسیٰ تمام عمر　　آنکھون سے میرے دیکھتے گر یار کی طرح
پھر جاتی ہے نظر مجھے بستر پہ ڈھونڈھکر　　لاغر ہے کون میرے تنِ زار کی طرح
ہر شعر ہے ترانۂ بلبل کا ہم صفیر　　گویا زبانِ خامہ ہے منقار کی طرح

مجرم ہما کے قتل کا سمجھین نہ تمکو لوگ
بیٹھو نہ سر جھکا کے گنہگار کی طرح

غزل

کرتے ہین فتح ابروِ دلبر نئی طرح ۔ پھرتے ہین دہرے خلق پہ خنجر نئی طرح
بوسے غبار خط رخِ روشن کا دیکھکر ۔ کچھ آج آئینہ ہے مکدر نئی طرح
کرتے ہین اشک پروہ مرے قہر کی نگاہ ۔ بر مارہے ہین تیر سے گوہر نئی طرح
پائیگا تیرا طرز تلون نہ حشر تک ۔ بدلے ہزار چرخ ستمگر نئی طرح
ناز و ادا مین حسن تغیر ہے اسقدر ۔ سو بار دین فریب دکھا کر نئی طرح
رکھتا ہون گل کی طرح گریبان مین جا مگے ۔ دامن کو اپنے کرتا ہون مین تر نئی طرح
چادر اڑھاکے چہرے پہ شانہ ہلاتے ہین ۔ چونکاتے ہین لحد مین لٹا کر نئی طرح
غنچے گلون سے ہوتے ہین پہلے خزان ہوا
چلتی ہے باغِ دہر مین صرصر نئی طرح

غزل

کھنچتی ہے تیغ ابروے دلبر نئی طرح ۔ لیتے ہین دل اشارون سے جوہر نئی طرح
دکھلاکے گنج باغ لیا بوسۂ بخیل ۔ قارون سے ہمنے اخذ کیا زر نئی طرح
بنواکے زلف آپ الجھتے ہین وصل مین ۔ بن کر بگڑ رہا ہے مقدر نئی طرح
دیتا ہے مجھکو چھوڑکے اورون کو مے یہ کیا ۔ چلتا ہے تیرے دور مین ساغر نئی طرح

جلتا ہے سرد مہری خورشید رو سے دل
بے آگ پھنک رہی ہے یہ مجمر نئی طرح

زلفین سونگھاتے ہین مجھے دستِ رقیب سے
کرتے ہین وہ مشام معطر نئی طرح

یہ گردشِ فلک ہے نہ یہ دورِ آسیہ
پھرتا ہے کچھ دلون سے مرا سر نئی طرح

پیری مین سنگِ رہ جو نہ ہو تا بتو نکا عشق
کھاتا نہ ہر قدم پہ مین ٹھوکر نئی طرح

یارب مسافرانِ رہ عشق کی ہو خیر
ہے آج مضطرب دلِ مضطر نئی طرح

گہ گریہ گاہ نالہ گہے دردگاہ عشق
گذری فراق مین مجھے شب بھر نئی طرح

گوشے لٹک رہے ہین ہر اک سوز مین پر
اوڑھی ہے آسمان نے چادر نئی طرح

جدت پسند فکر تمھاری ہے اے ہدا
ڈھونڈھو برائے مدحتِ حیدر نئی طرح

ردیف (خ)

غزل

عکسِ قدِ موزون سے ہوے نخلِ چمن سرخ
پوشاک پہن کر جو گیا غنچہ دہن سرخ

پھر مثل چمن جوششِ خون سے ہے بدن سرخ
پھر مثل گلِ لالہ ہے ناسورِ کہن سرخ

یون ہاتھ حنا سے ہین ترے غنچہ دہن سرخ
جس طرح بہاری مین ہون گلہاے چمن سرخ

عکس لبِ لعلین سے ترے سرخ ہین دندان
یا عکس سے یاقوت کے ہے دُرِ عدن سرخ

چلتی ہے مگر باد بہاری کی طرح تیغ
ہے گل کی طرح زخمون کے کھلنے سے بدن سُرخ

دیکھین جو رخِ زرد مرا دشتِ جنون مین
یہ روئین کہ ہون دیدۂ یارانِ وطن سُرخ

کہتی نہ اسے سبز قدم باغ مین بلبل
دو پھول بھی پاتا کہین گر سروِ چمن سُرخ

ہو جاتے ہین کیا زرد گلِ خود روِ صحرا
پاتے ہین مرا مُنھ جو دمِ یادِ وطن سُرخ

جسدن سے ہوا ذبح ہوئے شاہِ شہیدان
اُسدن سے ہے رنگِ شفقِ چرخ کہن سُرخ

غزل

دورِ ساغر ہے بزرنگِ گردشِ ایام تلخ
صورتِ افیون ہے بے ساقی مئے گلفام تلخ

ہو شکر رنجی تری کس طرح اے خودکام تلخ
گھونٹ شربت کے ہین اے شیرین ادا دشنام تلخ

پختہ کاری کا مزا کیا ابتدائے عشق مین
یہ شجر وہ ہے ثمر ہوتے ہین جسمین خام تلخ

عشق لب مین دل ہمارا مرغِ شکر خار تھا
زندگی کی زلف مشکین نے بچھا کر دام تلخ

بوسۂ چشمِ غضب کا اُنکی عادی ہون جو مین
چوم لیتا ہون جہان ملجاتے ہین بادام تلخ

شکوہ بیجا ہے اُنکے ضیق ہو اب زندگی
جان شیرین کر رہا ہے روز کا الزام تلخ

ہجر کی راتون کا جاگا تھا مین اے منکر نکیر
کیون اُٹھا کر خواب شیرین سے کیا آرام تلخ

یادِ لب مین زندگی اسد رجب بے لذت ہوئی
موت کی تلخی بھی ہے مجکو برائے نام تلخ

اُس سے پوچھو چاشنی چکھی ہو جسنے موت کی
جانکنی ہو تلخ یا ہے ہجر گل اندام تلخ

عشق زلف و رخ ہے ایدل صورتِ کافور مشک
تلخ ہے شب سے سحر اسکی سحر سے شام تلخ

ذائقہ شربت کے گھونٹون کا ملا ہنگام ذبح
سنتے تھے ہوتا ہے آبِ تیغ خون آشام تلخ

زاہدانِ خشک کی ہے چشمِ رغبت کا اثر
ہے جو منہ مین ساقیا طعمِ مئے گلفام تلخ

عشق مین شیرین ادا کے کیون نہ آبیچین ہو
زندگی کرتے ہو ناحق ہو کے بے آرام تلخ

غزل

یہ خاکسار ہے یون روے یار سے گستاخ
غبار جیسے گلِ نوبہار سے گستاخ

لحاظ دامنِ جانان کا اے صبا رکھنا
ہوئی تو ہے مری مشتِ غبار سے گستاخ

وہ چھیڑنے سے ہنسی مین بھی بگڑے جاتے ہین
زیادہ مین نہ ہوا اسکے یار سے گستاخ

بہک کے آپ کو اسے شیخ یہ نہ بہکا دین
نہو جیے گا کسی بادہ خوار سے گستاخ

نمود چاہتا ہے رخ پہ یار کے خط سبز
ہوئے ہین خار گلِ نوبہار سے گستاخ

دیا جواب جو دشنام کا نہ اُن کی کبھی
ہوئے وہ اور مرے انکسار سے گستاخ

مین کیون نہ قامتِ طفلِ حسین کو سرو کہون
یہ وہ شجر ہے نہین جو کہ بار سے گستاخ

نگاہِ بد نہ قدِ نخل باثمر پہ لگے
نہ سنگ ہو شجر میوہ دار سے گستاخ

حضور اُنکے قیامت کی چال چلتا ہے
ہوا ہے کبک یہ رفتار یار سے گستاخ

ہوا ہے مانعِ افغان جنون مین ضبط ہد آ
قرار بھی ہے دلِ بیقرار سے گستاخ

ردیف (د)

غزل

وہ کریں حق محبت یہ ادا میرے بعد | اپنی رسوائی کی بخشیں وہ خطا میرے بعد

کون اُٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد | مجھسا ہوگا نہ کوئی اہلِ وفا میرے بعد

گنۂ الفتِ گیسو پہ نہ کر قید مجھے | تجھ سے بگڑے گی تری زلف رسا میرے بعد

خارِ دشت اسلیے میں وحشت میں چنا کرتا ہوں | ہو نہ مجروح کوئی برہنہ پا میرے بعد

ضعف نے ایسا بٹھایا تھا مجھے صحرا میں | خاک سے میری بگولہ نہ اُٹھا میرے بعد

جامۂ صبر میں جس طرح بسر کی میں نے | ٹھیک ہوگی نہ کسی پر یہ قبا میرے بعد

دام گیسو میں ہیں جس طرح گرفتار رہا | یوں نہوگا کوئی محبوسِ بلا میرے بعد

روز و شب دشت نوردی میں رہیتا ہوں رفیق | سر کو ہر کوہ سے پھوڑیگی صبا میرے بعد

دیکھی خلعتِ سودا مجھے پہلے ہی بہار | لالۂ گل کو ملی سرخ قبا میرے بعد

دشت مجنوں کا مرے نقش قدم سے ہی نشان | راہِ الفت کا ملے گا نہ پتا میرے بعد

آہوؤں سے کہا مجنوں نے نہ گھبرانا تم
دشت غربت کو بسائیگا ہما میرے بعد

غزل

عفو فرمائیگا میری خطا میرے بعد | کیجیے گا میری بخشش کی دعا میرے بعد

ہے دمِ نزع یہ ہے وقت وصیت مرِیجان
کیجیو اسپہ عمل بہر خدا میرے بعد

کھولنا سر کو نہ منہ پیٹنا میّت پہ مری
تم اُٹھانا نہ جنازہ بھی مرا میرے بعد

نازنینون کو تحمل نہین ان صدمون کا
ڈھانپنا مُنھ کو نہ تم صبح و مسا میرے بعد

تم کڑھوگے تو مری روح کو صدمہ ہوگا
کیجیو میرے الم مین نہ بکا میرے بعد

ناخنِ پنجۂ وحشت کو نہ بڑھنے دینا
چاک کرنا نہ گریبان قبا میرے بعد

نہ اُلجھنا جو پڑے کاکلِ مشکین مین گرہ
روح کھولے گی مری بنکے ہوا میرے بعد

چھوڑے جاتا جگر و دل ہون مین زینت کیلیے
آئنہ شانہ لیے سینگے پہ سدا میرے بعد

دشمنون سے نہ مرے خون کا بدلہ لینا
بخشدینا مری جانب سے خطا میرے بعد

فاتحہ پڑھنے مری قبر پہ آنا لیکن
تا کرے فخر مرا بخت رسا میرے بعد

قبر پر گلشن فردوس کا عالم ہوگا
گلفشان ہوگا جو نقش کف پا میرے بعد

پھول تربت پہ چڑھانا مری خندان ہوکر
بلبل روح ہو تا نغمہ سرا میرے بعد

کوچۂ زلف مین خاطر سے اُسے جا دینا
آئے گر گور غریبان سے صبا میرے بعد

بد نگاہون کی نظر سے تمھین اللہ بچائے
ہو نقاب رخ پر نور حیا میرے بعد

نظم اس طرح مین یہ قطعہ کیا اس سے ہما
یاد عشاق کرین میری وفا میرے بعد

اے ہما قصۂ غم اپنا کیا نظم اس سے
یاد احباب کرین میری وفا میرے بعد

غزل

اُٹھتا ہے دل مین عشق بت سیمبر مین درد
ہوتا ہے نام لینے سے جسکے جگر مین درد

آنسو بھر آتے ہین مری آنکھو نمین سنتے ہی
کس قہر کا ہے نالۂ مرغ سحر مین درد

غم دیدہ دیکھا جب کوئی آنسو ٹپک پڑے
عالم کا بھر گیا ہے مری چشم تر مین درد

گردون لرز گئے مری فریاد و آہ سے
لیکن ہوا نہ اوسکے دل بے اثر مین درد

تڑپون نہ عشق ابروے قاتل مین کسطرح
رہتا ہے ہر گھڑی مرے زخم جگر مین درد

روتا ہون مین مصیبت عشاق پر سدا
بہنے سے اشک گرم کے رہتا ہے سر مین درد

پژمردہ باغ دہر مین طالع سا نہو
گل کیطرح سے مول نہ لے حب زر مین درد

وہ دن بھی تھے کہ زیر قدم کوہ و دشت تھے
ہوتا ہے ابتو نام سفر سے کمر مین درد

کیا آبلہ کے زخم کا صدمہ ہو خار کو
برمی کو کیا ہزار ہو قلب گہر مین درد

باقی خمار نشۂ الفت ہے اے ہما
گرمی سے آفتاب کی سمجھو نہ سر مین درد

غزل

آیا ترے کوچے مین ہے کون ایسا بلا گرد
جن کی دم رفتار ہے ہر گام صبا گرد

ہر ذرہ پہ شب کو مہ تابان کا گمان ہو
تم پوچھ دو دامن سے اگر ماہ لقا گرد

وہ محو خود آرائی ہین فریاد نہ کرنا
اُڑکر کہین جائے نہ اُدھر آہ رسا گرد

خورشید قیامت کا یقین ہو مرے دل پر
تم جھاڑ دو سینہ سے گراے مہر وفا گرد

شاید کسی میخانہ مین ہوتی ہے صفائی　　آتی ہے جو اُڑ اُڑ کے ادھر ہوشربا گرد

خاک اُڑتی ہے جسوقت یاد آیا رکی دل مین
چھڑکاؤ سے اشکون کے مین دیتا ہون دبا گرد

غزل

ایسی مرے مقتل کی ہے گلگون ہمہ تن گرد　　ہے جسکے مقابل شفق چرخ کہن گرد
مٹی میری میت کو دین احباب سمجھ کر　　چھن چھن کے چلی آتی ہے بالائے کفن گرد
کیا جانیے کس درجہ جلے شب کو پتنگے　　مملو جو سر شمع سے ہے تا بہ لگن گرد
ہٹ جا ترا بسمل ہے ابھی خاک پہ غلطان　　پڑ جائے نہ دامن پہ ترے تیغ فگن گرد
لکھا ہوا خلعت ہے مرا خاک شفا سے　　کیونکر نہ کرے حلۂ جنت کو کفن گرد
ٹوٹی ہوئی تربت کی نہ کچھ پوچھیے حالت　　ہے زیر کفن خاک تو بالائے کفن گرد
یہ خاک بسر شمع ہے پروانون کے غم مین　　اُڑتی ہے سر شمع سے تا پائے لگن گرد
محشر مین مجھے دیکھ کے وہ طنز سے بولے　　کس راہ سے آئے کہ سراپا ہے بدن گرد
ہر پر مین ہو تاثیر ابھی بال ہما کی　　جھاڑین ترے کوچے کی اگر زاغ و زغن گرد
بھاری مرے صحرائے کدورت کی ہے یہ خاک　　دامن جو ہین جھاڑون تو اُڑے سیکڑون من گرد
ہاتھ آئے اگر خاک ترے نقش قدم کی　　سمجھون مین پھر اکسیر کو اے سیم بدن گرد
وہ زلف شب وصل زلیخا نے دکھائی　　چشم مہ کنعان مین ہوئی صبح وطن گرد

فرمائے اگر لطف خدا ذرہ نوازی
ہو جائے ہدا آ کلفتِ ایام محن گرد

ردیف (ذ)

غزل

صورتِ بہلول ہو گا خلق مین دیوانہ شاذ
بن کے نادان یون رہیگا عاقل و فرزانہ شاذ

مجھا اُنکی زلف کا ہو گا کوئی دیوانہ شاذ
بیخودی مین ہوش آتا ہے تو مجنونانہ شاذ

لیگئین پریان تبرک جان کر اُس بزم کا
ہے لگن مین اب کہین شاید پر پروانہ شاذ

سن کے قصہ کو مرے رو رو کے بولے اہلِ درد
نادر ایسی داستان ہوتی ہے یہ افسانہ شاذ

ہے مسلط جس طرح ابلیس خلق اللہ پر
دخل دیگا یون کسیکے کام مین بیگانہ شاذ

چشمِ مستِ یار کو گردش ہے جیسی بزم مین
دور مین اس طرح آئیگا کوئی پیمانہ شاذ

ساقی کم ظرف چلو سے پلاتا ہے شراب
دور مین اُس کی نظر آجاتا ہے پیمانہ شاذ

داستانِ بلبلِ دل چلکے سنئے باغ مین
گوشِ گل نے بھی سُنا ہو گا یہ افسانہ شاذ

جسطرح ہم وصل کی شب اُسپہ ہوتے ہین فدا
شمع رخ پر اُن کے یون ہو گا کوئی پروانہ شاذ

ٹوٹتے ہین ظرف مے مستون کی لغزش سے مدام
قسمتِ ساقی سے بچتا ہے کوئی پیمانہ شاذ

کیا جوانی مین ہو چشم مست ساقی محو خواب
بند فصل گل مین ہوتا ہے در میخانہ شاذ

دلربائی کا تو ہے یون سب حسینونکو گھمنڈ
یار کا نکلے گا لیکن طرز بیبا کانہ شاذ

پنجہ مژگان عاشق سے سنورتے ہین مدام
شاخ کا ہوتا ہے اُنکے گیسوؤنمین شانہ شاذ

کیا عناصر کی رباعی ہے ثلاثی کی مزید
باب مین جسکے کسی جا مطرد آیا نہ شاذ

گر ہمارے اشک کے مانند ڈھونڈھے جوہری
سلک گوہر مین ہمارے نکلے گا ایسا دانہ شاذ

ردیف (ر)

غزل

دمِ رخصت ادب مانع ہے پر قابو نہین دلپر
غضب ہے گر اُڑے گردِ فغان دامانِ قاتل پر

تُلے رہتے ہین بھالے یادِ مژگانمین مرے دلپر
کھنچی رہتی ہین تیغین سیکڑون ابرو کے مائل پر

شبِ مہتاب تھی دو چاند تھے باہم مقابل پر
نظر تھی اُس جوان پر گاہ گاہے ماہِ کامل پر

نہین سبزہ یہ بالائے زنخندان روئے قاتل پر
دھوان آہِ دلِ ہاروت کا ہے چاہ بابل پر

بشر وہ بھی ہین جنکو قتل عاشق اک تماشا ہے
ٹپک پڑتے ہین آنسو یہان تو حالِ مرغِ بسمل پر

نہین پڑتی ہین آنکھین نزع مین ابرو کے بسمل کی
دمِ آخر بصد حسرت نظر ہے روئے قاتل پر

چلے ہین اُٹھکے وہ پہلو سے اپنا دم نکلتا ہے
عجب ہے بےبسی قابو نہ اپنا ہے نہ ہے دل پر

کہوان گر کوکب بخت شبِ معراج زیبا ہے
نظر پڑتی ہے حورونکی تمھاری آنکھ کے تل پر

غبار اُڑکر مرا صحرا سے آیا کوے جانانمین
خدا کی شان ہے بیدست و پا پہونچا ہے منزل پر

نہ کرتے ترکِ روزہ کسطرح منہ دیکھکر اُن کا — تیقن ہے ہلال عید کا ابروے قاتل پہ

نشانِ سینہ مین ملتا ہے نہ اُنکی زلف پرخم مین — الٰہی لیگیا کون آئی کیا آفت مرے دل پہ

ہمارے خون کے محضر پہ مہرین ہین گواہی کی — نہ سمجھے کوئی دھبے خون کے دامان قاتل پہ

جواب نامہ اُن سے قاصد جانباز لایا ہے — کبھی آنکھون پہ رکھتا ہون قدم اُسکے کبھی دل پہ

ہین مژگان تک اشک آنے ہین ضبط گریہ لازم ہے — تلاطم ہے یہ موجین سر کو ٹکراتی ہین ساحل پہ

کھڑے ہین باغ مین تیر اخرام ناز اُڑانے کو — ہنسین کیونکر نہ گل گلشن مین سر دیئے در گل پہ

ہین اک صحبت کی کتنے صحبتین آئینہ خانے مین — جدھر دیکھو اُدھر کو اک نئی محفل ہے محفل پہ

جو تو چاہے تو گھر مین دشمنون کے دوست کو پائے — دکھائے پرورش موسیٰ کی صورت دوش قاتل پہ

جگر سے آہ یون آ کے پھر جاتی ہے ہونٹون تک — کہ جیسے موج بیتابی سے سر ٹکرائے ساحل پہ

الٰہی ہم سے صحرائے عدم کس طرح طے ہوگا — دلِ احباب وطن کی سمت ہے آنکھین ہین منزل پہ

کسے ذکرِ خدا مین ہے یہان تسبیح کی حاجت
جو کچھ پڑھتے ہین گن لیتے ہین ہم عقد انامل پہ

غزل

یہ ذائقہ رکھتا نہین جز تیر نظر اور — دیتا ہے صدا ہر دہنِ زخم جگر اور

اس سے کوئی بہتر نہین دنیا مین بسر اور — ہم در پہ رہین یار کے ہون شہر بدر اور

آنکھون کا بچھانا نہین کچھ شرط محبت — ہوتی ہے مری جان وہ الفت کی نظر اور

چوٹی نہین یہ آئینہ پشت پہ دیکھو — پیچھے کمر یار کے ہے ایک کمر اور

ممکن نہین حاصل ہو مجھے آج شہادت — جب بڑھتا ہون مین دوڑ کے رکھ دیتے ہین اور

اگلی سی دعاؤن مین وہ تاثیر نہین ہے — ہم مانگتے ہین اور ہی ہوتا ہے اثر اور

مشہور ہے اغیار ہوئے داخلِ صحبت — یہان دیتا ہے اپنا دلِ آگاہ خبر اور

ہر دم ہو لبِ ساحلِ اُمید پہ کشتی — اک جام تو اے ساقیِ دریا دل ادھر اور

وہ شرم شبِ وصل کی اسوقت کہان ہے — آج ابرو و چشم اور ہی ہین طرزِ نظر اور

اک یہ ہے کمر اُن کی جسے دیکھتے ہین ہم — شاعر کو نہین سوجھتی جو ہے وہ کمر اور

دشوار ہے بلبل نگہ یار سے بچنا — جلاد کا دام اور ہے یہ دام نظر اور

وہ ٹھوکرین مارا کیے پھینکا کیے بستر — اس ظلم پہ بھی ہم نے نہ ڈھونڈھا کوئی گھر اور

دربان کی جفا غیر کی زک یار کی دشنام — جو ہمنے اُٹھائی نہ اُٹھائیگا بشر اور

یکسان ہے دو جانب سے ہمارا دل روشن — آئینہ کا عالم ہے ادھر اور اُدھر اور

کیا غم ہمین وہ قطع کرین نخل تمنّا — حسرت کا جمالینگے ہم اک دل مین شجر اور

بڑھ جائین سمندر سے مری سیل سرشک آج — دو اشک بہا دین جو مرے دیدۂ تر اور

اک نام کے ہونے سے شرافت نہین ہوتی — دینار کا زر اور گلِ باغ کا زر اور

ثابت ہوا ہیئت سے یہ احوالِ کواکب — افلاک پہ ہین مہ کی طرح چند قمر اور

کچھ مجھکو ہدا فخر تغزل سے نہین ہے
ہین اس کے سوا پاس مرے علم و ہنر اور

غزل

عجب ہے جلوۂ خالِ سیہ اُس مہ کی گردن پر — رقم والنجم ہے گویا بیاضِ صبحِ روشن پر

مزیّن خوب لختِ دل ہین سلکِ اشکِ روشن پر — کھلے یاقوت کے شمسے بہت موتی کی سمرن پر

دکھائے گر وہ برقِ حسن عالم سوز نیرنگی — ابھی انگارے برسین ابر سے طاؤس گلشن پر

دکھاتا ہے مجھے ہر روز ٹھنڈی گرمیان اپنی — ہنسا کرتا ہون مثلِ دانہ بریان مین گلخن پر

نظر آتے نہ دو آنکھون سے جوہر تیغِ قاتل کے — بڑا احسان ہے چشمِ جراحت کا مرے تن پر

اگر وصفِ دہن مین ہر سحر گویا ہون غنچے — چلے موجِ نسیمِ صبح کی شمشیر گردن پر

نہ کرتا اسکو سرمہ اے تجلیِ رخِ جانان — نظر تھک کر پڑی ہے تیرے دروازے کے روزن پر

یہ اپنے پرتوِ داغِ جنون نے نقش باندھا ہے — گمان گلچین کو ہے طاؤس کا ہر نخلِ گلشن پر

ندامت ہے نزاکت سے تمھارے روے رنگین کے — نہین شبنم پسینا ہے رخِ گلہائے گلشن پر

چمن مین لکّہ ابرِ سیہ سے ہن برستا ہے — ہلا دیتے ہین وقتِ رقص جب طاؤس گلشن پر

وہ بیکس ہون اُٹھائی تیغ بہرِ قتل جب اُس نے — گرے آنسو ٹپک کر دیدۂ جوہر سے گردن پر

مسی مل کر وہ کب دندان بلب ہین میرے ماتم مین — چمن مین اوس کے قطرے پڑے ہین برگِ سوسن پر

گلِ سوسن کھلے ہین سرو مین قمری کو حیرت ہے — شگفتہ داغِ سودا کے نہین عشاق کے تن پر

ہوا زار اسقدر فرقت مین اُس لیلیٰ شمائل کے — گمان ہوتا ہے گرد آہ مجنون کا مرے تن پر

ضیائے رخ سے اُس خورشید کی گھر بھر منور ہے — شفق کا صاف عالم ہے نقابِ روے روشن پر

پڑے گرد نظر کس طرح اُنپر خاکساؤن کی ‏ پڑھین قدسی نمازین آکے جنکے پاک دامن پر

کشش کرتی نہین یو حلقۂ زلف معنبر کی ‏ لیے جاتی ہے موت ایدل سر افعی رہزن پر

لہو زخمون کا میرے دیدۂ روزن سے جاری ہے ‏ گمان جرّاح کو ناسور کا ہے چشم سوزن پر

مزارِ کشتۂ کاکل کی ہے مٹی شریک اسمین ‏ پریشانی برستی ہے جو موج دود گلخن پر

نمایان کب ہے مینائے گلو سے پان کی رنگت ‏ مئے گلگون اُبل آئی ہے یہ شیشہ کی گردن پر

پڑی رہتی ہے کاکل رخ پہ ہو خط کا نمو کیونکر ‏ کہ سبزہ جم نہین سکتا کبھی افعی کی مسکن پر

ہوا ہون طالب دیدار اُسکے روے روشن کا ‏ چراغِ طور پروانہ ہے جسکی رنگ و روغن پر

ظروفِ بادہ کس انداز سے پھینکے ہین ساقی نے ‏ پڑا ہے ٹوٹ کر دستِ سبو شیشہ کی گردن پر

ملا ہے جائے جنت تمھارے کشتۂ خط کو ‏ شہادت دے رہا ہے سبزۂ نوخیز مدفن پر

رہا گرد طمع سے پاک پیراہن تو گل کا ‏ پڑا سایہ نہ عکس درہم منعم کا دامن پر

کرین کس طرح اُس خوش چشم کا آنکھون سے نظارہ ‏ پڑے رہتے ہین پردے شرم کے مژگان کے چلمن پر

غزل

احسان میزبان کا نہین میہمان پر
لازم ہے بلکہ شکر خدا میزبان پر

کیا عام فیض حسن جبین ہے جہان پر
مہمان تمام خلق ہے اس ایک خوان پر

ہے فرض وصف حسن حسین ہر زبان پر
واجب ہے شکر نعمتِ خالق جہان پر

پڑتی ہے جب نظر مری اُس نوجوان پر
کرتا ہون ناز صنعتِ خالق کی شان پر

گردش مین مہر و ماہ نہ کیون صبح و شام ہون
دُنیا کی ہے بسر انھین دو قرص نان پر

ابرو کے اک اشارے مین چلتے ہین تیر ناز
چلّے کی احتیاج نہین اس کمان پر

کہتا ہون مین دکھا کے سویدائے دل اُنھین
قادر ہو تو لگاؤ خدنگ اس نشان پر

منعم پہ غصّہ کر کے نہ مسکین ذلیل ہون
بہتر گدا کا قہر ہے اپنی ہی جان پر

خصلت وہ بد بلا ہے کہ ٹلتی نہین کبھی
گر مال کو بچائیے تو آتی ہے جان پر

کہتے ہین پڑھ کے وہ مری سیاحیون کا حال
بھیجے کوئی جواب بھلا کس نشان پر

جیتا ہے دم سے ان لب جان بخش کے جہان
جب سے مسیح رہنے لگے آسمان پر

اللہ رے اوج برق تبسم کا یار کے
تارون کی بھی جھپکی ہے آنکھ آسمان پر

بالا نہ کیون ہو شاعرون کا سب سے مرتبہ
یہ ہین زمین پہ اور دماغ آسمان پر

زیر قدم ہے روز نشیب و فراز عشق
اک پاؤن ہے زمین پہ اک آسمان پر

کہدے کوئی نہ شہد مین حنظل ملائین وہ
غیرون کے ساتھ آئین نہ میرے مکان پر

تیرِ نگہ اشارہ پہ ابرو کے چلتے ہین
تو ڑان کا منحصر ہے فقط اس کمان پہ

یوسف جمال مین ہین تو شیرین ادا مین ہین
ہر آن دل فدا نہون کیون انکی آن پہ

کر دیجیے گا دفن مجھے بعد ذبح کے
جھگڑا سگ ہما کا نہوا استخوان پہ

تیرِ نظر کی نذر کرون کیون نہ دل ہما
کافر ہے جو کرم نہ کرے میہمان پہ

غزل

ظلم ہوتا ہے الٰہی کون سی ناشاد پر
برق آنکھون مین چمک جاتی ہے ہر فریاد پر

ہے شمار بوسہ مین تکرار اتنی کیا ضرور
بھولتا ہون مین تو دیدو تم ہی اپنی یاد پر

زندگی مین تارک لذات ہین مردونکی طرح
آفرین صد آفرین ضبط دلِ زہاد پر

قہرمانِ حسن مین انصاف کا کیا دخل ہے
یہان ستم پر ہین ستم بیداد ہے بیداد پر

مجھکو کیا کہتا ہے واعظ قصہ بابل کو دیکھ
ہو گئے مائل ملک بھی حسنِ آدم زاد پر

اہل دنیا سے مددگاری کا کیون طالب ہو نہین
مستعد جب ہون امیر المومنین امداد پر

منحصر یہان عشوہ و ناز و ادا پر کچھ نہین
کارگاہِ حسن مین ایجاد ہے ایجاد پر

آبرو کھوئی نہ نکلے ساتھ سیلِ اشک کے
کیون نہ روؤن قسمتِ لختِ دلِ ناشاد پر

کھینچکر تصویر چشم یار جب مین لیگیا
صاد مانی نے بنائے دیکھکر ہر صاد پر

فیض عشق حسن سے ہین دل مین لاکھون حسرتین
ہے خرابی کو ترقی حسنا نہ آباد پر

چار آنکھیں ہوتے ہی دلمین چبھین مثل خدنگ
فوق ہے نوکِ مژہ کو نشترِ فصاد پر

کٹ گئین شاید زبانین تیغِ تیز رشک سے
ہو گیا ثابت ہمین خاموشی حساد پر

ہے مصمم قصد جو ملکِ عدم کا آج کل
کون سا توشہ لیے جاتے ہو تم کس زاد پر

پھوڑنا سر الفتِ شیرین مین ہے شاہونکی شان
تاجِ عشق اے دل سمجھ تیشہ سرِ فرہاد پر

قتل کے محضر پہ ہین مہرین گواہی کیلیے
خون کی چھینٹین نہین یہ دامنِ جلاد پر

اے ہدا ہے فیض مجھکو سیدہ فیاض سے
طبعِ عالی کو ہماری ناز ہے استاد پر

غزل

محوِ نظارہ رہے کترے نہ پھر صیاد پر
صورتِ طاؤس گر بلبل کرے ایجاد پر

دامِ احسان سے ترے بلبل نہ پھر ہوگی رہا
سامنے گُل کے نہ تو نوچے جو اے صیاد پر

ہر بُنِ مو سے ہے صرف آہ شاید عندلیب
اُڑتے ہین پنبہ کی صورت جو دمِ فریاد پر

ہو پریشانی مین بھی یکجائی اے بادِ خزان
ساتھ برگِ گُل کے گر بلبل کے ہون برباد پر

ہو تو لین پرواز کے قابل ذرا بڑھنے تو دے
نوچتا ہے بلبلون کے کیون ابھی صیاد پر

فصلِ گل مین دام بلبل کیلیے زیبا نہین
ٹوٹ جائینگے اُلجھکر جال مین صیاد پر

طرفہ گُل چھوٹے نہ کیون اس باغِ عالم مین ہدا
جھاڑتا ہے روز مرغِ گلشنِ ایجاد پر

غزل

پڑے ہین یون نگہِ یار کی نقاب مین تیر
شعاع مہر کے جسطرح ہون سحاب مین تیر

خطا کرے نہ اجابت مین کیون دعاے حزین
کہ چوک جاتا ہے بے شبہہ اضطراب مین تیر

جہاد نفس سمجھکر مژہ کا گھائل ہون
حصول خلد ہے کھانا رہِ ثواب مین تیر

نہ سمجھے کوئی خدنگ شعاع مہر اسے
یہ اُن کے عکس مژہ کے ہین آفتاب مین تیر

سزاے عشق مژہ پر کہ عشق ابرو پہ
لگائے آپنے مجھپر یہ کس حساب مین تیر

خمیدہ فرط حیا سے ہین گو کمان کی طرح
نگہ کے بند نہین ہین پر اس حجاب مین تیر

خدنگ آہ نے چھیدا ہے یون دل بریان
کہ پار سیخ کا ہو جس طرح کباب مین تیر

بل آگئے ہین اب اُنکی کمان ابرو مین
مژہ کے چلتے تھے جنکے سدا شباب مین تیر

یقین کیون نہ ہو قوس و خدنگ کا دلکو
بنا ہے تارِ نگہ حلقۂ رکاب مین تیر

خدنگ و قوس سے کیا صید گہ مین اُنکو غرض
کہ پانچون اُنگلیان ہین حلقۂ رکاب مین تیر

وفور گریہ سے زخمی نہ کس طرح ہو جائین
ہے تار اشک ہر اک دیدۂ پر آب مین تیر

شعاع مہر سمجھتے ہین جنکو اہل جہان
یہ میری آہ کے روشن ہین فتاب مین تیر

خدنگ قطرۂ باران کی یون جو ہی بوچھار
بھرے ہین صورتِ ترکش ہر اک سحاب مین تیر

ملے گا بوسۂ مژگان یہ اُسکی ہے تعبیر
نظر جو آتے ہین راتون کو میرے خواب مین تیر

دلیل قتل ہے اُنکے لب و مژہ کا عشق
یہ ہنس کے تیغ لگاتے ہین وہ عتاب مین تیر

سوال بوسۂ مژگان جب اونسے کرتا ہون
نگہ کے مجھ پہ لگاتے ہین وہ جواب مین تیر

جو ذبح کرتے ہو ابروسے ہو مژہ بھی شریک
کہ ساتھ تیغ کے داخل ہین اِس ثواب مین تیر

کلام رخ مین ہین مژگان حسین ابروسے
کمان سے ہمکو پسند آئے اس کتاب مین تیر

ہمارے دلمین جہنم کیطرح جلتے ہین
تمھارے ہاتھ سے چھٹ کر ہین کس عذاب مین تیر

شعاع مہر کے باعث نظر نہین آتا
ہمیشہ رہتا ہے جو قرب آفتاب مین تیر

نکل سکا نہ وہ محویت نماز بغیر
ہوا لگا تھا جو پائے ابوتراب مین تیر

غزل

آپ کب گھر سے وہ آتی ہین نکل کر باہر
جذبۂ دل مرا لے آتا ہے اکثر باہر

ہمکو روتی ہی کٹی آنکھو نمین شب بھر باہر
صبح تک گھر سے نہ نکلا وہ ستمگر باہر

ہو مری خاک ابھی سُرمۂ چشم موسیٰ
تم جو غرفے سے نکالو رخ انور باہر

جی اُٹھے قبر مین یہ عاشق رفتار ابھی
وہ مسیحا جو لگائے کبھی ٹھوکر باہر

تو اگر توشۂ عزلت کا بنائے پابند
پاؤن رکھے نہ صدف سے کبھی گوہر باہر

تمنے ہر چند انھین قید سے آزاد کیا
پر چمن سے نہوے سرو صنوبر باہر

صاف ہے دلکی صفائی مری پہلو سے عیان
جلوہ گر ایک ہی آئینہ ہے اندر باہر

نفع میّت کو نہین جس سے تکلف وہ عبث
قبر مین خاک ہے زربفت کی چادر باہر

نہ وطن میں کوئی آرام نہ صحرا میں قرار　　　ایکسان جوش جنون میں ہے مجھے گھر باہر

ہجر میں شمس و قمر بھی ہیں مگر مجھسے خلاف　　　پھرتے ہیں میرے سیہ خانے کے باہر باہر

قتل کس کس کا ہوا ہے انھیں منظور نظر

یار کا میان سے کیون رہتا ہے خنجر باہر

غزل

کون سویا تھا مرا زینت پہلو ہوکر　　　رہ گیا شاخ گل تر مرا زانو ہوکر

کثرت دید سے سرسبز ہو جہان پڑ گئے نگاہ　　　بیٹھیں اُس کوچہ مین کیا خاک وزانو ہوکر

چھوڑکر شیشہ مے دلکو ندامت یہ ہوئی　　　رہ گیا کاسہ سر کاسہ زانو ہوکر

مصحف و آئینہ یہان آرسی مصحف مین کہان　　　سمٹے بیٹھے ہین وہ خود فرق بزانو ہوکر

زلزلہ آئے کہ طوفان ہو ہلنے کے نہین　　　اب تو بیٹھے ہین ترے در پہ دوزانو ہوکر

سادہ رو کون بسا تھا زینت آغوش ادیل　　　رہگیا صورت آئینہ جو زانو ہوکر

دیکھیے عشق کا آداب کہ پیش مجنون　　　بیٹھا بھی ناقہ لیلی تو دوزانو ہوکر

وقت ہو آیۂ ابرو کی تلاوت مجھ کو　　　آؤ آغوش مین گر مصحف زانو ہوکر

قافیہ مین کہو پہلو کے پڑا اور غزل

ہو نہ حیرت زدہ آئینہ بزانو ہوکر

غزل

گو بہے قلب و جگر آنکھ سے آنسو ہو کر — تیر الفت کا نہ نکلا کسی پہلو ہو کر
طائر وہم کے اس راہ مین پر جلتے ہین — نکلے کیا کوئی مرے قبر کے پہلو ہو کر
سرد ہوگی نہ پس دفن مری گرمی عشق — گر سمندر رکھی ہے قبر کے پہلو ہو کر
تم جو جاتے ہو تو دلکو مرے دیتے جاؤ — کچھ تو پہلو مین رہے زینت پہلو ہو کر
غمزہ و ناز و ادا ایک نظر مین تیرے — دل ہدف کرتا ہے یہ تیر سے پہلو ہو کر

اک غزل اور ہدا قافیہ جو مین کہو
بچ سکا اس مین نہ مضمون کوئی پہلو ہو کر

غزل

مے پیے باغ مین گر چین بجبین تو ہو کر — خط ساغر ہو لبان مجھ لب جو ہو کر
چشم تر سے شرر اٹھتے ہین جو یاد قد مین — نظر آتے ہین مجھے سرو لب جو ہو کر
آج ہم نے اثر جذب محبت دیکھا — بر سر لطف ہوا تجھ سا جفا جو ہو کر
تازگی دیدہ تر سے نہو کیون مژگانین — سبز رہتے ہین سدا سبز لب جو ہو کر
قصہ روز آکے انا الحق کا سناتا ہے مجھے — دار کے بھیس مین عشق قد دلجو ہو کر
جسطرف کانین سرگوشیان کرتا ہو رقیب — کیا مزا ہو جو وہی گوش جفا جو ہو کر

مثل قمری کبھی نالاں ہون جو یاد قد مین — جھنڈے آہونکے گڑین سرولب جو ہوکر

لکھو اک اور غزل قافیہ ہو مین ہمدا

رہو سرسبز سدا سرولب جو ہو کر

غزل

چشم فتان صنم مہرہ جادو ہو کر — سحر کرتے ہین طلسمات کے آہو ہو کر

کیا عجب زخم جگر کو مرے ناسور کرے — گرہ زلف سیہ نافہ آہو ہو کر

منھ پہ ابرو کے چڑھے کون ہی وحشی مجھسا — حلق رکھی تو چھری پر کوئی آہو ہو کر

چشم جانان کے تصور مین نہ نیند آئے گی — رم کرلے خواب گران آنکھ سے آہو ہو کر

پھر نہ اٹھین گے بگولے کی طرح عاشق چشم — بیٹھ جائینگے جو نقش سم آہو ہو کر

کیا مجھے شیر سمجھتا ہے سگ کوی صنم — بھاگتا ہے جو مری نظرون سے آہو ہو کر

دلسے کیا تیر تیری ترچھی نظر کا نکلے — پیچ کھا جاتا ہے شاخ سر آہو ہو کر

اتنو کیا غیض مین دیکھے کوئی ان آنکھونکو — چتونین شیر کی دکھلاتے ہین آہو ہو کر

دیدۂ حسرت مجنون طلب لیلے مین — آجتک پھرتا ہے ہر دشت مین آہو ہو کر

شب فرقت مین نہونا ہدف ناوک آہ — بھاگ او شیر فلک اب کہین آہو ہو کر

قافیہ مین کہو آنسو کے ہمدا اور غزل

نشئے اسمین تو ہرن ہو گئے آہو ہو کر

غزل

حسن مخفی کبھی جامہ مین رہا بو ہو کر ۔ چشم یعقوب سے نکلا کبھی آنسو ہوکر

کبھی کعبہ سے اُٹھا نعرۂ یا ہو ہو کر ۔ گر پڑا پائے صنم پر کبھی آنسو ہو کر

دیکھ اُس رخ کو یہ پانی ہوئی آئینہ کی آب ۔ بہ گئے دیدۂ جوہر سے سب آنسو ہو کر

دیکھنا قطرۂ شبنم کو گل نرگس پر ۔ دیدۂ غیر مین ہے غیر کا آنسو ہو کر

بہ گئین ہڈیان تک جوش خجالت کے سبب ۔ دیدۂ ہر بن مو سے مرے آنسو ہو کر

آکے دم ہونٹون پہ کہتا ہے شب فرقت مین ۔ کاش آنکھون سے نکل جاؤن مین آنسو ہو کر

جوش گریہ نے کیا صیقل آئینہ کا کام ۔ بہ گئی دل سے کدورت مری آنسو ہو کر

روک لے ضبط کہ آب دم تیغ قاتل ۔ دیدۂ زخم سے بہ جائے نہ آنسو ہو کر

پوچھنے آئے ہو کیا یار حقیقت دلکی ۔ ملگیا خاک مین وہ دیکھئے آنسو ہو کر

تھا دم نزع جو اُنکے در دندان کا خیال ۔ روح بھی آنکھونسے نکلی مری آنسو ہو کر

کاہش غم سے ہے دل سینہ مین اک قطرۂ آب ۔ ڈہلک آئے نہ کہین آنکھ مین آنسو ہو کر

نام سے میرے منور رہے کاشانۂ عشق ۔ شمع کی طرح جو بہ جاؤن مین آنسو ہو کر

اُنسے کیا پوچھئے مجھ سے دل غم دیدہ کا حال ۔ بہ گیا آنکھونکے آگے مرے آنسو ہو کر

تھا دم گریہ نکل جانے کا موقع اے دل ۔ کیون نہ ہمراہ جگر بہ گیا آنسو ہو کر

مرحبا کیون نہ کہین اہل نظر تجھکو ہدا ۔ کیا زمین مین در مضمون بہے آنسو ہو کر

غزل

غیر کو اُس بزم مین اپنے مقابل دیکھکر — ہم چلے آئے دگرگون رنگ محفل دیکھکر

حاجیو کعبہ مین ہم کو عید کرنا ہو نصیب — ہمتو قربان ہوگئے ابروے قاتل دیکھکر

کیا دم تازہ ہے اسمین مثل اعجازِ مسیح — جانمین جان آگئی شمشیر قاتل دیکھکر

قتل پر اپنے ہمین حاجت شہادت کی نہین — جان لین گے آپ سب داما ن قاتل دیکھکر

صورت فرہاد اک عالم سے آنکھین بند کین — ہمنے بھی لو جلوہ شیرین شمائل دیکھکر

صورتین پھرتی ہین آنکھون دوستونکی آنکھ مین — شمع سان روتے ہین ہم ہر ایک محفل دیکھکر

ہاتھ رکھکر میرے سینہ پر وہ یہ فرماتے ہین — رحم آتا ہے تری بیتابی دل دیکھکر

باعث طوفان یہ قطرہ ہوگا کہتے تھے ملک — روز اول سے ہماری شورش دل دیکھکر

لے لیا انکی نگاہون نے مرا مستی مین دل — خوب چوری کی بن آئی مجھکو غافل دیکھکر

ناقہ لیلے بھی تھا اک جانکی آفت اوسے — کیا تڑپ جاتا تھا مجنون سوے محمل دیکھکر

یاد آتا ہے شب فرقت مین کیا کیا جوبن — داغ ہوتا ہے فروغ ماہِ کامل دیکھکر

پنجۂ مژگان بھی یہان خون جگر سے لال ہین — آپکی رنگین حنائی سے انامل دیکھکر

دیکے بوسہ ہم فقیرون کو وہ یہ فرماتے تھے — شرم آجاتی ہے مجھکو روے سائل دیکھکر

روشنی آنکھونمین میری ہوگئی دونی صنم — آپکے رخسارہ پر نور کا تل دیکھکر

سورۂ انا فتحنا پڑھ کے دم کرتے ہین ہم — تیغ اُس قاتل کی گردن مین حمائل دیکھکر

اُس پری کے عشق گیسو مین یہ دا اژدہ گیا — سایہ سے میرے حذر کرتے ہین عامل دیکھکر

اے ہدا مظلوم مجھ سا کون اِس عالم مین ہے
رو دیا قاتل نے میرے مجھ کو بسمل دیکھکر

غزل

نگاہِ مہر سے سایہ ترا اے مہ نہان ہوکر — بنا نورِ شبِ معراج گردون پر عیان ہوکر
جہان مین جو کمر نے نام پایا بے نشان ہوکر — دہان یار بھی پنہان ہوا سوے میان ہوکر
کبھی ہوتا نہ خارِ راہ کا اسکو ذرا صدمہ — جو رہتا ناقہ لیلے کا مجنون ساربان ہوکر
جلایا تھا ہی حدّت نے مجھے خورشید محشر کی — اگر سر پر نہوتا ظلِ رحمت سائبان ہوکر
چڑھا دنیا مری جانب سے گل گنجِ شہیدان پر — صبا جانا اگر تو سوے جانان بوستان ہوکر
تمھارے قامتِ دلکش کے اے دلبر مقابل مین — کرے دعویٰ خدا کی شان سرو بوستان ہوکر
مہِ عارض وہ روشن تو نے اے خورشید پایا ہے — کہ پرزے چادرِ گردون کے ہوتے ہین کتان ہوکر
کیا ہے گنگ چشمِ سرمگینِ یار نے مجھکو — کرون کیونکر عیان دردِ جگر کو بیزبان ہوکر
بہت خندان ہے وہ گل رو عارض دکھا میرے — تپ غم نے اثر دکھلایا کشتِ زعفران ہوکر
بشر کو خاک سے تا عرش لیجاتے ہین دیکھو تو — عروجِ آخر کو دیتی ہے یہ الفت نردبان ہوکر
یقین ہے قصہ پُر غم کہونگا جب مین محفل مین — سنین گے وہ بھی گوشِ دل سے محوِ داستان ہوکر
اشارہ گوشہ ابرو کا کافی ہے مرے حق مین — تمھین تیر و کمان سے کیا غرض ابرو کمان ہوکر

قبا ہو نیکو ٹھیک آئی ہی اے دست جنون لینا
مین جب جا نون ہوا پر گر اڑے یہ دھجیان ہوکر

دل اربابِ محفل مین نہ کچھ سوز و گداز آیا
برنگ شمع کیا پایا فروغ آتش زبان ہوکر

ہدا معنی غزل کے یہ ہین سنکر لطف حاصل ہو
نہ وہ مضمون کہ سمجھا جائے پہرون چیستان ہوکر

غزل

سراسر فیض آب تیغ سے رطب اللسان ہوکر
لب ہر زخم وا ہین بہر شکریہ دہان ہوکر

جما لائی کہان سے گرد تم آئینۂ رخ پر
بتاؤ تو یہان آئے کدہر سے تم کہان ہوکر

لیا ہے نقد جان کو مرد یکے سودا عشق کا مین نے
کہ دیتی ہے مزا ہر جنس قیمت مین گران ہوکر

بہار نوجوانی کو جوانو مغتنم سمجھو
شگفتہ ہوگا یہ غنچہ نہ پھر ہرگز خزان ہوکر

جوانی مین کرین ہم عذر کیونکر مے پرستی کا
پلائے جب مقدس آپ ساقی مغان ہوکر

جدائی کا فقط مجھ کو مرض ہے دیکھ لو آکر
ابھی اُٹھ بیٹھتا ہون صاحب تاب و توان ہوکر

نکل جائیگا دم اُٹھتے ہی اُٹھتے آپ کے اے جان
کہان جاتے ہو پہلو سے مرے روح روان ہوکر

عدم مین کیسی بےفکری سے تھی ہر وقت آسائش
بہت پچتائے یان ہم مبتلائے آب و نان ہوکر

لحد پر دل جلون کے کام ہے کیا شامیانے کا
ہمارا دود آہ دل رہیگا سائبان ہوکر

نہ کیون مسمر بنے دل طور کیصورت وصلت شب
دکھائے برق کا جلوہ جو تم مہربان ہوکر

شب مہتاب مین گر سایہ میرا دیکھ لیتا ہے
سرک جاتا ہے پہلو سے مرے وہ بدگمان ہوکر

ملا ہم کو نہ ابتک قافلہ یوسف جمالون کا
رہے برباد گو صحرا مین گرد کاروان ہوکر

مسافر کو عدم کے کیا غرض اسباب دنیا سے
بشر اس دار فانی مین رہے تو میہمان ہوکر

لب جان بخش پر مرتا ہے ای عیسی ترے عالم
عبث جان جہان لیتے ہو تم جان جہان ہوکر

فضا کیا کوے جانان کی بہار خلد سے کم ہے
بھلا پھر فخر کیا مجھ کو ہوا اہل جنان ہوکر

مدد لازم ہمارا کی اب ہے اے دست خدا دستے
تغافل تا کجا شاہا معین بیکسان ہوکر

غزل

گر اس طرح سے ہر برگ نخل گل خزان ہوکر
قبا اتری مری جیسے جنون مین دھجیان ہوکر

خبر تھی کس کو اس طوفان آفت زا کی دنیا مین
ڈبوئے نام ابن نوح عالی خاندان ہوکر

ارادہ تھا کہ وصف اس کم سخن کا کچھ بیان کیجے
ہوئی مانع خموشی یک بیک مہر دہان ہوکر

زبان شعلہ و شمع و چراغ و مشعل تابان
تری روشن بیانی کے مقر ہین یکزبان ہوکر

عدم کے جانیوالے قافلہ منزل پہ جا پہونچے
پڑے ہین راہ مین ہم نقش پائے کاروان ہوکر

الہی بول بالا ہو سدا مژگان قاتل کا
دہن مین زخم کے گویا ہے ہر ناوک زبان ہوکر

کشش اے ترک سرمہ کی ترے اکدن بلا ہو گی
دکھائے گی کبھی جوہر جو تیغ اصفہان ہوکر

کدورت خیز ہے آئینہ رخ کا ترے سبزہ
نہ کیونکر دل سے نکلے گرد آلودہ فغان ہوکر

مین زخمی ہون نگاہ سرمہ گین کا تیرے ای قاتل
نہ کیون قبلہ نما کی طرح تڑپون بیزبان ہوکر

سراسر اشک حسرت بنکے شمع طور بہ جائے
کرون گر سوز الفت کو بیان آتش زبان ہوکر

لحد مین اسقدر کی گرمیان آئے دل بس بس
اُڑے جاتی ہیں ساتون خاک کے طبقے دھوان ہوکر

عدم آباد سے باغ جنان و ان سے سوے دنیا
تلاش یار مین آئے کہان سے ہم کہان ہوکر

خجالت سے ہوا مین زرد ایسی مردنی چھائی
اُڑا گیا طائر رنگ شکستہ مرغ جان ہوکر

غبار آسا بہت کی سیر دنیا کو بکو پھر کے
پر اب بیٹھے ہین مثل نقش پا خاطر نشان ہوکر

ہمارے درد غم کا کیون نہ اسیر دانت ہو ہر دم
تبو نکی سختیون سے رگیا دل استخوان ہوکر

یقین ہوگا ہدا اسوقت مجھکو حسن بندش کا
کرین تعریف جسدم متفق اہل زبان ہوکر

غزل

آسمان بار محبت کا ہو حامل کیونکر
مرتبہ خاک نشینون کا ہو حاصل کیونکر

ابروے یار پہ ہوجاؤن مین مائل کیونکر
دل کو اس کند چھری سے کرون گھائل کیونکر

ہے اثر دست کرم مین بغل موسیٰ کا
ید بیضا نہ دکھائے کف سائل کیونکر

شب معراج عجب تھا کشش الفت سے
عشق اور حسن مین پردہ رہا حائل کیونکر

تھا شب وصل اندھیرا انھین منظور نظر
ابر تیرہ مین نہ چھپتا مہ کامل کیونکر

آب خنجر سے گلا تر تھا دم قتل اُن کا
نزع مین مانگتے پانی ترے بسمل کیونکر

اس تمنا مین تڑپتا ہے مرا دل اے شوخ
نقطہ بنجائے سویدا کا ترا تل کیونکر

خلق ہوتے حرم و دیر نہ عالم مین اگر
سو جھتے خلق کو راہِ حق و باطل کیونکر

مے کشی کو لبِ دریا وہ اگر آئے نہین
کشتی بادہ بنی موجۂ ساحل کیونکر

غم و اندوہ کو گر راہ نہ دیتا دل مین
مجتمع ہوتی پھر اس گوشہ مین محفل کیونکر

حسن پر اپنے اُنھین دعویٔ یکتائی ہے
جھوٹے ہون آئینہ کو رکھ کے مقابل کیونکر

پنبۂ گوش نہین ہر جو تمھاری فریاد
گوش گل ہو گئے اے شورِ عنادل کیونکر

غش ترے جلوے سے جب حضرت موسیٰ ہو جائین
میری آنکھین ہون تری دید کی قابل کیونکر

عشق مین یہ ہوا بے خود کہ نہ کچھ یاد رہا
خاک مین مل گئی یہ تیکل و شمائل کیونکر

آبلہ پا پس ناقہ ترا عاشق ہو ڈران
ہے گوارا تجھے اے صاحب محمل کیونکر

دست و پا ماندہ ابھی سے ہین دمِ نزع مرے
جاؤنگا سوے عدم سیکڑون منزل کیونکر

عشق گیسوے معنبر کا ہے جن سر پہ سوار
مشک ناگین پہ ہے تعویذ نہ عامل کیونکر

گردمِ نزع نہین حسرت آغوش اے دل
دست و پا بڑھتے ہین کھنچکر سوے قاتل کیونکر

قدر دانی سے ترقی ہے ہر اک فن کی ہدا
کہیے اس عہد مین اب ہو کوئی کامل کیونکر

غزل

لذتین بوسے کی ہون ہجر مین حاصل کیونکر
تشنہ لب دور ہے پہونچے سر ساحل کیونکر

سیر گلزار پہ وحشت مین ہون مائل کیونکر
کسکا دل لاؤن سنون دردِ عنادل کیونکر

ہے جگہ دل مین مرے مثل سویدا اسکی | خال رُخ کو تری آنکھون کا کہون تل کیونکر
مرض عشق سے دق ہو کے ہوا ہون مسلول | بے مرے سر کے گی چھاتی سے مرے سل کیونکر
کاٹتے شمع کی صورت وہ زبان کو میرے | سوز دل کہتا مین اُنسے سر محفل کیونکر
چشم میگون کے تصور مین ہین یان بند آنکھین | لوگ سمجھین نہ مجھے نشہ مین غافل کیونکر
دو بدو اونسے نہ یہ سوچکے کی بحث کبھی | مور سکین ہو سلیمان کے مقابل کیونکر
اپنا ہر داغ محبت ہی جہانسوز لے چرخ | مہر تاباں ہو مرے دل کے مقابل کیونکر
بے تعلق رہے تم غیر کے گھر جھوٹے ہو | اسکو منظور کریگا کوئی عاقل کیونکر
کھنچ گئے آنکھونکے پردے کشش اُلفت سے | ٹکٹی باندھے نہ مجنون سوئے محمل کیونکر

وقت پر آ گئے حلال مہمات جہان
سہل ہوتی نہ ہمدا نزع کی مشکل کیونکر

غزل

دلبری سکے ترے قائل نہون مائل کیونکر | کچھ نہ ثابت ہوا پہلو سے گیا دل کیونکر
نہ یقین ہو تو مرے سینہ پہ رکھکر ہاتھ | دیکھ لو تم بھی تڑپتا ہے مرا دل کیونکر
آتش عشق سے ہر آبلہ ہے مشک پر آب | شعلے دوزخ کے جلائینگے مرا دل کیونکر
خیر جاتے ہو تو تصویر ہی دیتے جاؤ | کوئی صورت تو ہو بہلے گا مرا دل کیونکر
جلوہ کو نُو مکان جبین فراغت سے رہے | میرے سینہ مین سمایا وہ بھلا دل کیونکر

روز پڑھتا ہون جو انان جنان پرین درود
چرخ سے مجھ پہ نہ رحمت ہے نازل کیونکر

شرر نار جہنم کا بیان آسان تھا
منھ جلا جاتا ہے کہے طپش دل کیونکر

جلوۂ حسن نے دم بھر مین کیا طور کو خاک
مجھ کو حیرت ہے سلامت ہے مرا دل کیونکر

نگران سیدھی نظر سے ہے بد آج وہ ترک
دیکھون اس تیر سے بچتا ہے مرا دل کیونکر

غزل

قیامت تک نہ کرتا گر میان اپنی حرارت پر
نظر کرتا اگر خورشید میرے داغ حسرت پر

وہ کثرت خلق کی وہ مہر حشر آفت تھی آفت پر
گنہ کی اسپہ پرسش اک قیامت تھی قیامت پر

الٰہی تشنۂ ہم مستون کو ہے تیری عنایت پر
نظر بدلی مین کالی بادۂ تو تیرے ابر رحمت پر

تماشا برق خندان کا حلب مین لوگ کرتے ہین
کبھی وہ مسکراتے ہین جو آئینہ کی حیرت پر

تصور مین خط سبز رنگ کے سوتا ہون مرقد مین
لگائے کیون نہ بستر سبزہ خوابیدہ تربت پر

زمین پر آتش گل آسمان پر نیر تابان
فدا دونو ہین دل سے تیری گرما گرم صورت پر

بڑی تلخی سے عشق لب مین اپنی جان نکلتی ہے
دلائے فاتحہ میرا اگر کوئی تو شربت پر

صفائی سے مرے دلبر ہے سب راز نہان روشن
لگا دے کوئی آئینہ اسکندر کی تربت پر

نکالا جیسے رسوائی سے اسنے مجھکو کوچہ سے
بیان اب اسکا کرنا اور اک ذلت ہے ذلت پر

نشان کیا پوچھتے ہو قبر کا ہم بے نصیبونکی
بجائے گل پڑے ہین چند کانٹے خاک تربت پر

زبان جل جائے حرف شکوہ گر لائین کبھی لب پر
ترے بندے تو شاکر ہین الٰہی اپنی قسمت پر

مزار کشتۂ عارض کی کچھ توقیر لازم ہے
نہوتی روشنی دو پھول تو ہونے تھے تربت پر

نہ بلواتے اگر وہ اور چندے اپنی صحبت مین
مصمم مینے باندھی تھی کمر حج و زیارت پر

برنگ آسیا بیدست و پا کو رزق ملتا ہے
الٰہی ناز ہے عالم کو تیرے دست قدرت پر

موے ہین زہر کھا کر عارض نو خط پہ ہم اونکے
جمیگا سبزۂ نو خیز اپنی خاک تربت پر

لئے جاتا ہی مالک کھینچتا سوے سقر مجھکو
نظر پھر پھر کے کرتا ہون یا رب تیری رحمت پر

بشر وہ بھی تو ہین مرتے ہین جو ارمان مین جینے کے
ہدا اک ہم ہین جو مرتے رہے جینے کی حسرت پر

غزل

عدم سے آئے تھے دنیا مین امید زیارت پر
یہان الفاے وعدہ اوٹھ رہی روز قیامت پر

وہ خودبین تا کہ ہو آگاہ میری گ حسرت پر
بجاے لوح نصب اک آئینہ ہو میری تربت پر

الٰہی ہو امید مغفرت تیری عنایت پر
بھروسہ ہی ہمین اپنی ریاضت پر نہ طاعت پر

پڑھا جو فاتحہ احباب نے رکھکر انامل کو
نشان ہر اک چمک اغافسے سوار دشمن ہے تربت پر

حسینان جہان آنکھوں مین اپنے کب سماتے ہین
نظر کثرت مین بھی رہتی ہی میری نور وحدت پر

منادی میرے پھرنے کی نکرتے وہ جو چھپ کو مین
نہوتا مین تو آمادہ کبھی حج و زیارت پر

نہوگا سخت دل بیدرد شیرین سے سوا کوئی
کہ رحم آیا نہ فرہاد جفا کفش کی مصیبت پر

زبان ہی گنگ پیکان کے لب سوفار ساکت ہین
گواہی کون دیگا حشر مین میری شہادت پر

عجب تھا کر و فر اک جام سے میخانہ مین اپنا
گمان جمشید کا تھا سکو میری شان شوکت پر

زیادہ قطرۂ باران سے بھی گر اپنے عصیان ہون
کبھی سبقت نہ لیجائینگے تیرے ابر رحمت پر

کشاکش سے فرشتے لیچلین گے جب سوے دوزخ
سوا تیرے کسے رحم آئیگا میری مصیبت پر

جو کھلتا ہے کھلے ہان قبضۂ شمشیر سے ڈورا
کمر باندھے ہوئے ہین دیر سے ہم بھی شہادت پر

عجب توقیر پائی عشق مین فرہاد و مجنون نے
حسد ہوتا ہی ہمکو ایسے خوش بختونکی قسمت پر

ابھی کھل جائین آنکھین بھول جائے حسن یوسف کو
نظر کرتے اگر یعقوب تیری گوری رنگت پر

ہدا یہ ہے سوائے گیسوئے مشکین جانان کے
پریشان کون ہوگا اور اگر میری تربت پر

غزل

وہ جفا پیشہ ہین چھوڑینگے جفائین کیونکر
ہم بھی عاشق ہین کرین ترک وفائین کیونکر

زہر عشق خط رخسار مین کھائین کیونکر
کون اسوقت مین لائیگا منگائین کیونکر

نیند آئی ہی جو انکی اونھین وصل کی شب
بدمزہ ہونیکا ہی خوف جگائین کیونکر

مجمع حشر مین ہو جائیگا رسوا قاتل
شرم آتی ہی ہمین نام بتائین کیونکر

دل عشاق کی پامالی کا ہی رنگ پسند
پیس کر پاؤن مین مہدی وہ لگائین کیونکر

[illegible] احتشام بھلا دے تو ہو جلوۂ یار
غیر گھر مین بھرے رہتے ہین وہ آئین کیونکر

کوستے غیر کو ہین ڈہال کے مجہپر سر بزم — کھیئے دل سے مرے نکلین نہ دعائین کیونکر

چٹکیان لیکے شب وصل وہ فرماتے ہین — تم ستاتے ہو ہمین ہم نہ ستائین کیونکر

شرم سے چپ ہین پہ اُٹھنا نہین میرا منظور — مرا دامن نہ وہ زانو سے دبائین کیونکر

ڈھونڈھتا پھرتا ہی ہر شام نشیمن صیاد — بلبلین باغ مین اب شور مچائین کیونکر

عکس کاکل نے کیا دام محبت مین اسیر — موجین اشکون کی مجھے یا نہ بہائین کیونکر

زندگی تلخ ہے شیرین ہی ہمین شربت مرگ — زہر ہم عشق خط لب مین نہ کھائین کیونکر

جب کہا آؤ کہا شرم سے اُٹھتے نہین پاؤن — در تک آئے ہین مگر آپ تک آئین کیونکر

حسن کے رعب سے بڑھ سکتے نہین اپنے ہاتھ — لین ہم اُس ماہ کے بہر کی بلائین کیونکر

مردم چشم ہین شب بہر پڑے پھرتے ہین — کس طرح سو رہین ہم انکو سلائین کیونکر

اُن بتون کے کبھی دلمین نہین آتا یہ خیال — جو ہنساتا ہو ہمین اوسکو رولائین کیونکر

جب کہا اونسے کہ مرتا ہون تو ہنسکر بولے — ہم مسیحا نہین مردے کو جلائین کیونکر

ایک دل اور عطا کر مجھے لے رب رحیم — لاکھون ارمان ہین اک دلمین سمائین کیونکر

کذب و بہتان و غلط سے ہی زبان آلودہ — ہاے مقبول مری ہونگی دعائین کیونکر

نیچی نظرون مین لگاوٹ عجب انداز کی ہی — کس سے سیکھین تمہین آئین یہ ادائین کیونکر

وہ گل حسن تو آغوش مین آتا ہی نہین — جامۂ حسرت و ارمان کو بسائین کیونکر

جب بلایا شب وعدہ تو وہ ہنس کر بولے — کہدو مہندی لگی پاؤن مین ہی آئین کیونکر

کیا عجب شہرۂ آفاق ہی جو انکا کلام — خوش بیان حد کے ہین باتین نہ بنائین کیونکر

پاؤن پڑتا ہون تو ٹھوکر سے ہٹا دیتے ہین — ایسے سفاک کو ہم جاکے منائین کیونکر

ہین سفارش کو نبی جوش پہ ہو رحمت رب

عفو ہونگی نہ ہدا تیری خطائین کیونکر

ردیف ڑ

غزل

ایمن صیاد مین رہنی مرا گھر بار اوجاڑ — پر نشیمن کبھی بلبل کا نہ زنہار اوجاڑ

داغ سودا کو مرے جیسے ہوئی ہے رونق — نخل بے گل نظر آتے ہین تو گلزار اوجاڑ

اسکو آباد کیا کہکے انا الحق ہم نے — بعد منصور تھا مدت سے سر دار اوجاڑ

اپنے جلوے سے نہ محروم مرے دل کو رکھ — بے مکین کے ہے مکان خلق مین اے یار اوجاڑ

اب غوغا ہی نہ لڑکون کا ہے مجمع سر راہ — مرے مرتے ہی ہوا کوچۂ دلدار اوجاڑ

دل پھنسا کر خرد و ہوش کو لوٹا تمنے — گھر کیا مین نے مجھے کرکے گرفتار اوجاڑ

جوش وحشت مین نکلنا ہی سوئے دشت ضرور — آیئن آباد ہو گھر یا کہ ہوا اے یار اوجاڑ

محتسب کا بھی خزان سے نہین کچھ کم آنا — ہو گیا مثل چمن خانۂ خمار اوجاڑ

برگ شاخ و گل سنبل کا خزان مین ہے یہ حال

تپ مین جیسے ہو ہدا گیسوئے بیمار اوجاڑ

ردیف ز

غزل

طائر روح ہے پابندی تن سے عاجز | مرغ پر بستہ ہے پرواز چمن سے عاجز
یون زبان ہے صفت غنچہ دہن سے عاجز | جس طرح ہو دہن غنچہ سخن سے عاجز
آبرو جب سے تری حلقہ بگوشی کی سُنی | ہر گہر تنگ صدف ہے عدن سے عاجز
گنگ یون حیرت آئینۂ رخسار سے ہون | جس طرح بلبل تصویر سخن سے عاجز
کنج مرقد مین بھی پائی نہ امان چورون سے | پس مردن بھی رہا دزد کفن سے عاجز
جھانکتے پھرتے ہین دیوانون کے مانند کوئین | اتنے ہین لوگ تری چاہ ذقن سے عاجز
زلف و گیسو کے تصور مین ہون ایسا دلگیر | جیسے قیدی ہو کوئی طوق و رسن سے عاجز
تنگ جس طرح رہا پیرہن ہستی سے | ہون مرے پر بھی اسی طرح کفن سے عاجز
گو زبان شمع کی رکھتا ہے دہن مین گلگیر | جائے حیرت ہے کہ اسپر ہے سخن سے عاجز
دل افلاک بھی ہین تیر نگہ سے غربال | ہین کمان پشت بھی اُس تیر فگن سے عاجز
کوکب بخت کی گردش کا یہی باعث ہے | کیون نہون اہل زمین چرخ کہن سے عاجز
کیون چھلاوہ نہو صحرا مین نہان برق | ہین یہ دونون ترے بیساختہ پن سے عاجز
اتنے للہ ہٹا دو رخ روشن سے نقاب | بند سب کام ہین دنیا ہی گہن سے عاجز
کیون نہ نکہت کیطرح پہاڑ کے کپڑے نکلون | ہو گیا دل خلش خار وطن سے عاجز
توڑ پتھر سے نہ شیشون کو خدارا واعظ | دلکو مستونکی نکر سخت سخن سے عاجز
بیعت دست سبو کرتا ہون مجبوری سے | فصل گل ہین ہون مئے تو بہ شکن سے عاجز
قبر مین بھی نہ خدا پیٹ لگے گی پس دفن | اسقدر دل ہے غم شاہ زمن سے عاجز

غزل

اللہ اللہ کثرت نعمات خوان دخت رز
اک جہان ہی فصل گل مین میہمان دخت رز

اوج پر ہی فصل گل مین خاندان دخت رز
مغبچہ اک ایک ہی پیر مغان دخت رز

فصل گل مین اسقدر ہی جستجوے میکشی
تاک مین پھرتے ہین ہر سو طالبان دخت رز

عشق مین اوسکے اوٹھائین ہین جو جو نے لتین
ایک قصہ ہے کہون گر داستان دخت رز

صاف ہے اس قلقل مینا سے اثبات محال
ہی دہان غیر مین گویا زبان دخت رز

کس طرح دیکھے نگاہ بد سے اسکو آفتاب
ابر رحمت ہے ہمیشہ سائبان دخت رز

روح بنکر دلمین ہی یون نشہ عشق صنم
ہی سرور جوش مستی جیسے جان دخت رز

جام عیسیٰ لب نے زندہ مجھسے مردیکو کیا
ہو مثال خضر عمر جاودان دخت رز

مے سے رنگین کر کے سجادے کو ہون محو نماز
درحقیقت ہون جو زاہد راز دان دخت رز

جب خمار نشہ مین خالی نظر آتا ہے جام
مین چباتا ہون سمجھ کر استخوان دخت رز

لیچلو نگا میکدہ مین مین کباب دل ضرور
چاہیے کچھ چیز بہر ارمغان دخت رز

ہے تڑپ ہر شیشۂ ساغر کی رشک برق طور
غش نہون کیون مثل موسیٰ عاشقان دخت رز

راست ہے ہنگام مستی سرنگون وقت خمار
قامت ہر رند ہے تیر و کمان دخت رز

یہ خمار مے سے پہنچے اپنے خمیازے کو سب
صورت بسمل طپان ہین تا بہ بان دخت رز

کشتی مے مین مزا دے کیون نہ اے ساقی کباب
یہ گزک کرتی ہی دونا لطف خوان دخت رز

کاسۂ جمشید مین مین نے نہ پی اس سے شراب | اس شکستہ جام مین تھی کسر شان دخت رز

لیگئے مست آکر شیشہ و جام و سبو | آج کیا لوٹا گیا ہی کاروان دخت رز

جلوہ گر ہے چرخ زنگاری مین گویا آفتاب | ہے مینا ہی زمرد گون نگین شان دخت رز

شمع کی لو دے رہی ہی آج شیشہ مین شراب | صورت فانوس روشن ہے مکان دخت رز

تیز ہوتی جاتی ہی کیا ہر بار تیغ موج مے | گردش ساغر ہی یا سنگ فسان دخت رز

بند شیشہ ہی صدائے قلقل آئے کس طرح | نیب مینا تو ہے مہر دہان دخت رز

جھانکتے ہین چپ کھڑے دیوار و نپہ مثل نخل تاک | جس چمن مین ہمکو ہوتا ہے گمان دخت رز

پرتو روے ملیح یار نے سرکہ کیا | آج سب پر کھل گئی تاب و توان دخت رز

عرش سے عالی ہدا استو نکی ہے فکر بلند
لامکان سے بھی دو بالا ہے مکان دخت رز

غزل

ہے بخار جوش صہبا آسمان دخت رز | خط ساغر سے ثابت کہکشان دخت رز

کیون نہ تڑپین شکل بسمل عاشقان دخت رز | تیغ بران ہی ہر اک موج روان دخت رز

کوئی میخانے مین دیکھے عز و شان دخت رز | چومتا ہی جھک کے گردون آستان دخت رز

محتسب بہر خدا غصہ مین ظرف مے نہ توڑ | جام و مینا ہی بجائے استخوان دخت رز

غم خمار نشۂ اعضا شکن سے ہی تو یہ | ساتھ میرے ٹوٹتے ہین استخوان دخت رز

میکدے کے ہین نگہبان قاضی و مفتی و شیخ ۔۔۔ ایک مین ہون اور اتنے پاسبان دخت رز
آب و آتش ہین عناصر مین مرے اسکے شریک ۔۔۔ کون مجھسے بڑھکے ہوگا قدردان دخت رز
آفتاب اس وجہ سے کہتے ہین اسکو بادہ خوار ۔۔۔ دہوپ مین رہنے سے آجاتی ہی جان دخت رز
دل جوان کر دیتی ہی ہر ایک مرد پیر کا ۔۔۔ بارہا ہمنے کیا ہی امتحان دخت رز
جانفزا عیسی نفس آب بقا آتش مزاج ۔۔۔ کس زبان سے ہو سکے ایدل بیان دخت رز
کیون نہ چھلنی ہون جگر مستونکے وقت میکشی ۔۔۔ تیر ہر شیشہ ہے ہر کشتے کمان دخت رز
ابتو اک چلو پلا ساقی کہ حالت غیر ہے ۔۔۔ کل کے فاقہ سے پڑا ہے میہمان دخت رز
مہر خاموشی ہے لب پر اونکے شیشہ کی طرح ۔۔۔ جو ہین ایدل محرم راز نہان دخت رز
کیون نہو بادمراد کشتی صہبا بہار ۔۔۔ دامن گل ہی چمن مین بادبان دخت رز
کشتی مے کیون نہ خشکی مین لب ساحل چلے ۔۔۔ جبکہ ہے ساقی کا دامن بادبان دخت رز
ہین ستون کشتی مے کے شیشہا سے سربلند ۔۔۔ دامن ساقی ہے گویا نردبان دخت رز

اے ہمد آکیا آگئی باغ جہان مین فصل گل
پوچھتے پھرتے ہین جو میکش مکان دخت رز

در ردیف س

غزل

وصل کی فرقت مین گر کچھ ہی تو یہ تدبیر بس ۔۔۔ آئینہ مین دلکے کھینچون یار کی تصویر بس

عشق گیسو مین ہوا تنی آہ مین تاثیر بس / وہ بھی گھبرا کر کہین بس نالۂ شبگیر بس

تھک گئے اب دست و پائے طاقت تدبیر بس / بس مرے حق مین ہی لطف مالک تقدیر بس

اس سے بہتر خلد کی کوئی نہین تدبیر بس / دیکھلون آنکھون سے چلکر روضۂ شبیر بس

دلپہ نام عشق لکھ لیتا ہون کلک آہ سے / ضعف کے ہاتون سے اتنی طاقت تحریر بس

ہے اگر منظور عشق زلف کا اونکو قصاص / تازیانے سے مجھے کاکل کے دین تعزیر بس

سخت جانونکو سنان ترچھی نظر کی چاہیے / مجھکو تو سیدھی نگہ کا آپکی ہے تیر بس

رخ کیا تیر نگاہ ناز سے اورونکی سمت / دیکھ لی اے جذب شوق دل تری تاثیر بس

جوشش سودا ہوگا عشق زلف مین ابکی برس / ہے مرے خواب پریشان کی یہی تعبیر بس

دیکھتے ہو انگلیون پر بارہ تم تو تیغ کی / مجھکو شوق ذبح مین اتنی بھی ہے تاخیر بس

آفرین فرہاد دلا ہی دودھ کی نہرین نہین / ایک تو نہر لبن اک تیری جوئے شیر بس

نقش پا ہاتھ آئے ارباب توکل کا اگر / مین یہ سمجھون ہے یہی منصب یہی جاگیر بس

شیخ کیون داڑھی بڑہائی منہ چھپانے کیلیے / عیب پوشی کو ہے تیری خرقۂ تزویر بس

ٹھوکرون مین رہ گئے شہرونکی مثل سنگ راہ ہین / اب زمانے مین شریفون کی یہی توقیر بس

شمع سان کسکی زبان روشن نہین اس بزم مین / ایک منہ باندھے ہمین ہین صورت گلگیر بس

نور کا نقشہ ہیولانی سے اُترے کس طرح
خامۂ قدرت نے کھینچی یار کی تصویر بس

غزل

ایک نقش اپنا تھا پریونکو پے تسخیر بس
تجھپہ کچھ چلتا نہین اپنا بت بے پیر بس

اسلیے مجھکو ہوئی ہے خواہش اکسیر بس
ہاتھ آجائے کہین خاک در شبیر بس

جوش وحشت مین نکلجاتا مین کب کا دشت کو
پاؤن کی بیڑی ہی یاد زلف کی زنجیر بس

بیطلب آئے مرے گھر وہ خدا کی شان ہے
عمر بھر مین جذب دل نے آجکی تاثیر بس

پوچھتے کیا ہو مرے ضعف و نقاہت کا سبب
آپکے چھٹتے ہی حالت ہوگئی تغیر بس

خوش ہون مین قاتل جو مجھکو ذبح خنجر سے کیے
مائل ابرو کی خاطر ہے یہی تعذیر بس

جام مے کی کیا ترے مستونکو حاجت ساقیا
کافی انکو ہی نشیلی آنکھ کی تاثیر بس

حاجت شمع و چراغان کیا شب وصلت مین ہے
یان مہ رخسار کی خلوت مین ہی تنویر بس

تشنہ دیدار ابرو ہون ندو پانی مجھے
ہے گلوئے خشک کو آب دم شمشیر بس

نالہ کش اس باغ عالم مین ہین دو ہی ای ہدا
ایک بلبل دوسرا یہ عاشق دلگیر بس

غزل

دفن میت ہو مری کوچۂ دلدار کے پاس
خوب ہے قبر جو بلبل کی ہو گلزار کے پاس

پیش محراب عدم صرف عبادت ہے بلال
خال مشکین ہے یہ کیب ابروے خمدار کے پاس

فرطِ نخوت سے جسے بات بھی کرنی ہو عار — پاس اُس بت کے کوئی جاے کہ دیوار کے پاس
تپ فرقت کا بھی احوال زبانی کہنا — نامہ بر نامہ جو لیجا نا مرا یار کے پاس
شوق دیدار مین وا رہتی ہین آنکھین شب و روز — آؤ دم بھر تو بھلا طالب دیدار کے پاس
یار اتنی تو نہین ترک مروت اچھی — مجھکو بلوا کے چلے جاتے ہو اغیار کے پاس
اے طبیب ہو نہ مرے واسطے نسخہ لکھو — مرض عشق کی دارو نہین عطار کے پاس
جلنے ہو تجھکو خلش اونسے بھی مل ہنس ہنس کر — دیکھلے گل کو شگفتہ ہے سر خار کے پاس
یون لیے جاتا ہی دل کھینچ کے یہ عشق مژہ — جس طرح لاتا ہی مجرم کو کوئی دار کے پاس
معدن لعل ہین یان لخت جگر سے آنکھین — کیا ہی موتی کے سوا ابر گہر بار کے پاس
راز دل کھلنے کا اُنسے ہمین موقع کب ہے — غیر ہے سایہ صفت آٹھ پہر یار کے پاس
حاجت قوت بازو ہی کسے محشر مین — اک زبان عذر کو کافی ہی گنہگار کے پاس

نفع کچھ علم و ہنر سے نہ زر و مال سے فیض
کیا کوئی آئے ہدا آپ سے بیکار کے پاس

غزل

پوچھ کر جب اشک خونکی سیر گلشن کی ہوس — دیکھکر گل نے ہمارا سرخ دامن کی ہوس
مائلان تیغ ابرو کا ہے جب سے امتحان — مرد میدان کیطرح ہر وقت ہے رن کی ہوس
جان دیکر یاد آبرو مین کیا عشق دہن — ہمنے اپنی زندگی کی بعد مردن کی ہوس

بوسۂ خال رخ محبوب ہے مدنظر — ہی چراغ چشم کو اک تل کے روغن کی ہوس

حلقۂ کاکل ہو اُس شمشاد کا کیونکر نصیب — قمری دلکو ہی میرے طوق گردن کی ہوس

ہے شب وصلت اُٹھا دو روے روشن سے نقاب — دیکھنے کی ہو چراغ زیر دامن کی ہوس

قدرداں سے قدر ہی ہر اک ہنر کی خلق مین
اے ہدا ابتو نہین دل مین کسی فن کی ہوس

غزل

در ردیف ش

آپ لیجائیگا جذب حسن سوے یار لاش — دفن گورستان مین کرتے ہین ہی بیکار لاش

سیل گریہ سے گئی بہکر سوے اغیار لاش — آپ جلنے کیلیے پہونچی ہی گنگا پار لاش

کم مرا تابوت تابوت سکینہ سے نہین — ساتھ بہر فتح رکھ میری دم پیکار لاش

گرد ہان گور سے ہون نغمہ ساز سوز عشق — خاک ہو جلکر ابھی مانند موسیقار لاش

سنکھیا کھاتا ہون عشق خط و رخ مین اسلیے — سبز کر دیتا ہی فوراً زہر سم الفار لاش

زندگی تک تھے گلے کا ہار سبکے مثل گل — دم نکلتا تھا کہ آنکھون مین ہوئی ہے خار لاش

یون ہی پائین مژہ لخت دل مرد کا حال — جیسے کشتے کی لٹا دے کوئی زردار لاش

عہد وحشت کے ہاتون سے تو عریانی رہی — اب کرے نام کفن سے کیون نہ ننگ و عار لاش

بحر عالم مین رہی خالی شکم مثل حباب
تا نہو بعد فنا احباب پر کچھ بار لاش

روح تک مانند بوے گل ہی عزت جسم کی
کیون گل تر مرد کیصورت نہو ابخار لاش

اُڑ گیا موج ہوا بنکر تن لاغر مرا
کیا عذاب قبر سے چھوٹی ہی ہو کر زار لاش

نام اُنکا جب لکھا دیکھا شہادت نامہ پر
لیگئے آکر ملائک خلد بے تکرار لاش

دلکے داغون نے اندھیری قبر کو روشن کیا
بنگئی نخل چراغان بہر کنج تار لاش

ڈھونڈھتے ہین مجھکو ناحق بہر تلقین قبر مین
لیگئے گردون پہ میرے طالب دیدار لاش

عمر بھر تو شہرۂ عالم تھی گمنامی ھدا
نام سے تاریخ کے اب کیون نہ ہو بیزار لاش

غزل

گو کہ ہے مشکل دل محبوب کی اید ل کشش
جذب صادق ہو تو کچھ ایسی نہین مشکل کشش

کیون نہ اپنی جانب لین عاشق بیدل کشش
تیغ سے بڑھ کر نگہ مین ہی تری قاتل کشش

یاد ابرو مین سدا گوشہ مین کھینچے تیر آہ
قاعدے سے کی کمان و تیر کی حاصل کشش

میل سرمہ بنکے آنکھون مین ہماری پھر گئے
دیکھ لی خوب آج تیری تیغ کی قاتل کشش

سبزۂ لب ہین مائل عاشقان زرد رنگ
کاہ نے تو کہربا کیطرح کی حاصل کشش

رک کے چلنا حلق پر میرے تجھے زیبا نہ تھا
کشتۂ ابرو سے اتنی خنجر قاتل کشش

خوشنما جیسے ہین ابروے خمیدہ یار کے
قوس گردون نے کہان پائی ہی ایدل کشش

کھینچتے ہین خال و ابرو جانب دیر و حرم — اپنی اپنی سمت کرتے ہین حق و باطل کشش

پھر بہار آتی ہی ہجر گل مین پژمردہ نہ ہو — اور ہی دو چار دن کی بلبل مائل کشش

سر کو ٹکراتی نہین موجین کنارون سے ہدا

یہ دل مضطر دکھاتا ہے لب ساحل کشش

غزل

جذب مقناطیس کی صورت ہو گر حاصل کشش — سہل ان آہن دلون کی پھر تو ہے اے دل کشش

یاد مین ابرو کے برسون سینے مشق آہ کی — جب ہوئی اس مد بسم اللہ کی حاصل کشش

چہرۂ پرنور جانان ہی مدور جس قدر — آفتابی دائرے مین کب ہے یہ اے دل کشش

سبزۂ چاہ ذقن پر کیون ترے مائل نہون — دلکو کرتا ہے مرے دود چہ بابل کشش

عشق ابرو مین ترے گوشہ نشینی ہے محال — کر سکے اس قوس کے چلے کی کیا عامل کشش

دولت عقبی کو حرص مال مین ضائع نہ کر — جھیل جا اس چند روزہ کی بھی اے عاقل کشش

سہم جائے کیون نہ طفل دل نگاہ غیظ سے — ہے بلا کی وقت قتل ابرو مین ترے قاتل کشش

عشق لیلے سے کشاکش مین بھی کیا مجنون کی جان — پاؤن کی سمت وطن دل کی سوے محمل کشش

مثل نقطے کے سما جائین فلک کے دائرے — گر ابھی دکھلائے جذب لامکان دل کی کشش

سر کے بل جاتے ہین مرتے تک بھی پائے غیر سے — کسقدر رکھتی ہی اے دل گور کی منزل کشش

نزع مین کھنچتے ہین دست و پا نہ گھبرا اسقدر　　مشکل آسان ہو کوئی دم کی ہی یہ بسمل کشش

کیون نجاؤن ساقی کوثر کے روضہ پر ہدا
ہنسے کرتی ہو مجھکو وانکی آب و گل کشش

غزل

در ردیف ص

منظور گر ہو خنجر خونخوار سے قصاص　　لینا تم اپنے ابروے خمدار سے قصاص

مین اور اے عزیز عشق یہ بدعت روا نہین　　جو خود مقر ہو ایسے گنہگار سے قصاص

خاطی بشر کے جسم مین گر ہو تو روح ہے　　کرتے ہین کیا سمجھ کے تن زار سے قصاص

مجنون کا درمیان نہ ہوتا اگر قدم　　لیتا ضرور دشت کے ہر خار سے قصاص

واعظ نے توڑا شیشہ دل جس طرح مرا　　یون محتسب کرے یگانہ میخوار سے قصاص

کٹوائے ہاتھ پاؤن نگہ اونپہ ڈال کے　　اک جرم چشم پر ہوا ان چار سے قصاص

آمادہ آہ کرنے پہ ہوتا ہون جب کبھی　　کھتا ہے دل کہ لے نہ دل آزار سے قصاص

غصہ ہمارے قتل سے اونکا نہ جائیگا　　جبتک کہ لین نہ اور وہ دو چار سے قصاص

آتی ہے اس سے بو گل فندق کی اے ہدا
کس طرح لون مین تیر کے سوفار سے قصاص

غزل

ابرو کے چومنے پہ ہے اس زار سے قصاص
لیتے ہین اب وہ تیغ کا تلوار سے قصاص

دینا سزا ہو عشق مین ابرو کے گر مجھے
لینا تم اپنے خنجر خونخوار سے قصاص

تن پر فشار قبر جو ہونا تھا ہو گیا
لیتا ہے کون روح سبکبار سے قصاص

ہے مجھ مین اوسمین فرق زمین آسمان کا
لون کس طرح مین چرخ ستمگار سے قصاص

توڑی ہماری سبحہ عبث تو نے برہمن
رہجائیگا جو لون تری زنار سے قصاص

صدمے اوٹھائے گو سگ دربان کے رات دن
پر کچھ لیا نہ خاطر دلدار سے قصاص

دی چشم یار نرگس اعمی کو کیا سزا
کیا دیکھکر کرے کوئی دیوار سے قصاص

غیرون پہ غیظ جب کبھی آتا ہے یار کو
لیتے ہین اپنے عاشق غمخوار سے قصاص

عاشق اوسیکے یہ بھی تو کھلاتے ہین ہدا
لون کیا سمجھکے دوستو اغیار سے قصاص

غزل

مجتمع دریا پہ ہون سب آشنا گر عام خاص
دے لب ساحل زبان موج سے الزام خاص

عرش سے بہتر نہ تھی معراج مین خلوت کی جا
گرمی از محبت جانتے تھے عام خاص

جوش سودا نے وہ داغ دل کی دی صدمے مجھے
لعل لخت دل کے زیبا ہین جسے بوتام خاص

سوجھتی ہے دل کی مجھکو سیر نشے مین
جام جم ساقی مرے حق مین ہے مے کا جام خاص

پختہ مغز ان جنون کب وعظ پر رکھتے ہین کان
یہ وہ سنتے ہین جنھین ہوتا ہے سودا خام خاص

قطع کرنا رشتۂ الفت کو ہے داد و ستد
سچ ہے مقراض محبت ہے یہ قرض و وام خاص

دیکھکر مائل بتونکی چشم ابلق کا مجھے
امتحان کرتی ہین میرا گردش ایام خاص

مرغ دل کو گر پھنسانا جال مین منظور ہے
حلقۂ زلف صنم کا چاہئے ہے دام خاص

مست ہو کر یہ جگہ کی ہے مینے چشم یار مین
اشک گر پڑتے ہین جب آتا ہے میرا نام خاص

ابتداے عشق مین کیونکر نہ نکلے دود آہ
جلکے دیتا ہے دہوان اے دل سفال خام خاص

گو نشان تک بھی نہین باقی کمر کے عشق مین
پر ہے عنقا کیطرح مشہور اپنا نام خاص

کیون نہ سودا حسن کا لین ہین غنی عاشق ترے
کیسۂ دل مین فلوس داغ کے ہین دام خاص

نذر دون چلکر مین ناقوس دل پر شور کو
کیا عجب وہ بت جو اس کردار سے ہو رام خاص

شربت دیدار نسخہ مین لکھا اچھا کیا
اس دوا سے ہوگا درد عشق کو آرام خاص

آج جلکے سوے ہوے کی حشر کو کھلتی ہے آنکھ
قبر سے بہتر کوئی جا ہے پئے آرام خاص

نامہ سے غیرونکے لکھتے ہین جواب خط مجھے
اپنا رسوائی سے وہ لکھتے نہین ہین نام خاص

جستجو مین کس رخ روشن کی ہے چکر انھین
مہر و مہ گردش مین جو رہتے ہین صبح و شام خاص

لیگئے دل جب سے بھیجکر کر دیکھا اسطرف
آشنا مطلب کے اپنے ہین بت خودکام خاص

جسکے واسطے بھرتا ہے وہ ساغر مدام
مین سمجھتا ہون کبھی ابکی دیگا مجھکو جام خاص

غزل

کس طرح پہونچائے وان قاصد مرا پیغام خاص
جمع جس محفل مین رہتے ہون ہمیشہ عام خاص

عام صحبت چاندنی مین یار کی کوٹھے پر ہے
پر منا ہی ہے مرے آنیکی پیش بام خاص

وہ تلون خو تو بچا اپنے وعدے پر نہین
وصل کی اُمید رکھنا ہو خیال خام خاص

کیون نہون ہین گرمی آب ندامت کا مقر
گرد عصیان پاک کر دیتا ہے یہ حمام خاص

زندہ جاوید ہو جاؤن ابھی تابوت مین
گر وہ عیسی ساتھ میت کے چلے دو گام خاص

ڈھونڈھ لیتا ہو مجھے مجمع مین یون تیر نگاہ
موت عزیز والے سے رکھتی ہو جیسے کام خاص

بڑھ کے اس سے کیا بکیگا مرغ دل بازار مین
حلقہ گیسو نے ہین اسکے لگائے دام خاص

مہر تک اٹھتی نہین میرے فروغ ضعف سے
ناتوانو مین ہے مشہور آپکا گمنام خاص

جھومتے ہین نیند مین پر خوف سے سوتے نہین
بخت خفتہ جاگ اٹھے گر دہ کرین آرام خاص

دیکھے کن آنکھون سے وہ گلشن مین لالے کی بہار
جسکو ہو مدنظر وہ عارض گلفام خاص

مضطرب ہو کے اُڑ جاتے ہین طوطے بنکے حرف
وصف خط سبز مین کرتا ہون جب ارقام خاص

کلمہ گو جب سے ہون اونکے مصحف رخسار کا
طرز تقویٰ مین پسند طبع ہے اسلام خاص

خوف رسوائیکا ہے لکھتے تو ہین خط کا جواب
پر لفافہ پر نہین لکھتے ہین اپنا نام خاص

مہر و مہ کی روز و شب سے عاشقونکو کام کیا
ہے رخ و گیسو کے پیش چشم صبح و شام خاص

دبکے بیتو نسے چمن مین چلیو اے باد سحر
رات کا جاگا ہو کرتا ہو وہ گل آرام خاص

جان آنکھوں میں ہے اور آنکھیں ہیں شوق دید میں — دیکھے خط قاصد بیانی لکھیو یہ پیغام خاص

حشر برپا ہو قیامت کا دو عالم میں ابھی — گر چلے وہ نازنین انداز سے دو گام خاص

قبر سے احباب ہٹ جائیں دم تلقین ذرا — تخلیہ ہے کچھ سناتے ہیں مجھے وہ نام خاص

ملگیا یوں گھل کے جوش گریہ سے آنسو میں دل — جس طرح سے حرف کا ہو حرف سے ادغام خاص

خیر و شر کو کیوں کریں منسوب ہم اس کی طرف
وارد اس صورت میں ہوتا ہے خدا الزام خاص

غزل

در ردیف ض

داغ جگر چمن میں ہیں گلستاں سے کیا غرض — اڑتی ہے خاک دل میں بیاباں سے کیا غرض

مقصود ایک تو ہے فقط دو جہان میں — حاصل یہاں کیا ہے ہمیں واں سے کیا غرض

دیوار میں پھاندتے ہیں شمیم چمن کی طرح — ہمسے سبکروؤں کو ہے درباں سے کیا غرض

پیاسا لہو کا یہ ہے وہ خواہان آبرو — نکلیگی یار کے سگ درباں سے کیا غرض

نقصان گو کہ داغ محبت سے ہے کمال — شکوہ ہے دل سے اس مہ تاباں سے کیا غرض

وحشت نے عشق لب میں ہو آب بقا سے کیوں — انسان ہیں ہم کو چشمۂ حیواں سے کیا غرض

دست جنوں نے پھاڑ کے پھینکا ہے پیرہن — دامن سے کیا غرض ہے گریباں سے کیا غرض

دلچسپ گو کہ جنت ادریس سے ہے دشت | کانٹے نکالیں بیٹھکے دامان سے کیا غرض

دشت عدم سے کم مری وحشت سرا نہیں | عشق کمر میں مجھکو بیابان سے کیا غرض

ملت جدا ہو اپنی تو دونوں فریق سے | کیا کام گبر سے ہے مسلمان سے کیا غرض

طوفان اوٹھا رہے ہیں مرے آشنا عبث | ہے چشم تر کو نوح کے طوفان سے کیا غرض

رکھتے ہیں بند و بست سے ہم شوخ طبع کب | دزد حنا کو حاجب و دربان سے کیا غرض

موتی سمجھ کے آبرو کا ہوں پیاسا میں خلق میں | اے چرخ مجھکو بارش نیسان سے کیا غرض

ہے دلکو سیر سبزۂ رخسار گل کا شوق | ہمکو بہار لالہ و ریحان سے کیا غرض

اوٹھ کر لحد سے ہمتو اسی در پہ آئینگے | گوشہ نشین کو حشر کے میدان سے کیا غرض

در پردہ دخت رز سے تعلق ضرور ہے | واعظ کو ورنہ صحبت رندان سے کیا غرض

آئینہ دیکھکے سامنے سر لگاتے ہیں | انکو کسیکے دیدۂ گریان سے کیا غرض

سنتے ہیں جو کہ کان لگا کر فغان دل | ہمکو نوائے مرغ خوش الحان سے کیا غرض

سودے کے داغ جلتے ہیں یان سر سے تا قدم | اب ہمکو سیر چراغان سے کیا غرض

صحرائے وحشت اپنا وہ ہو کا مقام ہے | حیوان منزلوں نہیں انسان سے کیا غرض

نکلا ہے دل سے روح کے ہمراہ درد عشق | مہمان کو بیچ ہی خانہ ویران سے کیا غرض

بیٹھے ہیں مثل قطب کے جو پاؤن گاڑ کر
انکو بھلا ہے گردش دوران سے کیا غرض

غزل

دل چشم خشمگین پہ ہے مژگان سے کیا غرض — تیرون کا سامنا ہے نیستان سے کیا غرض
ہے قصد طوف روضۂ شاہ غریب کا — ہیو ورنہ ہمکو عزم خراسان سے کیا غرض
نخل شباب اپنا تو صرف خزان ہوا — اب ہمکو تازگی گلستان سے کیا غرض
پیاسا ہون مین تو ان دُر دندانکی آب کا — نکلیگی میری گوہر غلطان سے کیا غرض
برداشت اون کے ظلم و جفا کی اگر ہو — راہ وفا مین ایسے دل و جان سے کیا غرض
ہے عشق لب مین زندگی جاودانکا لطف — اے خضر ہمکو چشمۂ حیوان سے کیا غرض
دلکو ہی فیض حلقۂ کاکل سے کیا اُمید — نکلے فقیر کی در زندان سے کیا غرض
زلفین سنوارتے جنھین گذری ہو رات بھر — اونکو کسیکے حال پریشان سے کیا غرض
ہے گوش گل سے بڑھکے گران گوش وہ حسین — بلبل کیطرح نالہ و افغان سے کیا غرض
شاہی کا لکھنو کی گدائی مین لطف ہے — کیا روم سے علاقہ ہے ایران سے کیا غرض

وہ مست حسن کیون مرے نالے سنے ہدا
گل کو فغان بلبل نالان سے کیا غرض

غزل

در ردیف ط

مجرم عشق ہون سب ہے مری تقریر غلط
راست بھی ہے سخن صاحب تقصیر غلط

ہم بھی قائل ہون کہ ہے خواہش تقدیر غلط
نہ پڑی گر کسی تدبیر سے تدبیر غلط

کھینچ مانی مرے نقشہ مین نہ زنجیر غلط
کب ہوئے ہین پابند سر زلف گرہ گیر غلط

کیون کرون شکوۂ جور فلک پیر غلط
کیا کریگا وہ ہمارا خط تقدیر غلط

اسلئے سر کو رگڑتا ہون بتونکے در پر
تاکہ مٹ جائے مرے بخت کی تحریر غلط

چشم وحشی سے نظر پڑتی ہو اوچھی آکی
تیر افگن کی خطا ہے گلۂ تیر غلط

لب و رخسار کے بوسے جو مزا دیتے ہین
لطف دیتے ہین کہان یہ شکر و شیر غلط

جلوۂ صنعت حق ہے صنم دیر مین بھی
بت پرستون کی حقیقت مین ہے تکفیر غلط

قید یوسف کو زلیخا نے رکھا ہے برسون
عشق کرتا ہے کہین حسن کی توقیر غلط

نقش پا مہر گواہی تری رفتار کے ہین
اور ادھر سے کوئی نکلا نہین رہگیر غلط

لے سوتے مین ہوا بوسہ رخسار صبیح
کیا عجب خواب سحر کی ہو تعبیر غلط

غزل

روشنی ایسی مشعل کاشانۂ نشاط
ہے شمع ماہ شام سے پروانۂ نشاط

لبریز اسقدر تو ہو پیمانہ نشاط
ہو جائے شادمرگ سے مستانۂ نشاط

ہنسنا بھی خوب یار تبسم بھی خوب ہے
وہ قیمت نشاط یہ بیعانۂ نشاط

پرزے قبا ہے مژدہ فصل بہار سے
کیونکر کہوں گلوں کو نہ دیوانہ نشاط

اُمید ہو سرور کی کیا دور چرخ سے
اُلٹا ہوا ہے ساغر خمخانہ نشاط

تیر نگاہ ناز کا اللہ رے سُرور
جو زخم ہے جگر میں وہ ہے خانہ نشاط

برگشتگی سے بخت کی اُگتے ہیں خار غم
بوتا ہوں جس زمین پہ میں دانہ نشاط

خنداں ہیں گل ترانہ بلبل کا شور ہے
گلشن تمہارے آنے سے ہے خانہ نشاط

مدت کے بعد یار کے دل میں جگہ ملی
قسمت سے ہاتھ آیا ہے کاشانہ نشاط

کیا وصل یار میں ہے حاجت چراغ کی
تابندہ شمع رخ سے ہے کاشانہ نشاط

کیفیت سرور میں کچھ سوجھتا نہیں
رکھتی ہے نشہ کیا مے خمخانہ نشاط

رونے کے بدلے ہنستے ہیں ماتم میں میرے لوگ
ماتم سرا بنا ہے مرا خانہ نشاط

روتے ہی گزری روز ولادت سے آج تک
مجھ سا یگانہ کون ہے بیگانہ نشاط

شادی ہے کیا چمن میں عروس بہار کی
پہنے ہیں گل جو خلعت شاہانہ نشاط

اللہ ری روشنی مری صبح امید کی
ہے شمع آفتاب بھی پروانہ نشاط

آنسو رواں ہنسی میں نہیں بے سبب آہ
آنکھوں سے نذر دیتا ہوں جرمانہ نشاط

غزل

در ردیف ظ

یون مجھے ہے مصحف رخسارہ جانانکا حفظ
جس طرح لازم مسلمانونپہ ہو قرآنکا حفظ

واقعی ہر شعر آئینہ ہے حسن و عشق کا
کیون نہ دیوانہ کرے حافظ ترے دیوانکا حفظ

ساتھ مجنون کو بٹھا لینا تھا ناقے پر ضرور
یہ تو عاشق تھا بشر کرتے ہین اشتربانکا حفظ

کس طرح بھاگون نہ مین زلف دراز یار سے
حفظ جانکے واسطے کرتے ہین سب صبیانکا حفظ

خود و جوشن سے حفاظت جسم کی ممکن نہین
معرکہ مین ہو نہ جبتک حضرت سبحانکا حفظ

اس قدر تسبیح کی ذکر جمال یار کی
سننے والونکو ہوا ہے نام اوس جانانکا حفظ

بھیڑئیے کو گوشت سے ہمجنس کے ہے اجتناب
حیف انسانکو نہین کچھ غیبت انسانکا حفظ

یاد لطف دوست کو کیونکر نہ دون دلمین جگہ
واجب انسانکو حقیقت مین ہے اپنی جانکا حفظ

ہے کسوف شمس آثار قیامت کی دلیل
چاہئیے خط سے عارض تابانکا حفظ

اے ہدا ختم غزل پر کر یہ اب حق سے دعا
اے حفیظ اپنے کرم سے کر تو ہندوستانکا حفظ

غزل

در ردیف ع

آب حیوان کا ہو آب خنجر آہن سے نفع
دوست گر چاہے تو حاصل ہو ابھی دشمن سے نفع

اسطرح ہمکو در جانان کے ہے روزن سے نفع
جوہری کو جس طرح ہے چشمۂ آہن سے نفع

زخم الفت کو نہین کچھ بخیہ سوزن سے نفع
دید بازیکو مری دل کی ہے اس روزن سے نفع

غیر کو کیا جلوہ حسن بت پرفن سے نفع
چشم اعمی کو ہے کب نور مہ روشن سے نفع

دوستی ملکر مجھے بوسہ دہان تنگ کا
آب حیوان کا ہو جام غنچۂ سوسن سے نفع

سخت جانی کی ندامت سے چھپا لیتا ہون منہ
خوب اوٹھایا ذبح کیدم تیغ کے دامن سے نفع

مال دنیا کا تعلق اوج کو کرتا ہے پست
حضرت عیسیٰ نے کیا پایا بھلا سوزن سے نفع

ہاتھ سے دزد حنا کی دلکا ہاتھ آنا محال
صبر کرنا چاہئے کیا نالہ و شیون سے نفع

خط نمو ہوتے ہی راضی ہوگئے بوسہ پہ وہ
باعث سبزہ ہوا حاصل ہمین گلشن سے نفع

جوش وحشت عشق گلرویان تہا تا عہد شباب
فائدہ صحرا سے اب کچھ ہے نہ کچھ گلشن سے نفع

سر پھرے سے فلک کی سر پر ایسا دل ہوا
حشر تک ہوگا نہ تاب آتش گلشن سے نفع

ڈھونڈھکر مجھکو فرشتے ہوکے نادم پھر گئے
شمع سے بڑھکر ہوا تاریکی مدفن سے نفع

نیک تھا یا بد ہوی جب ترک الفت کام کیا
اب ہمارا کیا شکوہ جور بت پرفن سے نفع

غزل

رنگ رخ نے وصل مین اس گل کے ہے گلزار شمع
ہجر کی شب مین نظر آتی ہے مجھکو خار شمع

میرے کنج قبر مین تو روشنی آتی نہین
کیون جلاتے ہین سر مدفن مری بیکار شمع

ہے شب فرقت یہ اپنی سرد آہون کا اثر
ٹھنڈی ہوتی ہی جو اون کی بزم مین ہر بار شمع

زرد لو کا رنگ ہو جاتا ہی خفت کے سبب
دیکھتی ہی صبح کے جب چرخ پر آثار شمع

آہ سوز انکی تجلی کی نہین کچھ احتیاج
یہ شب وصل صنم ہے اب نہین درکار شمع

وصل کی شب ہے جو انکا روے روشن بے نقاب
لو لگاے تک رہے ہین دور سے اغیار شمع

دیکھو جذب حسن کو آتے ہین پروانے کدہر
تم ادہر ہو آینہ کے اور ہو اوس پار شمع

داغ عشق رخ کو دے بعد فنا ایدل فروغ
ساتھ لیجانا نہین مرقد مین کچھ دشوار شمع

گر سر محفل دکھائین رند وجد و حال عشق
صورت منصور پروانہ ہو شکل دار شمع

بے سبب آنسو نہین بہتے ہین شب بھر بزم مین
عشق پروانہ پہ چشم دل سے ہی خونبار شمع

توفقط روتی ہی شب بھر مین ہون گریان رات دن
گو کہ رشتہ سے تری مین ہون نحیف و زار شمع

کیا ادب ہے بزم کا اوس بادشاہ حسن کے
باندھ کر آتی ہی سر پر شعلہ کی دستار شمع

چاند سے عارض کی ضو سے غور ہے گھر مین چاندنی
تم جلاتے اپنی محفل مین ہو کیون بیکار شمع

اللہ اللہ کیا فروغ عارض پرنور ہے
چشم حسرت سے تکا کرتی ہی روے یار شمع

ہمسری کر کے تمھارے رخ سے یہ پائی سزا
گل کی مشکین بندہ گیٔن لٹکی سر بازار شمع

کیون نہ وقت صبح سر دہنتی یہ مستون کیطرح
بادۂ باد سحر سے ہے ھذا اسرشار شمع

در ردیف غ

غزل

ہے اب وہ اوج موج پہ جوشِ صفائے باغ
جوہر ہے وہ آئینہ رونمائے باغ

غمگین دلون کو دیتی ہے فرحت ہوائے باغ
دل عاشقون کے کیون نہ لبھائے فضائے باغ

بلبل کو بعد ذبح بھی یہ ہے ہوائے باغ
اُڑ کر ہوا یہ کہتی ہے ہر پھر قدائے باغ

نرگس ہی دخت رز کی بہت تاک جھانک مین
آنکھون مین اُسکی جھونک دے خاک اے ہوائے باغ

خنکی ہوائے آتشِ رخسے ہے قلب کو
پیدا ہے پھول پھول سی صیف و شتائے باغ

کاسہ گلون کا بھرتی ہی موتی سے ہر سحر
شبنم کا قطرہ قطرہ ہی حاجت روائے باغ

قید شدید ہے یہ عنادل پہ اب کی سال
مشکل ہی تا درِ قفس آنا چہ جائے باغ

بلبل سے طرز عشق کو پوچھے بہار مین
کچھ کم نہین حسینون سے ناز و ادائے باغ

یارب زوال ہو نہ کبھی حسن گلرخان
محفوظ رکھہ خزان سے انہین اے خدائے باغ

پہنا چمن نے فقر کا جامہ بہار مین
ہر رنگ کے گلون سے ہے گدڑی قبائے باغ

نشو و نمائے نخل محبت وہین ہوا
بلبل ہزار دل سے نہو کیون فدائے باغ

ہر گل کی ابتو گریۂ بلبل پہ ہے بسر
ہر دانۂ سرشک ہے آب و غذائے باغ

بلبل نے آشیان مین چھپا کر رکھے ہین پھول
پردا نہ فاش کیجیے اِس کا صبائے باغ

جو نکتہ چین ہین گلشن مضمون کے اے ہُدا
گلچین کیطرح اون کو سمجھنا گدائے باغ

غزل

بلبل کو پھنس کے دام مین بھی ہے ہوائے باغ
ہر پھڑکے ٹوٹ ذہن ہے آوازہائے باغ

غنچہ کا مُنہ ہے بندزبان برگِ گل کی لال
پوچھے تو کس سے پوچھے کوئی ماجرائے باغ

اِس نالہ کش کو تو چمنِ بزم مین نہ روک
بلبل ہوئی ہے خلق ازل سے برائے باغ

قیمت نہ پوچھ سیر گلستان کی عندلیب
ہے گوہر سرشک کا دریا بہائے باغ

زخمون سے بڑہ گئی دلِ پُر داغ کی بہار
دیوار سے درون مین ہے دونی فضائے باغ

سُنبل سے وہ ملاتی ہین زلفِ دراز کو
کس مرتبہ ہے اوج پہ بخت رسائے باغ

بنتی ہے روز گلشن عارض کی دوپہر
زلف و جبین یار ہے صبح و مسائے باغ

دیکھین حضور آکے ذرا رنگ عشق و حسن
بلبل کی یہ خوشی ہے یہی مدعائے باغ

صُحبت ہماری باعثِ بادِ خزان ہوئی
سودے تک اپنی تھی فقط اے دل بقائے باغ

سورج مکھی چمن کی ہر ایک آفتاب ہے
ہر لالہ داغ عشق سے ہے مہ لقائے باغ

تشخیص کی مرض کی مسیح فلک نے خوب
شبنم سے بڑہ کے کوئی نہین تھی دوائے باغ

کھلتے ہین غنچے لیکے چمن مین علیؑ کا نام
نادان کہین نسیم کو عقدہ کشائے باغ

گرتی ہین روز خار نشیمن سے بجلیان
بلبل کا آشیان ہے کہ آفت سرائے باغ

اہلِ سخن سے دادِ سخن کا مدا ہی لطف
زیبا ہی عندلیب کے منہ سے ثنائے باغ

غزل

وہ شمعِ حسن بہرِ تماشا جو آئے باغ
گھی کے چراغ نقشِ قدم پر جلائے باغ

گلگشت کو اگر وہ شہ حسن جائے باغ
ڈنکا خوشی سے خندۂ گل کا بجائے باغ

داغون کا میرے دل کی اگر بھید پائے باغ
مارے خوشی کے اور نہ پھولون سمائے باغ

دامن جو غنچہ لب کا مرے دیکھ پائے باغ
مارے خوشی کے اور نہ پھولون سمائے باغ

پہلے ہماری طرح مٹائے بہارِ عمر
داغ جگر سے لالہ و گل پھر ملائے باغ

صحنِ چمن مین سآئے جو گلگشت کو وہ گل
فیضِ بہارِ رخ سے نہ پھولون سمائے باغ

سبزے کو پائمال بنایا تو کیا کیا
سروِ سہی اکڑتے ہین اون کو دبائے باغ

گر داغ ہائے دل کی مرے دیکھلے بہا
منہ پر رخِ خزان مین حیا سے چھپائے باغ

رنج شباب کو جے دل پر داغ سے نہ پوچھ
صدمہ خزان کا دلپہ ہی کیونکر اٹھائے باغ

مارا ہون زلفِ یار کا اس کا رہے خیال
آؤن جو سیر کو تو نہ سنبل دکھائے باغ

کس طرح دلمین عشقِ سراپائے یار آئے
مشکل ہی ایک غنچہ مین کیونکر سمائے باغ

گلچین نگاہ گرم سے تکتا ہے ہر طرف
بجلی لپک رہی ہی خدا ہی بچائے باغ

دیکھے مرے مژہ پہ اگر اشک لالہ رنگ
کانٹون کی انگلیونپہ گلون کو نچائے باغ

کیا چشم غیر سے چمن رخ فریب کھا لے | ان ایسے آہوؤں کو تو برسوں چرا باغ
کھٹکا ہی سو طرح کا درختوں مین اے حسین | نکلا کرو نہ شام کو اے گل برائے باغ
وہ پا بہ گل یہ سرو خرامان ہی کیا مثال | آ سکے نہ اون کے سرو کا مذکور لائے باغ
شعلوں سے اسکی آتش گلشن بھی منفعل | کیونکر نہ داغ دل سے مرے منہ چھپائے باغ
باندھین پرون کو رشتۂ موج شمیم سے | بلبل کی ہر کلی مین لبی ہے ہوائے باغ
اقبالمند کیون نہ ہو گلشن بہار مین | ہر گل ہی شہر یار تو بلبل ہمائے باغ
گلشن مین ہر طرف گل نرگس کا فرش ہو | آئین ابھی جو آپ تو آنکھین بچھائے باغ
مرجھائے پھر خزان سے چمن مین نہ کوئی پھول | ایکی تو کوئی ایسا شگوفہ بھلائے باغ
موج شمیم گل کا ہوا دار بھیج کر | بلبل کو اب کی موسم گل مین بلائے باغ
چونک اوٹھین شور خندۂ گل سے نہ باغبان | ڈرہے کہین نہ فتنۂ خفتہ جگائے باغ
گلشن مین اس قدر گل نرگس نہ توڑیے | ایجان نہ تمکو دیکھ کے آنکھین چرائے باغ
بلبل کو جبکہ سبزۂ بیگانہ خار ہے | کاہے کو بزم گل مین پھر اوس کو بلائے باغ
کھلجائے منصفوں پہ ابھی حسن رنگ و بو | دامن سے اونکی دامن گل گر ملائے باغ
نوٹے چمن مین سنکے عنادل کی چہچہے | بلبل سے کہدو سر پہ نہ اتنا اٹھائے باغ

دیکھے جو اُن کے عارض نازک کو اے ہدا
پتون مین شرم سے رخ گل کو چھپائے باغ

غزل

در ردیف ف

کیون نہ درد خلق وارد ہو مرے دل کیطرف
ہر طرف سے راہ رو آتا ہے منزل کیطرف

دیکھتا ہون یون لب شیرین شمائل کیطرف
جس طرح رغبت سے پیاسے دیکھین ساحل کیطرف

کچھ توجہ گر کرین ہم جذب کامل کیطرف
کھینچ لائین اوس قمر کو اپنی منزل کیطرف

ہاتھ اُٹھایا تھا سخاوت سے تو لازم تھا سکوت
ہاتھ اُٹھانا تھا نہ منعم تجھکو سائل کیطرف

کعبۂ ابرو پہ دل مائل ہے آنکھین خال پر
اک یہان گر حق پہ ہے تو دو ہین باطل کیطرف

پھنس گیا کس شغل مین جو پھر کے آسکتا نہین
کب سے دل میرا گیا ہے کوئے قاتل کیطرف

قصد رکھتا ہے وہ پامالی کا میری اے صبا
خاک اُڑا دینا مری دامان قاتل کیطرف

دوست کی باعث سے ہوتی ہے مری دشمن کی خبر
جب مین بگڑا ہو گئے میرے مقابل کیطرف

خشک شاید ہو گیا سیم و طلا کی بیس سے
ہاتھ کیون اُٹھتا نہین منعم کا سائل کیطرف

درد دل کا اپنے شکوہ ہے تو ہمکو عشق سے
لشکری کا ظلم ہے منسوب سائل کیطرف

عقد پروین چرخ سے غنچے گلونکی باغ سے
دیکھتے ہین دلسے تیری حسن محفل کیطرف

واہ ری برگشتہ بختی اپنے بیگانے ہوئے
پھر گئین آنکھین بھی وقت ذبح قاتل کیطرف

سادہ لوحی پر ہماری عقل کے پتھر پڑین
لیچلے ہین شیشۂ دل مست غافل کیطرف

فیض صحبت دیکھی کوئی کسی صورت مین ہو
کھینچ لاتے ہین وہ اپنے رنگ محفل کیطرف

دیکھ لی تاثیر تیری آج ہمنے جذب شوق
رخ کیا تیر مژہ نے غیر کے دل کیطرف

تشنہ دیدار لبِ جانا نکا ڈوبا ہے کوئی
بے سبب ہوتا نہین یہ شور ساحل کیطرف

وہ کشش ہے صبر مین گر ضبط نالے کو کرین
خود بڑہین رغبت سی گل دام عنادل کیطرف

وائے قسمت پڑ گئی رفتار ناقہ سے خاک
آنکھ اُٹھ سکتی نہین مجنون کی محمل کیطرف

حُسن کی صف مین اکیلے ہو گئے تم تو روز حشر
اور اک عالم تمہارے رُخ کے مائل کیطرف

دیدنی تھی آج تو گلشن مین بحث حسن و عشق
پھول سب اُن کی طرف بلبل مرے دل کیطرف

جذبۂ شوق شہادت اسکو کہتے ہین ہُدا
خود جھکا جاتا ہے سر شمشیر قاتل کیطرف

غزل

عکس بزم حسن ہے آئینۂ دل کیطرف
دو ہری صحبت ہے رُخ محفل ہے محفل کیطرف

دیکھتے ہی رہگئے ہم تیغ قاتل کیطرف
وان اشارہ ابرُون کا ہو گیا دل کیطرف

خضر اِس اُمید پر اب تک ہین دریا مین پڑے
شاید آجائے وہ بحر فیض ساحل کیطرف

کیون نہ ہو اُسکی طرف ہر مذہب و ملت کی راہ
ہر سر جادہ ملا ہے آکے منزل کیطرف

عشق اُوس لیلیٰ کی آنکھون کا برابر ہے مجھے
ہے نظر یکسان مری ہر ایک محمل کیطرف

شادمانی آئے اپنے غم کدے مین دخل کیا
اِس قدر نزغہ ہے رنج و درد کا دل کیطرف

شادمانی کا ہو کیونکر غمکدہ مین اپنے دخل | ہر طرف سے رُخ ہجوم غم کا ہے دل کیطرف
رازلسے کہتے ہین لیلی دیکھکر سمجھی غبار | خاک سے اُٹھ کر چلا مجنون جو محمل کیطرف
ذبح کر کے مجھکو وہ بیدرد جب چلنے لگا | دست بسمل بڑھ گئے دامانِ قاتل کیطرف
غنچۂ فندق پہ قربان بلبلین کیونکر نہون | شبہہ گلدستہ کا ہر اوس کے انامل کیطرف
حاملانِ عرش بھی ہین پیش بیت اللہ خم | دیکھتے کیون ہو حقارت سے مرے دل کیطرف
آنکھین ملنے کیلئے تلوون سے اوس خوش چشم کی | دوڑے آتے ہین حباب بحر ساحل کیطرف
کاٹتے مر مر کے ہون گے شام غربت قبر کی | پاؤن بیدم ہو گئے ہین رُخ ہی منزل کیطرف
پھر گیا راہ وفا سے شاید اپنا شہ سوار | گرد حرمان بے سبب آتی نہین دل کیطرف
دیدنی ہے حسرت دیدار قاتل کی کشش | پھر گئین آنکھین مری رخسار قاتل کیطرف
یار نے جب سے لیا ہے دل کو میرے ہاتھ مین | درد بس حسرت سے تکتا ہے مرے دل کیطرف
ڈھل چکا ہے روز پیری لے رہ ملک عدم | دن نہین ہے چل اوٹھا کر پاؤن منزل کیطرف
پھینک کر مٹھی سے زر دہوئے سیاہی ہما کی | جوش پر ہے بحر رحمت دست سائل کیطرف
قتل مجھکو یار کے بیساختہ پن نے کیا | ہو گئے میرے طرفدار آ کے قاتل کیطرف
آئینہ جسن صفائے باطنی اتنا تو ہے | صورت اپنی دیکھ لین دیکھین جب دل کیطرف
شوق تھا دلمین جو پابوسی کا اُن کی وقت ذبح | ڈھل گیا مرتے ہی منکا پائے قاتل کیطرف

سہل مضمون کا کہہ لینا تو آسان ہی ہے مدا
ہے یہی دشوار پہلو ہو جو مشکل کیطرف

در ردیف ق

غزل

کیا کہوں حال دل ہی ضعف سے تقریر شاق
گر لکھوں رعشہ کے ہاتوں ہی مجھے تحریر شاق

دل پہ کھا لینا تو کچھ ایسا نہین ہے تیر شاق
زخم ہی تیغ تغافل کا تری بے پیر شاق

اتنو کہتے ہو کہ کیا نالے ترے ہین بے اثر
جب اثر دکھلائین گے ہو جائیگی تاثیر شاق

ضعف مین کسکو نبھاتا ہی یہ بھاری بیڑیان
مجھکو تو تارِ نگہ کی ہے تری زنجیر شاق

وہ بھی ہین جو کاٹتے ہین اپنے بھائی کا گلا
ہمکو تو ہوتا ہے رنج وصد مہ تکبیر شاق

نزع کا ہنگام ہے جلد اے مسیحا جلد آ
جان آنکھو نمین ہے اب دم بھر کی ہی تاخیر شاق

پھر گئے وہ در سے میرے پوچھکر میرا مکان
اس محل پہ ہو مجھے بھی گردشِ تقدیر شاق

ڈھونڈھتی ہی رحمتِ غفار پہلو عفو کا
واہ رے لطف وکرم مجرم کی ہی تقصیر شاق

نام لکھنے مین بھر آیا دل یہ اُس کی یاد مین
جوشِ گریہ مین ہوئی مکتوب کی تحریر شاق

سبزۂ خط ہو نہ اس روے کتابی پر نمود
قاری دل کو ہی اس قرآن کی تفسیر شاق

روز ہوتی ہین خطائین تا بہ کے توبہ کرون
اتنو ہوتا ہے مجھے خود عذر ہی تقصیر شاق

صدمۂ فرقت نے ایسا رنگ ابتر کر دیا
دیکھنے والونکو ہے اب حالت تغییر شاق

آبرو سے دہر مین رہتا ہے لطف زندگی
ورنہ اک ساعت کا جینا بھی ہی بے توقیر شاق

اس قدر روتا ہون راتون کو فراقِ یار مین
میرے ہمسایہ کو ہے اب نالۂ شبگیر شاق

مین نہین قائل کہ مرجانا بہت آسان ہے — کوئی صورت سی ہو لیکن ہے بہر تقدیر شاق
جلد روضہ پر بلا لو اپنے اِس ہجور کو — ہند مین رہنا ہے اب اے شاہِ خیبر گیر شاق
ناتوانی سے مین یان گردن جھکا سکتا نہیں — نازکی سے وان ہے اونکو کھینچنا شمشیر شاق

مین نہین قائل کہ مرنا امر آسان ہے ھُدا
کوئی صورت سے ہو لیکن ہے بہر تقدیر شاق

در ردیف ک

غزل

خون تھوکے گا ترا محو عذار ایک نہ ایک — گل کھلائیگی نیا اب کی بہار ایک نہ ایک
مل ہی جاتا ہے ہمین راہ مین یار ایک نہ ایک — دیکھہ لیتا ہون مین چل پھر کے نگار ایک نہ ایک
آئینہ ہجر مین ہین رنج و غم و درد و الم — بس نہین چار پہ ہمین ہوتا ہے دوچار ایک نہ ایک
جذب دل روز نئی شکل کی کرتا ہے کشش — طرفہ کھنچتا ہی یہان نقش و نگار ایک نہ ایک
وا گر آغوش تمنّا ہو لگن کی صورت — شمع رو آکے ہو خود زیب کنار ایک نہ ایک
دانہ و دام تو لے آئے کہین ابر بہار — آپ کرلیگا بط مے کا شکار ایک نہ ایک
بیخلش سادہ رخون کا تو ہے روئے رنگین — ورنہ ہر پائے گل تر مین ہے خار ایک نہ ایک
نخل قامت مین حسینون کے ثمر تو آئین — ہاتھ آجائیگا اپنے بھی انار ایک نہ ایک
کیا شب وصل ہو مہلت نہین آرایش سے — نت نیا روز نکلتا ہے سنگار ایک نہ ایک

سوئے آغوش مین دایہ کی کبھی تربت کے — دونون عالم مین ملا ہمکو کنار ایک نہ ایک

خلش عشق مژہ کو کوئی پوچھے ہم سے — دل مین پیوست رہا کرتا ہی خار ایک نہ ایک

دونون ابرو سی وہ جب کرتے ہین چو رنگ مجھے — ترچھی نظرون کا بھی چل جاتا ہی وار ایک نہ ایک

ریش قاضی بھی حقیقت مین ہی آلائے معاش — آڑ مین ٹٹی کے ہوتا ہی شکار ایک نہ ایک

مہندی پاؤن مین لگانیکا اشارہ یہ ہے — آج پامال کریگا وہ نگار ایک نہ ایک

سیکڑون ہین مرے قاتل مجھے کیا فکر تلاش — مل ہی جائیگا مجھے روز شمار ایک نہ ایک

کیا کرین عشق کہ فرصت نہین دنیا مین ہمارا
روز در پیش رہا کرتا ہی کار ایک نہ ایک

غزل

شگفتہ باغ غم ہے اپنے دم تک — طراوت ہی ہماری چشم نم تک

جیئن تو عشق ابروئے صنم تک — مزا ہے زیست کا خنجر کے دم تک

ہوا گر دست رس ابرو کے خم تک — پہونچ جائین گے محراب حرم تک

ہے جتنا کربلا سے بُعد ہم تک — وہی ہے لکھنؤ سے بھی ارم تک

بڑہا و گیسوی مشکین قدم تک — بھریرا چاہئے پورا علم تک

جگہ خالی نہین صرف الم سے — فضائے دل سی میدان قلم تک

پس دیوار باغ اُس پر بسے ہم — کہ بو اُس گل کی آجاتی ہی ہم تک

نظر پھرتے ہی تیری پھر گئے سب | محب تھے سب تری چشم کرم تک
بھر آیا دل دمِ تحریر نامہ | بہت رویا کیا ختم رقم تک
مگر کے عاشقو کوچے سے اوسکے | لگا ہے راستہ سیدھا عدم تک
یہ گُل کھائے ترے چھلونکے لئے گُل | کہین باقی نہین جا اک درم تک
مرا آئینۂ دل مفت لیجئے | نہین کچھ منحصر دام و درم تک
جوانی تک ہے حسنِ کاکُلِ یار | کہ ہے توقیر رسم کی علم تک
ملی وہ لذتِ مرگِ جوانی | نہ بھولے گی مجھے سا تو جنم تک
ہوئی اللہ اللہ کرکے بارے | پہونچ کعبہ سے اب بیت الصنم تک
ہمارے خط کو پڑھ کر وہ یہ بولے | برنگِ دل شکستہ ہے رقم تک
گذر رہو عیش کا کیا پاس اپنے | کہ کوسون بھاگتا ہے مجھ سے غم تک
کہو کیا اونکے وعدے کا یقین ہو | کہ کھا جاتے ہین وہ جھوٹی قسم تک
ہے دل کے آئینہ مین داغِ الفت | بکیگا کم سے کم یہ اک درم تک
کمر کا گر یونہی سودا رہے گا | پہونچ جاؤن گا سرحدِ عدم تک
گلِ بے زر پہ کیا مائل ہو بلبل | جہان مین قدر ہے دام درم تک
ملے جنت مین گر اُسکے در پر | کہ سیدھی راہ ہے وانسے عدم تک
ابھی ہو دودِ دل برقِ تجلے | پہونچ جائے اگر ابرِ کرم تک
رہا صرفِ فغان فرقت مین یا | ہوئے الکدم نہ لب سے لبِ ہم تک

نہوگا امتحان پھر بعد میرے
یہ سارا معرکہ ہے اپنے دم تک

رُکا وہ مہر کب اِس دوپہر مین
بزنگ سایہ گو چوے قدم تک

مزا اون کے کرم کا پوچھنا کیا
گوارہ ہے مجھے جن کا ستم تک

اگر عشق کمر ہوتا نہ رہبر
پہونچتے ہم بھلا ملک عدم تک

نہ عشق سبزۂ لب مین ضرر ہو
اگر ہم شہد مین پی جائین سم تک

ہے ۱ احسان ہو بخت رسا کا
جو پہنچون روضۂ شاہ اُمم تک

غزل

نہ بے تکان سر راہ یون اوچھال کے پھینک
عمامۂ سر زاہد کو دیکھ بھال کے پھینک

کہین ہدف نہ دل غیر ہو سنبھال کے پھینک
تو پھینک تیر نگہ کو تو دیکھ بھال کے پھینک

بلند عرش سے ایدل ہی بام عشق صنم
کمند آہ کی دل کو ذرا سنبھال کے پھینک

جو دیکھنا ہے تجھے لالہ زار عشق اے بت
خلیل وار فلاخن مین مجھ کو ڈال کے پھینک

براے خلق نہ راہ عدم کو کر مسدود
کمر سے ڈاب کو اے ترک کھول کھال کے پھینک

کیا ہے قتل تو مٹی بھی کر عزیز مری
کسی گڑھے مین مری لاش ڈھیل ڈھال کے پھینک

کفن لیا تو لیا خیر خاک ڈال اس پہ
لحد سے تو نہ مری لاش کو نکال کے پھینک

کھلے نہ بوے محبت رقیب تاک مین ہین
جو پھینک ہار گلون کے تو دیکھہ بھال کے پھینک

شکار ہو نہ کہین حوت آسمان ای ترک
نہ شست کو لب دریا بہت اچھال کے پھینک

حرام ہوتا ہے غصّہ کو تھوک ڈال ھلاؔ
جو جوش کھاتا ہے دل کف کو اس وبال کی پھینک

در ردیف گ

غزل

شمع سوز غم سے یہ بھڑکی دن روشن مین آگ
لگ گئی قندیل کے مانند پیراہن مین آگ

عاشقون کے خون کے تھالے ہین لالی کے چمن
صورت گلشن جدھر دیکھو لگی ہے بن مین آگ

سوز فرقت سی یہنکا کرتا ہون یون مین رات دن
دوپہر سے شام تک جیسے رہے گلخن مین آگ

یون خلیل اللہ نے گلزار آتش کو کیا
جس طرح ہو آتش گل سی ہر اک گلشن مین آگ

اے ظفر آ جنگ آزما ہین جوش رشک و سوز عشق
کیا تماشا ہی لگی ہے دیکھیے ساون مین آگ

در ردیف ل

غزل

کرتا ہے کوچ قافلۂ موج بوے گل
بانگ درا ہے رشحۂ شبنم بروے گل

بے زلف بدنما تھا گلستان مین روی گل
بلبل کا دود آہ نہ ہوتا جو موے گل

دلکش بہت بہار مین ہے سیل بوے گل
لیجائے گا بہا کے مجھے آب جوے گل

رشک شمیم عارض روشن سے بوے گل
جلکر ہوئی ہے سرمہ نا ئے گلوے گل

یوسف کا حسن دے سر ہر شاخ روے گل
بلبل جو دیکھے چشم زلیخا سے سوے گل

یہ آب آب نگہتِ رخ سے ہے بوے گل / شبنم کی جا چمن مین عرق ہے بروے گل

کیا اوج پر طراوتِ نگہت ہے آج کل / گردون پہ موج خیز ہے دریاے بوے گل

جوشِ عرق سے تازہ ہوئی زینتِ عذار / شبنم کے موتیون سے بڑھی آبروے گل

چھایا ہے سائبان کی طرح صحنِ باغ پر / کیا اوج پر بہار مین ہے ابروے گل

بچون سے بھید پایا ہے گلچین نے اے صبا / غنچون کے منہ سے پھوٹی ہے گلشن مین بوے گل

ہر جنس مین وقار بقدرِ کمال ہے / مقدار بو پہ باغ مین ہے آبروے گل

جھکتے نہ پھر ہوا سے تیمم کو خاک پر / شبنم سے پانچ وقت جو ہوتا وضوے گل

بلبل نمو کے ہاتھ سے پرزے ہے پیرہن / تارِ نگہ سے ہوگا کہان تک رفوے گل

اے عندلیب رہبرِ مقصد ہے چشمِ شوق / ہے جادۂ نگاہ رسا خضر کوے گل

کھل کھل کے زخم دیتی نہ بو اس طرح صبا / کوئی چمن مین ہوتا اگر چارہ جوے گل

جس کی نظر مین ہو چمنِ دہر خار زار / چشمِ ہوس بلند کرے کیا بسوے گل

بلبل ہے جادۂ رگِ گل کی تلاش کیا / ہر خار میل راہ ہے ہر شاخ کوے گل

شہرت جہان مین بے مددِ یار ہے محال / یا مردئ نسیم سے ہے اوج بوے گل

ہنسنا کجا تبسم گریہ سمجھ اسے / اے دل ہے عین خندۂ گل ہاے ہوے گل

بلبل کے نام زد جو کیا تو نے اے صبا / کیا اور کوئی تھا نہ چمن مین کفوے گل

افشا کرے نہ دستِ جنون رازِ عشق کو / پوشیدہ مثلِ گل ہو گریبان مین بوے گل

قمری کیطرح پھرتا ہے کس سرو قد کا دم / ہر تارِ موج بو ہے جو طوق گلوے گل

سیدھا نہ جان جاوٗ گلگشت عندلیب
پُر پیچ مثل کوچہ گیسو ہے بوے گل

غازہ لگا رہے ہین وہ عارض پہ باغ مین
کھلتا ہے آج طرفہ شگوفہ بروے گل

اظہار راز عشق ہو پوشید گی کیساتھ
افشا ہو باغ دہر مین تو مثل بوے گل

یون ہی عدو سے بان ہلال مہ صیام
جس طرح تیغ ناخن گلچین عدوے گل

آوارہ ہے یہ کون سے لیلی کے عشق مین
ہے بے مہار ناقہ کیصورت جو بوے گل

پڑتے ہین چھالے آتش گل سی نگاہ مین
دیکھے کن آنکھون سی کوئی گلشن مین سوے گل

روشن ہی مثل کورہ نار آتش چمن
تیر شہاب ہی کہ ہر اک موج بوے گل

کھل جائے سوز بلبل و پروانہ ای ھدا
سُن لین زبان شمع سی گر گفتگوے گل

غزل

کیا عازم سفر ہے گلستان سی بوے گل
بانگ درا جو خندۂ گل ہے بروے گل

تاب خزان سی سوکھ گئی سیل لوے گل
فا چمن مین خشک ہوئی آبجوے گل

کیونکر کرے نہ مست مجھے آج بوے گل
کرتا ہی میکشی کوئی میکش بروے گل

طاوٗس کیطرح ہے گلستان جنون مین ساتھ
داغون کی آئینہ سی نمایان ہی روے گل

کیا شاق اوسپہ ہو گی اسیری بہار مین
جسنے کہ آنکھ کھول کے دیکھا ہو روے گل

وا اس نظر سے دیدۂ بلبل ہے دام مین
آغوش چشم شوق مین آجائے روے گل

بوسیدہ پیرہن مین بھی ہے یوسفِ چمن
بلبل کی آنکھ سے کوئی دیکھے تو روے گل

کیون ہو نہ لالہ حسرت نکہت سے داغدار
ہر سو مہک رہی ہے گلستان مین بوے گل

یہ شرمگین ہے نکہت عارض سے باغ مین
غنچون کے سات پردہ مین مخفی ہے بوے گل

کس بادۂ کشش کی تو شبنم کی ہے یہ کشش
مستانہ آ رہی ہے جو گلشن سے بوے گل

عشاق کی ہے موت تر و تازگی حسن
آتش ہے حق مین بلبلون کی آب روے گل

سودائیون کی جامہ دری سے جو خوف تھا
نکلی قباے گل سے پریشان بوے گل

کتنا فریضۂ سحری کا ہے اہتمام
شبنم ہے ظرف برگ مین بہر وضوے گل

منصف ہون مجھکو بلبل و پروانہ کا ہے درد
دیکھا کبھی نہ شمع کی جانب نہ سوے گل

رہبر کی احتیاج ہے کیا چشم شوق کو
خود جادۂ نگاہ عنادل ہے کوے گل

ہم آشیان تھا بلبل سدرہ سے اے ہدا
لائی یہان قفس مین مجھے آرزوے گل

غزل

کوئی پڑھ سکتا ہے اے گل پیرہن تحریر گل
جو رگین ہین برگ گل مین ہے خط تقدیر گل

ہو قبالہ خلد کا اُس کے لئے تحریر گل
قبر بلبل پر بنا دے کوئی گر تصویر گل

خواب مین دیکھا ہے بلبل نے مہ کنعان حسن
شاد ہو جائے اگر دیدے کوئی تعبیر گل

جب بنائے قصر گل کو دیکھئے کہتا ہے دل
واہ اے معمار قدرت خوب کی تعمیر گل

کیون نہ مرغانِ چمن کا ہو رعیت بیشمار ۔ جسقدر ہے سرزمینِ باغ ہے جاگیرِ گل

ایک کی رو کر کٹی اور ایک کی ہنس ہنس کے عمر ۔ اک مقدر بلبلونکا ایک ہے تقدیرِ گل

رنگ کے پردے مین رکھتے ہین رگون کی جال کو ۔ صید بلبل کو یہ اچھی بن پڑی تدبیرِ گل

سر پہ جوڑے مین برائے حسن رکھتے ہین حسین ۔ اے خوشا قسمت خوشا طالع خوشا تقدیرِ گل

ظلم کو صیاد و گلچین کے چمن مین دیکھنا ۔ اک گریبان گیرِ بلبل ایک دامن گیرِ گل

عارضِ رنگین جانان سے کرین دعوائے حسن ۔ کیون نہ گلچینانِ گلشن ہون گریبان گیرِ گل

توڑتے ہین انگلیون سے پھول گلچینانِ باغ ۔ کیون نہ شمع بزمِ فلک اونکو کہے گلگیرِ گل

ہر سبد مین دیکھے سب پھولون مین ہین بالانشین ۔ واقعی باغِ جہان مین ہی بڑی توقیرِ گل

بلبلین اس سے خزان مین ترک کرتی ہین چمن ۔ دیکھتین کس سے آنکھون سے وہ حالتِ تغییرِ گل

آہ و نالہ یون ہی بلبل کے شریکِ آب و گل ۔ رنگ و بو جیسے ازل کے دن سے ہی تخمیرِ گل

شاخسارِ نخل سے جنبش جو کر سکتا نہین ۔ دودِ آہِ بلبلِ شوریدہ ہے زنجیرِ گل

رنج و غم روزِ ازل سے ہی نصیبِ عاشقان ۔ کچھ خطا بلبل کی اس مین ہے نہ کچھ تقصیرِ گل

صحبتِ اہلِ کرم سے فیض ہوتا ہے ضرور ۔ قربِ گل سے ہی نسیمِ باغ مین تاثیرِ گل

اے ہما جب سے پڑی اوس روے رنگین پر نظر
ہر گھڑی پھرتی ہے آنکھون مین مرے تصویرِ گل

غزل

ہر ایک دل نہین عشق عذار کے قابل
زمین تمام نہین لالہ زار کے قابل

پسند دل نہو کیون اونکی کاوش مژگان
کہ ہے یہ گل خلش نوک خار کے قابل

ہزار شکر دل یار مین جگہ پائی
یہ واقعی ہے محل افتخار کے قابل

مین طول وصف سر زلف کم کرون کیونکر
یہ قصہ وہ ہے نہین اختصار کے قابل

جدہر گیا مین نشانہ سبھی بناتے ہین
حسین سمجھتے ہین مجھکو شکار کے قابل

اجل نہ دیر کر آرہ ہے ہر نفس دم نزع
یہ جان زار نہین احتراز کے قابل

چھپا کے دل مین رکھا اس نے دین یار کا عشق
نہ تھا یہ راز نہان آشکار کے قابل

تمھارا جلوہ دل صاف مین نہ کیون ہوتا
کہ لوح سادہ ہے نقش و نگار کے قابل

نکالون کیون نہ زمین سے گڑے ہوئے مضمون
کہ ہے یہ گنج نہان آشکار کے قابل

نہ پوچھو توسن عمر روان کی چالاکی
یہ سینہ زور نہین کم سوار کے قابل

مجھی پہ آتا ہے تیر حوادث گردون
مین ہی ہون ایک زمین پر شکار کے قابل

ظہور عالم امکان پئے محمد تھا
کہ تھا یہ نور نہان آشکار کے قابل

ہین اس امید پہ گن گن کے زخم کھاتا ہون
کہ ہون شہیدون مین تیرے شمار کے قابل

قدم اوٹھا کے چلو دیکھنے جو آئے ہو
کہ جان یان نہین اب انتظار کے قابل

نہال شعر پھلین بزم مین ہمدا کیونکر
زمین نہین شجر میوہ دار کے قابل

غزل

رہتی ہی یاد ابروے جانان میانِ دل | کیون ہو نہ رشک خانہ کعبہ مکانِ دل
عیسیٰ تو چار پردون مین وہ بت حجاب مین | اظہار کس سی کیجیے دردِ نہانِ دل
رشک قمر ہین داغ جگر یاد زلف مین | روشن اندھیری رات مین ہے آسمانِ دل
بلبل نہ پھر چمن مین خوش الحانیان کری | سُن لے جو کان دھر کے ہماری فغانِ دل
آنکھون کو ملکے کہتے ہین اب نیند آئی ہے | جب یار کو سناتا ہون مین داستانِ دل
حاضر ہین دل لیے در دولت پہ جان نثار | جس طرح چاہو یار کرو امتحانِ دل
پرتو سے جسکے چرخ چہارم بھی ماہ ہے | روشن ہو داغ عشق سی ایسا مکانِ دل
ہردم جو اون کے سبزۂ رخ کا خیال ہی | گویا کہ خضر رہتے ہین یان میہمانِ دل

نارستفر ہو سر دھنا یہ یقین ہے
اتنا اثر دکھائے جو سوزِ نہانِ دل

غزل

ہو گیا ہے طوق کی صورت گریبان آج کل | بن گیا ہے پاؤن کی زنجیر دامان آج کل
یہ ہوا ہے دردو غم چلتی ہی باغ دہر مین | کوئی غنچہ بھی نہین گلشن مین خندان آج کل
قطرۂ شبنم نہین یہ بلبلون کے اشک ہین | شکل مداہ ہے سرد گلستان آج کل

داغ لالہ کے جگر میں آتشِ حسرت سے ہیں / وین نرگس بنا ہے چشم حیران آج کل

جس جگہہ جلسے پریزادون کی تھے ہر روز و شب / ہو گئے سنسان وہ سب قصر و ایوان آج کل

خود بخود رونا چلا آتا ہے سب کو دیکھہ کر / جب نظر آتا ہے خالی تخت سلطان آج کل

آب پاشی ہی نہ اب بادِ بہاری ہی کہین / خاک اُڑتی ہے درِ دولت پہ ویران آج کل

غیر ظلماتِ الم صورت نظر آتی نہین / عیش ہے معدوم مثلِ آبِ حیوان آج کل

ہر جوان کا دستِ ظلم و جورِ چرخِ پیر سی / چاک مثلِ صبح محشر ہے گریبان آج کل

یا خدا سلطانِ عالم کا دکھا دے پھر جلوس / اُٹھ نہین سکتا ہو اب اندوہِ حرمان آج کل

اے ھُدا اپنی گردشِ تقدیر سی ایسا ہون تنگ
وسعتِ عالم ہوئی ہے مجھکو زندان آج کل

غزل

یون ہی چراغِ عقل تری انجمن مین گل / ہو شمع ماہتاب کی جیسے گہن مین گل

سبزہ نمو ہے بوسۂ رخسار اتو دو / صدقے آثارِ حسن کے سورج گہن مین گل

ہوتے ہی وصل شمع ہوس ایسی بجھ گئی / جیسے چراغ ماہ ہو سورج گہن مین گل

یعقوب بوئے رخت پسر سے یہ شاد تھے / گویا کلی کلی تھی لبی پیرہن مین گل

داغی غلام کہتے ہین سب باغ دہر مین / کھایا ھُدا جو لالے نے میرے چلن مین گُل

اوس گل کی یاد مین جو خلیدہ ہون خارزار / دل ڈیکے یہ ٹکے ہین مرے پیرہن مین گل

یہ تازگی ہے بزم مین اوس نوبہار کی — کھلتے ہین شمع بزم کے گر کر لگن مین گل

سر کاٹتے ہین رونے پہ وہ ہنس کے شمع کا — خندان ہین دست ناز پہ کیا کیا لگن مین گل

مثل سر شاخ شمع ہون گر بلبلون کے اشک — گل کی طرح شگفتہ ابھی ہون لگن مین گل

ہے شمع لو لگائے جو اُس گل سے بزم مین — کیسے سبد کی طرح بھرے ہین لگن مین گل

لیتے ہین گل وہ دست حنائی سے شمع کا — لالے کے پھول بنتے ہین گر کر لگن مین گل

کاٹے ہین عندلیب کے پر لا کے باغ مین — صیاد تو نے قہر کے کترے چمن مین گل

اوٹھتے ہین ایسے دل سے دھوئین یاد زلف مین — سایہ سے جسکے آتش گل ہے چمن مین گل

دیدار حشر پر ہے تو پھر کس اُمید پر — کھولے ہے چشم شوق کو ہر سو چمن مین گل

بو باس میرے گل کی نہ پائین گے حشر تک — پیدا ہزار رنگ سے ہون گر چمن مین گل

باقی ہے عشق چشم ھدا بعد مرگ بھی
نرگس کے میری قبر پہ رکھنا چمن مین گل

غزل

بلبل سدا بہار ہین اپنے چمن مین گل — طاؤس کی طرح سے سراپا بدن مین گُل

جوڑے مین آج اوس گل رعنا کے گل نہین — پھولا شفق کے رنگ پہ شام ختن مین گُل

گلریز وصف آتش رخ مین زبان ہے — یہ آبلے نہین ہین بھرے ہین دہن مین گُل

وابستہ دل ہین سیکڑون زلفون مین یار کی — گلدستہ کیطرح ہین بندھے اس رسن مین گُل

وحشت مین خار دشت سی دل باغ باغ ہی　　آنکھو نمین خار تھے مری کیسے وطن مین گل

آیا خیال صحبت احباب جب کبھی　　صحرا کے خار ہو گئے یاد وطن مین گل

اللہ ری آتش چمن افروز حسن دوست　　ہی آتش خلیل بھی جس انجمن مین گل

خاموش مجھکو دیکھکے کہتے ہین وہ ہدا
شمع زبان ہے کیون تری بزم سخن مین گل

غزل

خندان ہی آہ سرد سے کیا انجمن مین گل　　سرمائے گل سے کھلتے ہین دیکھو چمن مین گل

وہ آمد شباب مین نکھرا ہے رنگ یار　　پتون کی آڑ ڈھونڈھتے ہین ہین بچمن مین گل

کہتے ہی اُف زبان سے دل منہ کو آگیا　　طرفہ کھلا ہے سوز جگر سے دہن مین گل

ہی کشت زعفران کی بہار آج دھوپ مین　　خندان گل فلک سے ہین کیا کیا چمن مین گل

یہ آہ سرد یاد پری رو مین برق ہے　　پھولے کہین نہ خرمن چرخ کہن مین گل

رضوان بھی مرحبا تجھے کہتا ہی اے ہدا
کیسے کھلائے غنچۂ اہل سخن مین گل

غزل

مقیم کعبہ ہین ایجان وقار کے قابل　　غزال چشم نہین ہین شکار کے قابل

نہ یان ہو قیس کا صحرا غبار کے قابل | نہ وان ہے ناقۂ لیلےٰ قطار کے قابل
زبانِ برگ سے گویا ہین نونہالِ چمن | بچین خزان سے تو ہون گے بہار کے قابل
ہمارے اشکون کو گن کر درود پڑھ زاہد | یہ سبحہ نام خدا ہے شمار کے قابل
سے کئے خیال نے بوسہ کے سرخ گال انکے | یہ غازہ تھا رخِ رنگینِ یار کے قابل
بہار سبزہ دلکش مین ہے سوا گل کی | ہوا ہے خط سے وہ رخ اور پیار کے قابل
زبان کو پاک کرا ے دل دروغ گوئی سے | کہ تا سخن ہو ترا اعتبار کے قابل
ہوائے آتش رخ سے ملا ہے گلشن داغ | کہان تھا منہ مرا اس لالہ زار کے قابل
مری بھی آہ شرربار کو کوئی بھڑ دے | کہ ہے یہ شعلہ سرکش انار کے قابل
علاقہ نکہت گل سے ہے خشک مغز کو کیا | گلوے شیشہ بھلا کب ہے ہار کے قابل
مری طرف رخ قوس فلک نہ کیونکر ہو | غزال پائے بگل ہے شکار کے قابل
طریق حق کا ہے جو یا تو راہ دل مین نکال | یہ راستہ ہے تری رہگذار کے قابل
عبث وہ دل کو کدورت سے اندر رکھتے ہین | نہ تھا یہ آئینہ گرد و غبار کے قابل
یہ دستِ شوق نہ از خود بڑہین اودھر کیونکر | تمہارا بوٹا سا قد ہے کنار کے قابل
اوٹھانا کوہ الم ضعف مین گران گذرا | یہ بارِ سخت نہ تھا جسم زار کے قابل
یہ چشم تر سے اشارہ ہے دل کے داغون کا | یہ باغ خشک ہے ابر بہار کے قابل
مرے بھی دست ہوس کی مراد بر آئے | جو نخل قامتِ جانان ہو بار کے قابل
کہون جو تختۂ لالہ اسے تو زیبا ہے | مثال ہے یہ دل داغدار کے قابل

سرِ مژہ تلک آئے ہین یہ کے جوش مین اشک | یہ آبلے بھی ہوئے نوک خار کے قابل
نکالا کلمۂ حق منہ سے مین نے ناحق کو | مری زبان نے کیا مجھ کو دار کے قابل
ہر ایک خار یہ انگلی اٹھا کے کہتا ھے | یگانگی ہے مری کردگار کے قابل
وہ جلوہ گر دلِ پر داغ مین نہ کیون ہوتا | یہ خانہ باغ تھا اوس گلعذار کے قابل
کیا ہے غیر پہ کیون ناوک نگاہ نے رخ | یہ تیر تھا مرے دلمین گذار کے قابل
تمام شرح شب انتظار کیونکر ہو | نہین یہ طول امل اختصار کے قابل
مری طرف کو نہ اے بت نگاہِ سخت سے دیکھ | نہین یہ شیشۂ دل سنگسار کے قابل
عبث ہین گرد رخ یار مورچے خط کے | نہ تھا یہ قلعۂ روشن حصار کے قابل

گیا شباب ھُدا آتن کی جل چکے بھی بہت
بس اب جھکو کہ ہے سِن انکسار کے قابل

غزل

مشام غیر نہین بوئے یار کے قابل | کہان یہ خار شمیم بہار کے قابل
بہار مین بھی شگفتہ نہ ہو جو غنچۂ دل | و باغ دھر مین ہے نوکِ خار کے قابل
مین کس طرح نہ غم یار پیش کش کرتا | کہ تھا یہ تحفۂ دل غمگسار کے قابل
درازی شبِ ہجران پسند ہے مجھکو | کہ طول زلف نہین اختصار کے قابل
شب فراق جو آغوش یار یاد آیا | دبایا گھر نے سمجھ کر فشار کے قابل

یہ آسیائے فلک نے حیات مین پیسا — رہی نہ جان بدن مین فشار کے قابل
اوٹھا ہے معرکہ عشق سے قدم میرا — زمین مین گاڑ کہ ہون سنگسار کے قابل
پسند خاطر نازک ہے رنگ بیرنگی — مکان یہ نہین نقش و نگار کے قابل
جدھر نکلتا ہون پتھر جنون مین کھاتا ہون — کیا فلک نے مجھے سنگسار کے قابل

کٹی ہے عمر ہم آغوشی صنم مین ھدا
کہان ہے یہ تنِ عاشق فشار کے قابل

غزل

واہ کس شوکت سے کرتی ہے بسر شاخ غزال — گھر بناتی ہے سدا بالائے سر شاخ غزال
گر ہوا باندھے بہار روئے رنگین وحشت مین — سبز ہو جائے ابھی مثل شجر شاخ غزال
کون سی شاخ چمن ہے جو نہین صرف خزان — ہے مگر ہر فصل مین اک رنگ پر شاخ غزال
ہے موالید ثلاثہ مین تو اس کا بھی شمار — کیون نہ بالیدہ ہو مانند شجر شاخ غزال
یاد مژگانِ صنم وحشت مین ہے سینہ سپر — مجھکو پہنچا ہی نہین سکتی ضرر شاخ غزال
چشم ابلق اوس حسین کی ہے گر آہوے تتار — دونون ابرو دو طرف ہین سربسر شاخ غزال
دشتِ وحشت مین جو یاد آتی ہین مژگان صنم — چوم لیتا ہون مین بے خوف و خطر شاخ غزال
خوش نما میوے کی ڈالی سے ہے وحشت مین مجھے — گو نہین رکھتے کوئی برگ و ثمر شاخ غزال
یاد آجاتی ہے مجھکو کاکل پیچان یار — دشت وحشت مین نظر آتی ہے گر شاخ غزال

جنبش تیغ نگہ سے میرے آہو چشم کی
چاک ہو کر بن گئی قلب و جگر شاخِ غزال

قتل عاشق کو ہے کافی سرمۂ دنبالہ دار
ہے سان سے تیز تر بہر جگر شاخِ غزال

یہ نشانی صبح کاذب کی شب آخر میں ہو
سرخ ہو جبدم عیان قبل سحر شاخِ غزال

بزم افروزی کرے گر آہ مجنون دشت مین
ہو ابھی روشن برنگ شمع ہر شاخِ غزال

شانہ بہرِ کاکلِ پُر خم بناؤن گا ضرور
ہاتھ آجائے کسی پہلو سے گر شاخِ غزال

چاک کرنے پر ہے آمادہ دل مسکین مرا
عرش کے ڈہانے پہ باندہے ہے کمر شاخِ غزال

تیز یہ خامہ ہوا ہے لکھ کے اوصاف مژہ
نوک سے جبکی پکارے الحذر شاخِ غزال

واقعی یہ ضیغمِ فکر رسا کا زور ہے
باندہ سکتا کون یون دل کھولکر شاخِ غزال

اے ھدا فیض سلیمان سے پری مضمون ملے
نظم کر سکتا نہ مجھ سا بے ہنر شاخِ غزال

غزل

دل کی بربادی پہ رکھتی ہے نظر شاخِ غزال
عرش کے ڈہانے پہ باندھے ھے کمر شاخِ غزال

ہے اوس آہو چشم کی ترچھی نظر شاخِ غزال
پردۂ دل کی مرے ہو رخنہ گر شاخِ غزال

غزل

در ردیف میم

قول حواس خمسہ ہے اعلا ہین تن سے ہم
پیدا ہوئے ہین مصلحت پنجتن سے ہم

وحشت کو سیکھتے ہین جنون مین ہرن سے ہم | آنکھین لڑاتے ہین جو غزال ختن سے ہم
کرتے ہین خوف گردش چرخ کہن سے ہم | ماہر ہوئے ہین کچھ جو ریاضی کے فن سے ہم
مصر نجف مین سلطنت دین حصول ہو | یوسف کیطرح چھوٹین جو اہل وطن سے ہم
لے لینا بوسہ اون لب لعلین کا سہل تہا | لائے ہین رنگ اڑا کے عقیق یمن سے ہم
گر جانتے گلون مین بچھا ہے رگون کا جال | لیتے نہ ایک پھول کبھی اوس چمن سے ہم
جلتے ہین بہر دید جمال صبیح یار | آنکھون کو آج دھوئین گے نہر لبن سے ہم
سر دین گے آج معرکۂ امتحان مین | بے سر ہم کیے ہین پھرنے کو رن سے ہم
بولی نکل کے روح تن پیر زال سے | کن ذلتون مین رہتے تھے رخت کہن سے ہم
آہ شرر فشان ہے کہ شعلے جحیم کے | جلتے ہین اب تو عشق مین دل کی جلن سے ہم
بل آ گئے ہین تیغ مین اوچھا پڑے گا وار | پہلے ہی سب سمجھے تھے یہ بھون کی شکن سے ہم
یوسف تو گر کے نکلے بھی اب کی جو ہم گرے | نکلین گے اب نہ مر کے بھی چاہ ذقن سے ہم
مہندی ادہر وہ ملتے ہین پابوس کو ادہر | لپٹے ہوئے حنا کی طرح ہین لگن سے ہم
ہے ذرہ ذرہ آئینۂ رونمائے دوست | غربت مین کیون نہ شاد ہون گرد وطن سے ہم
ڈرتا ہے دل اندہیرے سے کنج مزار کے | مرقد مین منہ چھپائے ہوئے ہین کفن سے ہم
وہ پھل نہین ہے یہ کہ برومند ہو کوئی | ثمرہ نہ پائین گے کبھی سیب ذقن سے ہم
اب تک سیاہی شب غم کا یہ خوف ہے | ڈرتے ہین دن کو سایۂ زاغ و زغن سے ہم
جلتے ہین یاد عارض روشن مین رات بھر | کم سوز عشق مین نہین شمع لگن سے ہم

بیٹھا ہے آکے غیر مرے اون کے درمیان
اندھیر ہے نہون جو پریشان گہن سی ہم

یارب ہو حلہ پوش کفن خاک کربلا
مٹی نہ پائین ہند مین خاک وطن سی ہم

ناز اپنی شعر پر ہے کلام اور کا ہے ہیچ
نالان ہین دانش شعرائے زمن سی ہم

کہتی ہین زلفین آنکھون سی کیونکر ہون ہم جدا
وہ آہوے ختن سے ہین مشک ختن سی ہم

لایا ہے کھینچ کر ہمین عشق شہ رضا
سوے شمال آئی جو ملک دکہن سی ہم

اک آنکھ جام خون ہے ھدا ایک زہر ہے
محزون ہین جوشش حزن حسین و حسن سے ہم

غزل

دوستو وصف مژہ کرتے ہو کیون ہر بار تم
چھیڑتے ہو زخم دل کو ہر گھڑی بیکار تم

ذوق آرایش ہی تو دیکھو مرے دل کی طرف
کیسے خود بین ہو کہ آئینہ سے ہو بیزار تم

داد ہان زخم مین اس طرح وصف تیر مین
ہے یقین گر دیکھہ لو سمجھو لب سوفار تم

کیون نہ آنکھون مین جگہ دیتا تمہین اے لخت دل
کاروان اشک کے ہو قافلہ سالار تم

محسنون کی وجہ احسان کی بھلا مین عزتین
نشۂ دولت مین ایسے ہو گئے سرشار تم

قول تازہ ہو کوئی تسکین دل کے واسطے
چاہئے انکار برسون کر چکے اقرار تم

واعظو غیبت سی رندونکی تمہین کیا فائدہ
اپنے سر لیتے ہو جرم غیر کا کیون بار تم

آنسوؤن کا میرے دل لڑا موتیون سی کم نہین
پھول سی ہلکا رہے گا گر بناؤ ہار تم

شمع گل کر کے سنو افسانہ عشق عذار — چاہتے ہو سوز دل کا گرمی اظہار تم

ہے تمہارے لطف کو دعوا اگر طاقت پہ کچھ — توڑ تو ڈالو بھلا اشکون کا میرے تار تم

غیر کے آنے مین ذلت ہے مرے کہتا ہون جب — ہنس کے کہتے ہین کہ ہان ایسے ہو غیرت دار تم

بیخود ایسے ہو ھدا ساقط ہین ہوش نقشین
بادۂ الفت مین کس مئے کش کے ہو سرشار تم

غزل

پوچھتے ہو مدعائے دل مرا بیکار تم — ہے وہی برسون سے جس کا کرتے ہو انکار تم

آنے والی ہے ادھر سے کیا کسی عاشق کی لاش — آبدیدہ در پہ کیون آتی ہو سو سو بار تم

سامنے غیرون کے طعنہ عشق مژگان کا نہ دو — آنکھ مین اورون کی کیون کرتی ہو مجھکو خار تم

خوش نما ابر سیہ مین اپنے شیشون کا ہے رنگ — دیکھو میخانے مین چل کر لالہ کہسار تم

پوچھتے ہین جو نکلتا ہے مرے گھر سے طبیب — سچ کہو پاتے ہو کچھ جینے کے بھی آثار تم

عشق دندان مین دُر افشانی پہ مژگان ہین مرے — اے صنم سمجھے ہو جسکو ابر گوہر بار تم

فاتحہ بھی پنجشنبہ کو نہین دیتے مرا — کیا خطا کی مرنے والے نے کہ ہو بیزار تم

اے ھدا کیا بندش مضمون ہے کیا الفاظ ہین
شاعرون کی بزم مین اچھے پڑھے اشعار تم

غزل

آنچ آئے پیرہن پہ تو اوسکو بچائیں ہم — دل کی لگی ہوئی کہو کیونکر بجھائیں هم

کیا حال سوزِ ہجر کا اون کو سنائیں ہم — کس طرح چاک کر کے کلیجہ دکھائیں هم

موسیٰ کو جبکہ غش ترے دیدار سے ہوا — بتلاؤ اپنے ہوش میں کس طرح آئیں هم

جب سے سنا ہے کاندھوں پہ رہتے ہیں دو ملک — کرتے ہیں بات دیکھ کے اب دہنے بائیں هم

آئے ہیں غیر کوچہ سے اون کی نکالنے — اے کاش یہ زمین پھٹے اور سمائیں هم

اک کم سخن کا عشقِ دہن ہے نہ پوچھئے — ناگفتنی معاملہ ہے کیا بتائیں هم

بڑھتی ہے رات یاد میں زلفوں کی سر بسر — صبح گلوے یار سے اب دل لگائیں هم

بہتر فراق یار میں جینے سے موت ہے — صدمے یہ روز روز کے کیونکر اوٹھائیں هم

نقشہ قمر کا داغ محبت سے مٹ گیا — جو شکل اپنے دل کی ہو کیونکر دکھائیں هم

وحشت میں اور ہوتا ہے دل تنگ غنچہ سان — پرزے جو دیکھتے ہیں گلوں کے قبائیں هم

زلفوں میں پھانس کر دل نالان وہ کہتے ہیں — سنتے ہیں آہ آہ کی کل سے صدائیں هم

آنسو کی طرح دل بھی گرا منہ کے بھل کہیں — سنتے ہیں آہ آہ کی پیہم صدائیں هم

مہمان ہمارے گھر میں وہ آئیں جو شام کو — تا صبح دستِ شوق سے پاؤں دبائیں هم

نیت یہ کی ہے دید جو ہو چشم مست کی — بھر بھر کے جام مے فقرا کو پلائیں هم

ہے فکر بوسۂ لب لعلین یار کی — کیونکر نہ ہونٹ دانتوں سے پیہم چبائیں هم

دیکھے ہوئے ہین گردش چشم پری رخان | کیا گردشون سے چرخ کی چکر مین آئین ہم
اے بخت تیرہ بیٹھا ہے گر تو ایسا پس | چشم بتان مین سرمہ کی صورت سمائین ہم
پوچھو نہ حسن و عشق کا ہم سے معاملہ | جو دل کا حال ہو اوسے کیونکر بتائین ہم
باندھے گرہ مین موتی کی صورت ہین آبرو | گر جائے گر تو ڈھونڈھ پھرین پر نہ پائین ہم

فرصت بناؤ سے تو ہدا اون کو ہو چکی
مشاطہ باہر آئے تو خلوت مین جائین ہم

غزل

در ردیف ن

رہے جو ہجر مین تصویر یار پہلو مین | قرار پائے دل بیقرار پہلو مین
وہ دن بھی تھے کہ جو رہتے تھے یار پہلو مین | ہین اب تو داغ ہمین یار پہلو مین
ہوئی بہشت کی شب بھر بہار پہلو مین | رہا جو خندہ زنان وہ نگار پہلو مین
کہین پتہ دل گم گشتہ کا نہین ملتا | بہت ٹٹولتا ہون بار بار پہلو مین
تمام ہو گیا درد فراق سے شاید | طپان نہین جو دل بیقرار پہلو مین
پڑے جو پرتو رخسار مہ جبین شب وصل | کتان کی طرح ہو دل تار تار پہلو مین
یہان تو آہ کے ہمراہ منہ کو آتا ہے | وہ دل نہین کہ کرے انتظار پہلو مین
کسی کو کھول کے آنکھین نہ قبر مین پایا | مرے عمل تھے فقط یار غار پہلو مین

تڑپ تڑپ کی شبِ غم ہدا نے کی یہ دعا
کسی کے درد نہو کر دگار پہلو مین

دیگر

سدا جلا رہے آئینہ وار پہلو مین
رہے اگر مرا مُشتِ غبار پہلو مین

جز اپنے دل کے کوئی رمز عشق کیا سمجھے
ہر ایک جس کا ہے پہلو ہزار پہلو مین

گھٹا مین سیرِ چمن کا ہے لطف جب ساقی
بغل مین شیشہ مے ہو نگار پہلو مین

الٰہی آرزوے دید ہے بہت مجھ کو
بنا دے دل کے عوض روئے یار پہلو مین

متاعِ حُسنِ رُخِ یار کیون نہ ہو محفوظ
سیاہ زلف کے بیٹھے ہین مار پہلو مین

لگی ہے آتشِ عارض سے دو جہانمین آگ
جگر بھی جلتا ہے دل در کنار پہلو مین

شروع عشق سے کین مین نے اس قدر آہین
کہ درد پڑ گیا انجام کار پہلو مین

تڑپ کے ہجر مین مانند برق نکلے گا
کچھ اور دل جو ہوا بیقرار پہلو مین

تڑپ کے درد جگر سے وہ کیون نہ مرجائے
نہوئے جس کا کوئی غمگسار پہلو مین

یقین خلق کو ہوتا ہے برق خندان کا
یہ عشق لب مین ہے دل بیقرار پہلو مین

بتون کی غم مین اوٹھائین ہین سختیان ایسی
کہ دل ہوا مجھے خود اپنا بار پہلو مین

ہدا شگفتہ نہ ہو اُس طرح سے دل کیونکر
کہ سامنے ہے چمن اور یار پہلو مین

غزل

بھڑک رہے ہین وہ دل کی شرار پہلو مین
ٹھہر سکین نہ کبھی غمگسار پہلو مین

رہے شگفتہ دل داغ دار پہلو مین
جو میکر قبر کے ہو لالہ زار پہلو مین

کھٹک ہے درد کی کیون بار بار پہلو مین
الٰہی دل ہے بغل مین کہ خار پہلو مین

عوض مین پھول کے شب کو تھا خار پہلو مین
بجائے یار رہا درد یار پہلو مین

نہین فغانِ دلِ بیقرار پہلو مین
چہک رہا ہے ہمارے ہزار پہلو مین

نگاہ چرخ سے گر جائے کثرت انجم
کرون جو داغون کا اپنے شمار پہلو مین

شرارے مُنہ سے نکلتے ہین پھول بن بنکر
یہ دل ہے شعلہ فگن یا انار پہلو مین

فلک کے پیسے ہوسے کب زمین سی دبتی ہین
لگائے ہاتھہ تو آکر فشار پہلو مین

عجیب مرقد فرہاد نے جگہ پائی
سرہانے جوے روان کوہسار پہلو مین

کیا ہے عشق نے طاؤس بند سینے مین
نہین ہمارا دلِ داغ دار پہلو مین

گمان دل پہ مرے کیا ہی شیشۂ مے کا
یہ جم کے بیٹھے ہین کیون بادہ خوار پہلو مین

ہوا ہے جب سے اونھین دلربائی کا دعوا
مین دل کو جانتا ہون مستعار پہلو مین

گرا قدم پہ نکل کر وہ بت جو اوٹھنے لگا
یہ دل ہُوا مرا بے اختیار پہلو مین

تڑپ رہا ہے ہمارا مرغ نیم جان کی طرح
یہ حال دل ہے شبِ انتظار پہلو مین

غزل

لطفِ نیرنگ جہان پیرِ مغان ملتا نہین　　کیون مجھے جامِ شرابِ ارغوان ملتا نہین

بسملون کو عشق کے کیا خاک ہو حظِ نماز　　اون کو بے تکبیر کے لطفِ اذان ملتا نہین

مجمعِ عشاق ہے اے جان بہارِ حسن تک　　کوئی بلبل باغ مین بعد خزان ملتا نہین

کس قدر بے قدر جنسِ عشق کا بازار ہے　　دل لیے پھرتا ہون کوئی قدردان ملتا نہین

توڑ کر بیٹھے ہین ہم بھی بیعتِ دستِ سبو　　ہاتھ جب سے تجھ سے اے پیرِ مغان ملتا نہین

تفرقہ انداز ہمدم کیون نہ سمجھون رزق کو　　دیکھ لب سی لب ہو وقت آب و نان ملتا نہین

ڈھنگ ڈالا کیون رقیبون نے ہو قصرِ یار پر　　شکلِ عقرب کیا انھین اپنا مکان ملتا نہین

حالتِ پامالِ حسرت کس طرح دریافت ہو　　مدتون سے قاصدِ بادِ خزان ملتا نہین

ہم بھی چلتے راہ سوزِ عشق مین سر سے ضرور　　پر کوئی اشکِ روان سا کاروان ملتا نہین

سرد بازارِ محبت میری اوٹھتی ہے ہوا　　آج کوچہ مین کوئی گرمِ فغان ملتا نہین

چشمِ بینا ہو ہر اک جا جلوۂ محبوب ہے　　حسن اے دل کون سی جا ہی جہان ملتا نہین

چھٹ گئی مستی لبِ جان بخش کی صبحِ وصال　　آتشِ لعلِ بدخشان کا دھوان ملتا نہین

کوہ مین صحرا مین دریا مین فضائے دشت مین　　واہ اے رزقِ مقدر تو کہان ملتا نہین

عاشقانِ زلف کی شاید خطا کر دی معاف　　اب کوئی کوچہ مین پہنے بیڑیان ملتا نہین

دیر کے جھگڑون سے نکلے طوف کعبہ مین پھنسے　　پھیر قسمت مین جو لکھا ہو کہان ملتا نہین

شاخ طوبی پر نشیمن چل کر ای مرغ روح
نخل ہستی مین محل آشیان ملتا نہین

کھو گیا دل زلف کے کوچہ مین ایسا شام سے
شمع لیکر صبح تک ڈھونڈھا نشان ملتا نہین

جستجو کر چل کے باغ خلد مین ای عندلیب
اس چمن مین تو دماغ باغبان ملتا نہین

کجروی کی چال اسکی سب بھلا دیتا ابھی
کیا کہون مجھکو زمین پر آسمان ملتا نہین

بھیجئے کچھ حال سوز عشق عارض مین پیام
شمع سان قاصد کوئی آتش زبان ملتا نہین

گھل گیا یہ کاہش غم سے ہمارا جسم زار
شمع سان اب کچھ سوا سے استخوان ملتا نہین

آسیا کی طرح دست و پاے راحت قطع کر
دیکھ کیونکر رزق بے وہم و گمان ملتا نہین

چھپ کے بیٹھا ہون مین ایسا کنج عزلت مین بحرا
دوستون کو صورت عنقا مکان ملتا نہین

غزل

گم ہوا اسکو مین دل ایسا نشان ملتا نہین
کاروان تو ہے عزیز کاروان ملتا نہین

کچھ عدم کے جانے والون کا نشان ملتا نہین
خاک بھی چھانی غبار کاروان ملتا نہین

یار کی رنجش بھی خالی فائدہ سے کچھ نہین
غیر سے بھی میرے دھوکے بدگمان ملتا نہین

موشگافی سو قلم سے کی تو مانی نے بہت
بال بھر بھی طرز زلف جان جان ملتا نہین

بلبل جان ڈھونڈھ چلکر خلد مین رہنے کی جا
اس چمن مین تو مقام آشیان ملتا نہین

کس طرح عشق لب جان بخش جانان چھوڑ دون
چشمۂ آب حیات جاودان ملتا نہین

بسمل تیر نگاہ ناز اورون کو کیا | بیخطا کیون مجہہ سے اے ابرو کمان ملتا نہین
کیا جگہہ پائی ہے اون کے دلمین میری یاد نے | طائر سدرہ کو بھی یہ آشیان ملتا نہین
تختۂ لالہ بنایا جسنے داغون سے جگر | ڈہونڈہ ڈالے سب چمن وہ باغبان ملتا نہین
میرا دود آہ سوز دل مین کیا معلوم ہو | آگ سے شعلہ جہان اوٹھا دھوان ملتا نہین
دی جگہہ شداد سے کافر کو بھی اللہ نے | مجھکو مرنیکو بھی اون کا آستان ملتا نہین
دوستی ہے اہل دنیا کی فقط دنیا کیساتھ | دوست کوئی ہمکو وقت امتحان ملتا نہین
آفتاب حشر سے روشن دیا ہے جسنے داغ | ڈھونڈھتا ہون کو بکو وہ مہربان ملتا نہین
خانہ بربادی نہ ہو جبتک طریق عشق مین | اس مکانِ دل کو اوج لامکان ملتا نہین
واقعی دنیا بھی اک جنت ہے گر راحت ملے | ورنہ دوزخ ہے اگر آرام جان ملتا نہین
کیون نہ رکھے کوہ غم گردن پہ میرے آسمان | مجسا اسکو اور کوئی سخت جان ملتا نہین
ساتھ خط کے میری چشم شوق لیجا نامہ بر | اور کچہہ عجلت مین بہر ارمغان ملتا نہین

اے ہدا کہنے کو تو شاگرد ہو تم کیف کے
کچھ بھی اوس مغفور کا طرز بیان ملتا نہین

غزل

بھرکے اشکون سے پیے چشم کے پیمانے کون | جائے ساقی تنک ظرف کے میخانے کون
آئین وہ میری عیادت کو اسے مانے کون | آنکھ ہی ضعف سے کھلتی نہین پہچانے کون

یاد مے یار کی ہے خانہ دل مین شہرہ
راز پنہان مری خلوت کا بھلا جانے کون

آنکھ ملتے ہی کھلا راز محبت دلپسہ
نظر حسن سے اسرار کو پہچانے کون

ابر بن بن کے جو اوٹھا ہے غبارِ سرِ راہ
جھومتا ناز سے آج آتا ہے میخانے کون

ساغر چشم مین پی لیتے ہین بھر کرمے اشک
ہجر ساقی مین بھلا جاتا ہے میخانے کون

مال دنیا کبھی یہ سوچ کے مین نے نہ چھوا
پاک ہاتھون کو نجاست مین بھلا سانے کون

قید بلبل کو نہ کر موسم گُل مین صیاد
طفل غنچہ کو بھلا آئے گا بہلانے کون

شمع نے غسل دیا میتؔ پروانہ کو
ایسی دل سوزی سے آتا ہے نہلانے کون

بس کہ تھا دشت نوردی کا مجنون کے خیال
اُڑکے جو آیا بگولا کہا لیلے نے کون

مین ہون جاگیر کا مجنون کے محق اے وحشت
نل و فرہاد ہین دیوانون مین دیوانے کون

قیس و فرہاد کے قصہ کو وہ سنکر بولے
اپنی کچھ کہئے سنے غیر کے افسانے کون

فاش کس طرح سے ہو راز پیام بلقیس
جز سلیمانؑ کے ہدہد کی زبان جانے کون

شکوہ احباب سے ہوتا ہے ہمدا غیر سے کیا
اپنے آزار دہندہ ہون تو بیگانے کون

غزل

بغل مین شیشۂ مے لیکے وہ آتے ہین صحبت مین
فروغ مہر تابان ہے کنارِ صبح عشرت مین

نہو سر خم الٰہی محفل ارباب نخوت مین
جھکے بھی جب کبھی گردن تو محراب عبادت مین

عجب آرام سے سوتا تھا اسدم خواب راحت مین ۔ کیا بد حظ فرشتون نے جگا کر مجھکو تربت مین

مشام جان معطر ہو نہ کیونکر اون کی صحبت مین ۔ دو بالا مشک و عنبر سے کہین گیسوین نکہت مین

خیال بوسۂ عارض سے نیلا رنگ ہوتا ہی ۔ فزون برگ گل تر سے ہین وہ عارض نزاکت مین

زر گل کی طرح یہ مال دنیا بھی دو روزہ ہی ۔ بشر کو چاہئے نازان نہو ایام دولت مین

دکھاتا ہے طلسم دہر بھی وہ طرفہ آئینہ ۔ سکندر تو ہے کیا عقل ارسطو بھی ہی حیرت مین

متاع حسن جانان مول لینگے بیچ کر جان کو ۔ کرینگے سرفروشی چل کے بازار شہادت مین

گریبان کی طرح پرزے اڑے ہین سیکڑون دل کے ۔ بڑھے ہین ناخن دست جنون یہ جوش وحشت مین

بڑھا آتا ہے ناحق سطرف ای شعلۂ دوزخ ۔ پھنکا جاتا ہون مین خود آتش غم کی حرارت مین

نہ دخل عقل نامحرم ہو بزم دل مین ای وحشت ۔ خیال یار سی کچھہ مشورت اسدم ہی خلوت مین

خدا کے سامنے منکر گناہون کا اگر ہوتا ۔ گواہی دیتے سب اعضا زبان بنکر قیامت مین

الٰہی تھک کے جب بیٹھون تو تیری آستانے پر ۔ قدم اوٹھے جو دنیا سے تو تیری راہ الفت مین

پڑے ہین کافران روسیاہ زلف عارض پر ۔ خدا ہے مصحف عارض کا حافظ دور بدعت مین

سیہ خانہ مرا روشن ہے داغ عشق عارض سے ۔ کسے ہے شمع کی حاجت شب تاریک تربت مین

وہ اپنے حسن پر یہ محو ہین سکتے کا عالم ہے ۔ دکھا کر آئینہ مفت اونکو ڈالا مین نے حیرت مین

سیہ ہو جائیگا خورشید محشر عکس گیسو سے ۔ وہ سر کھولے جو آئے حشر اک ہوگا قیامت مین

نگاہ پاک سی مین دیکھہ لیتا ہون حسینون کو ۔ ہرے حسن خطا کی کیا سزا ہوگی قیامت مین

عدالت اک طرف اندھیر ہو جائیگا محشر مین ۔ کھلا دفتر سیہ کاری کا گر اپنی قیامت مین

[illegible]ون کا ہوا محشر مین خلقت کو
گئے ہم لیکے داغ عشق کو جبدم قیامت مین

پڑے گلشن پہ سایہ گر ہما گیسوے جانان کا
شمیم مشک پیدا ہو ابھی پھولون کی نکہت مین

غزل

نہ پوچھو غرق ہونا میرا دریاے محبت مین
کہون کیا دل ہی ڈوبا جاتا ہے آب ندامت مین

وہ یکتاے زمانہ آج ہین صورت مین سیرت مین
فزون ہین حسن مین یوسف سے اسکندر سے شوکت مین

گلے شکوے سے اے دل فرق پڑ جاتا ہے الفت مین
جدا ہر لب سے لب ہو جاتا ہے لفظ شکایت مین

نکیرین آن کر ایذا عبث دیتے ہو تربت مین
خبر کیا ہے تمھین ہم مبتلا ہین کس مصیبت مین

نہ سمجھو اس سیہ مستی سے مجھکو خواب غفلت مین
نہان چشم خرد سے مصلحت اپنی ہی خلوت مین

اوٹھائین سختیان فرہاد نے کیا کیا حقیقت مین
کلیجہ چاہیے پتھر کا ایدل راہ الفت مین

ہمارے گرد پروانون کا مجمع کیون نہ ہر شب ہو
کہ مثل شمع سوزان استخوان جلتی ہین فرقت مین

خزان مین بھاگتے ہین برگ بھی کوسون درختون سے
کسی کا ساتھ دیتا کون ہے وقت مصیبت مین

ابھی مرقد مین اوٹھ کر دم بھرون مین قم باذنی کا
ہلا دے میرے شانے کو وہ عیسیٰ گر جو تربت مین

خدا سے ڈر حسد سے کر نہ تیرہ عقل روشن کو
چھپا جاتا ہے یہ مہر مبین گرد کدورت مین

وہ گھر مین غیر کے رہنے کی خاطر سے جو آئے ہین
نجومی کہتے ہین آیا قمر عقرب کی صورت مین

نکل آتے ہین بھڑکا نیکو شعلہ آتش دل کا
یہ طفل اشک خون اخگر سے کیا کم ہین شرارت مین

مین رنگ گندمی پر اسلئے مائل ہون اے ناصح | نہ شک ہوتا بنی آدم کو میری آدمیت مین
گل باغ جہان ہے آنکھون مین کانٹے بنکے کھٹکین گے | جب آجائے گی یاد گلزار خانِ دہر جنت مین
گلہ جور و جفا کا یار سے ہر دم نہین اچھا | زیادہ رنج بڑھنے کے سوا کیا ہے شکایت مین
دم رخصت پے تعظیم جانان سرو قد اوٹھتا | اگر تخفیف پاتا کچھ بھی درد دل کی شدت مین

ہدا ہر سمت طغیان کفر کا سنتے ہین ان روزون
نہین معلوم کیا گزرے ہے خالق کی مشیت مین

غزل

سودے کی اک تو ہے یو نہین شدت بہار مین | طرہ ہے اوس پہ زلف کی الفت بہار مین
دو آنکھین اور ہون جو عنایت بہار مین | دیکھون مین چار سو تری صنعت بہار مین
ناخن خراشیون کی ہے شدت بہار مین | داغون کے گل کھلاتی ہی وحشت بہار مین
سودیمین قصد خار کے نشتر سے چاہئے | گر ہے تو ہے یہ چارۂ وحشت بہار مین
پژمردہ آسمان پہ کل آفتاب ہو | داغ جنون دکھائے جو صورت بہار مین
روتا ہون یاد مین رخِ رنگین یار کے | نیسان کی دیکھتا ہون لطافت بہار مین
دستار گل کی طرح ہین داغ جنون مرے | سیر چمن کی کیا ہے مجھے حاجت بہار مین
داغ جنون دکھائین ہمارے اگر فروغ | ہو جائے زرد لالے کی نکہت بہار مین
بنت العنب کی تاک مین دیوار باغ کو | پھاندین گے مست صورت نکہت بہار مین

کرنا ہے مجھ کو جامۂ صد چاک مین رفو　　دست جنون جو دے مجھے فرصت بہار مین

اک نیا ہوا نہین سودائے زلفِ یار　　ہر سال سر پہ آتی ہے شامت بہار مین

پچھتائے توبہ کر کے جوانی مین ہم ھدا
دل کی نکلنے پائی نہ حسرت بہار مین

غزل

نگہ مین دشمنون کی دوستون کے دلمین ہتے رہین　　مسافر عشق کے ہر دم نئی منزل مین رہتے ہین

نظر مین نور ہو کر روح بن کر دلمین رہتے ہین　　نئی صورت سے وہ آکر ہر اک منزل مین رہتے ہین

شہادت کے بہت ارمان اپنے دل مین رہتے ہین　　سمجھ کر کربلا ہم کوچہ قاتل مین رہتے ہین

غلو سکو ہے اے بت تیرے عشق خال ابرو مین　　یہی ہو وجہ جو جھگڑے حق و باطل مین رہتے ہین

تمھاری مانگ کے سودمین سرگردان نہون کیونکر　　بیابان گرد فکر جادۂ منزل مین رہتے ہین

نہ پوچھو دوستو کچھ خانہ بربادی کی قصہ کو　　وہی غارت گر دل ہین جو میری دل مین رہتے ہین

تمھارا حسن زلف و رخ ہے بیشک فتنۂ عالم　　اسی سے رات دن جھگڑے حق و باطل مین رہتے ہین

حسین دزد متاع جاں بھی ہین دزد مکاں بھی ہین
اوسی دل کو چراتے ہین ھدا جس دل مین رہتے ہین

غزل

الٰہی وہ عطا کر نور یکتائی بصارت مین
نظر آئے تری وحدت کا جلوہ مجھکو کثرت مین

حرام اے شیخ ہوجائے نہ تجھپر باغ جنت مین
نکر اس مرتبہ تاویل دختِ رز کی حرمت مین

کنارہ جب کرے پہلو سے دل دردِ محبت مین
اُمید اُن سے ہو کیا دو روز کی صاحب سلامت مین

گذر جاتا ہے انسان آدمیت سے محبت مین
مہذب لاکھ ہو دیوانہ بن جاتا ہے الفت مین

زرِ گل کی طرح یہ مال دنیا بھی دو روزہ ہے
بشر کو چاہیئے نازان نہو ایامِ دولت مین

ثواب حج بیت اللہ طوف قصر جانان ہے
جہان تک ہو قدم جلدی اوٹھا راہ سعادت مین

پہنچ جائین گے اکدن خانہ باغ یار مین ہم بھی
فضا باغ جنان کی گر لکھی ہے اپنی قسمت مین

حکومت سے کسی کے کب بھلا بت رام ہوتے ہین
جب ان سے کام نکلا ہے تو کچھ منت سماجت مین

ترے عاشق ستمگر جان دینے سے نہین ڈرتے
جھکائے سر کو بیٹھے ہین میدانِ شہادت مین

بتون کو راہ چلتے دیدیا دل بے طلب اپنا
تہی دستی مین بھی ہم کم نہین حاتم سے ہمت مین

کبھی اے دل بگڑنا گردش تقدیر کا شکوہ
نہ چھٹ جائے کہین دامن تحمل کا شکایت مین

نکل آتے ہین آنسو ایسی دلپر چوٹ لگتی ہے
مگر تاثیر پتھر کی ہے ناصح کی نصیحت مین

نہ سر ہوگی مہم یہ عشق کی بے سر دیے اے دل
سمجھ کر پاؤن کو رکھنا ذرا کوے شہادت مین

تسلط کشور دل پر ہوا ہے خال ہندو کا
بچے گا کس طرح ایمان کافر کی حکومت مین

کھلا کر لخت دل احسان کیا ہے غم سے دشمن کو
مروت کا مری شہرہ ہے ارباب مروت مین

نہ چھونا تھا بجھے مارِ سیاہِ زلفِ جانان کو
گنوائی جان اپنی ہاتھ سے ہمنے حماقت مین

حق و باطل کا فرق اے دل ہی بیشک مستِ زاہد مین
یہ محو وصل حق ہی وہ خیالِ حورِ جنت مین

یہ کس خوش چشم کا مد نظرِ دیدار ہے اُسکو
کھلی کیون چشمِ نرگس رہتی ہی ذراتِ حیرت مین

۱۲۷۵ شہرہ نہو کیونکر تری رطب اللسانی کا
کہ ہر مصرع غزل کا غرق ہی بحرِ فصاحت مین

غزل

وحشت مین کی ہی سیر بیابان تمام دن
کیا کیا چبھے ہین خارِ مغیلان تمام دن

بنتے ہین وان جو کاکل پیچان تمام دن
رہتا ہے اپنا حال پریشان تمام دن

احوال ہجر پوچھتے ہو کیا شبِ وصال
روتے ہی روتے کٹ گئی اے جان تمام دن

صورت نہین دکھاتا جو وہ غیرتِ چمن
نالان ہون مثل بلبل نالان تمام دن

کیون کر رسائی ہو درِ جانان پہ اسے قدا
راتون کو پاسبان ہے تو دربان تمام دن

بوسے لئے جو مصحفِ رخسار یار کے
گویا کہ کی تلاوت قرآن تمام دن

گزری تڑپ تڑپ کے شب ہجر دیکھئے
اب کیا دکھائے گردش دوران تمام دن

تصویر یار پھرتی ہے ہر دم نگاہ مین
رہتا ہون مثل آئینہ حیران تمام دن

اوس شمع رو کی آتش فرقت سے آجکل
پروانہ وار روح ہے سوزان تمام دن

بلبل کے کیون نصیب نے جاگین بہار مین
کرتی ہے وہ تو سیر گلستان تمام دن

بہلاتا کوی یار مین جا کر نہ مین اگر ہرگز نہ مانتا دلِ نادان تمام دن

آئی شب وصال الٰہی ہزار شکر کیا کیا اٹھائے صدمۂ ہجران تمام دن

بھوکا نہین سلاتا ہے رزاق شام تک گولاکھ جرم کرتا ہے انسان تمام دن

دم بھر نہ چھوڑتا تھا ھدا جو کبھی تجھے

کیون اب وہ ماہ رہتا ہے پنہان تمام دن

غزل

حالِ دل ہے یہ عشق ابرو مین مرغِ بسمل ہے ایک پہلو مین

دل ہے زخمی خیالِ ابرو مین دم الجھتا ہے یادِ گیسو مین

کون رخسار رکھ کے سویا ہے بوئے گل ہے جو میرے زانو مین

فندق یار سے ہوا روشن گل کھلا طرفہ شاخِ شبو مین

گو لحد بیچراغ ہے لیکن داغِ دل جل رہے ہین پہلو مین

ہے جو بو اون کے جامۂ تن کی یہ مہک کب ہے گل کی خوشبو مین

یاد مین لعل لب کے روتا ہون لختِ دل گر رہے ہین آنسو مین

چھوڑ دی ہم نے راہ کعبہ کی خم ہوئے جب سے طاق ابرو مین

یادِ رخسارِ یار رہتی ہے رشکِ گل داغ دل ہین پہلو مین

خوش نما ہین جو اون کے روزن در نور کب ہے چشم آہو مین

موج دریائے حسن جوش پہ ہر — بل نہین ہی تمھارے ابرو مین
نوکِ مژگان پہ جم گئے ہین اشک — رنگ درِ نجف ہی آنسو مین
ہے تصور جو اون کے مژگان کا — دل کھٹکتا ہے میرے پہلو مین
ہم فقیرون کا ظرف کیا ساقی — مست ہوتے ہین ایک چلو مین

اے ھدا کیا ہو شغل شعر و سخن
دل ہی اپنا نہین ہے قابو مین

غزل

بحر اشک آنکھون سے جب تک اپنی چلتا ہی نہین — نوح کا تنور سے طوفان نکلتا ہی نہین
چشم سوزان سی جو آنسو کوئی ڈہلتا ہی نہین — جو گرا آنکھون سے تیری پھر سنبھلتا ہی نہین
مہرِ خاموشی مری زاد توکل ہو گئی — حرف مطلب غیر کے آگے نکلتا ہی نہین
دل کو پہلو مین لگا رکھون مین کس کے واسطے — اس طرف تیر نگاہ یار چلتا ہی نہین
میری پامالی کا غم اک ایک کو محفل مین ہے — کون ہے وہ جو کف افسوس ملتا ہی نہین
آگ اس سوز جنون کی پیرہن داری کو لگے — جل رہا ہے دل دھوان منہ سی نکلتا ہی نہین
عشق عارض مین ہو کیا روشن مری آنکھون کا نام — شمع کی صورت کوئی آنسو تو ڈھلتا ہی نہین
خار صحرا نے کیا ایسا مجھے ثابت قدم — لاکھ چکنی ہو زمین پاؤن پھسلتا ہی نہین
زخم دل ناسور کرتی زلف مشکین کی ہوا — کہئے اس جانب کو جھونکا کوئی چلتا ہی نہین

عید قربان کی خوشی مین آپ ہم رکھدین گلے
بھیس ابرو کا ترا خنجر بدلتا ہی نہین

پڑگئی ہڑتال جنس عشق کی بازار مین
زہر لینے کو کوئی عاشق نکلتا ہی نہین

پھنس گیا جنجال مین زلفون کی ایسا مرغ دل
لاکھ پہلو سے نکالا پر نکلتا ہی نہین

گو بشر چلتا نہین راہ عدم مین دو قدم
کون ایسا ہی یہ رستہ جسکو کھلتا ہی نہین

بار اس ضعف بصیرت مین کیا نہ ہو تل آنکھ کا
کوئی دم کالا پہاڑ آگے سے ٹلتا ہی نہین

کیون نہ قرب سبزۂ رخ سے ہو چشم زلف کور
ہو زمرد جس جگہ افعی نکلتا ہی نہین

ترک راہ عشق کا مجھ پر گمان ہوگا نہین
یان مین فرط ضعف سی گھر سے نکلتا ہی نہین

اک طرح مین نظم دو غزلین نہون جبتک ہوا
حوصلہ فکر رسا کا کچھہ نکلتا ہی نہین

غزل

لخت دل کس روز نالون مین نکلتا ہی نہین
طوطی دل اپنا کسدن لعل اوگلتا ہی نہین

تیرا بیمار اے مسیحا کچھہ سنبھلتا ہی نہین
نقش بستر کی طرح کروٹ بدلتا ہی نہین

کب وہ میرے قتل پر تیور بدلتا ہی نہین
کب میان سے یار کا خنجر اوگلتا ہی نہین

وہ یہ سمجھین گے کہ کچھہ تسکین ہی جو خاموش ہے
ناتوانی سے یہان نالہ نکلتا ہی نہین

یار کی آنکھون سی جب سی گر گیا ہے دل مرا
دونون ہاتھون سے سنبھالے ہون سنبھلتا ہی نہین

آرزوئین دل کی دلمین رہتی ہین تا زندگی
جب تلک نکلے نہ دم ارمان نکلتا ہی نہین

بار سنگ غم بھی ہے حق میں مرے سل کا مرض
ٹالتا ہوں لاکھ میں چھاتی سے ٹلتا ہی نہیں

پیروی کوئے بتان کی کس طرح ہو یا ہو
پاؤں جب سے تھک گئے کچھ کام چلتا ہی نہیں

کوئی ہو پہلو میں ہے عشق فرہ میں ناگوار
تیر کا پیکان دل میں رہتا ہے ہمکو کھلتا ہی نہیں

لڑکھڑاتے کیوں ہو پھر پاؤں بھلا مستی میں یوں
شیشۂ بادہ بغل سے تو پھسلتا ہی نہیں

گل ہوئی کس تیرہ بختی میں مری شمع حیات
جو چراغ اب تک مرے مرقد پہ جلتا ہی نہیں

مژدۂ صیاد اجل سے کیا رہائی کا سنا
مرغ دل کو اب جو تسکین ہے تو اچھلتا ہی نہیں

عشق کے بازار سے داد و ستد کیا اٹھ گئی
جس سے میں دل کو بدلتا ہوں بدلتا ہی نہیں

بڑھ گیا کس درجہ روز ہجر طول عمر سے
ڈھل گیا منکا مرا اور دن یہ ڈھلتا ہی نہیں

کھینچ لاتا میں بغل سے غیر کی دلدار کو
پر زمانہ کیا کروں کروٹ بدلتا ہی نہیں

کس طرح تسخیر اس چشم فسوں گر کو کروں
شعبدہ تعویذ کیا دو کوئی چلتا ہی نہیں

جوش پر ہے گو شراب عشق چشم مست یار
ظرف دیکھو شیشۂ دل کا ابلتا ہی نہیں

گرم نالوں سے مرے پتھر بھی پانی ہو گئے
دل بتوں کا سخت ایسا ہے پگھلتا ہی نہیں

کس طرح دوں غیر کو میں داغ عشق یار کو
یہ وہ ہے دینار جو دل سے نکلتا ہی نہیں

نالۂ بے اشک پر ہنستے ہو کیا توبہ کرو
شدت اندوہ میں آنسو نکلتا ہی نہیں

اڑ کے بیٹھا ہے سوال وصل پر ایسا ہمارا
قرض خواہوں کی طرح در پر سے ٹلتا ہی نہیں

غزل

نہانے کو جو اُوترا وہ بت بے پیر پانی مین
بنی موجین وہین زنار کی تصویر پانی مین

اگر اوس سیمبر کی ہمکو گرد راہ ہاتہہ آئے
طلا پر خاک ڈالین پھینک دین اکسیر پانی مین

بنین ہر اک حباب بحر رشک انجم تابان
پڑے اوس ماہ کامل کی اگر تنویر پانی مین

نہانے کون سا جان بخش آج آیا ہے دریا مین
ہوئی ہے چشمۂ حیوان کی جو تاثیر پانی مین

عمارت نہ لرزے مین اشک کے طوفان سے ہو دل کی
نہ بہ جائے کہین یا رب تری تعمیر پانی مین

ہوا ہون جب سے سودائی مین اوسکی زلف پیچان کا
نظر آتی ہین موجین صورت زنجیر پانی مین

اوکھاڑ ا اشک کے طوفان نے لنگر کشتی جان کا
بہا لیجائے کس جا دیکھئے تقدیر پانی مین

لب ہر موج گویا وصف مین ہین اسی ہدا اوسکی
کرے آکر جو وہ بحر سخن تقریر پانی مین

غزل

گاہک مرے اب بھی ہین طرحدار ہزارون
ہین آپکی بندے کے خریدار ہزارون

کیا چین سے اس غمکدۂ دہر مین بیٹھین
ہر روز اوٹھے جاتے ہین غمخوار ہزارون

کانٹون پہ لٹایا ہے مجھے جوشش جنون نے
ہر موے بدن کی ہین جگہہ خار ہزارون

مر مر گئے سر پھوڑ کے فرہاد کی صورت
شیرین سخنی پر تری اے یار ہزارون

بالین پہ مرے روکے یہ کہتا ہے مسیحا
کیونکر وہ بچے جسکو ہون آزار ہزارون

وان گھر ہین وہ آرائش کاکل مین ہین مشغول
یان خاک بسر ہین پس دیوار ہزارون

اس درجہ ہوئے طول شب ہجر سے عاجز
جینے سے ہین عاشق ترے بیزار ہزارون

پائے نہ تری عارض رنگین کی نزاکت
چھانا کیا اے یار مین گلزار ہزارون

شیدا ہین ترے بندۂ بے زر مرے یوسف
بکنے کو ہین حاضر سر بازار ہزارون

جب تک ہی تری حسن کی بازار کی رونق
ہین نقد دل جان سے خریدار ہزارون

کس طرح ہمین یار کے وعدیکا یقین ہو
اقرار ہے گر ایک تو انکار ہزارون

ای عیسی دوران ترے اعجاز قدم سی
مردے ہوے زندہ دم رفتار ہزارون

پھر جاوٴگے ای جان جہان پاس خدا کے
بیفائدہ کیون کرتے ہو انکار ہزارون

غزل

ہون آجکل مین مورد قہر عتاب کیون
بیفائدہ خفا ہوئے مجھ سے جناب کیون

پیتے ہو ساتھ غیرون کی شب بھر شراب کیون
دل کو جلا کے کرتے ہو بیسر کباب کیون

قاصد پھر آیا جا کے تو اتنا شتاب کیون
اوس بیوفا سے خط کا نہ لایا جواب کیون

کس مہرجبین کے عشق کا آزار ہے اسے
ہے زرد آسمان پہ رخ آفتاب کیون

برق نگہ سے خرمن دل مین لگی ہے آگ
دود جگر نہ اپنا ہو رشک سحاب کیون

ہے کس کی جستجو انہیں کس کی تلاش ہے گردش میں رات دن ہیں مہ و آفتاب کیون

ٹیکا لگا کے آج وہ کوٹھے پہ آئے ہیں نظروں سے چرخ کی نہ گرے ماہتاب کیون

جس کا گناہ گار ہوں میں وہ غفور ہے ڈرتے سے واعظوں کی میں چھوڑوں شراب کیون

منظور کس کو پیچ میں لانا ہے دیکھیے زلفوں کو آج دیتے ہیں وہ پیچ و تاب کیون

کس لالہ رخ کا عشق ہے معلوم کچھ نہیں رہتا ہے داغ دار دل ماہتاب کیون

دن بھر خیال رہتا ہے زلفوں کا یار کی دیکھوں نہ رات کو میں پریشان خواب کیون

تشبیہ دار ہیں تو صنم اپنے قد سے کی بیتی شکوہ تکبر سے ہے سوال نہ جواب کیون

اس قلزم جہان میں ناؤ میں گھر ہوا

اس ایک دم کے واسطے مثل حباب کیون

غزل

یہ معشوق زمانہ بھی عجب استاد ہوتے ہیں کہ اک اک بات میں لاکھوں ستم ایجاد ہوتے ہیں

الٰہی اپنی بندوں کی حمایت تجھکو لازم ہے کہ ناحق یہ بتوں کے مورد بیداد ہوتے ہیں

ہیں یہ سخت جان اللہ اکبر بت سمجھتے ہیں کہ بران پتھروں پہ خنجر فولاد ہوتے ہیں

مبارک ہم نشینو یار کی صحبت تمہیں ہر دم بھلا یہ تو کہو ہم بھی کسے دن یاد ہوتے ہیں

کہاں جاتا ہے بسمل چھوڑ کر قاتل ٹھہر دم بھر ابھی رخصت کوئی دم میں ستم ایجاد ہوتے ہیں

کوئی گر وصل سے ہو شاد ہو ہم اپنی کہتے ہیں کہ ہم سے بھی بہت دنیا میں کم ناشاد ہوتے ہیں

تمھیں دعوی ہوا ے دلبر اگر شیرین ادائی کا تو ہم بھی چھوڑ کر سر ہم ہر فرہاد ہوتے ہیں

ہمارا بدتر خرابے سے ہمارے دل کی منزل ہے
مکان اُجڑے ہوئے ایسے کہیں آباد ہوتے ہیں

غزل

مردم چشم کا ہر قول خطا وار ہوں میں عیب بینی سے خلائق کی سیہ کار ہوں میں
چھانتا اسلئے اب مصر کا بازار ہوں میں بکنے آئے جو وہ یوسف تو خریدار ہوں میں
عشق قامت میں ترے جب سے کہ بیمار ہوں میں ہمہ تن درد ہوں سر تا قدم آزار ہوں میں
تیرگی بخت سیہ کی مرے یہ کہتی ہے صبح جسکی نہیں ہوتی وہ شب تار ہوں میں
حلقۂ زلف میں ہے یہ دل گم گشتہ گویا شمع افسردہ خلوت کدۂ یار ہوں میں
سرمہ گو بس کے ہواؤں میں سبک ہی ہو جو اسپہ بھی چشم تنگ ظرف میں اک بار ہوں میں

عرض کر دیجئے گا ساقی کوثر سے ہمارا
آپ کے میکدۂ مدح کا میخوار ہوں میں

غزل

رو رہیں یہ نہ کساروں کی ہیں گلزار میں فرے چمکتے ہی ہیں جو گرد و غبار میں
جوش جنوں بڑھا ہے جو عشرت بہار میں دستار آبلہ ہو سر نوک خار میں

اب کی نئی یہ سوجھی ہے فصل بہار مین | باندہون جنون کی ہاتہہ گریبان کے تار مین
کاتب عمل کے خوف شب غم سے ٹل گئے | کوئی نہین ہے آج یمین ویسار مین
سوکہانہ آفتاب قیامت سے روز حشر | ترے سے یہ ہوا مرا دامن بہار مین
لائی صبا اڑا کے یہ کس زلف کی شمیم | جو ذرہ ہے وہ نافہ ہے دشت تتار مین
جتنا دبایا خلق نے خاک قدم کی طرح | اوتنا ہی میرا نقش جما روزگار مین
کیا جانے کب وہ آئی کہان چہپ کے سو رہے | ہمکو تو ساری رات کٹی انتظار مین

آباد تا بہ حشر رہے لکھنؤ ہدا
آئے خزان نہ باغ ہمیشہ بہار مین

غزل

لولاک کا نزول ہوا کس کے باب مین | پڑھئے درود شان رسالت مآب مین
خوف گناہ سے ہون مین شغل شراب مین | کرتا ہون خشک دامن تر آفتاب مین
دعوی تھا جن کو حسن کا عہد شباب مین | چھپتے ہین اب وہ پردہ رنگ خضاب مین
طغیان سیل اشک ہے چشم پُر آب مین | طوفان موجزن ہے تنور حباب مین
چونک اوٹھتے یون ہین ذکر زوال شباب مین | بیدار جس طرح ہو کوئی ڈر کے خواب مین
بگڑی کشش سی عشق کی صورت شباب مین | جب کہنچ گیا عرق تو رہا کیا گلاب مین
ہشیار کر نہ مستون کو واعظ شباب مین | بیچین ہون گے چونک کے یہ نیم خواب مین

عالم ہے اوس حسین کے جو حسن شباب مین ‏ ‏ یوسف نے بھی کبھی نہ یہ دیکھا تھا خواب مین

پرتو فگن ہین ابرو جانان شراب مین ‏ ‏ آئے ہین دو ہلال نظر آفتاب مین

موج نسیم صبح نے اولٹا نقاب کو ‏ ‏ مجھ سے خطا ہوئی نہین اون کی جناب مین

دیر و حرم مین جا کے پکار آئے یار کو ‏ ‏ آئی صدا کہین سے نہ ہمکو جواب مین

آغوش مین ہلال کی مہر شفق ہے آج ‏ ‏ پائے حنائی اون کا نہین ہے رکاب مین

آئینہ مین ہے سبزۂ رخ پر نگاہِ یار ‏ ‏ سورج گہن کو دیکھ رہے ہین وہ آب مین

شیدا ہون چشم مست و جمال ملیح کا ‏ ‏ پیتا ہون مین نمک کو ملا کر شراب مین

بیدار شور حشر سے ہر داد خواہ ہے ‏ ‏ جاگے مری نصیب کہ غافل ہون خواب مین

ہوتی نجات کیون نہ مری روز بازپرس ‏ ‏ مین کس قطار مین تہا گنہ کس حساب مین

در پر تمہارے ہے دلِ روشن سجود مین ‏ ‏ خورشید جبہہ سا ہے تمہاری جناب مین

جب پوچھتا ہون راہ عدم اون سے اٹھے ‏ ‏ اپنی کمر کو دیکتے ہین وہ جواب مین

طوفان اشک چشم ہدا کو نہ کم سمجھ

دریا چھپے ہوئے ہین تنور حباب مین

غزل

روز شمار دیر ہوئی یہ حساب مین ‏ ‏ جان اہل حشر کی رہی دن بھر عذاب مین

بجلی کی طرح خرمن جان کو جلا گئی ‏ ‏ ترچھی نگاہ یار کی قہر و عتاب مین

شعلہ فشانی شب ہجران نہ پوچھیے
آگے ہے جس کی خلد یہ دوزخ عذاب مین

پیری مین ٹیکے کیا کرین ہم سفیدی حیات
ہر تار [illegible] سفید ہے عہد شباب مین

آشفتگی کو پوچھو نہ کچھ عشق زلف مین
گذری تمام رات مجھے پیچ و تاب مین

جو ہین تمہارے سایۂ دیوار کے تلے
آسودہ روز حشر ہین وہ آفتاب مین

دامان گل ہے دست عنادل مین پیارو
گلشن کی شام آج ہے روز حساب مین

مسی سے آپکے در دندان کو کام کیا
دودگ کا عیب سخت ہے موتی کی آب مین

حیرت ہے جسکو آتش رخسار یار سے
کیونکر نہان [illegible] رہا اس نقاب مین

ہلکی سے لالی اس لب نازک پہ ہے ضرور
سرخی کبھی تھوڑی چاہئے برگ گلاب مین

اس در کو سامنے سے نہ ہو کر نکلنے پائے
تاکید یہ پاسبان کو ہے میرے باب مین

دیوار پھاند جاتے ہین مانند بوئے گل
سچ ہے کہ سوجھتا نہین جوش شباب مین

کہتے ہین دل مین دیکھکے ہم رنگ حسن و عشق
ان صحبتون مین ہم بھی کبھی تھے شباب مین

کہتے ہین مہر و مہ جسے اہل نظر تمام
روشن تمہارا نور ہے ساتون حجاب مین

شعلے نکلتے ہین جو مرے دود آہ سے
عالم کبھی نہ ہوگا یہ برق سحاب مین

کیونکر بیان ہو دل نے جو لذت اوٹھائی ہے
پوچھو نہ کون رات کو آیا تھا خواب مین

سر پھوڑتے بھی پاؤن نہ دین آستان تک
دربان کو اون کا حکم یہ ہے میرے باب مین

یہ ڈر سوال دید مین ہم کو ہے اے کلیم
چمکے کہین نہ برق ادہر سے جواب مین

جو روح کو فشار ہے دل مین شب فراق
یون قبر مین نہو کوئی مردہ عذاب مین

چھینٹے ہزار ساقی کم ظرف ہمکو دے — دامن نہ تر کرینگے کبھی ہم شراب مین

قرآن سے کم صحیفہ آل نبی نہین — سب نور ہی کی سورتین ہین اس کتاب مین

چم خم نہ زلف یار کا پاسکے گا بال بھر — سنبل ہزار سال رہے پیچ و تاب مین

مداح ہین زمین پہ جھنسے چرخ پر مسیح — چرچے تمھارے ہونٹون کے ہین شیخ و شاب مین

سنتا ہون قصۂ دل عاشق مین جب کبھی — فرقت تمام شب نظر آتے ہین خواب مین

دستِ کرم سے کر رہِ خالق مین کچھ سلوک — اٹھتا نہین ہے پاؤن جو راہِ ثواب مین

گم عقل عشق مین ہے کرین کس سے مشورے — اب ایک دل رہا تو وہ ہے اضطراب مین

محتاج اب ہین وہ کفن و گور کے لئے — دولہ و ملک درج تھا جنکے خطاب مین

لائی حرم مین گردش تقدیر دیر سے — جانا کہان تھا آئے کہان اضطراب مین

یون جلوۂ حسن یار کا مستون کے دل مین ہے — لو جیسے شمع کی ہو ظروف شراب مین

یارب کرین لحد مین عقائد کا جب سوال — نکلے علی علی مرے منہ سے جواب مین

آنکھون سے یاد لب مین جو گرتے ہین لخت دل — یہ آب و رنگ کب ہے عقیق خوش آب مین

اک عیب داغ کا تو نہین ہے رخ یار مین — پھر اور کیا نہین ہے جو ہے ماہتاب مین

اک تل بنانا عارض روشن پہ ہے ضرور — کہتے ہین خال بھی ہے رخ آفتاب مین

پانی کی بسملون کو تری احتیاج کیا — خود غرق تھا گلو مین وہ خنجر کی آب مین

مین اور اجازت آپ کو جانیکی دونگا خوب — منہ سے نکل گیا تھا مرے اضطراب مین

اکسیر خاکسار کی حق مین ہوا ہوا — مٹی ملے جو خاک درِ بوتراب مین

غزل

چشم صنم سے بڑھ کے غزال حرم نہین
طاق حرم سے ابروی دلدار کم نہین

تسکین ایک لحظہ نہین ایک دم نہین
سچ ہے فراق یار بھی مرنے سے کم نہین

اس دشت مین ہے جلوہ فگن کیا وہ آفتاب
ہر ذرہ ضو مین مہر درخشان سے کم نہین

بعد فنا بھی گردش تقدیر ساتھ ہے
سنگ مزار چھاتی پہ چکی سے کم نہین

لازم ہے ساتھ آہ کے کچھ دود دل بھی ہو
پرچم نہین تو لطف نشان و علم نہین

دربار امتحان مین کین سر فروشیان
مجھ سا بھی عشق مین کوئی ثابت قدم نہین

آیا خط جواب طلب اونکا ایسے وقت
کاغذ نہین دوات نہین اور قلم نہین

جو چاہو دو جواب سوال وصال مین
کہنا نہ اب ہماری ہی سر کی قسم نہین

پھر آج گھر رقیب کے جاتے ہو کیا سبب
کیا یاد کل کا آپ کو قول و قسم نہین

جیتے خفا ہین موت سے بدتر ہے زندگی
کہنے کو بات کرتے ہین پر دم مین دم نہین

کل تک بہا تھا رنج جو اون کے فراق کا
وہ اضطراب آج ہمین دم بہ دم نہین

لطف فراق و ہجر فقط دم کیساتھہ تہا
اب آج کوئی نیش نہین کوئی غم نہین

عالم کی دیکھتا ہون مین نشہ مین کیفیت
کیونکر کہون پیالہ مئے جام جم نہین

آتے ہین وہ تو آئین پے قتل اے ھدا
او تم بین نہ امتحان مین پورے وہ ہم نہین

غزل

اولجھا ہے جب سے دل تری زلف سیاہ مین ۔۔۔ تاریک اک جہان ہے اپنے نگاہ مین

اون بت کی زلف و رخ کا نظارا نصیب ہو ۔۔۔ ہے یہ دعا فقیر کی صبح و شام و بگاہ مین

دیکھا نہ آنکھ اوٹھا کے کبھی مہر و ماہ کو ۔۔۔ جب سے سما گیا ترا جلوہ نگاہ مین

پایا کبھی نہ کعبہ مین جا کر نہ دیر مین ۔۔۔ گھر گھر پھرے خراب ترے اشتباہ مین

ہوتا ہے داغ داغ شب ہجر مین جگر ۔۔۔ پاتا ہون روئے یار کا پرتو جو ماہ مین

سرباز ہے وہی جو ترے در پہ مر مٹے ۔۔۔ ثابت قدم وہ ہے جو چلے تیری راہ مین

گھائل کو ابروؤن کے تبسم ترا ہے موت ۔۔۔ زخمی ہلاک ہوتا ہے تنویر ماہ مین

رہتے ہین خضر گرچہ زمانے کے ای ھدا

گم ہو گئے ہین وہ بھی محبت کی راہ مین

غزل

پھنسا دل جب سے جا کر اون کے گھونگھر والے بالون مین ۔۔۔ بسر ہوتی ہے بیچ و تاب سے شب بھر ملالون مین

ترے جلوہ سے شمع طور ہے ہر خار صحرا کا ۔۔۔ ید بیضا کا عالم ہے مرے تلوون کے چھالون مین

سرور نشا تین آنکھون مین اپنی کب سماتا ہے ۔۔۔ مئے عرفان بھری ہے دونون آنکھون کے پیالون مین

دل پر آبلہ مین صاف وہ کیونکر نظر آتا ۔۔۔ صفائی آئینہ کی کب بھلا رہتی ہے چھالون مین

مکان دل کا دود آہ سے اتنا یہ عالم ہو — کہ کوئی قصر ویران جیسے آلودہ ہو جالون مین

زہے حسن شباب دلفریب حضرت یوسف — خریداری کے باہم مشورے ہین پیرزالون مین

کسوف مہر و مہ کا رنگ کھلا یا قیامت کی — نکل کر سبزۂ شب رنگ سے ان گورے گالون مین

کرین دعوی مسیحا کا نہ کیون نقش قدم اون کے — بہت مردہ دلون کو روز دم دیتے ہین چالون مین

سوا اپنے کوئی چڑھتا ہے منہ پہ تیغ ابرو کے — تمہارے عاشقون مین ہین تو ہم اک مرنے والون مین

سپیدی شمع کافور سحر نے یہ کہان پائی — صباحت ہے جو اوس کے رشک قمر گورے گالون مین

نہ رکھہ پرکار کی صورت قدم حد سے فزون غافل — یہی تحریر اقلیدس کے ہے ساتوین مقالون مین

قرینے دیکھتے ہین غیر کے اور کچھہ نہین کہتے — برنگ شمع ہم اوس بزم مین ہین جلنے والون مین

مسخر کر لیا اوس چودہوین کے چاند کو اپنا
ہوا بے شبہہ مستثنیٰ ہو تم بھی ذی کمالون مین

غزل

چھپا ہے یون دل اپنا اونکی گھونگھر والے بالون مین
کہ لپٹے جس طرح برگ خزان مکڑی کے جالون مین

لہو ملکر ہمارا پاؤن مین وہ شوخ کہتا ہے
حنا کیطرح سے یہ بھی ہے اپنے پائمالون مین

خبر لیتے مری مرقد مین کیون کر اہل ہمسایہ

کہ وہ درماندہ خود ہی مبتلا ہین اپنے حالونمین

ہمارا طاقت جو دو بوسون مین لعل لب کے ہوتی ہے
کہان تاثیر ایسی موتیون کے بھی نوالون مین

غزل

فنا سکو تیرے سوا جانتے ہین | تری ذات کو اک بقا جانتے ہین
کسے تجھ سے بڑھکر بھلا جانتے ہین | تو ہی جانتا ہے خدا جانتے ہین
تری سایۂ زلف کو اے سلیمان | گدا ظل بال ہما جانتے ہین
دو راہا ہے ظلمات کا یہ تو اے دل | جسے لوگ زلف دوتا جانتے ہین
چھپایا ہے دل گیسوؤن مین تمھین نے | یہ ہم خوب اے دلربا جانتے ہین
گذر دیکھین کیونکر ہو ملک عدم تک | نہ ساتھی ہین نہ راستہ جانتے ہین
جو دلمین ہے اون کی وہ میری زبان پر | نجومی کہان یہ پتا جانتے ہین
اگر مشک لکھین ترے گیسوؤن کو | سراسر ہم اسمین خطا جانتے ہین
ٹھہرتا نہین ہاتھ مین چارون بھی | ہم اس رنگ کو رنگ حنا جانتے ہین
طلب مین جو بوسہ کی ملتی ہے گالی | ہم اسکو بھی لطف و عطا جانتے ہین
ترے پاس بے سمجھے بیٹھے نہین ہین | ذرا سی ترے دلمین جا جانتے ہین
نگہ ڈال کر مجھ پہ غیرون کو مارا | ہم اس چوکنے کو خطا جانتے ہین

محبت مین کچھ بس نہین جز اطاعت ۔۔۔ جو بیجا کہین ہم بجا جانتے ہین
مرے دشت کی دھوپ مجنون سے پوچھو ۔۔۔ وہ دل سوز اس کو ذرا جانتے ہین
پتنگون سے پوچھو مرے سوز غم کو ۔۔۔ وہ کچھ کچھ مرا ماجرا جانتے ہین
قناعت سے گر ایک ٹکڑا ہم ہو ۔۔۔ تو سو نعمتون سے سوا جانتے ہین
نمک ریز جب سے ملاحت ہے اوسکی ۔۔۔ وہان جراحت مزا جانتے ہین
حضور اونکے حاجت نہین کچھ بیان کی ۔۔۔ کہ وہ دل کا سب مدعا جانتے ہین
شگفتہ ہین وہ شعر خوانی سے میری ۔۔۔ مجھے بلبل خوش نوا جانتے ہین
ابھی بسملہ تک نہین گو ہوئی ہے ۔۔۔ مگر سب وہ نام خدا جانتے ہین
غرض نعمت اغنیا سے ہم نہین کیا ۔۔۔ جو رازق تجھے کبریا جانتے ہین
مجھے زلف پر کیون نہ صدقہ اتارین ۔۔۔ کہ وہ جان و دل سے فدا جانتے ہین
سمجھتے ہین ہم اسکو رشک سلیمان ۔۔۔ ترے در کا جس کو گدا جانتے ہین
گلہ کچھ نہین ہمکو جور بتان سے ۔۔۔ ہم اپنے کیے کی سزا جانتے ہین
ضعیفی مین کیا تجھکو اے آہ چھوڑین ۔۔۔ کہ پیری کا اپنی عصا جانتے ہین
کسے عذر ہے تیری فرمان بری مین ۔۔۔ ترا حکم حکم قضا جانتے ہین
عجب آبرو اونکے دانتون نے پائی ۔۔۔ خضر در کو آب بقا جانتے ہین
جو پوچھا سب مجھے جانتے ہو تو بولے ۔۔۔ کہ ہان مرد نا آشنا جانتے ہین
لیا جب کبھی مین نے نام محبت ۔۔۔ برا مانتے ہین گلا جانتے ہین

پریشان ہین زلفون کی سودائیون سے | یہ مجمع ہجوم بلا جانتے ہین
ترے بحر الفت مین ڈوبا ہون جیسا | اسے خوب سب آشنا جانتے ہین

پکارین نہ مشکل مین کیونکر علیؑ کو
ہدا اپنا مشکلکشا جانتے ہین

غزل

علیؑ کو تو ہم مقتدا جانتے ہین | خدا جانے غیراون کو کیا جانتے ہین
کیا بدمزاج اونکو زلفین اڑا کے | ترے پیچ ہم اے صبا جانتے ہین
ٹھہرنے نہین اوسکو کوچہ مین دیتے | جسے اپنے در کا گدا جانتے ہین
نہین تمکو زیبندہ یہ بے وفائی | تمھین لوگ اہل وفا جانتے ہین
وہ خوش ہوکے ملتے ہین کیا دست و پا مین | مرا خون رنگ حنا جانتے ہین
علاج اپنا ہوگا تو عناب لب سے | کہ وہ ضعف دل کی دوا جانتے ہین
ترے نور مقدم سے کرروشن ہین آنکھین | تری گرد رہ طوطیا جانتے ہین
ہدا آدم پھرین کیون نہ خستہ گلکشا کا | کہ بلبل نہین آسرا جانتے ہین

غزل

وہ جب تیوری چڑھا کر ترچھی نظروں سے نکلتے ہین | کسی پر تیغ کھنچتی ہے کسی پر تیر چلتے ہین

ہر اک پہلو سے راہ عشق طے کرنے نکلتے ہین
جو چلتے چلتے تھک جاتے ہین پاؤن سر سے چلتے ہین

مریضِ نرگسِ چشم اوسکی کب کروٹ بدلتے ہین
کہین بیمار ایسے گر کے بستر پر سنبھلتے ہین

تلاش یار مین جب گھر سے گریان ہم نکلتے ہین
برنگ اشک پاؤن کیعوض ہم سر سے چلتے ہین

جو دل مین ہین ارمان بیاختہ منہ سے نکلتے ہین
خم مے کیطرح جب جوش مستی مین ابلتے ہین

وہ جب شمشیر مجھ پر کھینچ کر تیور بدلتے ہین
برابر تیغ کے دو اور خنجر دل پہ چلتے ہین

مرے رونے پہ ہنستے ہو ابھی کمسن ہو کیا سمجھو
کہ دل پر چوٹ جب لگتی ہے تب آنسو نکلتے ہین

دم لغزش عصا موج ہوائے سرو ہوتی ہے
برنگ اشک شمع بزم ہم گر کر سنبھلتے ہین

بہار آئی ہے یارب کہ روز عید آیا ہے
جوانان چمن ہر رنگ کے کپڑے بدلتے ہین

اثر ہو زہر افعی کا نہ کیونکر اونکے ابرو مین
یہ بچھو وہ ہین مار زلف کے سایہ مین پلتے ہین

گرے ہین سر کے بل مانند اشک آنکھون سے مردم
سوا اوسکے سنبھالے سے کسی کے کب سنبھلتے ہین

اٹھے کیا تین دن کی فاقہ مستی حدت غم مین
حقیقت تو یہ ہے روزے بہت گرمی کے کھلتے ہین

سرک جائین پہاڑ اپنی جگہ سے زلزلہ آئے
جمے ہین جو ترے در پر وہ کب ٹالے سے ٹلتے ہین

کوئی اوس مہر کے کیا روئے آتشناک کو دیکھے
پر مرغِ نظارہ حسن کے شعلے سے جلتے ہین

ملائے آنکھ اونسے حشر مین زہرہ ہے یہ کسکا
غزالِ چشم جن کی شیر کے تیور بدلتے ہین

ہدا اوس بزم مین غیرون کی باتون سے مرے دل پر
ہزارون برچھیان چلتی ہین لاکھون تیر چلتے ہین

غزل

کون سی شب آستین اشکون سے تر ہوتی نہین / کب مرے چاک گریبان سی سحر ہوتی نہین

مثل جم کس روز راحت سی بسر ہوتی نہین / خشت خم کس شب ہمارے زیر سر ہوتی نہین

چاک دلکو کرکے گردون کو دکھادون داغ عشق / کیا کرون یون تو کسی صورت سحر ہوتی نہین

جنبش ابرو سے وہ عاشق کو کرتے ہین شہید / مدتون سے تیغ اب زیب کمر ہوتی نہین

شب جو عکس رخ سے اوس مہ کے تھا عالم نور کا / چاندنی ہین یہ صباحت اے قمر ہوتی نہین

عشق گیسو نے دیا اتنا شب فرقت مین طول / صبح محشر ہوگئی پر یان سحر ہوتی نہین

کام کرجاتی ہے جتنا آپ کی ترچھی نگاہ / اس قدر تیغ صفاہان کارگر ہوتی نہین

عکس چوٹی کا ہے یہ آئینۂ تن سے عیان / واقعی یہ سچ ہے حسینون کے کمر ہوتی نہین

صدمۂ فرقت سے مرنا سہل تھا پر کیا کرون / انتظار یار سے قطع نظر ہوتی نہین

تیرہ بختی سے ہمین کب ہے امید صبح حشر / یہ وہ شب ہے جس کی دنیا مین سحر ہوتی نہین

کبر و نخوت جز خدا ہے ناروا ہر شخص کو / یہ قبا وہ ہے کسی کے زیب بر ہوتی نہین

کھولتے آنکھین نہین خلوت مین بھی اُف رے حجاب / شرم ہوتی ہے مگر جان اسقدر ہوتی نہین

واہ کیا آسان کی یارب رہِ ملک عدم / پاؤن کو دو گام تکلیف سفر ہوتی نہین

آبدیدہ ہو رہے ہین کیون وہ میرے حال پر / اون سے دلکو گر مری دل کی خبر ہوتی نہین

دام گیسو کی کشش سے ہے جو مرغ دل کا حال / کوئی بلبل اس طرح بے بال و پر ہوتی نہین

صورت آئینہ حیران کیون شب وصلت نہ ہون | فرصت آرائش سے اون کو رات بھر ہوتی نہین

معرکہ کیا امتحان یار کا کچھ سہل ہے | سر قلم جب تک نہ ہو یہ جنگ سر ہوتی نہین

مال و دولت ہے تو کیا علم و ادب جب تک نہ ہو | حسن صحبت کی لیاقت عمر بھر ہوتی نہین

بلبل دل جب سے پھندے مین ہے کاکل کی اسیر | کون سی شب ہے کہ الجھن مین بسر ہوتی نہین

تیغ سرمہ کی کھنچی ہے جب سے چشم یار مین | اب کوئی شمشیر اوس شمشین لڑکر سر ہوتی نہین

سامنا ہے آج اوس شمشیر بُرّان کا ہدا

آسمان کی بھی جہان کافی سپر ہوتی نہین

غزل

ہے یہی باعث دعا جو بر اثر ہوتی نہین | آنکھ وقت التجا اشکون سے تر ہوتی نہین

رونق کاشانۂ غم ہے ہمارا داغ عشق | کون سی شب ہے کہ تنویر قمر ہوتی نہین

کیون نہو طول شب غم سے چراغ عقل گل | سیکڑون شمعین جلائین پر سحر ہوتی نہین

بہ رہے ہین سیل گریہ مین حباب آسمان | نیچی آنکھ اب بھی تری اے ابر تر ہوتی نہین

کوچۂ کاکل مین دل وحشت سے جا سکتا نہین | ساتھ جب تک مشعل داغ جگر ہوتی نہین

بھر دیے سب کے گل مقصد سے دامان امید | اس طرف چشم کرم سے کیون نظر ہوتی نہین

اشک عاشق تو بجھا دیتے ہین دوزخ کی شرر | آتش دل سرد کیون اے چشم تر ہوتی نہین

کہہ سناؤن گا شب یلدا تو آنے دیجئے — یہ وہ دولت ہی بہم بار دگر ہوتی نہین

ہے یہ کس پردہ نشین کے تیر الفت کا اثر — دل کے جلنے کی جگر کو بھی خبر ہوتی نہین

ٹھوکرین کھاتے ہین اوس کوچہ کی رہگیرونکی ہم — اس سے بہتر راہ الفت مین گذر ہوتی نہین

مسکن سوز جنون ہون کیون نہ نخل آہ سرد — کس کو راحت دہوپ مین زیر شجر ہوتی نہین

امتحان یار مین کیا آڑ ڈھونڈھون غیر کی — داغ دل کی کیا مجھے کافی سپر ہوتی نہین

آب در اشک سے مشتاق دہو آتے ہین آنکھ — کون کہتا ہے کہ پاک ان کی نظر ہوتی نہین

یہ غلط ہے یاس سے جاتے ہین وہ تنہا صبح وصل — ساتھ بوئے گل لئے باد سحر ہوتی نہین

منزل کوئے بتان کا اسی عازم ہون مدام — فکر توشے کی مجھے وقت سفر ہوتی نہین

اے ہدا یون روضۂ سرور پہ جانا ہے محال
جب تلک قسمت کسی کی راہبر ہوتی نہین

غزل

کھلتے ہین اک اشارے مین اونکی جو راز عشق — یہ حسن سو زبانون کی تقریر مین نہین

نقش نگاہ لطف ہی کافی برائے حب — دقت کچھ ای پری مری تسخیر مین نہین

انعام مانگتا ہے یہ کس مدہین نامہ بر — اقرار وصل تو کہین تحریر مین نہین

[illegible] عشق کا بیمار [illegible] خاک — تو [illegible] نہین

دل عشق رخ کو چھوڑ کے کیا زلف مین پھنسے | شب گرد یونکا حوصلہ نخچیر مین نہین

اون کو بھی طولِ زلف نے پابند کر دیا | میراہی پاؤن حلقۂ زنجیر مین نہین

خواہان نہین مین رزق مقدر کا اے کریم | دولت وہ مانگتا ہون جو تقدیر مین نہین

کیونکر جنون مین بار سلاسل گران نہ ہو | صحرا کا لطف خانۂ زنجیر مین نہین

کیون آج تا بہ در مرے آکر وہ پھر گئے | اُلٹا اثر جو خواب کی تعبیر مین نہین

چھو لی تھی زلف سہو سے بگڑو نہ اس قدر | تقصیر یہ مری کوئی تقصیر مین نہین

مجنون کا پاؤن کون ہے یوسف کا کون ہے | اتنی نظر بھی دیدۂ زنجیر مین نہین

قامت کے عشق مین مجھے کھینچین نہ دار پر | داخل یہ جرم کچھ حد تعزیر مین نہین

جو سر دھرین سے بتون کی ملے ہین داغ | ایسی بہار گلشن کشمیر مین نہین

دیکھا جو آج آئینۂ دل مین غور سے | حسن آپ کا سا آپ کی تصویر مین نہین

لذت جو بوسۂ لب و رخ مین ملی مجھے | یہ ذائقہ کبھی شکر و شیر مین نہین

ناصح کا وعظ و پند ہو کس طرح دل پسند | نرمی کلام کی کہین تقریر مین نہین

ای اضطراب قلب محبت مین صبر کر | تعجیل مین فتور ہے تاخیر مین نہین

ای دل نکر وصال کی اللہ سے دعا | وہ مانگتا ہے جو تری تقدیر مین نہین

ادراک معنی خط تقدیر ہی محال | اتنی نگاہ دیدۂ تدبیر مین نہین

لپٹا لین رحم کھا کے گلے سے وہ ای ہما
اتنا بھی جذب آہ کی تاثیر مین نہین

غزل

کبھر تھا جن و ماغ عالی مین — اب ہین سراون کے پائمالی مین

دیکھ لیتے ہین عکس جلوۂ رخ — ھر دم آئینۂ خیالی مین

مین بھی نقص ہنر مین یکتا ہون — فرد کامل ہون بیکمالی مین

زندے مردے کا فرق ہی اجان — تم مین یوسف کی خوش جمالی مین

خوب نالون نے توڑی پشت فلک — ایک ہی تھا یہ بدخصالی مین

خواب مین ہو اگر تصوّرِ لب — آے جان پیکرِ خیالی مین

ای حسین کس سے دون مین تجھکو مثال — کہ ہے تو فردِ بے مثالی مین

صاف قوسِ قزح کا عالم ہے — چم خم ابروے ہلالی مین

شوخ ہوگا دوچند رنگ حنا — دل پرخون سے کے پائمالی مین

خاکسارون پہ ہے جو لطف حضور — آگیا کیا مزاج عالی مین

مدد اے جوش اشک و ابر ملال — زردیان کھیت خشک سالی مین

دل بے عشق مین نہ کیون ہو غبار — خاک بھرتی ہے ظرف خالی مین

مہر ہر ذرے کو سمجھتا ہون — اوج ہے بس کہ طبع عالی مین

مژدۂ وصل روز دیتا ہے — دل بھی ہے ایک نیک فالی مین

برج خاکی مین مہر تابان ہے — مے نہین ساغرِ سفالی مین

مرے رونے کی کیون کہین نہ دعا　　لوگ مرتے ہین خشک سالی مین

ساقیا دل لگا ہے مستون کا　　مئے گلرنگ پر لگا لی مین

راگ لایا ہے سرو کیا سر بزم　　ہے جو ساز اوسکی گوش مالی مین

جد نبیؐ و علیؑ ہین جنکے ہدا
مین ہون اوس خاندان عالی مین

غزل

سو تکلف ہین فرش قالی مین　　شاد ہین بے نوا نہالی مین

عیب اک شرم کا تو ہے اون مین　　ورنہ کامل ہین خوش جمالی مین

خوب مُلّا نے لکھا اون کا جمال　　شرح دیباچہ جلالی مین

نہ ہوا امتیاز لاؤ نعم　　یون کٹی عمر لاابالی مین

کیا جوانی مین عیب ہین ہون گے　　خُردہ بین ہین جو خورد سالی مین

بڑھ کے جنت سے ہے ملے گر قبر　　کوچۂ یار کی حوالی مین

داغ سودا ہمارے تن پہ نہین　　گل کھلے ہین قبائے شالی مین

بزم مے مین ہے بحث لاؤ نعم　　زاہد و رند لاابالی مین

اے ہدا خوب نظم کی یہ غزل
شک نہین تیری خوش مقالی مین

غزل

پھول جتنے کھلے تھے ڈالی میں — جنکے بھیجے ہیں اوسنے ڈالی میں

جسطرح شام کو شفق پھولے — رنگ مسی کا یون ہے لالی میں

ہو دو جانب سے ربط ہم آواز — ہاتھ اک بے صدا ہے تالی میں

ہے تواضع سے یان برومندی — خم ہے وجہ ثمر سے ڈالی میں

بدزبانی میں بھی ہے اونکی مزا — لطف بوسہ ہے دلکی گالی میں

منتخب ہیں ہمارے داغ جنون — چنکے رکھے ہیں دل کی ڈالی میں

چاندنی میں وہ چھپتے ہین دل — غضب اندھیر ہے اوجالی میں

غم و ہم کیون نہ ہم سیاہ ہون — کھانے والے ہیں ایک تھالی میں

اے پری لخت دل تراش کے بھیج

لالڑی کم ہے اون کی بالی میں

غزل

وہ لطف آج صحبت احباب میں نہیں — وہ رشحات جو شب مہتاب میں نہیں

جس چیز کی تلاش ہے وہ خواب میں نہیں — اسباب عیش عالم اسباب میں نہیں

مخمل بھی دیکھی جسنے کبھی خواب میں نہیں — قدرت خدا کی شان وہ کمخواب میں نہیں

وسمہ سے حسن موے سیہ تاب مین نہین — جس رات کا خیال ہو وہ خواب مین نہین

برداشت غیظ کی دلِ بیتاب مین نہین — آتش کی تاب قطرۂ سیماب مین نہین

کیا تر زبان ہو چشمۂ ہمت سے شوم کی — دل ہو خنک وہ تازگی اس آب مین نہین

قانع صدف ہے رزق معین پہ اسلیئے — نیسانکا فعل اور کسی آب مین نہین

کیون بہتے بہتے اپنا تن زار رک گیا — موسے قطرہ تو اشک کے سیلاب مین نہین

اشکون مین ساتھ لخت جگر کے ہے وہ آہ — بے بادبان سفینہ روان آب مین نہین

خواب سبک تجھے دل بیدار چاہیئے — موت اسکو جان خواب گران خواب مین نہین

شکوہ بھی چشم مردم دیدہ سے ہے حجاب — آتے وہ اس سبب سے مرے خواب مین نہین

الفت سے ہاتھ اوٹھا کے نکر حسن کو سلام — ایدل یہ رسم عشق کے آداب مین نہین

بیداری دو روزہ غنیمت ہے غافلو — کچھ ایسا فرق موت مین اور خواب مین نہین

سرمہ کیا ہے پیس کے گردون نے گو مجھے — لیکن سبک مین دیدۂ احباب مین نہین

پرتو نہین جو عارض ساقی کا جام مین — مستانہ چال موج مئے ناب مین نہین

روشن پتنگے شعلۂ دل سے ہین جس قدر — ایسی چمک تو کرمکِ شب تاب مین نہین

کھینچے ہین ہاتھ پاؤن مری جذب عشق نے — اے جان کشش یہ نزع سے اعصاب مین نہین

آتی ہے میکدہ مین مجھے آج بوے دوست — میرے کباب دل تو کہین قاب مین نہین

کس چشم سرمگین نے کیا ہے انھین خموش — قلقل جو شیشہ ہاے مئے تاب مین نہین

طالب ہون دست قوت حاتم کا اے کریم — دل جستجوے طاقت سہراب مین نہین

جبتک نہ لے وین ہم در دندان کی یاد مین
آنسو شمار گوہر خوش آب مین نہین

شکل حباب کون محبت کا دم بھرے
اب تاب آہ کی دل بیتاب مین نہین

رویا مین دیکھا خوب زلیخا نے یہ کہ دوست
ایسا نصیب خواب ہمین خواب مین نہین

تابندہ جیسے وہ در دندان مسی مین ہین
یہ روشنی تو گوہر شب تاب مین نہین

شعلے ہماری آہ کے پہونچے ہین عرش تک
بجلی گری تو خرمن مہتاب مین نہین

جنت کا پھول ہے رخ رنگین حور وش
یہ رنگ و بوے گل شاداب مین نہین

مضمون غیر فصیح جو کرتے ہین اے ہدا
کیونکر کہون وہ فرقۂ قصاب مین نہین

غزل

سنگ دل بھی مرے آہون سے حذر کرتی ہین
یہ شرر وہ ہین جو پتھر مین اثر کرتے ہین

در و دیوار یہ حیرت سے نظر کرتی ہین
رخصت اے اہل وطن ہمتو سفر کرتے ہین

حالت انسان کی برعکس ہے سب میوون سے
پختہ جب ہوتے ہین خامی یہ ثمر کرتے ہین

اون کی تیرون کی تواضع مجھے خوش آتی ہے
جھک کے ملتے نہین دل مین مرے گھر کرتے ہین

تیغ انداز جو عریان ہو یہان بھی ہے حفظ
مردم دیدہ کو آنکھون کی سپر کرتے ہین

ظرف سے ٹوٹے ہوئے چاٹ کی رہ جاتے ہین
سوکھے ٹکڑون پہ قناعت سے بسر کرتے ہین

ہے عبادت مین ہمین کیف شہادت کی ہوس
ہے گلگون سے مصلی کو جو تر کرتے ہین

خندۂ غنچہ و بوے گل و شور بلبل　　فصل گل کی مجھے زندان مین خبر کرتے ہین

خاک اُڑتی نہین برسون سے تری کوچہ مین　　جب سے چھڑکاؤ مرے دیدۂ تر کرتے ہین

کوئی پرسان نہین بیکس کے شکستہ دل کا　　ٹوٹے آئینہ پہ کم لوگ نظر کرتے ہین

جانتا جاتا ہون دل ہوتا ہے جو ٹکڑے　　اشک خون دم بدم آ آکے خبر کرتے ہین

نظر آجاتی ہے صنع چمن آراے جہان　　گل رخسار پہ جب اون کی نظر کرتے ہین

وہ مرا قصۂ غم جسے سنتے والے　　ہاتھ رکھتے ہین کانون پہ حذر کرتے ہین

تپ رہا ہے شرر داغ جنون سے یہ دشت
خوف آتے ہین ہمارا راہ گذر کرتے ہین

غزل

چنگ نم حال مین یون خوش نوا ہوتا نہین　　زنگ سے آئینہ جبتک صفا ہوتا نہین

شکل گل غنچون کو سواے صبا ہوتا نہین　　چاک تا دامان گریبان قبا ہوتا نہین

حسن بندش سے اگر مضمون ادا ہوتا نہین　　عکس فکر آئینہ صورت نما ہوتا نہین

ساز حاجت جبتک اے دل پر صدا ہوتا نہین　　چاک جیب خرقۂ حال گدا ہوتا نہین

ذات باری ہی قدیم اے دل یہ سنتی آئی ہین　　اس خبر کا اور پیدا مبتدا ہوتا نہین

قول لفظ کن کا قائل بھی کوئی ہوگا ضرور　　غیر اسم معرفہ حرف ندا ہوتا نہین

نخل گل عریان خزان مین دیکھکر دل نے کہا　　یون کوئی زردار بے برگ و نوا ہوتا نہین

مرہم بوسہ سے بھرتے کا سینے داغ اے کریم
اس سے بڑھ کر ظرف بیش بے نوا ہوتا نہیں

خاک سوز عشق سے ہوتا بڑی اکسیر ہے
بے جلے ہر جسم میں اخلاط طلا ہوتا نہیں

خال اپنے ذہن میں جبین رخ کو قرآن آگیا
ہندو کے پوجنے سے بت خدا ہوتا نہیں

ہم نے دل میں یہ سمجھ کر چھوڑ دی فکر معاش
اک نوالہ رزق قسمت کا سوا ہوتا نہیں

دوست لے کھون کیون تیرے بن مین گل کو زاہدو
یہ رفیق ایسا ہے مر کر بھی جدا ہوتا نہیں

گلرخوں کو باغ سے لائی قضا اس کنج میں
جس جگہ دم بھر یہاں خوش ہوا ہوتا نہیں

زلف کے سودے میں عارض کا نہیں ہے خیال
آشنا کا بھی میں صورت آشنا ہوتا نہیں

اس لئے پیری میں ہم لیکر نہیں چلتے لے
دستگیر لغزش پا کچھ عصا ہوتا نہیں

اک جہان زیر قدم ہے میری مشت خاک کے
دخل کس جا روز ہمراہ صبا ہوتا نہیں

دل تمہیں دیتا ہوں میں تم بھی تو بوسہ دو مجھے
بے عوض کامل کوئی عہد جیا ہوتا نہیں

انتہا کا منجھ گیا ہے دل پہ تیر افگن کا ہاتھ
یہ نشانہ بھول کر اس سے خطا ہوتا نہیں

ترک کر دی ہم نے راہ و رسم الفت اسلئے
کوئی بجز غم کا اپنے آشنا ہوتا نہیں

شعبہ ایمان ہے اے دل پردہ شرم و حیا
پاک زادہ پاک طینت بے حیا ہوتا نہیں

خون عاشق کا بہانا ہے اونہیں مدنظر
زیب فندق بے سبب رنگ حنا ہوتا نہیں

کیوں طلب اس بیوفا دنیا کی ذی خواہش کریں
میل نعمت پر مجھے بے اشتہا ہوتا نہیں

غیر کو کس طرح جینے دے رقیب روسیاہ
سبزہ بیگانہ زیر اژدہا ہوتا نہیں

ترک ربط حسن ہو عاشق سے ہے امر محال
رنگ گل ہر رنگ میں مجھ سے جدا ہوتا نہیں

حلقہ دامِ زلف کا کھینچے ہے یون آغوش مین　　لاکھ مرغ دل پھڑکتا ہے رہا ہوتا نہین

دل لگا کر درد دل کا کس طرح شکوہ کرون　　اپنے منہ سے آپ ہی اپنا گلا ہوتا نہین

قطع جسم حاملان عشق پہ ہوتا ہے فقط　　ٹھیک سب پر جامۂ صبر و رضا ہوتا نہین

کیا اطبا سے ہو بیمار محبت کا علاج　　یہ مرض وہ ہے کہ محتاج دوا ہوتا نہین

شوق وصل یار کے مضمون مین ہے تاثیر وصل　　خط لفافے سے یہ لپٹا ہے جدا ہوتا نہین

زیر ابرو کھینچکر کاکل کو کہتا ہے وہ ترک　　یون کمان پر چلۂ مشکین چڑھا ہوتا نہین

عشق رنگین پھونکتا ہون قلب مضطر اسلیے　　خاک پارا ہو جبتک کیمیا ہوتا نہین

ایک اک گھنگرو مین ہے شور قیامت کی صدا　　کب وہ چلتے ہین کہ اک محشر بپا ہوتا نہین

حیف گھر آئے ہوئے مہمان کے پیسے استخوان　　سنگ دل تجھ سا بھی سنگ آسیا ہوتا نہین

میرے رونے پے تبسم کا عبث ہے اونکو شک　　جوش گریہ کیا کبھی دندان نما ہوتا نہین

دل صفائی سے نظر آتا نہین جز خون دل　　رنگ مے مین شیشہ بھی صورت نما ہوتا نہین

زاہدو کیون طاق مسجد کو ہے میخانہ پہ ناز　　کیا شکستہ جام محراب دعا ہوتا نہین

عہد دولت مین ہے روپوشی کمینونکا شعار　　زر مین رشتہ جا کے پھر جلوت نما ہوتا نہین

قوسِ ابرو کی کشش پوچھو مرے دل سے کوئی　　سو کمانون مین بھی زور اس سے سوا ہوتا نہین

زندگی و صحت و فرزند و اقبال و سرور　　یہ بہم کوشش سے بجز فضل خدا ہوتا نہین

فکرِ عالی اس زمینِ پست مین مائل ہو گیا　　امتحانِ جوہرِ طبعِ رسا ہوتا نہین

اہل دانش سنکے مضمون تیرے کہتے ہین آہا　　اب کوئی اردو مین یون معنی سرا ہوتا نہین

غزل

دل ہو روشن تو تجلی کی ہین پروا نکرون	ہاتھ لیجا کے بغل مین ید بیضا نہ کرون
کس طرح اونکی خموشی کا مین شکوا نہ کرون	کیونہین صفر دہن درج گہروا نہ کرون
ظلم کی یار سے فریاد کرون یا نہ کرون	سخت حیران ہون اب کیا مین کرون کیا نہ کرون
ہو کسی گل مین اگر اوس گل عارض کی مہک	پشت پھر کر کے سوے خلد مین سیر یا نہ کرون
بلبل عشق قمرہ کو ہے نشیمن کی تلاش	کیون سکھا کر تن لاغر کو مین تنکا نہ کرون
شدت ضعف سے آخر تو غش آتے ہین مجھے	پھر ہوس ید کی کیون صورت موسی نہ کرون
اے جنون ترک وطن تو ترے کہنے سے کیا	پہ یہ ممکن نہین مین یاد احبا نہ کرون
مجھکو بلوا کے وہ جس طرح سے پیش آئے ہین	میرے گھر آئین اگر وہ تو مین ایسا نہ کرون
اونکے در تک جو رسائی مجھے حاصل ہو جاے	پھر کبھی رخ طرف بام مسیحا نہ کرون
دیکے ساغر یہ دعا دے مجھے اے پیر مغان	نشہ رہے مجھے بہکائے تو بہکا نہ کرون
چھپ کے گھر غیر کے جانا ترا چھپنے کا نہین	بھید کھل جائیگا مین ذکر کرون یا نہ کرون
داغ عشق رخ جانان کی وہ دیکھی ہے بہار	چشم رغبت کبھی سوے گل رعنا نہ کرون
وہ تو دل مانگین مین بوسہ کرون انسے طلب	وہ تقاضا کرین اون سے مین تقاضا نہ کرون
میرے دلکی نہ سنو لیتے ہی دلمین سمجھو	تمھین پھر کیا کہو کہنا جو تمہارا نہ کرون
صبر اتنا دے مجھے عشق قمرہ مین یارب	دل پہ چھریان چلین منہ سے کبھی شکوا نہ کرون

مہندی غیرون کے لگاتے ہین مین چپ بیٹھا ہون
خون کتنونکو ہون گر خون تمنا نہ کرون

وہ بھی ہین دوست کی رسوائی کے جو خواہان ہین
ہین تو دشمن کی بھی ذلت کو گوارا نہ کرون

وحشی زلف کو روکو تو وہ فرماتے ہین
تمہین ایسے ہو مین ایسے کا تو سمجھایا کرون

نکہت زلف سے اس درجہ معطر ہے دماغ
بھول کر رخ طرف عنبر سارا نہ کرون

ترک وہ مجھ سے اگر رسم محبت نہ کرین
مر کے بھی حور کے ملنے کی تمنا نہ کرون

قتل کرتے ہین وہ جس طرح سیاست سے مجھے
دوست تو دوست ہین دشمن سے بھی ایسا نہ کرون

بیڑیان لائی ہین بنوا کے مشقت سے عزیز
بے مروت مجھے سمجھین گے جو پہنا نہ کرون

ایک مین اور ہجوم غم و افکار اسد
تمہین انصاف کرو کیا مین کرون کیا نہ کرون

غزل

دل کا لگانا قہر ہے کچھ دل لگی نہین
رونا تمام عمر کا ہے دل ہنسی نہین

باغ جہان مین یون تو ہر اک رنگ کے ہین پھول
جسکے لیے دماغ مین بو ہے وہی نہین

تم کو اگر ہو مردمک چشم سے حجاب
تو بند کرلی آنکھ اب آؤ کوئی نہین

احباب سے بھی آنکھ چرانے لگے ہین لوگ
گویا جہان مین چشم مروت رہی نہین

کہتا ہون جب مین اس دل بسمل کو ذبح کر
کہتا ہے سر ہلا کے وہ ظالم ابھی نہین

ظلمات کوے زلف مین جانا محال ہے
ہادی کوئی جناب خضر سا بھی نہین

عشاق کی طلب نہین ہیوجہ بزم مین
شاید پھر آج ہاتھ مین مہندی رچی نہین

پوچھو نہ حال عاشقون کا بزم یار مین
رسوائی اون کے حق مین کوئی اُٹھ رہی نہین

لے کر جو دل کو پھیر دیا دیکھ بھال کے
قیمت اس آئینہ کی کچھ اون کو جچی نہین

جن جن کے صدمے اتنے دیے یار نے مجھے
ایذا کوئی جہان مین باقی رہی نہین

ماتم مین صبح ہجر کا کرلون تو جا سکئے
ہے رات ابھی سحر کی تو نوبت بجی نہین

اوس جا کشان کشان لئے جاتی ہے مجھکو موت
جس راہ ساری عمر گئے ہم کبھی نہین

انداز و عشوہ شوخی و غمزہ ادا و ناز
کیا کیا جفا اس اک مرے دل نے سہی نہین

افشاء راز غیر کرین مجھ ہو خفا
مین نے تو کوئی بات بھی منہ سے کہی نہین

نازک میان یار ہے گو بال سے سوا
زلفون کی بانکپن سے سرمو دبی نہین

اتنے ہی شعر نظم کرو اور اے ہدا
آدھی غزل کہی ابھی آدھی کہی نہین

غزل

نائب نبی کا غیر علی ولی نہین
جز مرتضیٰ رسول کا کوئی وصی نہین

حاجت ہو جس قدر طلب آل نبی سے کر
ان سے زیادہ خلق مین کوئی سخی نہین

ایمان و جان صحت و اولاد و آبرو
دولت وہ کون سی ہے خدا نے جو دی نہین

آئینہ خانہ وصف مین عارض کے دیکھنا
کوئی غزل کی بیت ابھی تو سجی نہین

فرقت کی شب مین کیون شب یلدا کا طول ہے ۔۔۔ خورشید ابھی تو داخل برج جدی نہین
برگشتہ بخت وہ ہون کہ مجھ تک جب آیا دور ۔۔۔ مینا اولٹ کے کہتا ہے ساقی بچی نہین
محراب کعبہ خم ہے تو کیا قبلہ راست ہے ۔۔۔ ابرو مین کج ہے یار کے دل مین کجی نہین
دریائے اشک کیا مری آنکھین بہائیگا ۔۔۔ میت جب ایک مردہ مژہ کی بہی نہین
بہکے ہوے وہ مست ہین مے جوش شباب سے ۔۔۔ یہ نشۂ شراب مین بھی بے خودی نہین
بیٹھے ہین چھپ کے گوشے مین تیر نگاہ سے ۔۔۔ ابرو کمان کے عشق مین چلہ کشی نہین
ہنستے ہو دردمند کے کیا حال زار پر ۔۔۔ ہے رنج کا محل کوئی جائے خوشی نہین
مدہوش کر دیا وہ نشیلی نگاہ نے ۔۔۔ ایسی ہے بیخودی مجھے ہوش خودی نہین
بتلائے جائین کچھ تپ غم کا مجھے علاج ۔۔۔ کہدے کوئی مسیح سے جائین ابھی نہین
پوچھو نہ دانت ٹوٹنے کا مجھ سے تفرقہ ۔۔۔ جب سے ہوئی اوجاڑ یہ بستی بسی نہین

اب لکھو قیدرا مین ھذا تیسری غزل
فکر حریص کی ابھی نیت بھری نہین

غزل

اب کوئی حور وش نہین رشک پری نہین ۔۔۔ وہ دلربا ہین جنمین کوئی دلبری نہین
کافی ہے عشق سبزۂ عارض سا پیشوا ۔۔۔ درکار خضر کی مدد رہبری نہین
چھوڑین گے چل کے ہم در شیرین ادا پہ سر ۔۔۔ منظور کوہ کن کی طرح خودسری نہین

گلہائے زخم زیر گریبان چھپائے کیوں | جا نگاہ ناز کی پردہ دری نہین
کس طرح رکھون کعبۂ دل مین بتان ہند | ان مین تو کوئی ساختۂ آزری نہین
جھوٹی قسم پہ رکھتے ہین وہ میرے سر پہ ہاتھ | غیرون کے یہ نصیب مین قسمت وری نہین
سرمہ بتائین برق تبسم سے کس کے دل | اوس شمع طور کو سر جلوہ گری نہین
اتنا خفا نہ مجھ پہ ہو ناصح بشر ہو مین | الزام عشق سے تو ملائک بری نہین
ایسا سکھایا ہمیں نے سودائے زلف کے | دامان چشم مین کہین باقی تری نہین
سو شاعرون مین اک کہین نازک خیال ہے | آسان زلف شعر کی صورت گری نہین
پیری مین کیا مین عشق رخ صندلین کرون | اب تو پسند دل کو یہ درد سری نہین
اللہ رے بوسۂ لب شیرین کی دلکشی | لب بند ہو گئے ہین پہ نیت بھری نہین
ہین آسمان حسن پہ قطبین جلوہ گر | اوس مہ لقا کے پاؤن مین کفش زری نہین
پردہ جنون کا ضعف کی باتون سے رہ گیا | مجبور ہون کہ قوت جامہ دری نہین
یارب مجھے غلامی حیدر کا دے شرف | منظور اوج و مرتبۂ قیصری نہین

پیری سے بڑھ گیا ہے ہدا ضعف باطنی
ظاہر مین کچھ حواس مین گو ابتری نہین

غزل

برش سے تیغ ابرو کی گلے لاکھون کے کٹتے ہین | اولٹتی ہین صفین وہ آستین جسدم الٹتے ہین

برش تیغ دو پیکر کی ہے کیا رفتار قاتل مین
جدہر سے ہو گذرتا ہی گلے لاکھون کے کٹتے ہین

ادب لازم ہی بزم یار مین شور و فغان کیسا
گل رخسار نازک گرد سی آہون کی اٹتے ہین

رقیبون نے بڑہا کر دیا یہ بد لحاظ اون کو
مرے شکوون کے دفتر میرے ہی منہ پر اولٹتے ہین

مین دل چھنوا کے اپنا ایسے مایوسی سے پھرتا ہون
کہ جیسے دفن میت کر کے اسر قبرون پلٹتے ہین

نظارہ عارض سفاک کا کوئی کرے کیونکر
نگہ کے تار عکس خنجر ابرو سی کٹتے ہین

دم سیر چمن شوخی سے رنگ روی جانان کے
گلون کے رنگ تیغ شرم سے گلشن مین کٹتے ہین

جگر فولاد کا یہ کر لیا ہمنے محبت مین
کہ اب تیر نگاہ یار آ کر اوچٹتے ہین

لحاظ اتنا بھی بے لطفی مین کرتے ہین غنیمت ہے
کہ مجھکو دیکھکر وہ ساتھ سی غیرونکے کٹتے ہین

حسینان جہان سب آشنا ہین اپنے مطلب کے
بڑہاؤ رسم جتنا اتنے ہے دل اونکے ہٹتے ہین

مرض مین حالت صحت مین عشرت مین فلاکت مین
برابر رات دن ہم تو اونہین کا نام رٹتے ہین

خدا محفوظ رکھے بار منت سے کمینون کے
کہ ادنی کر کے احسان ہر گھڑی ساعت اوگلتے ہین

بہر محفل جو لیتا ہون مین بوسے تیغ ابرو کے
نجالت سے مری اغیار کیا کیا دل مین کٹتے ہین

سگان کوے جانان عاشقون کی بوٹیان باہم
بحال ایسے ہوئے ہین شکرے اوپر جھپٹتے ہین

مرا آئینہ دل کا مول لیتے ہین وہ گھر بیٹھے
کہین بے دیکھے بھالے سودے اس صورت سے پٹتے ہین

مرا دل چاک چاک اسنے کیا ایسی سیاست سے
کلیجے سننے والون کے سنے سے جسکے پھٹتے ہین

قضیہ منعکس ہی اے ہدا حرص و قناعت کا
اُدہر بڑہتے ہین جتنے ہاتھ ادہر اتنے سمٹتے ہین

غزل

نہ چھونا بھول کر منہ چوم کر گیسو اولٹتے ہین
غضب ہوتا ہے سم جب کاٹ کر کالے پلٹتے ہین

قدم اندازہ ہمت سے رکھہ اے دوست مید امین
جو حد بڑھ کی چلتے ہین وہی پھر پیچھے ہٹتے ہین

خیال زلف و عارض مین کسے آرام ہوتا ہی
شب و روز انتظار یار مین آنکھونمین کٹتے ہین

سحر فرقت کی ان خورشید رُویونکی جنون زا ہی
گریبان عاشقون کے مثل چاک صبح پھٹتے ہین

شب وصلت مین ہو جاتا ہے عالم صبح محشر کا
نقاب اپنے رخ روشن سے وہ جسدم اولٹتے ہین

قدم کیون کر بڑھے سودائے کاکل مین سوی صحرا
برنگ مار رہزن پاؤن سی جادے لپٹتے ہین

بدن لرزان ہی اون کے خوف سے اظہار مطلب مین
حروف مدعا منہ مین زبان کیطرح کٹتے ہین

بھرے ہین دل اجازت ابتو رونیکی عنایت ہو
کہ اب ضبط فغان سے عاشقون کے دم اولٹتے ہین

اُصول عشق ملتے ہین ریاضی کی اُصولون سی
زمانہ لاکھہ کروٹ لی جگہ سی کب یہ ہٹتے ہین

ھُما دل بند ایسا کر دیا ہے گرم آہونے
کہ گل باد خزان سے جیسے مرجھا کر سمٹتے ہین

غزل

کم سن ہین وہ پہ قتل کے سامان ابھی سی ہین
ابرو کے دونون تیغ بران ابھی سی ہین

جوش جنون کا گو کہ زمانہ بعید ہے
نشتر اوٹھائے خار مغیلان ابھی سی ہین

شانہ کرین گے کاکل جانان مین کل رقیب
اوجھن یہ ہم کو ہے کہ پریشان ابھی سی ہین

پیچھلے سے کوے یار مین جاؤن گا کسطرح
ہتیار بند کوچہ مین دربان ابھی سی ہین

لائین گے تاب کیا وہ رخِ بے نقاب کی
جو لوگ شکل آئینہ حیران ابھی سی ہین

گو فصل گل بعید ہے پر فرط شوق سے
معمور بلبلون سی گلستان ابھی سی ہین

گو کوے یار مین نہین رکھتا ھماؔ قدم
دشمن ہماری جان کے خواہان ابھی سی ہین

غزل

خموشیٔ لب جانان مین کچہ کلام نہین
دہان تنگ مین گنجائش کلام نہین

کمند آہ رسا اب کہان ارادہ ہے
بلند عرش علا سے تو کوئی بام نہین

ہزار شکر کہ مین عشق قد مین ہون آزاد
کسی کا سرو چمن کی طرح غلام نہین

نہ پوچھو قصۂ زلفِ دراز یار کا طول
تمام شب ہوئی یہ داستان تمام نہین

نقابِ چہرۂ پر نور کے سوا اے دل
عیان ہو نور سحر کوئی ایسی شام نہین

مساعدت پہ زمانے کی فخر و ناز نہ کر
یہ گل وہ ہے جسے اک رنگ پہ قیام نہین

پسند گیسو و رخ کی ہے ایسی آرایش
سوائے آئینہ و شانہ ان کو کام نہین

تمھارا عشقِ سراپا بھرا ہے رگ رگ مین
برنگ گردش خون ایکجا قیام نہین

ھماؔ مقرر یہ غذب کیون نہ ہون سنکے فریفتہ انکو
جب اس کلام سی اچھا کوئی کلام نہین

غزل

عشق خط سے نہین ہم ڈرتے ہین
لوگ کھاتے ہوئے سم ڈرتے ہین

دلمین کچھ خوف خدا آتا ہے
اب تو وہ کر کے ستم ڈرتے ہین

سر اوٹھایا تھا جوانی مین بہت
اسسے گردن کے خم ڈرتے ہین

قبر مین شانہ ہلاتے نہین وہ
کہین آجائے نہ دم ڈرتے ہین

خوف ہے یار کی رسوائی کا
اسسے کھاتے ہوئے سم ڈرتے ہین

درِ جانان پہ نہ رکھین گے قدم
یاد ہے نقل ارم ڈرتے ہین

شیر سے کم نہین کچھ اپنا غبار
آہوؤن مین جو ہے رم ڈرتے ہین

اون کی رسوائی سے سر نامہ پر
نام لکھتے ہوئے ہم ڈرتے ہین

وہ بگڑ جائین نہ مطلب سُن کر
حال کہتے ہوئے ہم ڈرتے ہین

راہ مین اون کو گھڑ آکیا چھیڑین
خوف رسوائی سے ہم ڈرتے ہین

غزل

پہ سر دگرمی خورشید حشر پاتا ہون
کفن کے چاک سے مین داغ دل دکھاتا ہون

غبار نقش قدم کی جو اون کے آمد ہے
مین آنکھین فرش کی جا راہ مین بچھاتا ہون

کیا بخیل سے بوسہ طلب ذلیل کیا
زبانکی دانتون سے مین بوٹیان چباتا ہون

دیا ہے داغ وہ صورت نے حسن عارض کے
کہ آفتاب کو مین آئینہ دکھاتا ہون

نشان راہ عدم کا جو پوچھتے ہین لوگ
میان یار اشارے سے مین بتاتا ہون

وہ چونکین نالہ شبگیر سے غرض یہ نہین
مین اپنے سوئے ہوئے بخت کو جگاتا ہون

خوش اون کو کرتا ہون تیر مژہ کا بنکے ہدف
مین روکے خون کی آنسو او نہین ہنساتا ہون

کسوف مہر کی مین انجلا کا باعث ہون
نقاب روئے مضامین سے مین اوٹھاتا ہون

فلک کا ظلم تبون کی ستم رقیب کا جور
ہر ایک سمت کی چوٹون کو مین بچاتا ہون

ڈبووے آج تو اے چشم اشک پر خونین
کہ اون کے نازکے کشتون مین ملنے جاتا ہون

نزار تار نظر سے ہوا مین خوب عیاں
کہ کچھ تو چشم تنک ظرف مین سماتا ہون

غزل

زمین پہ شرم گنہ سے جو سر جھکاتا ہون
فلک پہ آب ندامت مین بہ کے جاتا ہون

گذر ہے خار وطن کا جو دشت غربت مین
خوشی سے آج مین پھولون نہین سماتا ہون

تمہارے نقش قدم کا ہوا یہ دل پیرو
کسی طرح نہین اوٹھا ہزار اوٹھاتا ہون

مخاطب اون کے مین کرنیکو آہ کرتا ہون
نقاب شرم کو آندھی سے مین ہٹاتا ہون

وہ سر کو کھول کے کہتے ہین میری میت پر
اٹھو مین نکہت زلف رسا سنگھاتا ہون

صلاح ضبط فغان کی نہ کوئی دے مجھکو
مین آج آہ کی تاثیر آزماتا ہون

برا ہو عشق کا وہ جسقدر بگڑتے ہین
قدم پہ گرکے اونہین روز مین مناتا ہون

جگر مین دی ہے جگہ مین نے اونکی ابرو کو
لہو مین تیغ ہلالی کو مین بجھاتا ہون

وہ لیکے بوسہ لب آئینہ مین کہتے ہین
کہ مرغ دل کو مین آب بقا پلاتا ہون

گلا کرون گا کبھی مین بھی ناز بیجا کا
یہان تلک ابھی برداشت ہے اُٹھاتا ہون

غبار کی دل ناداں مین آمد آمد ہے
چھڑک کے آنسوؤن کو گرد مین بٹھاتا ہون

ہنر نہین مجھے غیرون سے شکوہ تحسین
کہ صاحبان سخن سے مین داد پاتا ہون

غزل

اتنے پچھے ہین اگلے برس خار پاؤن مین
ابتک نہین ہے طاقت رفتار پاؤن مین

بہ وقت رقص ہے سبکی یار پاؤن مین
ممکن نہین نشان دے تلوار پاؤن مین

وہ گل اگر بنھائے مجھے اپنے ہاتھ سے
بیڑی ہزار من کی ندے بار پاؤن مین

شرمندہ ہے چمن مین یہ سنکر مرا سخن
بلبل دبائے ہے سر منقار پاؤن مین

بڑھ کر ہمارے خون جگر سے نہوگی شوخ
مہندی لگا رہے ہین وہ بیکار پاؤن مین

جوش جنون مین کی ہے یہ صحرا مین جستجو
گنتے ہین اہل شہر مجھے چار پاؤن مین

عشق مژہ مین دشت نوردی کی اس قدر
کانٹے ابھی تلک تو ہین دو چار پاؤن مین

نکلین چمن سے مرغ چمن کیا بہار مین   اولجھین ہین تار نکہت رفتار پاؤن مین

جانبر ہو کوئی جنبش ابرو سے کیا بھلا
سر پر پڑی اُتر گئی تلوار پاؤن مین

غزل

بیان جو بزم مین اپنا کمال کرتے ہین   بڑے جری ہین وہ ایدل کمال کرتے ہین
شہید یار کے ابرو و خال کرتے ہین   کسی سے وہ کہین تلوار ڈہال کرتے ہین
اسیر زلف عبث خوش جمال کرتے ہین   سیاہ کار مرا بال بال کرتے ہین
شب شباب کا پھر ون ملال کرتے ہین   سیہ خضاب سے جس روز بال کرتے ہین
مبارک آپ کے ابرو کی دید ہے جنکو   نظر بھی وہ نہین سوئے ہلال کرتے ہین
سراسری وہ لگاتے ہین سب پہ تیر نگاہ   مری طرف تو بڑی دیکھ بھال کرتے ہین
وہ مہندی مل رہے ہین اپنے پاؤن مین بیٹھے   کسی کا دل تو نہین پائیمال کرتے ہین
وہ آج قہر کی آنکھون سے دیکھتے ہین مجھے   شکار شیر عرب کا غزال کرتے ہین
جو سُرخ رو مئے وصلت سے دیکھتے ہین مجھے   رقیب پیٹ کے مُنہ اپنا لال کرتے ہین
بنین ہین تل نہ محراب ابروے خمدار   سجود طاق حرم مین بلال کرتے ہین
ڈبو کے اوٹھے ہین اشکو مین دفتر عصیان   کبھی جو دل مین خیال مآل کرتے ہین
بہار آئے تو قاضی کو اب کے رشوت دین   کہ وہ حرام کو فوراً حلال کرتے ہین

بہم نہین ہین جبین بلند پر دو خال — ستارے چرخ پہ یہ اتصال کرتے ہین

کہونگا چل کے مین قاصد سی رنجش ترشروش — وہ قصّے ایسے بہت انفصال کرتے ہین

تلاش مے مرے گھر محتسب خدا سی ڈر — کسیکا یون نہین افشا رحال کرتے ہین

دہان یار کا کرتے ہین وصف بے دیکھے — سپاس ندرت امر محال کرتے ہین

بتائیے تو بڑہائی ہین کس لئے زلفین — کمر کے چاہنے والے سوال کرتے ہین

خودی سے اپنی نہ کیون کھوئے جائین مثل کلیم — کہ یاد یار کی برق جمال کرتے ہین

بجے ہین افعی کاکل کے دم سی شمع چراغ — غلط وہ عذر ہوائے شمال کرتے ہین

ہم آج لکھتے ہین مضمون وصفِ گیسو مین — اسیر طائر وہم و خیال کرتے ہین

جلے ہوئے ترے سوز فراق کی اے یار — بہشت نار سقر کو خیال کرتے ہین

ہُدا اک اور پڑھو کہہ کے اس طرح مین غزل
سخن کی قدر سب اہل کمال کرتے ہین

غزل

یہ کس حسین کا صوفی خیال کرتے ہین — جو غیر حال دم وجد و حال کرتے ہین

وہ دل چُرا کے یہ عاشق کا حال کرتے ہین — کہ حال چور کا جو کوتوال کرتے ہین

خدا زمین سخن سے دفینہ دیتا ہے — پسند ہم کہین بیکار مال کرتے ہین

ہوس عجوزۂ دنیا کی کب ہے مردونکو — جوان پسند زنِ پیر زال کرتے ہین

گناہ گار محبت ہین ہم کہین یہ کہین | ہم اپنے جرم پہ خود انفعال کرتے ہین
ہدف بناتے ہین کس کس کو دیکھئے دلکو | مژہ کے تیر دنکی وہ دیکھ بھال کرتے ہین
گلا دباتے ہین رکھکر ہمارے منہ پر ہاتھ | کبھی جو وصل کا اون سے سوال کرتے ہین
جوان وہ ہوکہ دکھائین بہار حسن شباب | دعا خدا سے یہی ماہ و سال کرتے ہین
بڑہائے جاتے تو ہین آپ اپنی کاکل کو | کمر کا بھی کبھی اپنی خیال کرتے ہین
طریق عشق مین ہوتے ہین راہبر میرے | عجب کرم خضر نیک فال کرتے ہین
فروغ دیتے ہین ہم دیکے سوخت دشمن کو | جلاکے آگ کو روشن زغال کرتے ہین
مزا ہے پینے کا جنکو مکد آنسون کے | پسند وہ کہین آب زلال کرتے ہین

ہدا کے دلکے کھلے جب سے یار پر جوہر
وہ آئینہ سے سوا دیکھ بھال کرتے ہین

غزل

سمجھ کے کھیل مجھے پائمال کرتے ہین | بڑا ستم یہ بت خورد سال کرتے ہین
خموش رہتے ہین ہم سوز عشق عارض مین | مثال شمع زبان اپنی لال کرتے ہین
شب فراق مین عاشق تمہارے گیسو کے | برنگ زلف پریشان حال کرتے ہین
عجب فسانہ پُر درد ہے مرا قصہ | جو کہتے سنتے ہین رنج و ملال کرتے ہین
جوان وہ طفل حسین ہو اُمید بر آئے | دعا کمال کی بھر ہلال کرتے ہین
وہ فیض سایۂ قامت سے آج گلشن مین | ہر ایک نخل چمن کو نہال کرتے ہین

نظر ہے جن کی ہمیشہ متاعِ عقبیٰ پر | پسند وہ کہین دنیا کا مال کرتے ہین
ہمین تو شرم گنہ سے حجاب آتا ہے | بڑے ہین ڈہیٹ جو اوسے سوال کرتے ہین
سمجھتے کب ہین کسی سور کو سرِ میدان | جو اپنے نفس سے جنگ و جدال کرتے ہین
مُصر ہین ترکِ محبت پہ روز و شب ناصح | عجب نصیحتِ امرِ محال کرتے ہین
دو روزہ زیست کا ہے لطف خلق آپس مین | وہ کون دل ہین جو باہم ملال کرتے ہین
جنہین متاعِ قناعت خدا نے بخشا ہے | بھلا وہ کب ہوسِ ملک و مال کرتے ہین
نمک بھی رکھتے ہین ہم ساتھہ بادہ نوشی مین | مئے حرام فریبے حلال کرتے ہین
سوا ترے نہ اُٹھے ہاتھ غیر کے آگے | یہ پنجگانہ مین حق سے سوال کرتے ہین
شفق مین دیکھہ کے گردون کو یہ ہوا ثابت | پسند پیر بھی رنگین مثال کرتے ہین
کہا جو غنچہ دہن کو خطا کی جانے دو | ذرا سی بات پہ اتنا ملال کرتے ہین
سمجھ کے دشت مین وحشی چشمِ یار مجھے | عجیب ناز و کرشمہ غزال کرتے ہین
رہائی مر کے بھی جنجال سی نہین ہوتی | اسیر یون تری زلفون کے جال کرتے ہین
شباب یاد بھی آیا کبھی تو یون آیا | کہ جیسے خواب کا انسان خیال کرتے ہین
جناب مجتہد و ناظم اودھ کے لئے | دعا شفا کی علی الاتصال کرتے ہین

کرون جو روضۂ گلگون قبا کا قصد ہدا
گرفت دامنِ دل کی عیال کرتی ہین

غزل

موج دریا پہ طپان پر لوندان دیکھین | جوہری آکے یہ سلکِ دُرِ غلطان دیکھین
چلیے گلشن مین بہارِ گلِ ریحان دیکھین | ساغرِ گل پہ عنادل کو غزل خوان دیکھین
باغبان پھر نہ کبھی سوئے گلستان دیکھین | چشمِ مجنون سے اگر سمتِ بیابان دیکھین
تنگ آئے ہین وطن سے مدد اے جوشِ جنون | سال بھر سے نہین دیکھا ہے بیابان دیکھین
دلِ عشاق مین دل کی مرے پہچان یہ ہے | جسمین وہ سب سے سوا حسرت و ارمان دیکھین
زاہد خشک ہون رغبت سے ابھی تر دامن | میکدے مین جو کبھی صحبتِ رندان دیکھین
عشق مین حلقۂ گیسو کے پھنسا ہون ایسا | برسون الجھن مین رہین گر مہِ کنعان دیکھین
مصحف رخ پہ ہُوا ون کے کہین سبزہ آغاز | ورقِ گل پہ بہارِ خطِ ریحان دیکھین
ناز ہے عارضِ روشن پہ یہ اون کو سرِ بزم | پاؤن رکھین نہ اگر شمع فروزان دیکھین
ناوکِ سرمۂ دنبالہ کے لائق نہین مین | دل کو دیکھین مرے وہ سنگ کے پیکان دیکھین
مجھکو پہلو مین بٹھائین کہ جگہ غیر کو دین | وہ کرین اپنی جو کچھ یہ شان کے شایان دیکھین
فکرِ انجام مین شبنم کی طرح گریان ہون | چاہیئے گل کو جب اس باغ مین خندان دیکھین
ٹکٹکی باندھے ہین کیون نہ ستارے شب بھر | چاند سے جب رخِ روشن کو دوچندان دیکھین
یہ دعا ہے گلِ رخ پر ہو عیان رنگِ شباب | اپنی آنکھون سی تمھین حسن پہ نازان دیکھین
دل سے آنکھون مین رہو دید کی حسرت نکلی | اوٹ سے سامنے آؤ تو مری جان دیکھین

شب معراج صدا عرش سے یہ آتی ہے
آ کے قدسی شرف رتبۂ انساں دیکھیں

تم دکھا دو جو لب بام سے ابرو کا ہلال
شب مہ نو کو ابھی سر بگریباں دیکھیں

وہ بھی ہیں دردرسیدہ یہ جو ہنستے ہیں سدا
ہم تو رو دیں جو کسی چشم کو گریاں دیکھیں

غزل

عیادت کو وہ آئے ہیں گلے مجھکو لگاتے ہیں
ہزاروں طرح کے دل میں مرے وسواس لیے ہیں

ہم اون کو حسب وعدہ جب شب وصلت بلاتے ہیں
یہ سنتے ہیں کہ بیٹھے پاؤں میں مہندی لگا لیے ہیں

ستم کرتے ہیں لاکھوں ہر طرح سے آزماتے ہیں
برا اس دل کا ہو الفت کے باعث سب اٹھا لیے ہیں

مخاطب ہو کے غیروں سے مجھے باتیں سناتے ہیں
جب آنکھیں چار ہو جاتی ہیں مجھ سے مسکرا لیے ہیں

وہ بہر قتل مجھکو لے چلے ہیں ایسی ذلت سے
کہ دشمن دیکھکر دانتوں میں اونگلی کو دبا لیے ہیں

کیا زخمی مجھے اس خندہ پیشانی سے اوس گل نے
دہان زخم مثل غنچہ کھل کر مسکرا لیے ہیں

جلاتے ہیں ہمیں غیروں سے ہنس ہنس کے وہ محفل میں
مثال شمع ہم چپکے کھڑے آنسو بہا لیے ہیں

بہت دشوار ہے قطع مروت دفعتہً ناصح
تعلق دل سے رفتہ رفتہ الفت کا اوٹھا لیے ہیں

عدم کے قافلے والو ہماری بھی خبر رکھنا
کہ مثل گرد اوٹھتے بیٹھتے ہم پیچھے آ لیے ہیں

ترے بیمار فرقت کی مسیحا اب یہ حالت ہے
جو گھر میں دیکھنے جاتے ہیں باہر رو لیے ہیں

ستم ہے عشق کا الزام مجھ سے پیر فانی پر
شرارت ہے بتوں کی آگ پانی میں لگا لیے ہیں

گلہ کس سے کرین ہم ان بتون کی زلف و عارض کا
خدا واقف ہے جیسے رات دن صدمے اوٹھاتے ہین

دو روزہ رنگ و بو پہ ناز کیا گلزار عالم مین
گلون کے خندۂ بیجا پہ غنچے مسکراتے ہین

عدم کے رہرو چھوڑو نہ میرا ساتھ بچپن کا
کمر سے باندھ لین توشہ سفر کا ٹھیر و آتے ہین

چھڑک دے مُنہ پہ پانی اے عرق جوش نقاہت کے
کہ تنہائی ہے درد دل کی شدت ہے غش آتے ہین

نہ سمجھے کم کوئی دل مین نوے خط عارض کو
یہ ہین وہ مورچے جو چاند مین دھبّے لگاتے ہین

نہین عارض پہ سبزہ سبز پیراہن مین یوسف ہین
متاع جان کو عاشق بجاے قیمت لگاتے ہین

ہدایت کو ہدا آنسو طریق عشق مین کم ہین
یہ وہ بچّے ہین خضر پیر کو رستا بتاتے ہین

غزل

سیر کو گھر سے نکل کر وہ جدہر جاتے ہین
غول کے غول اودہر تھامے جگر جاتے ہین

گلرخون کے کہین الفت کے اثر جاتے ہین
صورت لالہ کہین داغ جگر جاتے ہین

آپ پہلو سے مرے اوٹھ کے کدہر جاتے ہین
دل بھی ہمراہ لیے جایئن اگر جاتے ہین

پوچھے ہمسے کوئی کیون آپ اودہر جاتے ہین
داغ کھانے کیلیے مثل قمر جاتے ہین

مرے نالے جو اودھر شام و سحر جاتے ہین
زلف و رخسار کی لینے کو خبر جاتے ہین

آج ہے بزم سخن مین مرے شعرون کی طلب
سوے بازار چمن سے گل تر جاتے ہین

دل بسمل ہے ثنا خوان قدر اندازی کا
عرش کے پار ترے تیر نظر جاتے ہین

الاماں الحذر اے درد نہانِ الفت ۔۔۔ اب تو قابو سے مرے قلب و جگر جاتے ہین

پھر یہ آسی نہ کہین راہ عدم بند کرین ۔ مصرع طرح ۔ بڑھ کے گیسو ترے اب تا بہ کمر جاتے ہین

آپ آتے ہین کہ گھر مین مجھے بلواتے ہین ۔۔۔ دیکھئے آہ کا ہم آج اثر جاتے ہین

شمع ساں کرتے ہین ہم نام شجاعت روشن ۔۔۔ بزم قاتل مین لئے ہاتھ پہ سر جاتے ہین

چاندنی پرتو عارض سے چھٹک جاتی ہے ۔۔۔ آپ جس سمت کو اے رشک قمر جاتے ہین

عید قرباں کی خوشی ذبح مین عشاق کو ہے ۔۔۔ کیسے تنتے ہوئے بے خوف و خطر جاتے ہین

نہین معلوم کہ دن بھر وہ کہاں رہتے ہین ۔۔۔ میرے گھر سے تو وہ ہوتے ہی سحر جاتے ہین

غش مین دن بھر مجھے رکھتا ہے یہ کہنا اونکا ۔۔۔ ہے اجازت ہمین بجتا ہے گجر جاتے ہین

کم سنی کا ہے سبب ذبح تو کر لیتے ہین ۔۔۔ ہاں پھڑکنے پہ مرے دل کے وہ ڈر جاتے ہین

وہ بھی ہین ظلم جو عاشق پہ کیا کرتے ہین ۔۔۔ ہم تو آہ دل مظلوم سے ڈر جاتے ہین

جمنے پاتا نہین سبزہ جو رخ رنگین پر ۔۔۔ آہوے چشم تو اونکی نہین چر جاتے ہین

عشق یوسف مین ہدا صورت یعقوب نہ رو
دیکھ آنسو کی طرح دیدۂ تر جاتے ہین

غزل

میرے نالے نہین بیوجہ ادہر جاتے ہین ۔۔۔ بنکے جاسوس یہ لینے کو خبر جاتے ہین

پوچھے ہم سے کوئی کیون آپ اُدہر جاتے ہین | دیکھنے آہ کا ہم اپنی اثر جاتے ہین
دل سی عشق اوس مہ خوبی کا نجائیگا کبھی | صورت لالہ کہین داغ جگر جاتے ہین
الامان الحذر اے درد وتب و سوز نہان | ابتو قابو سے مرے قلب و جگر جاتے ہین
اون کے اوٹھتے ہی جگر مین مری درد اوٹھتا ہے | نہین معلوم کہ کیا سحر وہ کر جاتے ہین
خار کہتے ہین جدا ہو کے چمن مین گل سے | انہین صدمونمین جوان سوکھ کے مرجاتے ہین
پھر جنون سلسلہ جنبان ہی خدا خیر کرے | بڑھ کے گیسو ترے پھر تا بہ کمر جاتے ہین
دل سنبہالے سے نہ سنبھلے گا مرا صبح وصال | ساتھ اسے آپ لئے جاتے ہین اگر جاتے ہین
سرد مہری سی بتون کے وہ اٹھائے ہین داغ | حشر تک دل سی کہین مثل قمر جاتے ہین
کشتۂ چشم مجھے جان کے ہر روز غزال | سبزہ آ کے مری قبر کا چر جاتے ہین
مرغ دن بھر مجھے رکھتا ہے یہ کہنا اون کا | لو سحر ہوتی ہے بجتا ہے گجر جاتے ہین
دلپہ مردے کی طرح رہتا ہے فرقت مین عذاب | الحذر کہتے ہوئے راہ گذر جاتے ہین

وہ بھی ہین ظلم جو عاشق پہ بہت کرتے ہین
ہم تو آہ دل مظلوم سے ڈر جاتے ہین

غزل

عشق مین زلف کے سر پر جو بلائین آئین | حورین در پر مری لینے کو بلائین آئین

پرزے کرنیکو بہاری کے ہوائین آئین
تنگ قامت پہ گلون کی جو قبائین آئین

آہین عشاق نے کین زلف معطر ہوئی جب
بوے سنبل کے اڑانیکو ہوائین آئین

نو بہار آئی مبارک ہو تمھین بادہ کشو
کان مین قلقل مینا کی صدائین آئین

جائین دیدے کے سکھائے ہین تمھین ناز اپنا
جب قضا کر گئے عاشق تو ادائین آئین

اپنے جامے کا نہ تھا ہوش جو وحشت مین مجھے
دشت سے خاک کے اڑا کے ردائین آئین

خوف تو بہ شکنی کا نکرو بادہ کشو
دل بڑہانیکو تمھارے ہین گھٹائین آئین

حوصلہ ہوتا انھین پاتے ادہر سے جو جواب
صبر کرنے سے مرے تمکو جفائین آئین

تم سمجھتے ہو شب وصل مین جنکو شمعین
ہوکے روشن یہ مرے دلکی دعائین آئین

غم و غصہ کے سوا ہجر مین کھانا نہ ملا
جب لگی بھوک میسر یہ غذائین آئین

حوصلہ ہوتا نہ پھر پاتے ھلا اس جو جواب
صبر کرنے سے مرے تمکو جفائین آئین

غزل

ہمیشہ آگ شمع طور سے لینے نکلتے ہین
ید بیضا کی حسرت مین ہماری ہاتھ جلتے ہین

جو دل مین راز ہین بیساختہ منہ سے نکلتے ہین
خم مے کی طرح جب جوش مین آکر ابلتے ہین

وہ جب تیوری چڑھا کر ترچھی نظرون سے نکلتے ہین
کسی پر تیغ کھنچتی ہے کسی پر تیر چلتے ہین

سراپا ہم رہ الفت کو طے کرنے نکلتے ہین
جو تھک جاتے ہین پاؤن چلتے چلتے سر کے بل چلتے ہین

مریض نرگس چشم اوس کے کب کروٹ بدلتے ہین — کہین بیمار ایسے گر کے بستر پر سنبھلتے ہین

تلاش یار مین جب گھر سے ہم باہر نکلتے ہین — برنگ اشک غم راہ ادب مین سر سے چلتے ہین

وہ جب شمشیر مجھ پہ کھینچکر تیوری بدلتے ہین — برابر تیغ کے دو اور خنجر دلیہ چلتے ہین

ہمیشہ عطر مین ڈوبے ہوئے گھر سے نکلتے ہین — مہک جاتی ہین گلیان جس طرف دو گام چلتے ہین

ہماری آہ سوزان پر بتون کو رحم آتا ہے — یہ وہ شعلے ہین پتھر جن کی گرمی سے پگھلتے ہین

نگہ اشکون پہ کر نازان نہو آرام دنیا پر — وہی آنکھون سے گر جاتے ہین جو آنکھون مین ملتے ہین

فروغ رخ سے اوس کے سوز حسن و عشق یکسان ہے — ادہر جلتے ہین شمعین اوس طرف پروانہ جلتے ہین

ہمارے گریہ وزاری کو سنکر رحم آتا ہے — برنگ اشک بیتابانہ وہ باہر نکلتے ہین

ہماری زندگی مین اس قدر طول امل ہوتا — یہ کہئے وعدے اون کے وصل کے ہر روز ٹلتے ہین

نیا رنگ ستم پردہ مین زینت کے نکالا ہے — حنا کو خون عاشق مین ملا کر روز ملتے ہین

مرے رونے پہ ہنستے ہین ابھی کم سن ہین کیا جانین — کہ دل پر چوٹ جب لگتی ہے تب آنسو نکلتے ہین

بہار آئی ہے یہ یارب کہ روز عید آیا ہے — جوانان گلستان کیون نئے کپڑے بدلتے ہین

دم لغزش عصا موج ہوائے سر ہوتی ہے — برنگ اشک شمع بزم ہم گر کر سنبھلتے ہین

اثر ہو زہر افعی کا نہ کیونکر اوس کے ابرو مین — وہ عقرب ہین جو مار زلف کے سایہ مین پلتے ہین

رلائے کیون نہ مجھکو اوس رخ روشن کا نظارہ — کہ سورج دیکھکر بیساختہ آنسو نکلتے ہین

اٹھے کیا تیس دن کی فاقہ مستی تابش غم مین — حقیقت تو یہ ہے روزے بہت گرمی کے کھلتے ہین

سرک جائے پہاڑ اپنی جگہ سے زلزلہ آئے — جمے ہین جو ترے در پر وہ کب ٹالے سے ٹلتے ہین

کوئی اوس عہد کی کیا رہی آتش ناک کو دیکھو | پر مرغ نظارہ شعلۂ عارض سے جلتے ہین
ملائے آنکھ اون سے غیظ مین کس کا یہ ہرا ہے | غزال چشم جنکے شیر کی چیتون بدلتے ہین
دل آزاری اسے کہتے ہین جاتے ہین جو گلشن مین | گلونکو چٹکیون مین سامنے بلبل کے ملتے ہین
عجب انداز اون کو دل لگی کا ہاتھ آیا ہے | کہ باتون مین وہ لیکر چٹکیان دلکو مسلتے ہین
بہا کر خون میرا اسقدر نادم ہین وہ دلمین | کہ پردے مین حنا کے اب کف افسوس ملتے ہین
الٰہی کون بحر حسن آج آیا ہے دریا پر | کہ موج شادمانی کی سبب ہاتھون اوچھلتے ہین
جمی کیونکر نگہ آئینہ رخسار روشن پر | وہ افراط صفا سے پائے نظارہ پھسلتے ہین
تواضع سے برومندی ہے اس گلزار عالم مین | وہی جھکتے ہین باغ دہر مین جو نخل پھلتے ہین
ہمارا دل نذر کرتے ہین عیوض مین دیدہ عارض کے | کوئی بدلے تو آئینہ سے آئینہ بدلتے ہین
کوئی دھوکا نہ کھائے سادگی پر ان حسینونکی | یہ جتنے آئینہ رو ہین مرے سب کے بھالے ہین
ہما آدوران سے کب کا گر پڑتا مین رستے مین | مگر دست خدا دونون مرے بازو سنبھالے ہین

غزل

ترے تیر نگہ ہر روز مجھ پر اتنے پڑتے ہین | کہ تن پر ہاتھ رکھتا ہون جہان سوفار گڑتے ہین
یہ خط سبز کے پرتو نہین ہر رخ سے پڑتے ہین | وہ دو طوطی آئینہ اک آئینہ مین جڑتے ہین
کبھی گر دیدہ مشتاق اپنے اون سے لڑتے ہین | ہوا خواہی سے گیسو مسیان مین آگے بڑھتے ہین

بچاؤ دوپہر کا وقت ہی گرمی کی شدت ہے
بزنگ سایہ ہم سر سے تمہاری پاؤن پڑتے ہین

اوٹھا کر پاؤن وہ گل مسند مخمل سے کہتا ہی
یہ کیسا فرش ہے کانٹے سی کچھ تلوؤنمین گڑتے ہین

نئی چڑھتی ہین شرح جبین ہر قدم روئے کتابی پہ
دم رفتار حلقے زلف کی جب خم پہ پڑتے ہین

مگر گیسو بھی اون کی خوے معشوقانہ رکھتے ہین
بنا آتا ہمین انکو جتنا اوتنے ہی بگڑتے ہین

حجاب ایسا کف سائل سے دامن گیر رہتا ہے
زمین مین شرم ناداری سی ہم ہاتھون ہی گڑتے ہین

بلا کا تیز رو ہے توسن عمر روان دل
کہ آسن اچھے اچھے شہسوارون کے اوکھڑتے ہین

حقیقت مین یہ کوچہ امتحان کا سخت مشکل ہی
جمے ہین جس جگہ ہم پاؤن رستم کے اوکھڑتے ہین

اب اوٹھو گھر چلو سمجھاتے ہین لوگ ان کو کہتا
زنجیرو باندھے ہین ہاتھ بھی پاؤن بھی جکڑتے ہین

دلیل وصل ہی آنسو ٹپکنا چشم گریان سے
خوشی ہوگی جو آنکھون کو زری گھر چھوٹ جاتے ہین

طریقہ نا مہندی کا حسینون سے کوئی سیکھے
کہ اک بوسہ کو دینے پر وہ کیسے جھگڑتے ہین

کیا ہے مانگ نے الفت کا کوچہ اختیار اس سے
جو سیدھے ہین وہ راہ راست کا رستہ پکڑتے ہین

اٹھاتا ہون قدم جب ہی ہُدا مین دشت وحشت مین
پکڑ لیتے ہین دامن خار چھالے پاؤن پڑتے ہین

ہُدا نوے برس کے بعد پھر تاثیر کیوان سے
ہزارون گھر نئے بستے ہین لاکھون گھر اوجڑتے ہین

یہ دریائے مضامین قلزم دل سی نکالے ہین
کہ چھالے اون کی کانون کی نہین دنیا کی چھالے ہین

کھلا معراج مین احوال اوج و شان احمد کا
یہ وہ ماہ نبوت ہے فلک سب جسکی ہالے ہین

ملا معراج کا پایہ مجھے صحرا نوردی سے
فلک زیر قدم ہین اوج پر تلوؤنکی چھالے ہین

تری تیغ نگہ کے وار کھائے تھے جوانی مین
ضعیفی آگئی ابتک مگر وہ زخم آلے ہین

بھلا اقرارِ وصلت کا ہو اون کے کیا یقین دل کو
بہت سے ایسے وعدے بیوفا نے ہنس کے ٹالے ہین

سیہ تار نفس ہین وہ دود آہ دل سے نکلے ہین
کہ کہنہ سقف مین لپٹے ہوئے ہر سمت جالے ہین

مرے رونے سے تحت و فوق مین برپا تلاطم ہے
زمین پر اشک کے دریا فلک کے پرنالے ہین

پڑے ہین کاکل پر پیچ دو جانب سے عارض پر
تمھارے حسن کی دولت کے محافظ دونون کالے ہین

خزان آئی ہے بلبل کی فغان کو کون سنتا ہے
گلون کو اپنے جانون کی پڑے خود آپ لالے ہین

مرے ابر مژہ سے ہجر کی شب مینھ برستا ہے
نہ سمجھو برق تابان آتشین یہ اپنے نالے ہین

قناعت سے ملے لقمہ حلال اے دل گوارا کر
اسی نان جوین کو جان نعمت کے نوالے ہین

بتانِ کعبہ تک تھا بت پرستی کا شعار اپنا
وہ نکلے وان سے جب سے اب تو ہم اللہ والے ہین

ہوا ہر دم وفورِ ضعف سے مین لڑکھڑاتا ہون
مگر دستِ خدا دونون مرے بازو سنبھالے ہین

غزل

جب شرم سے ہین واز در گفتگو نہین
سربستہ ہے جو غنچہ گل اس سے بو نہین

پرتو فگن چمن مین جو وہ مشک بو نہین
موج نسیم صبح مین عنبر کی بو نہین

عیسیٰ لبون کی وصل کی کب جستجو نہین
جینے کی اس جہان مین کسے آرزو نہین

جب سے وہ شمع طور مرے روبرو نہین
مثل کلیم حوصلۂ گفتگو نہین

یون وحشت غم سے دامن دل چاک چاک ہے
پیوند کی جگہ نہین جائے رفو نہین

یوسف پہ طعن کرتے ہین آئینہ دیکھکر　　پھر کہتے ہین کہ مجھہ مین تکبر کی خو نہین

سنتے ہین نام آنکھہ سے دیکھا نہین کبھی　　اون کے دھن ہونے مین کچھ گفتگو نہین

واعظ گناہ گارون کو تو دوزخی نہ کہہ　　کیا یاد تجھکو کلمۂ لاتقنطوا نہین

گو آب و رنگ مین گلُ عارض مین بیبہا　　کس کام کے ہین جبکہ مروت کی بو نہین

ساقی سے آج تک تہوا سائلِ شراب　　پھیلایا ہاتھہ صورت دست سبو نہین

اتنا رولایا خون کے آنسو سے یار نے　　نوک مژہ سوا مرے تن مین لہو نہین

بے ہاتھ دھوے چھونا نہ اے شیخ اسے کبھی　　مینائے مے ہے یہ کوئی ظرف وضو نہین

پی لین گے منہ لگا کے خم مے سے ساقیا　　مستون کو تیرے حاجت جام و سبو نہین

سو حسن زلف و رخ کے دکھاتا ابھی تجھے　　آئینہ میرے دل کا ترے روبرو نہین

پہلو مین ہے یہ رنج کہ پہلو کی فکر مین　　دل سے سوا قریب کا کوے عدو نہین

دریائے آب تیغ ہے جس دن سے باڑہ پر　　ماہی کی طرح کون بریدہ گلو نہین

کہتے ہین چاک کرکے مرے دلکو ناز سے　　ایسے بھی دل ہین جنمین کوئی آرزو نہین

باغ جہان مین جب سے ہی پھولا گل فرنگ　　یون دیکھنے کو پھول ہین سونگھو تو بو نہین

تیر نگاہ ناز سے جب سے ہوئی ہی راہ　　باقی ہمارے دل مین کوئی آرزو نہین

موصوف گو کہ جملہ صفت سے ہوا تو کیا　　ایک عیب یہ نہین ہی کہ مین عیب جو نہین

روشن ہی داغ غم سے سیہ خانۂ فراق　　تابان ہے آفتاب جو وہ ماہرو نہین

تاثیر دے خدا مرے ماتم مین آہ مین　　طبل و علم کی دل مین مرے آرزو نہین

گریان ہوں یاد قد سے چمن میں ہیں جیسے
ہے مدآہ سرو لب آب جو نہیں

قطع امید رحمت حق سے نہ چاہیئے
کیا یاد تجھکو معنے لا تقنطو نہیں

مہندی کی جسنے رائے تمھیں دی ستم کیا
سمجھا نہ عاشقوں کے تنوں میں لہو نہیں

کی ترک باغ حسن کی سیر اسلیئے ہدا
یہ ہیں وہ پھول جن میں محبت کی بو نہیں

غزل

لگا ہے جو دل کاکل پر شکن میں
اولجھتا ہے دم فکر شعر و سخن میں

جھڑیں پھول منہ سے نہ کیوں ہر سخن ہا
زبان ہے کہ گلدستہ گویا دہن میں

کھلے زخم تیر نگہ میں بدن میں
کہ پھولا ہے نرگس کا تختہ چمن میں

زلیخا کو دامان یوسف کا شک ہے
قبا چاک ہے یوں گلوں کی چمن میں

وضو کر لو عارض پہ بکھری ہیں زلفیں
کہ واجب دوگانہ ہے سورج گہن میں

پڑا ہوں شب ہجر یوں چاندنی میں
کہ جس طرح لیٹا ہو مردہ کفن میں

فرشتے نہ پاتے اندھیرے میں مجھکو
سحر کی سفیدی تھی شامل کفن میں

یہ گل شاد ہیں آئینہ لالہ رخ سے
کہ پھولے سماتے نہیں پیرہن میں

سمجھتے ہیں ناقوس کا شور جسکو
مرا دل ہے نالاں کف برہمن میں

ہدا یہ دعا حق سے ہے پنجگانہ
بسر عمر ہو الفت پنجتن میں

غزل

زبان کھولتا اس سے مین انجمن مین نہین — کہ کوئی لطف بیان کا مرے سخن مین نہین

وہ آج نور کا عالم تھا شام غربت پہ — کہ ایسی صبح تو دیکھی کبھی وطن مین نہین

چمک رہے ہین ترے تیر ایسے سینہ مین — یہ روشنی کبھی خورشید کی کرن مین نہین

کدھر گئے ہین خزان مین مکین گلشن کے — کہ بلبل و گل و غنچہ کوئی چمن مین نہین

ابھی دکھاؤن مین لیچل کے لالۂ کہسار — جو کہتے ہین کہ نمو خون کوہکن مین نہین

ہوا ہے گم دل وحشی کہو کہان ڈھونڈین — وہ کہہ رہے ہین مری زلف پرشکن مین نہین

مرے سوا ہے خریدار داغ عشق کا کون — یہ وہ درم ہے کہ بازار کے چلن مین نہین

ٹپک رہا ہے پس مرگ زخم دل سے لہو — وہ کون سا ہے گل سرخ جو کفن مین نہین

جو دو دو مشک سے نسبت دی زلف پرخم کو — کوئی بھی ایسا خطا کار اس چمن مین نہین

ہما جو قصد زیارت ہے کون مانع ہے
کسی کا جبر نہین دست و پا رسن مین نہین

غزل

وہ دوستون کا مرقع اب انجمن مین نہین — نظر تھی جن پہ وہ اوراق اس چمن مین نہین

لباس حور جنان کیا مجھے پسند آئی — مرے عزیز کی بو ایک پیرہن [illegible] مین نہین

کوئی بصیرت پروانہ تو کرے پیدا | وہ شمع روشنی دل کس انجمن مین نہین
اوداسی چھائی یہ اوٹھنے سے اونکی محفل پر | چراغ گور سے کم شمع انجمن مین نہین
بہار گل سے ہو کیا زاہدان خشک کو لطف | شگفتہ نخل جہان ہین وہ اس چمن مین نہین
بچھایا تیغ نے وہ رخت زخم ان دار | کہ پیرہن کی جگہہ اب ہمارے تن مین نہین
ہماری آنکہہ مین جو کچہہ ہے اونکی گردش چشم | وہ دیکھنے کو بھی شوخی کسی ہرن مین نہین

ہوا نہین کوئی خالی ہے جمع واحد سے
نہ سمجھو نور خدا نور پنجتن مین نہین

غزل

سوائے جام کے مینا اس انجمن مین نہین | شگفتہ گل تو ہین شاخ ایک بھی چمن مین نہین
خزانکا خوف و خطر کون سے چمن مین نہین | خدا کے فضل سے اس باغ انجمن مین نہین
خلش ہے خار کی کس گل مین سے بے بو وفا | دماغ یہ کسی گلچین کو اس چمن مین نہین
نفی یہ اون کے دہن کی ہی صاف وجہ ثبوت | سوا نہین کے کوئی بات ہی دہن مین نہین
چھپائے سوز محبت کو اس قدر تو کوئی | کہ دل تو جلتا ہے گرمی کہین بدن مین نہین
ہین نقش دل مین مرے صورتین حسینونکی | وہ ایک غنچہ مین ہے سیر جو چمن مین نہین
شباب آگیا پیری مین گرم آہون سے | چمکتے دانت ہین چھالے مرے بدن مین نہین
سرور بادہ ترے زار کو ہو کیا ساقی | جو سرخ آنکھین ہون اتنا لہو بدن مین نہین

فقیر جانکے پورا سوال وصل کرے
گدا نواز کوئی ایسا انجمن مین نہین

سفر مین فکر احباب تھی جسقدر مجھکو
اب ایسی یاد مجھے آن کر وطن مین نہین

چمک رہا ہے جو کاکل مین اونکے دل میرا
یہ روشنی کسی مار سیہ کے من مین نہین

غم صعوبت صحرا کسے ہے غم تو یہ ہے
مری خبر مرے احباب کو وطن مین نہین

شب فراق کے مردون سی خواہش تعظیم
اوسے اوٹھاتے ہو تم جسکی جان تن مین نہین

تمھارے دانتون سی ہمسر ہوا ہی بید اہی
یہ آبرو یہ حقیقت در عدن مین نہین

وہ باغ مین جو نکلتے ہین گل یہ کہتے ہین
تمھاری شکل کا پھول ایک بھی چمن مین نہین

نثار اتنے ہوے گوہر آب دندان پر
کہ خاک اڑتی ہے موتی کوئی عدن مین نہین

ہُدا سے عشق مین کہتا ہے قیس صبر کرو
ہمین کو دیکھ لو کیا ھم غم و محن مین نہین

غزل

نقاب رخ سی کب ابرو دلبر نکلتے ہین
ہمارے خون مین ڈوبے ہوئے خنجر نکلتے ہین

ہوا گو اک زمانہ ترک راہ و رسم الفت کو
کشش ہوتی ہی اب بھی جب ادہر ہو کر نکلتے ہین

سنا ہے جب سے عاشق زلف کے کوچہ مین ٹھہرے ہین
نکلتے ہین تو برقع ڈالکر سر پر نکلتے ہین

قفس مین بلبلون کی بیقراری جب کوئی دیکھے
کہ فصل گل مین جب کترے ہوئے شہپر نکلتے ہین

اولجھتا ہی ادہر پیکان ادہر سوفار اٹکے ہین
تمہارے تیر دل سی دیکھئے کیونکر نکلتے ہین

کیا ہے آج اونے بزم مے مین جشن شاہانہ | مرصع عہد جمشیدی کے سب ساغر نکلتے ہین
غضب کی گردن عشاق سی ہے لاگ ابرو کو | ہمیشہ کوی قاتل سے تن بے سر نکلتے ہین
جبین سائی سی ہوتی ہی ترقی داغ سجدہ کو | رگڑتے ہین جہان تک آئینہ جوہر نکلتے ہین
چمک جاتے ہین اونکے دانت یون مسی لگانے سے | شب تیرہ مین رخشان جس طرح اختر نکلتے ہین
جنون ہوتا ہے بلبل کو سدا فصل بہارا مین | اسی سے شاخ گل مین خار کی نشتر نکلتے ہین
دھوان آہون کا کم ہوتا ہے جتنا داغ ابھرتے ہین | جہان مین ابر چھٹ جاتا ہی تب اختر نکلتے ہین
تری مژگان کا عشق اسد جو رگ رگ مین سمایا ہے | بجائے موئے تن ہر عضو سے نشتر نکلتے ہین
بہا ہوگا سر فرہاد سی کتنا لہو ایدل | کہ پر خون بے ستون سے آجتک پتھر نکلتے ہین
عجب ہے سادہ وضعی رخت نازک مین حبابونکے | فقط آب روان کی اوڑھ کر چادر نکلتے ہین
تبسم یار کا نیرنگ ساز چشم حیرت ہے | تعجب کا محل ہی برق سی گوہر نکلتے ہین
ہوس جینے کی کرے پھر تو چل اُس بت کے کوچہ میں | کہ ہر میت کو وہ دیتے ہوئے ٹھوکر نکلتے ہین

ہدا چھوٹے نہ ہرگز آستان شاہ جیتے جی
کہ اس در سے غلام با وفا مر کر نکلتے ہین

غزل

کس کو درکار ہے ابر اہ نما ساون مین | ہر شجر ہے خضر سبز قبا ساون مین
کیا نمو رکھتی ہے دریا کی ہوا ساون مین | تنگ ہو جاتی ہے ہر روز قبا ساون مین

کیون نہ مستون کی چلے چال ہوا ساونمین — رنگ مینا کا دکھاتی ہے گھٹا ساون مین

دو جہان کا نظر آجائے سمان ساونمین — گر ملے جام مے ہوشربا ساون مین

ابر رحمت نہ کہو ہمسے گنہگارون کی — دامن تر مین یہ بالائے ہوا ساون مین

سبز مینا مین مے سرخ جو لایا ساقی — رنگ سبزے کی طرح خوب جما ساون مین

برق تابان کا سیہ ابر مین عالم دیکھو — جمع اک وقت مین ہین صبح و مسا ساون مین

برق و باران کی خبر کیا ترے مستونکو بھلا — یان تو رہتے ہی نہین ہوش بجا ساون مین

برق آہ دل بلبل سے حذر کر صیاد — بے سبب دل کو کسی کے نہ ستا ساون مین

جھومتی آتی ہے وہ بادہ پرستون کی طرح — رنگ مستون کا دکھاتی ہے گھٹا ساون مین

برق خندان ہے کہین ابر کہین گریان ہے — شادی و غم کا ہے ہر روز مزا ساون مین

ابر ہو بادہ ہو پہلو مین ہو وہ مست شباب — وحشت دل کی مرے ہے یہ دوا ساون مین

ڈھونڈھتے پھرتے ہین میکش نہین ملتا ہے نشان — بن گیا شیشۂ بادہ بھی ہما ساون مین

دلکے داغون کی مری دیکھئے رونے مین بہار — ہمنے یہ باغ لگایا ہے نیا ساون مین

موسم گل مین تو روتے ہی کٹی ہی ساقی — اب یہ رونا ہے نہ رلوائے خدا ساون مین

زاہد خشک جو چاہین وہ کہین رندون کو — ہم کہین گے نہ کبھی اونکو برا ساون مین

رند شب بھر کا تو کیا ذکر ہے میخواری سے — اچھے اچھون کی نہین ہوش بجا ساون مین

ہے عجب دلکی صفا کم نہ ہوئی رونے سے — آئینون مین نہین رہتی ہے جلا ساون مین

رحم اوس گل کو مرے رونے پہ آیا صد شکر — ہو گیا باغ تمنا کا ہرا ساون مین

ابر مژگان کی جھڑی کم ہو اگر باران سے
دیجیے گا مری آنکھون کو سزا ساون مین

گلخن مے کا دھوان سر پہ ہے ابر رحمت
گر نہین ابر تو تشویش ہے کیا ساون مین

ترک اس فصل مین مجھ سے نہ کبھی ہوگی شراب
جانتا ہون مین اسے آب بقا ساون مین

بسمل برق تبسم ہون نہ پوچھو مرا حال
دل مین رہتی ہے چمک روز ہدا ساون مین

غزل

ابر الطاف سے باران ہو عطا ساون مین
خشک سالی سے بچائی تو خدا ساون مین

دل سے ہر دم یہ نکلتی ہے دعا ساون مین
نہ چھڑائے مجھے اوس بت سے خدا ساون مین

کاٹے کٹتی نہین برسات کی راتین تنہا
کوئی عاشق نہ ہو دلبر سے جدا ساون مین

اب تو کر گرمی مے سے مرے دل کو ٹھنڈا
آتش ہجر سے دل کو نہ جلا ساون مین

باغ سر سبز ہین سب کشت ہر اک ہے شاداب
واہ کیا خلق پہ ہے لطف خدا ساون مین

مور کا شور کسی جا کہین کوئل کی کوک
کہین آتی ہے پپیہا کی صدا ساون مین

اور میوون کے سوا خاص ہے آم کا باغ
اوس مین سب باغون سے ہے لطف سوا ساون مین

نقرئی جھولے طلائی ہین ہنڈولے ہر سو
پینگ الفت کے بڑھائینگے سوا ساون مین

دل کو تفریح ہر اک پینگ مین کس طرح نہ ہو
باغ مین آتی ہے جنت کی ہوا ساون مین

جھولنے آتی ہین باغون مین مقرر پریان
ہے جو اندر کے اکھاڑے کا سما ساون مین

جھولنے والے حسینوں کے فلک پر ہین دماغ ہر طرف آئی ہے ساون کی صدا ساون مین

مصرعہ طرح مین تھی ابکی جو ساون کی ردیف

نظم ہم نے بھی غزل کی یہ ہُدا ساون مین

غزل

تعشق رُخ و گیسو سے دل کو کام نہین بہشت مین کہین صبح و مسا کا نام نہین

خدا نے بھیجی ہے ختم الرسل کو جب سے کتاب کسی سے خلق مین اب نامۂ و پیام نہین

فقط بہار مین مجبور ابر کرتا ہے وگرنہ شغلِ مئے و مہ لقا مدام نہین

پسند وحشت دل نے کیا ہو وہ صحرا جہان پہ منزلون تک آدمی کا نام نہین

یقین ہے ذبح ہمین کرکے یار بھول گیا جو دفتر شہدا مین ہمارا نام نہین

بسر ہے وصل کے بھوکون کی فاقہ مستی مین وہ کون دن ہی جو ان کو مہ صیام نہین

تمھارے ہجر مین بیکار عمر کٹتی ہے نہ صرف نالہ اگر ہون تو کوئی کام نہین

تبون کی سخت کلامی اب اُٹھ نہین سکتی بشر ہون مین بھی پیمبر نہین امام نہین

کفن پہن کے چلے کیون ہین آج ساتھ رقیب مری طلب ہی فقط کوئی قتل عام نہین

ہجوم حشر کا سنتے تھے آکے جب دیکھا گلی سے اونکی تو یان نصف اژدہام نہین

تمھارے عشق کو دی اس لئے جگہ دل مین جہان مین عرش سے اعلیٰ کوئی مقام نہین

مرے پہ بھی نہین اس سے نجات اے دل زار کمند زلف ہی صیاد کا یہ دام نہین

اوٹھایا ہاتھ یہ اسلام سے اب وس بت نے
کسی پہ ہاتھ اوٹھاتا پئے سلام نہین

بجا ہے دل کو جو وہ پائمال کرتے ہین
بتون کے دین مین کعبہ کا احترام نہین

سرود خانۂ ہمسایہ حسن ہگذری
بہم شباب مین گر ہون تو کچھ حرام نہین

مجال کیا جو دھوان منہ سے نکلے وقت فغان
کہ پختہ ہے مرا سودا جنون خام نہین

فلک پہ چشم زدن مین یہ جا کے پھر آئے
نظر سے بڑھ کے کوئی اسپ تیز گام نہین

قدم قدم پہ چمن نقش پا سے بنتی ہین
مقرہین کبک دری تم سا خوش خرام نہین

تمھارے آنے سے خلوت کدہ ہوا دل زار
اب آج حسرت و ارمان کا اژدہام نہین

چمن مین موسم گل مین جو مفت ہاتھ آئے
حلال بادۂ گلرنگ ہے حرام نہین

جدا نہ کر ورق غنچہ شرم لازم ہے
گلو نکی پردہ دری بلبلون کا کام نہین

ہمارا اثر مین کواکب کی کیون نہ فرق آئے
نظام شمس مین مدت سے انتظام نہین

غزل

کہو بتو کبھی کی تم سے التجا تو نہین
سوائے سنگ کے سمجھا تمھین خدا تو نہین

ہدف ہون نہ ہون آمین کچھ خطا تو نہین
تمھارا تیر نگہ ناوک قضا تو نہین

کھلی ہے دھوپ کے مانند چاندنی تو کیا
خنک ہو جس سے مرا دل وہ مہ لقا تو نہین

وہ نصف ذبح مجھے کر کے غیر سے بولے
اب اور اس سے زیادہ کوئی جفا تو نہین

جو نفع زر کو ہے آیا تو پائے گا نقصان — سرائے دہر ہے یہ کاروان سرا تو نہین
مین کب یہ کہتا ہون مہندی وہ پاؤن مین ملین — غلط وہ سمجھے ہین میرا یہ مدعا تو نہین
سوال بوسہ پہ بولی یہ ہنس کے ناز سے وہ — سوا اب اسکے کوئی اور حوصلا تو نہین
مین اون کے پاس سے اوٹھتے ہین گر جو پڑتا ہون — تو ہنس کے کہتے ہین دامن کہین دبا تو نہین
کبھی کبھی جو بلا بھیجتے ہین غیر سے وہ — مین سوچتا ہون کوئی اور ماجرا تو نہین
وہ بدگمان مجھے دیکھ کے اولٹے کہتا ہے — یہ سچ بتا کہین اس شکوہ تو گیا تو نہین
گیا مین رات کو مر مر کے کوی جانان مین — یہ خوف تھا کوئی دربان جاگتا تو نہین
دلون مین دل مرا پہچان کر وہ کہتے ہین — یہ آئینہ جو شکستہ ہے آپکا تو نہین
مین ایک شرط سے چلتا ہون سیر دریا کو — یہ کہدو ساتھ کوئی اور آشنا تو نہین
وہ جان بوجھ کے نادان ہین وگرنہ کیون — کہ مدعا مرا ظاہر ہے کچھ چھپا تو نہین
سوال رد نہ مرا کر ہے مجھ مین غیر مین فرق — مرے سوا تری در کا کوئی گدا تو نہین
ہمارے ضبط کو دیکھو جو تم نے چاہا کیا — کبھی کسی سے تمھارا گلا کیا تو نہین
تمھاری ترچھی نظر سے ہوا نشانہ غلط — خطا یہ تیر کی ہے میری کچھ خطا تو نہین
مریض عشق کی صحت ہے شربت دیدار — مفید اس سے کوئی اور اب دوا تو نہین
جنون ہوتا ہے سایہ سے اسکے کیا باعث — تمھاری زلف معنبر کوئی بلا تو نہین
ہمارے دل پہ کرین وہ نہ دست حرص دراز — یہ داغ عشق ہے کچھ سکۂ طلا تو نہین
جو عشق پردہ نشین ہو تو سب سے مخفی ہو — ہمارا راز کسی پر کبھی کھلا تو نہین

بچالیا اثرِ سحرِ چشم فتّان سے — نہان ان ابرؤن مین آیتِ شفا تو نہین
غم فراق مین ہین سوزِ دل کا نوحہ سنون — بتاؤ واعظو کچھ منع یہ غنا تو نہین
ہوائے زلف کی دلمین رہی ہوس ہردم — سمائی آکے کبھی حرص کی ہوا تو نہین
خیالِ زلف مین خانہ بدوش رہتا ہون — بتاؤ مجھ سے سوا کوئی بے نوا تو نہین

مشاعرون مین مرے شایقِ کلام آکر
یہ پوچھتے ہین کہ اس بزم مین ہلا تو نہین

غزل

سناتے ہین کسی تلقین ہلا کر شانہ تربت مین — سنین گے محوِ خوابِ مرگ کیا افسانہ تربت مین
دمِ تلقین پڑا جو پر تو جانانہ تربت مین — بہت تڑپا مین مثلِ برقِ بیتابانہ تربت مین
ملے گر اونکی شمعِ بزم کا پروانہ تربت مین — مین سمجھون ہاتھ آیا خلد کا پروانہ تربت مین
ہلا دے تو جو آکر اے پری رو شانہ تربت مین — ابھی اوٹھ بیٹھے کلمہ پڑھ کے یہ دیوانہ تربت مین
کبھی یہ آنکھین ملی تھین زندگی مین زلف مشکین سے — معطر ہی مرے مژگان کا اب تک شانہ تربت مین
مری آنکھون پہ وقتِ دفن سایہ تھا جو زلفونکا — ہے خوشبو شانۂ مژگان کا ہر دندانہ تربت مین
مرے مرقد پہ منہ رکھے یہ آہین کون کرتا ہے — چمکتی ہے جو ہر دم برقِ بیتابانہ تربت مین
عوض تختون کی آئینہ لگا دو وہ بھی آئے ہین — نظر آئے مجھے بھی صورتِ جانانہ تربت مین
یہ عشق گوہرِ دندان سے مر کر آبرو پائی — کہ روشن لاش ہی مثلِ دُرِ یکدانہ تربت مین

غزل

رحمین ہین خاک سارون کی جو رہگذار مین
روشن چراغ گل ہین فروغ غبار مین

اکدم ہے تیغ زیست سے مجھے ہجر یار مین
خوش ہون جو سونپ دین مجھے ذوالفقار مین

غنچے مین ہون وہ حسرت آغوش یار مین
مردے کا حال ہوگا نہ ایسا فشار مین

مرتا ہون عشق عارض رنگین یار مین
آئے گی نکہت گل جنت مزار مین

پھولون کے گل نہین یہ تن افگار مین
طرفہ کھلا ہے سبزہ گلستان بہار مین

خوشبو ہے جس قدر گرہ زلف یار مین
یہ بو کہان ہے نافۂ مشک تتار مین

یہ داغ دل شگفتہ ہین عشق عذار مین
تختہ کھلا ہے خلد کا گویا مزار مین

صحرا نورد ہون کہین وحشی بہار مین
دستار آبلہ ہو سر نوک خار مین

ہوگا نہ خشک پھر قیامت سی حشر تک
تر ہو گیا ہے مے سے یہ دامن بہار مین

کاتب عمل کے خوف شب غم سی ٹل گئی
کوئی نہین ہے آج یمین و یسار مین

جاتے تھے میکدے کو گئے جانب حرم
کیا خوب بہکے نشۂ مے کے خمار مین

لائی صبا اڑا کے یہ کس زلف کی شمیم
ہر ذرہ مشک نافہ ہو دشت تتار مین

ہر موج تر زبان ہے کہ گویا خضر ملے
کس سرو قد کا سایہ ہے یہ جوئبار مین

کیا جانے کب وہ آئے کہان چھپ کے سو رہے
ہمکو تو ساری رات کٹی انتظار مین

مر کر صفائی قلب نے بخشا ہی یہ فروغ
ہر ذرہ آئینہ ہے ہمارے غبار مین

امداد کو وہ آگئے حلالِ مشکلات　　آنکھین دکھائین اب تو فرشتے مزارین

آغوشِ ماہتاب مین لائے کے پھول ہین　　رنگِ حنا نہین کفِ پائے نگارین

پہچان لیتے ہین وہ مرا نغمۂ فغان　　چھپتا نہین ترانہ بلبل ہزارین

یکسان ہین جان لینے مین دیکھا جو غور سے　　بس فرق شکل کا ہے فقط شمع و دارین

گویا کہ بے زبان ہی جو گویا نہ ہو زبان　　بے ناطقہ زبان ہے کہ مُردن مزارین

پڑھتے ہین ہاتھ رکھکے جو تربت پہ فاتحہ　　تسکین ہوتی ہے مرے دل کو مزارین

منظور روشنی جو ہو تربت مین خیر کر　　لیجانا شمع کچھ نہین مشکل مزارین

موے کمر کا عشق بھی ہے ضعف مین بلا　　تاب و توان نہین مری چشم نزارین

آتے ہی موت کاتب اعمال ٹل گئے　　اب کوئی بھی نہین ہے یمین و یسارین

پردے کو عورتون کی کہا جب تو بولی وہ　　شرم و حیا کا رسم نہین اس دیارین

بیخوف یون ہی حلقۂ کاکل مین دل مرا　　بیٹھا ہو جس طرح کوئی عامل حصارین

پابند ہو جہان مین ناموس شرع کا　　وہ بیحیا ہے جسکو نہ ہو ننگ عارین

نہ زندگی کا حکم نہ اطلاق موت ہے　　اصحاب کہف کا ہے عجب حال غارین

شبنم سے اشک کے گل عارض ہین کیسے زرد　　کیا اوس پڑگئی چمن روزگارین

موذی سے رکھہ اُمید نہ اک برگ کاہ کی　　سبزہ کبھی جمیگا نہ افعی کے غارین

آنکھین لڑایا کرتے ہین اب تو وہ شوق سے　　ہر روز صید کرتے ہین آہو شکارین

اہل ولا ہون لاکھہ ہم و غم مین مبتلا　　ممکن نہین کہ فرق ہو انکی وقارین

شانِ خدا ہے سجدۂ آدم ملک کرین | حیران ہے عقل مصلحتِ کردگار مین
مُنہ دیکھتے ہی دیکھتے اون کا سحر ہوئی | بیخود تھا یہ تصور بوس و کنار مین
اُفتاد میکدے کی بھلا مجھکو کیا خبر | مدہوش تھا مین نشۂ مے کی خمار مین
کس مہر وش کے دستِ حنائی کا عکس ہے | پھولی ہے جو شفق کف برگِ چنار مین
آبِ بقا کا تلخ ہے مُنہ مین مرے مزا | لذت اوٹھائی ہے وہ مئے خوشگوار مین

سچ ہے ہدا کہ نطق سے ہی حظ زندگی
ورنہ زبان گنگ ہے مُردہ مزار مین

غزل

عنبرین زلف سے خوشبو وہ ہوائین آئین | سنبل خلد سے رحمت کی صدائین آئین
مل گیا سات اماموں کی زیارت کا شرف | ہفت جنت کی مرے حصہ مین جائین آئین
کانپ کر خوف سے مُنہ اپنا کفن مین ڈھانکا | شکل تمثال وہ بن بن کے خطائین آئین

غزل

یہ اشتیاق ہے باغ جہان کا گلشن مین | شہر ہی نہین شبنم گلون کے دامن مین
بہت ہون تنگ مین جامہ سے اپنے دست جنون | کوئی نہ تار رہے آج جیب و دامن مین
جنون مین لطف وطن ہر طرف ہے خار و خس سے | کہ بیٹھے رہتے ہین بچون کی طرح دامن مین

بہار پر ہے دل داغدار زخمون سے
نیا شگوفہ کھلا ہے زمین گلشن مین

گلابدون سے بہی کا کبھی نہین کرتے
گل ایسا غنچہ نہین کھلتا ہمارے گلشن مین

شرارے آتش گل کے ہین سرافشان ہوکر
لگی ہوا آگ کسی دن کسی نشیمن مین

تمام شب کو ہین پروانے سوز الفت سے
پڑا ہوا اور تو راحت سے ہین نشیمن مین

تڑپ کے طائر جان جسم سے نکل ہی گیا
رگون کا جال نہ کچھ کام آیا گردن مین

وہ عندلیب کا روشن ہے شعلۂ آواز
کہ شکوہ شمع کی حاجت نہین نشیمن مین

سمند صبح ہے حسرت سے لعل در آتش
وہ چار چاند لگے ہین تمہارے توسن مین

نظارہ کرتی ہین حورین کہان ہین باغبان
چھلکتے ہین نہین سوفار دل کے روزن مین

کرے گا ذبح مجھے انتظار قاتل کا
کہ تیغ تیز ہے شہرگ ہماری گردن مین

ہمارے دم سے ہوا شہرہ ان حسینون کا
ہزار سے بھی ہے نکہت گلو کی گلشن مین

نہ کی تجلی دیدار کی کبھی خواہش
رہا ہون امن سے اک عمر وادی ایمن مین

لپک رہی ہے ہر اک سو تری نگہ صیاد
یہ برق آج گرے گی کسی نشیمن مین

یقین ہوتا زلیخا کو تجھ پہ یوسف کا
جو ایک چاک بھی ہوتا قبا کے دامن مین

غرور و حلم و تواضع جلال و شرم و کرم
بھرے ہین چشم فسون گر کی ایک چتون مین

ہرے ہین داغ جگر آہ سرد پیری سے
شگفتہ باد سحر سے ہین پھول گلشن مین

پسند کیون نہ درستی ہو پند واعظ کی
اصیل تیغ کے جوہر ہین سخت آہن مین

نگاہ رکھتے ہین عاشق پہ وہ بھی در پردہ
جو بیٹھتے ہین سر راہ آ کے چلمن مین

کمال جتنا ہے دنیا مین اوتنی عزت ہے
بقدر بو ہے گلون کا وقار گلشن مین

وہ سو رہے ہین چل ایسا ادب سی باد صبا
زبانِ برگ پہ آئے نہ حرف گلشن مین

یہ غنچہ بلبلون کا کل تلک تھا گلشن مین
ملے گا اب تو نہ اک پر کسی نشیمن مین

دراز پوٹ کی چادر عزیز دین مجھکو
گناہ لکھنے ہین اپنے کفن کے دامن مین

فغان مین ہو مرے غوغا نہ کیون قیامت کا
بندھا ہے دامن حشر اپنے دل کے دامن مین

جو وقت رقص چھپاتے ہو منہ کو آنچل سے
یہ شوخیان بھی بھلا چھپ سکین گی دامن مین

یہ تار تار کیا آج دست وحشت نے
کہ اشک گر کے ٹھہرتا نہین ہے دامن مین

ہماری آہ کی تاثیر مین عجب کیا ہے
کہ ایک عمر بسر کی ہے ہمنے شیون مین

ہوا لکھی یہ غزل ایک قافیہ مین خوب
نہ چھوٹا کوئی بھی مضمون کا گوشہ دامن مین

غزل

ملائک آج جو عرش معظم کو سنبھالے ہین
الٰہی کون یہ مظلوم نالے کرنیوالے ہین

طلائی رنگ کی تعریف مین مضمون نکالے ہین
مرے اشعار زرین آب زر سے لکھنے والے ہین

ضیافت مین مرے ہمراہ غیرونکو بٹھایا ہے
لہو کے گھونٹ سے بدتر یہ نعمت کے نوالے ہین

بلا کر عاشقون کو ذبح کرتا ہے اشارے سے
تمھارے خنجر ابرو نے کیا جوہر نکالے ہین

درِ مضمون یہ ابر فکر کی بارش سے ہاتھ آیا
کہ جھالے اونکے کانون کے نہین نیسان کے جھالے ہین

بہار آئی عجب جوبن پہ ہے رنگ گلستان ہے
نظارے کو شگوفے منہ کو شاخون سے نکالے ہین

شب غم رہ رہا ہے ایک دریا دونون آنکھون سے
سر شک خون جھڑی ساونکی بھادون کے چھالے ہین

چمن مین زمزمہ سازی سے یہ ہے قدر بلبل کی
کہ شاخین گل کی بڑھ بڑھ کر گلے مین ہات ڈالے ہین

لہو سے سرخ ہین نوکین جو خارِ دشتِ غربت کی
یہ کانٹے قیس کے تلوون سے لیلیٰ نے نکالے ہین

نہ سمجھو نجم اون کے درّ دندان پر نچھاور کو
قمر نے جیب شب سے گوہرِ خشان نکالے ہین

نشانہ تیرِ مژگان کا جو کرنا ہے تو کر ظالم
کہ ہم بھی اپنے دلکو دونون ہاتھون سے سنبھالے ہین

محبت عمر بھر کے ساتھ رہنے کی نہین رکھتے
نہایت بیوفا ملک عدم کے جانے والے ہین

جناب شیخ اور میخانے مین آئین قدم لینا
بڑے حضرت بڑے مرشد بڑے پرہیز والے ہین

نہ کر تیر نظر کے وار دل پر او کمان ابرو
وہ سب ناسور ہو جاینگے جو جو زخم آلے ہین

بتان کعبہ تک تھا بت پرستی کا شعار اپنا
وہ جب سے وان سے نکلے ہم بھی اب اللہ والے ہین

ہزارون داغ عشق ایسے ہی روشن ہین مرے دلمین
نمونے کو فقط دو مہر و مہ باہر نکالے ہین

ملا ہے جوگیون کا مجکو سامان خاکساری میں
نہین نقش حصیر اپنے لیے یہ مرگ چھالے ہین

یہ کس کے سوگ مین بیٹھے ہوے ہین مردم دیدہ
جو سر سے پاؤن تک پہنے ہوے ملبوس کالے ہین

چلے ہین الفت اہل وفا کا امتحان لینے
کمر باندھے ہین دست ناز مین خنجر سنبھالے ہین

دلِ صد چاک کا گلدستہ اک بوسے پہ بکتا ہے
خریداری کرین آکر جو قیمت دینے والے ہین

اگر کہنا ہی سوزِ دردِ دل اللہ سے کہنا
کہ وہ سنتا ہے یہ بت کب کسیکی سننے والے ہین

رہین ہشیار ہونے والے سب شہر خموشان کے
زمانے کی طرح اب ہم بھی کروٹ لینے والے ہین

جگا دو لاکھ شانون کو ہلا کر اُٹھ نہین سکتے
ٹرے غافل یہ سب خوابِ اجل کے سونیوالے ہین

ہدا لکھو غزل اک اور گر حاضر طبیعت ہو!
ہے مجمع شاعرون کا سب یہ دل سے سننے والے ہین

غزل

چمن مین دیکھکے گلچین کو یہ بلبل کے نالے ہین
نہ چھونا ان گلونکو یہ مری گودی کے پالے ہین

عیادت کو نہین آتے جو بیمارِ محبت کی
وہ تربت پر برائے فاتحہ کب آنے والے ہین

بسر ہوتی ہے کس آرام سے صحرا نشینونکی
درختون کی ہے سر پر چھاؤن نیچے مرگ چھالے ہین

ملے لقمہ اگر نان جوین کا شکر کر اے دل
سمجھ لے اونکو دلبین جو ان نعمت کے نوالے ہین

خیال اپنا جو وان جاتا ہے شرمِ یار کہتی ہے
وہین رہنا یہان آئے ہوے سب چھپنے والے ہین

خدا جانے کہ کتنے رہگئے ہین ٹوٹ کر کانٹے
تپکتے آج سب دنسے سوا تلودن کے چھالے ہین

دلِ مجروح مین طاقت کہان ہے سانس لینے کی
بہت مشکل سے اتنے کھینچکر نالے نکالے ہین

حنا وہ ناخنون پر رکھکے رنگ اپنا جماتا ہی
شگوفے طرفہ اُس گلرو نے گلشن مین نکالے ہین

بہت کام آیا یہ آپکا ملنا آج مستی مین
سنبھالے ہون مین اُنکو اور وہ مجکو سنبھالے ہین

تڑپتے ہین زمین پر ماہیِ بے آب کیصورت
شبِ غم مین مرے نالونکو جو سننے والے ہین

دکھائے کسکو بلبل حال اپنا سر کہان پھوڑے
نہ نرگس دیکھنے والی نہ گل ہی سننے والے ہین

چمن مین کس خوشی سے بلبل و گل کی گزرتی ہے
بکھیڑے آکے یہ صیاد و گلچین نے نکالے ہین

خوشی کے ساتھ دیتا ہے الم یہ آسمان فوراً
بڑھا تھا خون جتنا اُتنے ہی آنسو نکالے ہین

نہ چھونا حلقۂ کاکل بلا ہین جال افشان کے
سمجھ ان کو دہانِ افعیِ رہزن کے چھالے ہین

کرین رغبت نہ اتنی نعمتون پر پھر کبھی منعم!
اگر سمجھین دہانِ گور کے ہم خود نوالے ہین

رہا صیاد کر دے بلبلون کا دم نکلتا ہے
شگافون سے قفس کے سر کو گھبرا کر نکالے ہین

پریشان کر نہ پروانون کا غنچہ اے صبا تھم جا
کہ یہ بیچارے تربت پر مری رو آنے والے ہین

قدم پر اُنکے مل آنکھین چل استقبال کو اے جان
وہ بہرِ فاتحہ تربت پہ اس دم آنے والے ہین

فدا تم شمع پر اور ہم ہین اُنکے شعلۂ رخ پر
تمھارے ساتھ ہم بھی اے پتنگو جلنے والے ہین

صفا رکھ دل کے آئینہ کو جلدی گردِ کلفت سے
سُنا ہے اپنی صورت دیکھنے وہ آنیوالے ہین

نہ روکو راہ میری کس کو شوق سیرِ جنت ہے
کہ ہم اس وقت کوئے دلربا کے چلنے والے ہین

مہیا جلد کر پیرِ مغان اسبابِ مے خانہ
ہوا چلتی ہے ٹھنڈی ابر گھر آنے والے ہین

جگہ دینا ہمین اے ساکنانِ کوچۂ جانان
اجازت مل گئی ہم کوئی دم مین آنیوالے ہین

فریبِ واعظِ مکار پر اے دل نہ آجانا
بظاہر ہین حرم مین دل مین پوشیدہ شیوالے ہین

ہدا دورانِ سر سے لڑکھڑا کر کب کا گر پڑتا
مگر دستِ خدا دونون مرے بازو سنبھالے ہین

غزل

آتشِ داغِ جنون گرم ہے آزارون مین
بسترِ گل پہ مین لوٹا کیا انگارون مین

چشم نرگس ہمین مرغوب ہے بیمارون مین
درد الفت کا پسند آیا ہے آزارون مین

گر یونہی سنگدلی اُس بُتِ کافر کی رہی
سخت دل کر کے مین جا بیٹھونگا کہسارون مین

کیون نہو خوف نکیرین سے مرقد مین مجھے
مار و عقرب کے سدا ہوتے ہین گھر غارون مین

کیون نہ مژگان مین پسند آئے گُلِ نرگس چشم
رونق اِن پھولون کی ہوتی ہے رُخسارون مین

جلوہ کیا برقِ تبسم کا ترے دیکھ لیا
رات بھر رہتی ہین سرگوشیان کیون تارون مین

سادگی وضع مین بھی اُن کی نزاکت ہے ساتھ
ایسا پاکیزہ نہین کوئی طرحدارون مین

واعظو مسجدون مین بد نہ کہو مستون کو
عیب کہتا ہے کسی کا کوئی دربارون مین

عشق مین گیسوے جانان کے بسر کی یارب
بخش دے جرم کہ عاصی ہے گنہگارون مین

فاتحہ آج ہے میخانہ مین کس میکش کا
شور کیون قلقلِ مینا کا ہے میخوارون مین

خانۂ کعبہ مین ساقی کی ولادت کی ہے دھوم
اے ہما آج بڑی عید ہے میخوارون مین

غزل

ردیف واو

طالبِ دیدار اے دل صورتِ موسیٰ نہو
کیا اُسے دیکھے گا تو جس کو کبھی دیکھا نہو

چھوڑ عشقِ زلف گر مدنظر سودا نہ ہو
دل نہ اِس جنجال مین اُلجھا اگر اُلجھانہ ہو

کون سی صحبت ہے جسمین تذکرہ اُنکا نہ ہو
لیلی و مجنون سا کوئی خلق مین رسوا نہ ہو

ساقیا ابر بہاران کا ہے جس پر رشک تجھے — مے کشان چشم نم کا دود دل چھایا نہو

ترک کر عشق دہن گر زندگی درکار ہے — یہ مرض وہ ہے مسیحا سے کبھی اچھا نہو

کھینچ لی ہے ہم نے دامن سے کل قاتل اسلیے — حشر کے انبوہ مین شاید کہین دھوکا نہو

وصل کا وعدہ ہے ضبط گریہ کر اے چشم تر — یار کے آنے کا مانع اشک کا دریا نہو

دیر قاصد کو ہوئی ہے دل کو سمجھاتے ہین ہم — جس طرف سے وہ گیا ہے پھر کا رستا نہو

نزع کا ہے وقت آنا ہے تو آکر دیکھ لو — بعد دم بھر کے نہین معلوم کیا ہو کیا نہو

جو کیا اچھا ہوا ناصح یہ ہے اتنا خیال — اُن کے ظلمون کا اب اُنکے سامنے چرچا نہو

تم جو راضی ہو تو لون آغوش مین اس حُسن سے — چاند کے بھی گرد ایسا خوشنما ہالا نہو

اس قدر حیرت ہے جو نقش قدم کو دیکھ کر — ہو نہو اُس آئینہ رو کا نشان پا نہو

وہ شب تار الم مین کس سے درد دل کہے — جس کا تنہائی مین کوئی پوچھنے والا نہو

ہاتھ اُٹھاتے ہی پہونچ جاتا ہے پیش کبریا — پایۂ دست دعا کیون عرش سے بالا نہو

روز پھرتا ہون مین گرد سنبلستان اسلیے — ان درختون مین کہین وہ گیسون والا نہو

عشق گیسو کی نہ دے ترغیب مجکو اے حسین — یہ سُنے وہ جس کا افعی سے پڑا پالا نہو

ذات مستغنی ہو جس کی نعمت کونین سے — ایسے بے پروا کی پھر کیونکر مجھے پروا نہو

ورد رہتا ہے کسی کے نام کا اے سوز عشق — دل جلے لیکن زبان پر کوئی تبخالا نہو

جب سے پہونچے دوستون کے ہاتھ سے صدمے مجھے — چاہتا ہون مین دل دشمن کو بھی ایذا نہو

رنگ و بوے برگ گل کو دیکھ چشم غور سے — ہو نمو کس طرح ان کو گر چمن آرا نہو

ان لبون کا دم رہے جیتے ہین جنکے دم سے ہم
کیا غرض اس سے ہمین ہو یاد دمِ عیسیٰ نہو

پوچھتے ہین مجھسے قتلِ غیر کی تدبیر وہ
چاہتے ہین اس سے کہ انکا اور کچھ منشا نہو

دیکھتے ہی جلوۂ محبوب آنکھین بند کین
ہم سے تو یہ چشم پوشی حضرتِ موسیٰ نہو

یا الٰہی اب کی یون نکلے رقیبِ روسیاہ
جیتے جی پھر یار کے گھر مین کبھی جانا نہو

گلرخان مطرب و رقاص گو ہین باغ بیں
بے مزہ صحبت ہے جبتک ساقی و صہبا نہو

چومتا ہون عارضِ گل اسلیے پڑھ کر درود
اس حسین کا پرتو رنگِ رُخِ زیبا نہو

میرے افغان سنکے در پر آکے یون بولا وہ شوخ
کیا برا ہے زخمِ ناوک دل مین گر اچھا نہو

جس زمانے مین تھا تیرا نور اے نورِ خدا
آدمِ خاکی کا ممکن ہے کھنچا خاکا نہو

جب مبوسی کو بڑھتا ہون تو پیچھے ہٹ کے وہ
ہنس کے کہتے ہیں ادھر دیکھو کوئی آتا نہو

موم کرتا ہو دلِ کافر کو جب فیضِ خرام
کس طرح معجز نما پتھر پہ نقشِ پا نہو

آبرو کا تیری رحمت سے ہون خواہان مقتدر
مجمعِ محشر مین یہ عاصی ترا رسوا نہو

اس غزل مین قافیے موزون ہوے ایسے ادا
غیر ممکن ہے نہ ہو اشباع یا ایطا نہو

غزل

گر ضبطِ عشقِ زلفِ صنم رائگان نہو
دریا جنون کے جوش کا ہرگز روان نہو

کافی جنھین مکان کیلیے یہ جہان نہو
وہ پھر کہان مقیم ہون گر لامکان نہو

جن کو بعاریت کہین ممکن مکان نہو — وہ پھر کہان مقیم ہون گر لامکان نہو

خوبی سخن مین کیا ہے جو حسن بیان نہو — کیا کام اوس دہن سے جو شیرین زبان نہو

راز و نیاز بلبل و گل چل کے دیکھئے — اوس وقت جب چمن مین کوئی باغبان نہو

چل قافلے کے ساتھ صدائے درا کی طرح — ہمت ہے گر تو گرد پس کاروان نہو

لازم ہے ایک شیشہ بھی ہو جام مے کیساتھ — ابتر ہے وہ سپاہ کہ جس مین نشان نہو

ممکن نہین کہ وہ بت بے رحم رام ہو — جب تک کہ مجھ پہ میرا خدا مہربان نہو

اظہار علم و فضل سے کچھ فائدہ نہین — اور خاص اوس جگہ کہ جہان قدردان نہو

سرسبز غنچہ و گل و ریحان رہین سدا — یارب یہ باغ حسن کا صرف خزان نہو

اب اوس چمن کی غنچۂ دل کو ہے آرزو — خار خزان غم کی خلش کچھ جہان نہو

دل جل رہا ہے کیون نہ لبون پر ہو دود آہ — ممکن نہین کہ آگ لگے اور دھوان نہو

سوسن کا سر پہ بار جو ہو تو گران نہین — تقلید کی گلے مین مگر ریسمان نہو

چاہ ذقن کے عشق مین ڈرتے سمجھ کے چل — یوسف گرے ہین جسمین کہین وہ کنوان نہو

قصے ہزارون قمری و گل مین رہین سدا — گلشن مین پاؤن سرو کا گر درمیان نہو

انسان چھپا کے لاکھ کرے فعل نیک و بد — ممکن نہین کہ خلق خدا پر عیان نہو

اے باغبان توڑ سمجھ کے چمن مین پھول — بلبل کی روح غنچۂ گل مین نہان نہو

کوچہ مین اون کے چھپ کے گیا ہون رات کو — ڈر تھا کہ ہوشیار کوئی پاسبان نہو

آنکھون کا دیکھئے صف مژگان سے حسن ہے — بے روپ وہ مکان ہے جہان سائبان نہو

نہ ہنس سکین نہ بول سکین بُت بنے رہین
اتنا بھی تنگ لالہ رخون کا دہان نہو

کھل جائے حال نکہت سنبل کا باغ مین
زلف سیاہ یار جو عنبر فشان نہو

سودائے زلف یار کے گاہک تباہ ہین
ایسی جہان مین کوئی بھی اونچی دکان نہو

روشن ہین داغ دل کے مرے اس صفائی سے
جیسے چراغ لالہ و گل مین دھوان نہو

عکس چراغ رُخ ہو اگر دل مین جلوہ گر
روشن برنگ شمع ہر اک استخوان نہو

اے دل شگفتہ داغ ہون ایسے بہار مین
جسکے مقابلہ مین کوئی گلستان نہو

دکھلادے گر خدا چمن کربلا ہمدا
پھر حشر مین بھی خواہش باغ جنان نہو

غزل

راز عشق یار اے سوز جگر افشا نہو
یون جلون مین منھ سے آہون کا دھوان پیدا نہو

سبزۂ رُخ پر حسینون کے کبھی شیدا نہو
زہر کھا کر آپ مرجائے مگر رسوا نہو

کیا صفائی پائی ہے تیر نظر نے دیکھنا
دل ہدف پہلو مین ہو مجکو خبر اصلا نہو

یون فغان عشق دہن مین خامشی کے ساتھ ہو
راز مخفی کا زبان خلق پر چرچا نہو

آتے جاتے روز ٹھکرا کر اوٹھاتے ہو کسے
تم ہی منصف ہو کہان جائے وہ گھر جسکا نہو

تیغ ابرو سے تو ہے ہر طرح کی قطع امید
ہے کجی قسمت کی گر تیر نظر سیدھا نہو

ہے خدا کے خوف مین دہشت نہونکی بھی سر بکش
ایک دل دو آفتین کس کا ہو ڈر کس کا نہو

آپ ہر چھپی ہی نظر سے کیجیے دل کو تباہ | گر نہیں ہوتا رخ تیر نظر سے پیدا نہو
خون کے فوارے چھٹتے ہیں دم آہ و فغان | کوئی ٹانکا آج سلے زخم جگر پر ٹوٹا نہو
ہے گمان ہر اک کو اس عیار کے انداز پر | ناوک قاتل سے میرا ہی جگر تاکا نہو
کس کو لے صیاد کرتا ہے رہا انصاف کر | وہ کہاں جائے قفس سے آشیاں جس کا نہو
لذت سوز محبت کب ہے عشق خام میں | ذائقہ ملتا نہیں جب تک ثمر پختا نہو
ہے مداوا اختلاج دل کا رونا ہجر میں | دم الجھتا ہے اگر اے چشم تر دریا نہو
ہے مقابل میں خط تار نگہ کے آج دل | بل ہے اب قسمت کا گر تیر نظر سیدھا نہو
محو کیا ہے دیکھ کر قاتل کو ناوک کو بھی دیکھ | رکھ خبر دل کی بھی ابھی سے جگر ایسا نہو
اپنے اپنے علم پر غرہ ہے ہر اک کو یہاں | کیا کہے وہ کوئی بھی جس میں ہنر اچھا نہو

خط تو لکھا ہے سمجھ کر دست مجنے گا لے ہدا
چاہنے والا ہوا ون کا نامہ بر ایسا نہو

غزل

ہاں دم سرد میں تجلی کا اثر پیدا ہو | برق سے نار جہنم کا شرر پیدا ہو
غیر کے میری طرح درد جگر پیدا ہو | بے اثر آہ میں اتنا تو اثر پیدا ہو
عینک داغ محبت میں وہ ضو دو یارب | چشم دل میں ترے جلوے کی نظر پیدا ہو
مردم آنکھوں کی بنائیں تجھے پتلی اے چشم | عیب بینی کا اگر تجھ میں ہنر پیدا ہو

کنگھی بس ہو چکی چہرے سے ہٹاؤ گیسو
طے شبِ ہجر کی منزل ہو سحر پیدا ہو

سیدھی باتون مین بگڑ جاتے ہین اُلٹے مجھسے
خیر اس مین وہ سمجھتے ہین کہ شر پیدا ہو

جس زمین پر وہ حسین گیسوئے مشکین دھوئے
کچھ تعجب نہین وان عود اگر پیدا ہو

فکر اشعار مین بیداری شب کھیل نہین
کھوئے آنکھون کو تو یہ نور نظر پیدا ہو

رہروِ ملکِ عدم جب مجھے کرنا یارب
کوئی شائستہ جب اسباب سفر پیدا ہو

اے جنون چاک قبا کر شب غم سے ہو مین تنگ
خیط ابیض ہو عیان نور سحر پیدا ہو

جب سے آتا ہے اس دار محن مین انسان
کیون نہ روتا ہوا ہر ایک بشر پیدا ہو

جسم و جان ایک نظر آئے ہمارا اُن کا
گر اطاعت سے دل یار مین گھر پیدا ہو

دل پھنسے زلف مین اک تازہ شگوفہ پھولے
شاخ مین سنبل پیچان کے ثمر پیدا ہو

علم و ایمان و ادب کی ہے کسے فکر ہدا
روز و شب ہین اسی کوشش مین کہ زر پیدا ہو

غزل

گیسون مین کیون چھپایا ہے رخ پرنور کو
کیجیے روشن شب تیرہ مین شمع طور کو

فرش سے تا عرش جانا دم مین مشکل تھا مگر
شوق وصلت قصر کر دیتا ہے راہِ دور کو

بیستون پر کوہکن کے خون کی چادر پڑے
واہ کیا خلعت دیا تیشہ نے جسم عور کو

گردش کوئی فلک کا شکوہ کرنا ہے عبث
نا سمجھ اے دل ہین جو الزام دین مجبور کو

جوشِ خون سے فاش پردہ آبلون کا ہوگیا | کردیا ٹکڑے وفورِ آب نے انگور کو

مسکنِ صبر و قرار و ضبط تھا یہ دل کبھی | عشق نے ویران کیا اس خانۂ معمور کو

دودِ آہِ دل کا کھینچا شامیانہ اسلیے | تابشِ خورشید کا صدمہ نہو محشور کو

کس قیامت کا قیامت کا ہے ان کو انتظار | ہردم اسرافیل ہین منہ سے لگائے صور کو

روح بھاگی پھینک کر شیرازۂ تن اسطرح | جس طرح بیگار سے چھوڑے کوئی مزدور کو

ابر مین بن کر دکھائے بارشِ طوفانِ نوح | گر اشارہ ہو ترا دودِ سرِ تنّور کو

واہ رے جوشِ جنون جنّت مین بھی وحشت ہے ساتھ | دیدۂ آہو سمجھتا ہون مین چشمِ حور کو

عزّتِ اصلی کا ہے محتاج حسنِ ظاہری | رتبۂ درِ نجف حاصل نہین بلور کو

معرکہ مین امتحان کے آج وہ دل ساتھ ہے | جو سمجھتا ہی نہین کچھ اپنے آگے سور کو

کیا دل بے عشق کو ہو امتیازِ رو و زلف | روز و شب یکسان ہی اے دل دیدۂ بے نور کو

اے مسیحا ہی عیادت مین یضوں کے ثواب | آو دم بھر تو مداوا اے دل رنجور کو

سربسر فکرِ سیہ کاری مین ہین موے سفید | جستجو ہے گرمیِ وسمہ کی اس کافور کو

سالکون کے راہِ وحدت مین نہین اُٹھتے قدم | سدِّ اسکندر سمجھتے ہین حجابِ نور کو

جوششِ آبِ گران سے چاک ہے بطنِ صدف | سیل نے شق کردیا اس خانۂ معمور کو

میری آنکھون مین کھپا ہے نور اوس کا دیکھنا | سرمہ کرتی ہے تجلی جسکی برقِ طور کو

جھوٹ ہی بھیجے طلب مین کوئی خط الکھ بھیجے — زندگی کا ہو سہارا کچھ تو اس مہجور کو

رنگ لایا ہے یہ سر پر چڑھ کے خون کوہکن — مانگ مین بھرتے ہین جو شیرین ادا سیندور کو

وقت گریہ حسرت آنکھون کو یہی ای خون دل — سبحۂ یاقوت دیکھین سبحۂ بلور کو

کاوش سودا کے ہاتون اسقدر چھوٹے ہوے — کھا گئی ناخن ہماری زخم کے انگور کو

نور تھا یا برق تھی سرمہ ہوا کیونکر ہدا
جی مین ہے دیکھ آؤن اپنی آنکھ سے مین طور کو

غزل

جس کو پسند قید مکان و زمان نہو — وہ پھر کہان مقیم ہو گر لامکان نہو

پوچھے ہمارے دل سے کوئی لطف کوے یار — بہتر جنان سے ہے جو کوئی پاسبان نہو

بے عکس یار دل مین پریشان ہین چشم تر — مہمان نہ کیون اداس ہو جب میزبان نہو

یارب شب وصال ہے بیمار ہجر کی — سجدے کرون جو آج سحر کی اذان نہو

ایسا سبک جہان سے اٹھون مثل بوے گل — دوش صبا کو میرا جنازہ گران نہو

قاتل کی تیغ کند ہے گو پر یہ خوف ہے — گردش سے نصیب کی سنگ فسان نہو

افشان بھری ہے یا مانگ مین خط دوست حسن کی — کیونکر ہزار دل سے فدا کہکشان نہو

اک گلشن سخن تو ہے بیشک سدا بہار — ورنہ ہے کون باغ جو صرف خزان نہو

گر حسد سے آئینہ دل کو صاف رکھ — دشمن کے درد و غم پہ کبھی شادمان نہو

کوشش سے اپنی کام نکلتا نہین ہُدا
جب تاک کہ کارساز جہان مہربان نہو

غزل

طول اتنا تو ہو زلف روئے پر تنویر کو
دیکھ لین اہلِ جہان بھی عرش کی زنجیر کو

کہینچنا اس عاشق ابرو کی گر تصویر کو
ساتھ گردن کی رگون کے کھینچنا شمشیر کو

خط کے نظارے سے حسن مصحفِ رخ کھل گیا
حل ہوئے معنی قرآن دیکھکر تفسیر کو

مثل گیسو ہو شب تاریک فرقت بے چراغ
گر کرون روشن نہ شمع نالہ شبگیر کو

تاک کر غیرون کو گر مجھ کو بنانا ہے ہدف
پہلے خم دے لو تو پھر چٹکی سے چھوڑو تیر کو

حسن اتنا تو ہو دنیا مین کہ یوسف سے حسین
اپنا نقشہ جانتے ہیں یار کی تصویر کو

اوس کمان ابرو کی جانب سے یہ لایا ہے پیام
دون جگہ کیونکر نہ اپنے دل مین اوس کے تیر کو

کیا کرامت ہے تبسم مین تیرے غنچہ دہن
کر دیا گویا چمن مین بلبل تصویر کو

لاکھ پردون مین نگاہ شوخ کر جاتی ہے کام
روک سکتا کون ہے اے دل قضا کے تیر کو

تیز رفتاری سے میری تھک کے بیکار گیا
عذر لنگ اتبک ہے پائے گردش تقدیر کو

جان دے ابرو کے سر چڑھ کر جو مرنا ہے تجھے
وہ نزاکت سے نہ کھینچین گے کبھی شمشیر کو

چشم بے نور زلیخا سے حقیقت پوچھ لو
کھینچنا ہو حسن یوسف کی گر تصویر کو

توڑتا ہون قید عشق زلف مین اس رشک سے
بعد میرے پھر کوئی پہنے نہ اس زنجیر کو

غیر کے آنے کا در پر رشک ہوا اللہ رے رشک
ہلتے دیکھا گر ہوا سے بھی کبھی زنجیر کو

اے مصور کھینچتا ہے تو جو عاشق کی شبیہ
رنگ دے رنگ پریدہ سے مری تصویر کو

کیا عجب ہے گر بہار آتے ہی ہو بلبل رہا
قطع کردے تیغ موجِ بوے گل زنجیر کو

کیون نہ کانپے شمع محفل دیکھکر شکل مہیب
جانتی ہے اک فرشتہ موت کا گلگیر کو

مجکو اس دنبالۂ ابرو کا بوسہ ہو عطا
چوم لوں میں بھی تمھارے قبضۂ شمشیر کو

وا کرے گر عقدۂ مشکل کو گردن کاٹ کر
ناخن مشکل کشا سمجھون تری شمشیر کو

تین غزلیں اس طرح میں اور اب لکھو ہدا
ایک دم کا بھی نہ وقفہ ہو ذرا تحریر کو

غزل

شرم آتی ہے انھیں کھچوائیں کیا تصویر کو
غیر کو دکھلائیں کیونکر روئے پر تنویر کو

کیا جواب خط وہ لکھیں عاشق دلگیر کو
اک خط باطل سمجھتے ہیں میری تحریر کو

دم الجھتا ہے میرا سینہ میں آنکھوں میں ہے دم
موت لے پیک اجل آکے تیری تاخیر کو

گر مصور اشک خونیں کی مرے کھینچے شبیہ
پھر نہ آب و رنگ کی حاجت رہی تصویر کو

عشق ابرو نے مجھے مارا ہی نہلائیں نہ دوست
غسل میت ناروا ہے کشتۂ شمشیر کو

فائدہ کیا نغمہ سنجی سے تیری اے عندلیب
گوش گل گر ہیں سنیں کیونکر تیری تقریر کو

جو قناعت سی بسر کرتے ہیں مٹی پھانک کر
جانتے ہیں وہ فقط خاک ہوس اکسیر کو

خط کے نظارے سے ظاہر حسن عارض ہو گیا
کھل گئے قرآن کے جوہر دیکھکر تفسیر کو

فرط بہجت سے شگفتہ غنچۂ دل کیون ہو
نغمۂ بلبل سمجھتا ہون صدائے تیر کو

اپنی صورت آئینہ مین دیکھ کر کہتے ہین وہ
کون یوسف سے ملاتا ہے مری تصویر کو

تھا مقدر کا جو لکھا بہ گیا اشکون کے ساتھ
اسقدر رویا شب غم اپنی مین تقدیر کو

اوج ہی بال ہما کا ہر پر سوفار مین
تاج سر اپنا سمجھتا ہون مین اونکے تیر کو

جب شب فرقت تڑپتا ہون مین یاد یار مین
دل پہ رکھ لیتا ہون اوس کی چاندسی تصویر کو

شمع کے گل کی زبان لینے سے منھ مین نفع کیا
گفتگو کرنے کی جب طاقت نہین گلگیر کو

غم مین غمگین اون کے رہتا ہون خوشی مین خوش مدا
جانتا ہون جان و ایمان شبر و شبیر کو

غزل

کافی ابرو و مژہ ہین قتل کی تدبیر کو
کیون اٹھاؤ دوش پر بار کمان و تیر کو

قتل عاشق کا یہ شاہد ہے نچھوٹے گا کبھی
کیون چھڑاتے ہو ہمارے خون دامنگیر کو

خاکساری سے برنگ نقش پا ہی گوشہ گیر
اپنے کوچہ سے اٹھاتے ہو عبث جاگیر کو

ہے ضعیفی کے سبب سی نوجوانی کی بھی قد
پوچھتا ہی کون اے دل بے کمان کے تیر کو

کاٹتا پھرتا ہے بیدردی سی سر ہر شمع کا
کیون نہ جل جائین پتنگے دیکھ کر گلگیر کو

پہلے کڑیون سے نہ آتی تھی صدا فریاد کی
بھر دیا نالون نے میری خانہ زنجیر کو

تشنہ کام دید محشر تک کبھی پیاسے ہوں
تم جو وقت نزع دو آب دم شمشیر کو

عاشقوں کو بدکہا کرتا تھا میں اسواسطے
تم سا خالق نے حسین بھیجا مری تعذیر کو

گوز نرگس ہے تو گوش گل ہے کر اے عندلیب
کیا تجھے دیکھے سنے کیونکر تری تقریر کو

درد او لجھن سے ہے پیکان کی دل مجروح میں
کھینچ سینے سے نہ بیدردی سے اتنا تیر کو

فرق ہے اعلی و ادنے کا بزرگ و خورد میں
پائے کودک کو قرار اک دم نہ فرق پیر کو

راست بازوں کو ہے کجباز و نکی صحبت ناگوار
ہے کمان میں آن کر مشکل ٹھہرنا تیر کو

تھا جو کچھ کنعان میں دیکھا مصر میں پایا ظہور
مرحبا یوسف کی سچی خواب کی تعبیر کو

کیوں امید وصل میں ہر روکے کاٹیں زندگی
جب بدل سکتے نہیں ہم خواہش تقدیر کو

تیرے حامی ہیں علی کیا خوف عصیان کا ہدا
بخشوا دینگے خدا سے وہ تری تقصیر کو

غزل

خط نے دونا حسن بخشا روئے پرتنویر کو
حاشیئے نے دی جلا قرآن کی تحریر کو

ہے تعجب اتنی گردش پر فلک قایم رہیں
کون اوس صانع کی سمجھے صنعت تعمیر کو

دو جہان پیدا کیئے دو حرف کن سے واہ وا
اے مدبر کون پائے گا تری تدبیر کو

تو گرفتار محبت سے نہ کر ذکر فراق
فائدہ کیا رنج دینے سے کسی دلگیر کو

نور پائے ماہ کنعان قید میں دیکھے کوئی
شمع سان روشن کیا ہر خانہ زنجیر کو

عشق ہے شیرین لب و روئے صبیح یار کا
کیون نہ چشم لطف سے دیکھون مین قند و شیر کو

کٹتے ہی اک سر کے پیدا دوسرا ہوتا ہے سر
نا میسے نے شمع کی حیران کیا گلگیر کو

کر دیا ہم نے کلیجہ نذر فریادِ سحر
ٹکڑے کرنے کو دیا دل نالۂ شبگیر کو

ہو گیا تیرِ نگاہِ ناز تو یان دل کے پار
اور ہم تکتے رہے اون کے کمان و تیر کو

گر مسلمان ہو ڈرا ئین پڑھکے آیاتِ عذاب
کس طرح سمجھائین ہم اُس ملحد بے پیر کو

ایسے بھی دُنیا مین ہین اُلٹی سمجھ کے آدمی
آپ بدکاری کرین الزام دین تقدیر کو

اے ہدا اُس قاضی مکار کا حلیہ لکھو
کھینچنا ہو گر تمھین شیطان کی تصویر کو

غزل

شرم آتی ہے اُنھین کھچوا ئین کیا تصویر کو
دیکھے نامحرم مصوّر روئے پُر تنویر کو

چشمِ بے نورِ زلیخا سے حقیقت پوچھ لے
کھینچنا ہے حسن یوسف کی اگر تصویر کو

ہو گئی خم ضعف کے باعث سے آہِ ناتوان
کیون نہ پیری مین کمان سمجھون مین اپنے تیر کو

وصفِ گیسو مین ہمیشہ رات بھر کرتے ہین فکر
کس سیہ شب مین لگاتے ہین ہدف پر تیر کو

جلوہ گر پاتا نہ ہرگز صورتِ تدبیر کو
گر سکندر دیکھتا آئینۂ تقدیر کو

اپنی صورت کی مشابہ دیکھکر کہتے ہین وہ
کون یوسف کی بتاتا ہے مری تصویر کو

کاٹتا پھرتا ہے بیدردی سے سر ہر شمع کا
کیون نہ جل جائین پتنگے دیکھکر گلگیر کو

خم ضعیفی سے ہی پشتِ آسمان دیکھ اے جوان
جھک کے چلنے کا نہ دے الزام چرخِ پیر کو

موئے ابرو سے بڑھی ہے موبمو توقیرِ حسن
بال پڑنے سے ملے جوہر تری شمشیر کو

وصل کا پیغام مین نے آپ کو صاحب دیا
یہ خطا عمداً ہوئی بخشو مری تقصیر کو

سرپرستون کے سبب ہے نوجوانون کی بھی قدر
گر نہ ممکن ہو کمان پھر کون پوچھے تیر کو

آتے ہی پیری کے ساری شان آدھی رہ گئی
نیم قد پایا جوان کے قد سے قدِ پیر کو

بیٹھے بیٹھے جو ترے کوچہ کی مٹی بن گئے
وہ غبارِ حرص مین سمجھے ہوئے اکسیر کو

ضعف کے باعث سے سیدھی آہ ہو جاتی ہے خم
کیون نہ پیری مین کمان سمجھون مین اپنے تیر کو

ہجر مین بیتاب ہوتا ہون جو یادِ وصل میں
دل پہ رکھ لیتا ہون مین اُس چاند سی تصویر کو

اوج ہے بالِ ہما کا ہر پرِ سوفار مین
تاجِ سر سمجھون نہ مین کس طرح زخمِ تیر کو

کون ہے جس کا دہن سارا بدن ہے پوچھے تو
گر نہ کچھ آئے سمجھ مین دیکھ آتش گیر کو

چار فصلون کی بنا کی گردشِ خورشید پر
اے مدبر کون پائے گا تری تدبیر کو

عطر کو ملتے مین کاکل میں کہ ہو روشن دماغ
کرتے ہین خوشبو وہ میرے واسطے زنجیر کو

آگ مین فتنہ گری کر گرم یون ہتا ہے غیر
جس طرح سے ربط آتش سے ہے آتشگیر کو

بیڑیان یہ گردش [illegible] پاکے پھوڑا ہو گئین
کھینچتے ہین اوس پہ دیتے کے تکان زنجیر کو

ستر آدم کا ہوا کی [illegible] انس کی بھی
آفرین ہے حکمت خدا کی کیجیے اس زنجیر کو

نور شمع پائے یوسف قیمہ مین دیکھے کوئی
چاند سا روشن کیا ہر خانۂ زنجیر کو

مثل گیسو ہو شب تاریک فرقت بے چراغ
گر کرون یہ روشن نہ اپنے نالۂ شب گیر کو

پیشتر آتی تھی افغان کی صدا کب اے ہمدا
بھر دیا نالون نے میرے خانۂ زنجیر کو

غزل

چھپائے ہو نقاب زلف مین کیون روئے روشن کو
یہ شب مین تو دو جلوہ چراغ زیر دامن کو

تہ و بالا کیا ایسا مرے نالون نے گلشن کو
کہ مرغان چمن دہشت سے بھولے ہین نشیمن کو

بنایا فصل گل نے عرصۂ حشر آج گلشن کو
کہ آنچل اُنکا مین تھامے ہوں بلبل گل کے دامن کو

صبا دل ڈھونڈتا ہے اُس حسین کے بوئے دامن کو
ہوا جسکی لگی ہے نکہت گلہائے گلشن کو

لگا کر سرمہ مسی یار جاؤ سیر گلشن کو
دکھاؤ آنکھ نرگس کو کرو شرمندہ سوسن کو

طپان ہر روح حسرت پائمالی کی ہے مدفن کو
حسین کیہ نسا پھبنے چلا آتا ہے توسن کو

تجلی بخش سمجھون کیون نہ داغ قلب روشن کو
یہ ہے وہ شمع جو دکھلاتے ہین وادی ایمن کو

ہوا گو رخت پرزے پرزے پر اللہ ری ہمت
نہ چھوڑا دست وحشت سے کبھی صحرا کے دامن کو

تصوّر مین دندان کے شب بھر ہم نے رو رو کر
بھرا ہے موتیون سے آستین کو جیب و دامن کو

لگا رخت تو کل مین نہ دھبّا روسیاہی کا
جہانتک ہو بچا داغ درم سے اپنے دامن کو

شب وصلت وہ دونون ہاتھ منھ پر رکھکے کہتے ہین
حیا آتی ہے سرکاؤ نہ میرے منہ سے دامن کو

قیامت ہوگی برپا جوش مین آتے ہین دیوانے
بچانا یا الٰہی عرصۂ محشر کے دامن کو

بڑا الزام ہے اس [illegible] سنو قصہ زلیخا کا
نہ بھولے سے کبھی چھونا کسی خوشرو کے دامن کو

جو ابھرتا ہے یادِ آفتابِ رُخ میں دل میرا
تو منہ پہ رکھ کے رو دیتا ہوں شبِ فرقت کے دامن کو

غرض کیا میکدے کی گرم بازاری سے بے ساقی
پڑے سے چولھے میں دیگِ مے لگے آگ ایسے گلخن کو

صلے ملتی ہیں حسرت کشتہ کی ہر شب دلسے آتی ہیں
نہو جنہے سنا آکر سُنے وہ بولتے رن کو

یہ عالم آتشِ عشقِ مژہ سے دل کا رہتا ہے
کہ روشن جس طرح خاشاک سے کرتے ہیں گلخن کو

کسی صورت سے اُنکا رام کرنا غیر ممکن ہے
کہ سب فن یاد ہیں میرے بتِ کیّاد و پُر فن کو

شبِ فرقت سحر تک اشکِ پُر خون پونچھ کر ہمنے
کیا ہے سُرخ جیبِ گُل سے دونا اپنے دامن کو

کرے جی بھر کے تا وصف اُن مسی مالیدہ ہونٹوں کا
ملی ہیں سو زبانیں اس لیے گلشن میں سوسن کو

تصوّر میں دُرِ دندان کے روتا دیکھکر مجھکو
چھپا ڈالا زمین نے اے ہدا ہیرے کے معدن کو

غزل

حورِ جنت کے پسند آئینگے کیونکر گیسو
ہم نے برسوں ترے سونگھے ہیں معطّر گیسو

پیچ کھاتے ہیں مجھے دیکھ کے اکثر گیسو
کیا تعجب ہے جو پیدا کریں گھونگر گیسو

کام آئے مرے کیا وصل کی شب دونوں ہاتھ
ایک میں شانہ تھا اک ہاتھ میں شب بھر گیسو

منکرِ رجعتِ خورشید بھی قائل ہو جائیں
رُخِ روشن کو دکھا دو جو اُلٹ کر گیسو

گو جگر سینے کے مانند ہے صد چاک تو کیا
جب نہ ہوں شانہ کشی کو وہ میسّر گیسو

گرمیِ لالۂ رُخ سے ترے کچھ دور نہیں
پیچ کھا کھا کے جو پیدا کرے گھونگر گیسو

دن کو سورج جو چھپے گا تو قیامت ہوگی — رُخ پہ بکھرا اُڑ نہ اے مہر منور گیسو

ہے مجھے صبحِ وطن شامِ غریبان سے سیاہ — کھپ گئے آنکھون مین جب سے ترے دلبر گیسو

آتشِ رُخ سے نکلتے ہین شرارے پیہم — اُڑ کے پڑ جائے نہ تجھ پہ کوئی اخگر گیسو

دن کو عالم شبِ مہتاب کا آتا ہے نظر — بام پر تم نے جو کھولے مہِ انور گیسو

دم اُلجھتا ہے ہر اک شب کو پریشانی سے — یاد جب آتے ہین تیرے مہِ انور گیسو

میری آنکھون کو بھی نورِ شبِ معراج ملے — آپ دکھلائین اگر بہرِ پیمبر گیسو

یار نے کھولا ہے خود ہاتھ سے اپنے موباف — کس طرح ہون نہ بھلا جامہ سے باہر گیسو

چوٹ لگتی ہے نظر بالون پہ پڑتے ہی ترے — ہین مرے شیشۂ دل کیلیے پتھر گیسو

مفت بے دام پھنسایا دلِ وحشی کو مرے — جعل سازی مین ہین کامل ترے دلبر گیسو

اپنے آئین پہ مدا ماتم عباس ہین ہین
ہر محرم مین نکلتے ہین جو سجکر گیسو

غزل

راستہ بند کیے ہین ترے پُرفن گیسو — مثل افعی کے حقیقت مین ہین رہزن گیسو

شفق شام کا عالم ہے چمن مین ہر سو — کھول کر آئے جو تم جانبِ گلشن گیسو

چہچہے کرتا ہے راتون کو کس مستی سے — بلبل دل کا ہوا جب سے نشیمن گیسو

طرفہ پیرائے مین لکھتا ہون یہ تشبیہین — رُخ گریبانِ سحر شام کا دامن گیسو

نہ کبھی چھیڑنا افعی جو سمجھتا اُن کو ! چھوتے ہی میرے ہوے جان کے دشمن گیسو

ابھی تاریکیِ مرقد ہو جیا سے کافور ! میر ماتم میں جو کھولو سرِ مدفن گیسو

کیون نہ عارض کو ترے شمع تجلی سمجھون شجرِ طور سے وہ چند ہیں روشن گیسو

کھیلتے ہیں جو صبا سے دمِ رفتار ہمدا

آ کے تا دوش دکھاتے ہیں لڑکپن گیسو

غزل

تیر قاتل کا وہ آتا ہے ذرا دیکھو تو بیٹھتا سر پہ ہے کس کے یہ ہما دیکھو تو

کھل کے جوڑے سے چلی زلف رسا دیکھو تو اِس کے ہر پیچ کا انداز ذرا دیکھو تو

آئینہ لے کے تم اے ماہ لقا دیکھو تو رُخ و گیسو کی نئی صبح و مسا دیکھو تو

چشم پُر نم سے نہ کرو ہجر جدا دیکھو تو آنکھ اُٹھا کر مری حالت کو ذرا دیکھو تو

کیا غلط آپ کو میں مہر لقا کہتا ہون آئینہ لے کے ذرا رُخ کی ضیا دیکھو تو

اپنے شیدا سے بُرائی نہیں زیبا تم کو کس پہ افسوس یہ کرتے ہو جفا دیکھو تو

اُڑ کے صحرا سے غبار آیا ہے کس بیکس کا آنکھ اوٹھاؤ تو سوے بادِ صبا دیکھو تو

خدمت آئینہ و شانہ کی ملی ہے مجکو بعد مدت ہوئی تقدیر رسا دیکھو تو

رام وہ بُت ہوا کلمہ مرا اب پڑھتا ہے موم کیا سنگ ہوا شانِ خدا دیکھو تو

مین پکارا تو وہ کس ناز سے فرماتے ہین کون دروازے پہ دیتا ہے صدا دیکھو تو

دیکھ کر پاؤں نگارین کو تمھارے اے شوخ　　کیا پسی جاتی ہے گلشن مین حنا دیکھو تو
کبر و نخوت ہے اُدھر عجز و نیاز اس جانب　　منصفو صحبتِ سلطان و گدا دیکھو تو
اس گدا کو ہوا ابھی اوجِ سلیمان حاصل　　چشم الطاف سے اس سمت شہا دیکھو تو
کیا خطا خنجر خوش آب کی کیون پھینک دیا　　ہاتھ تم رکھ کے مرا خشک گلا دیکھو تو

یہ ستم اُن کو مناسب تھا بھلا میرے ساتھ
چشم انصاف سے للّٰہ ہدا دیکھو تو

غزل

بیقراری مری اے محوِ حیا دیکھو تو　　ہاتھ مُنھ پر سے ہٹاؤ تو ذرا دیکھو تو
تیز چلتی ہے بہت بادِ صبا دیکھو تو　　ہو پریشان نہ کہین زلف دوتا دیکھو تو
دل کے آئینہ کو اے جان ذرا دیکھو تو　　اپنے عارض کی مرے دل کی صفا دیکھو تو
زلفِ شکین کے نہ سودے مین پھنسو حضرتِ دل　　بسر اس مین اُٹھاؤ گے خطا دیکھو تو
چشم پوشی مرے رونے پہ عبث کرتے ہو　　کر رہا آ[illegible] دُرِ بیش بہا دیکھو تو
چھوڑتا ہے کوئی غیرون کیلیے دل کا ساتھ　　چشم انصاف سے اے اہلِ وفا دیکھو تو
آہ رونے مین جو کرتا ہون تو وہ کہتے ہین　　منھ بننے سے ہے کیا شرما دیکھو تو
گو کہ گلزارِ جہان مین ہین ہزارون گلِ تر　　رنگ ہر گل سے ہے اُس گل کا جدا دیکھو تو
پھر بہار آئی جنون خیز ہوا چلنے لگی　　پھٹنے سے سر کے ہوا زخم ہرا دیکھو تو

شب جوانی کی بسر ہو گئی چونکو اب تو
سر پہ دھوپ آ گئی ہے اُٹھکے ہدا دیکھو تو

غزل

اُمید زندگی ہو جو جلدی سے شام ہو — گزرے یہ روزِ ہجر کہین دن تمام ہو
واعظ حرام کہہ نہ ہماری شراب کو — ایسا نہ ہو کہ موت بھی تیری حرام ہو
کبک دری بھی چل نہ سکے جسکے سامنے — ایسا تو اس جہان مین کوئی خوشخرام ہو
دُنیا مین بود و باش ہے دو روز کیلیے — یہ وہ سرا نہین کہ ہمیشہ مقام ہو
ہم آپ دھڑ سے پھینک دین سر بار جانکر — اُس ترک کے جو میان سے عریان حسام ہو
ہر روز امتحان کے جھگڑے سے ہو نجات — کٹ جائے سر کہین تو یہ قصہ تمام ہو
اے یوسفِ زمان ترے بازارِ حُسن کی — رونق رہے ہمیشہ ترقی مدام ہو
کیون کر نہ داغ آتشِ حسرت سے دل ہین ن — اوجھل جو اپنی آنکھ سے وہ لالہ فام ہو
ساقی پلا شراب کہ اب دم لبون پہ ہے — نزدیک ہے کہ زیست کا لبریز جام ہو
نکہت مین گل کو عارضِ جانان شکست دے — سونگھے جو بوئے زلف معطر مشام ہو

کیا خوف اُس کو نارِ جہنم کا اے ہدا
جس کا شفیعِ حشر رسولِ انام ہو

غزل

فلک پہ پھر ہو لرزاں جلال ایسا ہو — لگائے چاند میں دھبا کمال ایسا ہو

نہ دل سے نکلے کمر کا خیال ایسا ہو — اس آئینہ مین اگر ہو تو بال ایسا ہو

برنگ شانہ ہو دل چاک زلف سازون کا — ہمارے خون کا یارب وبال ایسا ہو

کسی صفت مین نہ پہونچے نبی کو جن و ملک — بشر جو ہو تو عدیم المثال ایسا ہو

تمھارے عارض روشن سے ہم بھی دین تشبیہ — جو روئے شمس و قمر بے مثال ایسا ہو

مین اپنی دست درازی پہ ہاتھ باندھے ہون — خطا معاف ہو اب کیا مجال ایسا ہو

دہان یار کا قسمت سے کھینچ گیا نقشہ — بنائے اب تو کوئی کیا مجال ایسا ہو

ذرا سی بات ہی سن لیجئے ادھر آکر — نہ مانئے گا جو امر محال ایسا ہو

یقین ستارۂ روشن کا ہے مہ نو پر — جو خوش نما ہو تو ابرو کا خال ایسا ہو

گمان لعل بدخشان کا سب کو ہوا ے دل — لہو سے دیدۂ تر آج لال ایسا ہو

ملے خدا سے جزا مین ثواب قربانی — لہو مرا تجھے قاتل حلال ایسا ہو

تمھارے خلق سے ہم کو تو یہ اُمید نہ تھی — کہ ایک بوسہ پہ تم کو ملال ایسا ہو

کرون دہن کے معمّے مین اُن کے وہ تقریر — کہ منطقی بھی ہون قائل سوال ایسا ہو

نکل کے خلد سے آدم نے کی بُکا برسون — ہو آدمی کو اگر انفعال ایسا ہو

دلیل عشق نے منزل پہ خوب پہونچایا — ہدا جو ہو خضر نیک فال ایسا ہو

غزل

تری مژگان کا سودا ہے جو نشتر ہو تو ایسا ہو
خم ابرو پہ دل پھڑکا ہے خنجر ہو تو ایسا ہو

ترے دندان سے مین تشبیہ دون اے گوہر خوبی
تجلّی طور کی دکھلائی گوہر ہو تو ایسا ہو

بنا آکر خوشی سے مجھسے آوارہ کا خود قاصد
تباہی کا کوئی مارا کبوتر ہو تو ایسا ہو

ہماری چشم تر کو دیکھکر وہ شوخ کہتا ہے
جو بادہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو

ہزارون ٹھوکرین کھائین تمھارے آستانے پر
نہ چھوڑا جبہہ سائی کا چلن سر ہو تو ایسا ہو

لگا کر دل مرا کیا لیگیا وہ باتون باتون مین
فسونگر ہو تو ایسا ہو جو دلبر ہو تو ایسا ہو

پسند آیا بچھونا خاک کا انجام بینون کو
پس مُردن بھی دے آرام بستر ہو تو ایسا ہو

جہنم سرد ہوتا ہے گنہ پر جب مین روتا ہون
اگر ٹھنڈا سرشک دیدۂ تر ہو تو ایسا ہو

ہمدا ہر بات پر لڑتے ہین وہ مین کچھ نہین کہتا
حقیقت مین بشر عالم مین بشیر ہو تو ایسا ہو

غزل

اوٹھایا ضعف مین کوہ گران بار توکل کو
جز اک اللہ اے دل آفرین تیرے تحمل کو

خبر فصل خزان کی ہو گئی شاید کہ بلبل کو
سحر سے رو رہی ہے منہ پہ رکھے دامن گل کو

صراط مستقیم آیا ہے شاہا شان مین تیرے
سمجھتا ہون چراغ راہ نقش پائے دُلدُل کو

طپش داغِ گنہ کی مہرِ محشر سے زیادہ ہے
الٰہی ڈھونڈھتا ہون تیرے دامانِ تفضل کو

گرے کوہِ غم پتھر پہ تو ہو جائے شق وہ بھی
نہ اُف کی مین نے منہ سے دیکھیے میرے تحمل کو

کیا دستِ طلب نے شکر ہی پردہ نہ فاش اپنا
نہ چھوڑا مین نے عریانی مین دامانِ توکل کو

طمانچون سے صبا نے لال منہ کو کر دیا فوراً
نزاکت کا ہوا دعویٰ جو اُنسے عارضِ گُل کو

نصیبِ غیر بوئے عارضِ گلرنگ کیونکر ہو
نہ کافر سونگھنے پائیگا باغِ خلد کے گل کو

نفس ہی کی کشش کو مین ہوائے نفس کہتا ہون
قناعت سیکھ جائے آنکر مجھ سے توکل کو

رہا اُفتادگی مین بھی برنگِ سایہ ساتھ اون کے
کیا آنکھوں کا سُرمہ گردِ دامانِ توسل کو

سیہ روئی کا ہم ہاروت کے باعث ہین دنیا مین
بھرا ہے ہم نے دودِ آہِ دل سے چاہِ بابل کو

سکوت ایسا کلامِ سخت پر اُنکے کیا مین نے
کہ دشمن آفرین کہنے لگے میرے تحمل کو

زوالِ مہر سے انسان کو لازم ہے سبق لینا
نہ بھولے آدمی ہرگز ترقی مین تنزل کو

ہدا گویا زبانِ فکر ہے اُستاد کے غم مین
خمارِ کیف سے بدتر سمجھ شوقِ تغزل کو

غزل

کس طرح سے اوس سے ہمین اُمیدِ وفا ہو
آغازِ محبت سے جو سرگرمِ جفا ہو

بندون کے دو عالم مین نہ کیون عقدہ کشا ہو
ہمنامِ خدا تم بخدا نامِ خدا ہو

سمجھے ہو جسے محشریو! مہرِ قیامت
دیکھو نہ کہین رخ سے نقاب اُنکے ہٹا ہو

تم پر ہون دل و جان سے فدا روز ازل سے
مین چاہتا ہون تم مجھے چاہو کہ نہ چاہو

دم بھر تو شب وصل ہین ہنس بول لو صاحب
فردا کی خبر کس کو ہے کیا جانئیے کیا ہو

ایمان دیا دل کو مرے نطق زبان کو
خالق مرے کس منھ سے ترا شکر ادا ہو

گر تم مین مسیحا کی کرامت ہے مجھے کیا
مین جب ہی تو جانون جو مرے دل کی دوا ہو

ان آنکھون کے پردے مین ہو وہ صاعقہ طور
بیہوش ہو عالم جو ابھی جلوہ نما ہو

رہتی ہے سدا یاد ترے صبح گلو کی
کیون دل نہ مرا مطلع انوار خدا ہو

اُس گل کو مین نامہ خط گلزار مین لکھون
قاصد بھی سُبک رو تو کوئی مثل صبا ہو

اے شیخ اگر دختر رز منھ ترے لگ جاے
پھر دیکھین اگر رہن نہ دستار و قبا ہو

ہے ورد زبان مدحت گیسوے پیمبر
محفل مین نہ کیون صل علی اصل علی ہو

لازم ہے ہدا وضع محبّت کو نہ چھوڑو
وہ تم کو نہ چاہین نہ سہی تم اُنھین چاہو

غزل

کیونکر او سے نہ فکر صبوحی عذاب ہو
جو شام ہی سے منتظر آفتاب ہو

تارون مین چاند ذرّون مین تم آفتاب ہو
یوسف ہو مہوشون مین گلون مین گلاب ہو

دل شاد ہو جو وصل کا سامان شتاب ہو
پھولون نہ مین سماؤن جو وہ بے نقاب ہو

سب کو تمھاری بےسخنی مین ہے گفتگو
اپنا جواب یہ ہے کہ تم لاجواب ہو

دھوکا نہ دے کہین دہن یار خوف ہے | چشمہ حیات کا مرے حق مین سراب ہو
پیری مین دل وہ حلقہ کاکل سے کیا پھنسائے | جو آپ ہی مسافر پا در رکاب ہو
جنّت کہون مین کوچہ قاتل کو کس طرح | دوزخ وہ ہے کہ جس مین ہمیشہ عذاب ہو
رو رو کے عمر کاٹی ہے یارب فراق مین | سمرن پہ آنسوؤن کے ہمارا حساب ہو
تڑپین رقیب میری طرح فرش خاک پر | ایسا اُلٹ پلٹ کے کوئی انقلاب ہو
رنگ الم سے ماند ہے یون دل کا آئینہ | جس طرح آفتاب کے اوپر سحاب ہو
صیاد سخت ہے مرے دشت جنون کی دھوپ | فکر شکار مین نہ کہین تو کباب ہو
بے ہاتھ دھوے ہاتھ لگانا نہ محتسب | ایسا نہ ہو کہین مرا ساغر خراب ہو
چرچا ہی مسجدن مین یہ کچھ روز وعظ کا | کیون کوئی میکدے سے نکل کر خراب ہو
دوزخ مین جل رہا ہون مین آنکھون کی آگ سے | کم ہے جوان فرشتون کے ہاتھون عذاب ہو

جو جس کے جی مین آئے وہ کہہ جائے اے ہما
سُن لو کہ مبتلائے بلائے شباب ہو

غزل

منظور اوس حسین کو جو ہم سے حجاب ہو | کنعان سے آکے دامن یوسف نقاب ہو
کیا لطف ہو جو شب کو بھی دور شراب ہو | پیش نگاہ آئینہ پر آفتاب ہو
پیری مین کیون نہ سہو مذاق شباب ہو | یاد آتے ہے شام کا کیا صبح خواب ہو

ہو حظ نشاطین جو وہ ہون شراب ہو　　پہلو مین ایک ہاتھ مین اک آفتاب ہو

پرتو سے تیرے رخ کے نہ کیون آئینہ ہو ماند　　پڑتی ہے دھوپ خشک نہ کس طرح آب ہو

دیکھے کبھی جو خندۂ دندانہائے یار　　غیرت سے موتیون کی چمک آب آب ہو

رکھا ہے تم کو چن کے حسینون مین اسلیے　　بازار مصر حسن مین تم انتخاب ہو

اچھا نہ وہ کہین تو برا ہی کہین مجھے　　شایان اگر کرم کا نہین ہون عتاب ہو

توبہ کرین نہ شیخ تو پیری مین کیا کرین　　طاقت کہان گناہ کا جو ارتکاب ہو

جیسا تباہ خانۂ دل عشق نے کیا　　ایسا کسی کا گھر نہ الٰہی خراب ہو

کروٹ بدل کے سوتے ہین میری طرف سے وہ　　اس بے محل حجاب کا خانہ خراب ہو

کیونکر تمھین مجال پہ قادر کہین نہ لوگ　　پیدا دہن نہین ہے پہ حاضر جواب ہو

ساقی ہے لطف وصل کا ہنگام میکشی　　مجھ کو نہ ہو لحاظ نہ اون کو حجاب ہو

فرقت مین مثل برق طپان ہین ہجر خاک پر　　اتنا تو ہو کسی کو اگر اضطراب ہو

اے شیخ نوجوانون کو سمجھا رہے ہو کیا　　کچھ تم بھی سمجھو یاد جو عہد شباب ہو

برباد گھر رسول خدا کا ہوا ہدا

خوش ہون مین اور حتبنی یہ دنیا خراب ہو

غزل

جل مرونگا آپ ہی سوزان جگر ہونے تو دو　　آتش عشق گل رخ کا اثر ہونے تو دو

غم سے رفتہ رفتہ ناسور جگر ہونے تو دو
میری آہ بے اثر مین کچھ اثر ہونے تو دو

کیجیو پامال سبزے کی طرح یہ جسم زار
زہر خط سبز کا دل مین اثر ہونے تو دو

امتحان کی پھر نہ خواہش ہوگی اون کو دیکھنا
یہ مہم عشق میرے سر سے سر ہونے تو دو

آپ شوق ذبح مین ہم بڑھکے رکھدینگے گلا
نیمچہ اُس ترک کے زیب کمر ہونے تو دو

خلد سے دوڑینگے سُن کر داد خواہ ظلم یار
فیصلے کی میرے محشر مین خبر ہونے تو دو

آشیان مرغان نالہ کیجیو جلدی ہے کیا
تخم غم بویا ہے بالیدہ شجر ہونے تو دو

چاک کرنے کو گریبان کے نہ روکو ہجر مین
اس شب غم کی کسی پہلو سحر ہونے تو دو

اے ہدا بن جائیگی تربت دُکان گل فروش
میرے مرنے کی احبا کو خبر ہونے تو دو

غزل

در ردیف ھ

لاگ ہے یون جلوۂ رُخ کی دل بسمل کے ساتھ
چاندنی کو دشمنی ہو جسطرح گھائل کے ساتھ

ہے دل پر داغ بھی غلطان ترے گھائل کے ساتھ
رقص طاؤس گلستان ہے تن بسمل کے ساتھ

ایک ہی قدمین دو نو کوچۂ قاتل مین ہین
دل ہمارا ساتھ حسرت کے ہی حسرت دل کے ساتھ

دیدیا شوق شہادت مین رگ جان نے لہو
ملگیا رنگ گریبان دامن قاتل کے ساتھ

یون رواں تھا دشت مین ہمراہ لیلیٰ قیس زار
ہو غبار اپنے ناقہ جس طرح محمل کے ساتھ

اُڑ رہے ہین ہر طرف پردے ہوائے دشت سے
حیف ہے اس دم نہین قیس حزین محمل کے ساتھ

فیض اعلیٰ سے اثر ہوتا ہے ادنی کو ضرور
نقص رہتا ہی نہین انسان ہو گر کامل کے ساتھ

کیون شکن ابرو پہ ہے اچھا نہ بوسہ دیجیے
تُرش روئی آپ کو زیبا نہین سائل کے ساتھ

دل ہی سینہ مین نہین ہو کون سرگرم فغان
منحصر فریاد در رنگ قافلہ ہے دل کے ساتھ

واہ واہ کیا ضرب ہے کیا ہے صفائی ہاتھ مین
کُھل گئے خنجر کے جوہر بازوئے قاتل کے ساتھ

سخت جانی اسطرف قطرا زن اکثر اُسطرف
ذبح کیونکر ہوئیگا گو خنجر بھی ہے قاتل کے ساتھ

اے ہلال عید قربان خم ہو اس انداز سے
لوگ نسبت دین کمان ابروئے قاتل کے ساتھ

گلشن داغ جگر کو نذر بلبل کیجیے
ہو سلوک ہے یہ الفت تو اہل دل کے ساتھ

خنجر ابرو سے پہلو کو کیا چاک اس لیے
تیر مژگان کا بندھے سیدھا نشانہ دل کے ساتھ

خار مژگان کو تمھارے گُل سے بہتر جانتے
گر خلش رکھتے نہ ہوتے یہ کسی کے دل کے ساتھ

گر کوئی اہل عدم ملتا تو مین یہ پوچھتا
کہیے احوال سفر کیفیت منزل کے ساتھ

مین رہا کعبہ مین جا کر اور وہ بت دیر مین
ساتھ حق کے حق رہا باطل رہا باطل کے ساتھ

اس قدر طغیان پر آب گوہر دندان ہوا
غرق سبزہ ہو گیا سارا لب ساحل کے ساتھ

حشر ہوتا خون کا قطرہ جو گرتا خاک پر
آبلون کے اسلیے شیشہ مین رہ جسم دل کے ساتھ

انتظار یار مین ہم تو رہے غش فرش پر
آکے بھی بیٹھے بھی وہ اُٹھ بھی گئے محفل کے ساتھ

دفن مین میرے کرو جلدی نہ اتنی دوستو
آرزوئین بھی گڑی جاتی ہین میرے دل کے ساتھ

آبلے پھوٹے مین کیا پھیکا ہے کیون اشکون کا رنگ
آج کچھ پانی نظر آتا ہے خون دل کے ساتھ

گر یقین تم کو نہ ہو میرے صفائے قلب کا	دیکھ لو لایا ہوں آئینہ بھی اپنے دل کے ساتھ

اے مُحِدّا ان سب کا مسلک ہے صراطِ مستقیم
جن کو بیعت ہے علیؑ سے مرشدِ کامل کے ساتھ

غزل

ربطِ ناحق کو بڑھایا ابروئے قاتل کے ساتھ	دشمنی کی آپ ہم نے آہ اپنے دل کے ساتھ

اس طرف بلبل پھڑکتی ہے دلِ بسمل کے ساتھ	لو نچھتے چھریاں اُدھر صیاد ہیں قاتل کے ساتھ

قصرِ جنّت کی نہ مجھے خواہش نہین بعدِ فنا	عشق میری خاک کو ہے کوچۂ قاتل کے ساتھ

کر کے الفت اُس بُتِ نافہم سے نادم ہے	لطف تھا راز و نیازِ عشق کا عاقل کے ساتھ

راز کھُلنے کا نہین ہرگز میانِ یار کا	موشگافی کیون کرین ہم امرِ لاحاصل کے ساتھ

بہہ گئے آنکھوں سے دریا اُس پہ گرمی ہے وہی	آگ کیسی لیکے آئے تھے عدم سے دل کے ساتھ

خاک کو ہے حسرتِ دیدارِ لیلےٰ دیکھئے	ہے غبارِ چشمِ مجنون پردۂ محمل کے ساتھ

معجزے سے لب کے سحرِ چشم کو نسبت ہے کیا	دین غلط تشبیہ حق کی کسطرح باطل کے ساتھ

کس طرح دل کو ہوا ربط اُن کی چشمِ مست سے	ہوشیارون کی کبھی بنتی نہین غافل کے ساتھ

دیکھنے مین تو بہت سیدھے ہین یہ خارِ مژہ	پُر غضب کی کاوشین رکھتے ہین پنہان دل کے ساتھ

پیری سے عشق کی کیونکر نہ ہو نقصانِ فہم	عقل ہو جاتی ہو گم عاقل کی بھی جاہل کے ساتھ

یادِ وصلِ یار سے ممکن نہین اک دم فراق	ساتھ ہی ہوتی ہے فرحت کو جسے دل کے ساتھ

تیر کے ہمراہ ہوتی ہے وان عمر رواں | دم نکلتا ہے ہمارا خنجر قاتل کے ساتھ
کس طرح عشق حقیقی سے مجازی کو ہو ربط | حق کسی صورت مین رہ سکتا نہین باطل کے ساتھ
ذبح کرنا عاشق عارض کا کچھ آسان نہین | جان دیتے بلبل و پروانہ میرے دل کے ساتھ
کیون نہ راحت پائین مرقد مین غریبان عدم | ہے مسافر کیلیے لطف سفر منزل کے ساتھ
دشمن جان کچھ فقط ابرو نہین مژگان بھی ہین | تیر بھی چلتے ہین مجھ پر خنجر قاتل کے ساتھ
رد نہ کر میرا سوال اے شاہ حسن آگاہ ہو | ہے خدا کا دست رحمت بھی کف سائل کے ساتھ
کچھ مین ہی بسمل نہین تیر نگاہ ناز سے | حسرتون کا بھی ہوا ہے خون اپنے دل کے ساتھ
نزع کی سختی ابھی آسان ہو وہ عیسی جو آکے | طالب دیدار کا نکلے گا دم مشکل کے ساتھ
دیکھا لیلی کو کن آنکھون سے مجنون دشت مین | پڑ گئے غفلت کے پردے پردۂ محمل کے ساتھ
چپ رہون تو چھیڑتے ہین روؤن تو ہنستے ہین وہ | دل لگی اچھی ہے انکے دلگی میرے دل کے ساتھ
مبتلا ہم بھی ہین اک زہرہ جبین کے عشق مین | ربط ہے قصہ کو اپنے قصۂ بابل کے ساتھ
مصحف عارض کا حافظ تھا ہمیشہ کیا عجب | منزل قرآن ہو میری آخری منزل کے ساتھ
دوستو تجویز دو مرقد کی کرنا چاہئے | آرزو کا بھی ہو لاشہ میری لاش دل کے ساتھ

دیکھ کر ابر سیہ ساون مین یاد آیا ہدا
بزم رندان مین بتون کا بیٹھنا مل مل کے ساتھ
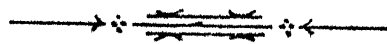
غزل

غیر کے ہمراہ وہ ہین غیر ہے قاتل کے ساتھ
دل ہمارا ساتھ حسرت کے ہی حسرت دل کے ساتھ

ہے دل پُر داغ بھی غلطان تیرے گھائل کے ساتھ
رقص طاؤس گلستان ہے تن بسمل کے ساتھ

کیون نہ ہون شعلے ہوا ے گرمی رُخ سے عیان
ہی خمیر آتش مزاجی تیرے آب و گل کے ساتھ

چشم طوفان خیز ایسی خشک ہین تپ کے سبب
لوگ اب تشبیہ دیتے ہین لب ساحل کے ساتھ

داغ شوق قتل سے یہ سُرخ ہے سینہ مرا
ملگیا رنگ گریبان دامن قاتل کے ساتھ

جان جان ہنگام رحلت تم نہ آؤ گے اگر
طالب دیدار کا نکلے گا دم مشکل کے ساتھ

دیکھنے کو وقت رحلت تم نہ آؤ گے اگر
طالب دیدار کا نکلے گا دم مشکل کے ساتھ

غزل

چشم حسرت سے نہ اے دل جانب پیمانہ دیکھ
مے کی خواہش ہے تو اُنکی نرگس مستانہ دیکھ

تاب نظارہ ہو گر آنکھون مین برق طور کی
جا کے زیر بام اے دل جلوۂ جانانہ دیکھ

ذکر انسان کا تو کیا پتھر کو وہ دیتا ہے رزق
گر نہ باور ہو وہان آسیا مین دانہ دیکھ

ہاتھ رکھ کر میرے دل پر اُنکو بھی رحم آگیا
ہو گئے بیتاب وہ بھی حال مبتلا نہ دیکھ

خانۂ تاریک نور رُخ سے روشن ہو گیا
سحر اپنے حُسن کا اے رونق کاشانہ دیکھ

منکر قدرت ہو تو کر صنع گو ہر پر نگاہ
ایک قطرہ مین نظر آتا ہے آب و دانہ دیکھ

جلوہ گر ہے داغ عشق زلف سینہ مین ہدا
اس شب تیرہ مین روشن ہے چراغ خانہ دیکھ

غزل

در ردیف ی

شادمان ہوتے ہین وہ کیا کیا مری فریاد سے
نوحۂ عاشق بھی ہے قسم مبارکباد سے

خوف کھاکر عکس خط عارض صیاد سے
اڑ گیا طوطی کا رنگ آئینۂ فولاد سے

جامۂ تصویر عنقا کو پہنانا ہے محال
کھنچ سکے گی کس طرح اونکی کمر بہزاد سے

اشک سے چاہا تھا راز عشق تا افشا نہ ہو
ہو گیا مجبور رخت دل کی مین افتاد سے

خاک اٹھون گر کے کوئے یار سے مین ناتوان
مثل نقش پا سر اوٹھ سکتا نہین افتاد سے

ٹوٹنا دانتون کا ہے انسان کو پیغام مرگ
ہے یہی افتاد پہلے موت کی افتاد سے

قتل عالم چاہیے کرجلاد چرخ اک آن مین
سیکھ لے طرز ستم کچھ اوس ستم ایجاد سے

بند آنکھین جوہر خنجر نے کر لین خوف سے
ذبح کرتے ہین مرے دل کو وہ اس بیداد سے

سایہ کی صورت مرے پیچھے پڑا رہتا ہے دل
عشق گیسوے سیہ بھی کم نہین ہمزاد سے

پاؤن چلنے مین نہین رکھتے زمین پر دیکھکر
کم نہین اہل دول بھی کور مادرزاد سے

حال یاران عدم کا لے ہدا کیونکر سنین
پھر کے آتا ہی نہین کوئی عدم آباد سے

غزل

کہتے ہو سچ کہ کیون تمھین رسوا کرے کوئی
قابو نہو جو دل پہ تو پھر کیا کرے کوئی

عشق دہن مین مجھکو نہ رسوا کرے کوئی
ہے گو مگو کی بات نہ چرچا کرے کوئی

گو قتل پھر وعدۂ فردا کرے کوئی
پر حشر تک نہ خون کا دعوا کرے کوئی

کرنا نہین مین بات کوئی بے رضاے دوست
مجبور ہون جو شکوہ بیجا کرے کوئی

دعوائے صبر عشق بتان مین ہی اسکو زیب
پتھر مری طرح جو کلیجا کرے کوئی

کچھ حال دل کا منہ سے کہین تو علاج ہو
کیونکر مریض عشق کو اچھا کرے کوئی

مجمع سے عاشقون کے جو رسوا ہوے ہین وہ
کہتے ہین میرے در پہ نہ آیا کرے کوئی

یارب جفائے عشق مین دے صبر اس قدر
دیتا رہون دعائین مین کوسا کرے کوئی

سوتے مین گدگدا کے جگایا تو بولے وہ
ہم کو نہ اس طرح سے ستایا کرے کوئی

اس جانکنی سے خوب ہے کچھ کھا کے سو رہے
کبتک شب فراق مین جاگا کرے کوئی

لب پہ خدا کی مہر نہو گر صیام مین
ممکن ہے تیس روز کا فاقا کرے کوئی

داد و ستد کا بوسہ کی اُن سے نہ ذکر کر
ناراض ہوتے ہین جو تقاضا کرے کوئی

رنگین حنا سے پنجۂ مژگان کو وہ کرے
میری طرح جو خون تمنا کرے کوئی

کیونکر سمائین دل مین مرے قلزم سرشک
کس طرح بند کوزے مین دریا کرے کوئی

دیگر

ابرو کی تیغ سے جو اشارا کرے کوئی
کافر ہے، پر دل و ہن سے جو پیدا کرے کوئی

دل کو مرے نہ دل سے اوتارا کرے کوئی
یون دل سے لاکھ بار اوتارا کرے کوئی

دربان کو کل سے حکم یہ ہے میرے باب مین
در کھولیو نہ لاکھ پکارا کرے کوئی

جب سے وہ محو زینتِ حُسن شباب مین
خود چاہتے ہین آکے نظارا کرے کوئی

تلخی مے سوال کی بڑھکر ہے موت سے
کیونکر یہ ناگوار گوارا کرے کوئی

معشوقِ دہر صانع قدرت کی شان ہے
کوئی بنائے اور نظارا کرے کوئی

افشان کے خال پر نظرِ بد کے واسطے
زیبا ہے گر پسند ستارا کرے کوئی

پتے بھی چھوٹتے ہین خزان مین شجر کے ساتھ
کیا دوست آشنا کا سہارا کرے کوئی

تسکین دل کو آتشِ الفت سے ہے محال
کس طرح قائم آگ پہ پارا کرے کوئی

دشمن بھی دوست بنتے ہین اسکے سبب سے دیکھ
کس منہ سے حُسن لطف مدارا کرے کوئی

چوسر مین حسن و عشق کی بازی محال ہے
بہتر ہے جیتنے سے جو ہارا کرے کوئی

جیتے امید وصل پہ تھے جب وہی نہیں
کس آسرے پہ زیست گوارا کرے کوئی

یون دست فکر کھولتی ہے شعر کی گرہ
جس طرح مو شگافیان شانا کرے کوئی

جز نام کے نشان نظر آتا نہین کہین
کیا فہم اس دہن کا معمّا کرے کوئی

کب سوجھتا سفید و سیہ ہے شباب مین
کیا امتیاز رنگ کا اعمےٰ کرے کوئی

مانند گل شگفتہ رہین داغ عشق کے
دل تیرے باغ حسن پہ شیدا کرے کوئی

کہتے ہین میرا عاشق رخسار ہے وہی
آئینہ بن کے جو مجھے دیکھا کرے کوئی

طرفہ طلسم گلشن انجم کی سیر ہے
ہر شب نظر جو عالم بالا کرے کوئی

اتنا تو جوش حسن حسینون مین اب نہین
آب آئینہ کی موجۂ دریا کرے کوئی

زلفین بنا رہے ہین بڑے فخر و ناز سے
وہ آئینہ کو اور انھین دیکھا کرے کوئی

بگڑے سوال وصل پہ وہ گل تو کیا گلہ
کیون آرزوے خواہش بیجا کرے کوئی

جز کبریا کوئی نظر آتا نہین ھدا
پوری جو میرے دل کی تمنا کرے کوئی

غزل

تیر نگاہ ناز کا یہ حکم صاف ہے
پردے مین لطف کے جو ستم ہو معاف ہے

آج اُس خلف کے روضہ کا قصد طواف ہے
فخر سلف ہے اشرف عبد مناف ہے

تشبیہ زلف و گوش کی یہ صاف صاف ہے
وہ لام لیل قدر کا ہے اور یہ قاف ہے

نازک تنون کی موت میان لحاف ہے
مردون کی خواب گاہ زمین مصاف ہے

جرم و قصور عشق جو کچھ تھا معاف ہے
کہتے ہین وہ دل آج مرا تجھ سے صاف ہے

مجنون کی سیر دشت مرا اعتکاف ہے
سیلان خون کو مکن اپنی رعاف ہے

گیسو و فرق یار کی تشبیہ صاف ہے
وہ شب کا دائرہ یہ خط انتصاف ہے

ہو گرچہ مے پرستون سے زاہد خلاف ہے — رندون کی تو بہار مین توبہ معاف ہے

گردش سے ہر بگولے کی پیدا یہ صاف ہے — مجنون کی روح دشت مین صرف طواف ہے

او بت خدا کو بھول گئے تیری یاد مین — حج اپنا تیرے کعبۂ رخ کا طواف ہے

وہ سب بجا درست ہے جو کچھ بھی وہ کہین — کیا انکا ذکر ان کی تو چھٹی معاف ہے

لکھا غزل کو خوب مضامین مین لے ہدا — آخر بے کف کے حذف کا جسمین زحاف ہے

رنگ اڑ گیا ہے حرف کا خوف نگاہ سے — انکو گمان ہے خط نہین قرطاس صاف ہے

روشن دلون کے دل مین نہین بال بھر حسد — حالت صفائے قلب کی آئینہ صاف ہے

اللہ رے عکس رنگ گل و لالہ و بہار — یہ سرخ ہے زمین کہ چمن شالباف ہے

مجمع دلون کا ہو گیا فصل شباب تک — مدت سے راہ کوچۂ کاکل کی صاف ہے

فوج اشک کی رواں ہے ادھر وان نگہ کے تیر — آنکھین لڑانا یار سے گویا مصاف ہے

مجھکو تو اتفاق طبیعت پسند ہے — پر رائے فکر کی مری سب سے خلاف ہے

سرمے کا ڈورا قبضۂ مژگان مین ہو ضرور — تیغ نگاہ ناز بہت خوش غلاف ہے

مین اور راز عشق کو انشا کرون گا واہ — بالکل غلط دروغ سراسر خلاف ہے

واقف جو رمز شعر سے ہین جانتے ہین وہ — لغوی و اصطلاح مین باہم خلاف ہے

تحریر جرم چھپ گئی محشر مین شرم سے — فرط حیا سے فرد گنہ اپنی صاف ہے

ہاتھون پہ دل لیے ہوں پے چشم نیم باز — منظور بہر نذر کرم التحاف ہے

زخم زبان سخت کا صدمہ نہ پوچھیے — کیونکر دکھاؤن دل مرا جیسا شگاف ہے

کیونکر نہ مجھکو لفظ سے کاکل کی خوف ہو — پر پیچ مثل مار ہر اک اس کا کاف ہی
محروم کیون نہ پر توِ عارض سی ہم رہین — آئینہ بیچ مین سبب اختلاف ہی
تزئین خال کے رخ سادہ پہ ان بین — لوح زمردی ہے مگر خط سی صاف ہی
منکر ون مین روز حشر تو اعضا گواہی دین — مجھ کو تو اپنے جرم پہ خود اعتراف ہی
پہونچا یا نامہ کو مرے قاصد نے بنکے جن — کاشانہ اوس پری کا نہین کوہ قاف ہی
ادراک ہو تو قابلیت علم و فن کھلے! — اقوال مختلف سے بڑا اختلاف ہی
کانٹے خوشی سے بوتے ہین الفت کی ہر جگہ — جیسے زمین دشت جنون کی معاف ہی
نوک قلم سے قدح کرین دیدہ دوات — آب سیاہ پردہ لیفہ مین صاف ہی
فصل بہار مین نہ مداوا کرین مرا — داغ جنون سے دل کو مرے اتلاف ہی
کافی ہے دل کو اک درم داغ عشق یار — گر کیجیے چلن سے بسر تو کفاف ہی
ہی دل مین بادہ کے داڑھی بھی چھوڑ دئے — پھر سوچتا ہون وضع کے اپنے خلاف ہی

کچھ اور قافیون مین غزل اب کہو ھدا
اس مین تو جو ہے قافیہ وہ صاف صاف ہے

غزل

مصطفےٰ جو عرش پر جا کر وہان دیکھا کیے — مرتضےٰ سب کچھ وہ گھر بیٹھے یہان دیکھا کیے
تیر کا رخ دیکھ کر سیدھے کمان دیکھا کیے — دیکھکر حسن مکین شان مکان دیکھا کیے

تم جو کہتے ہو مرا ثانی کہاں دیکھا کیے — آئینہ ہے سامنے دیکھو یہاں دیکھا کیے

دیدۂ رغبت سے سوئے گلرخان دیکھا کیے — چشم بلبل سے بہار گلستان دیکھا کیے

حسن روئے خط کو عشاق بتان دیکھا کیے — لالہ و ریحان کا جوبن باغبان دیکھا کیے

ناوکوں نے جب نہ پایا دل میں قطرہ خون کا — میزبان کا یاس سے منھ میہمان دیکھا کیے

بہ عینک مشعل مہتاب لیکر آسمان — نقش پا کا اونکے جھک جھککر نشان دیکھا کیے

خشک گر صف مژہ میں ہو ہی لیا تو ہو — خار حسرت سے مرے خار زبان دیکھا کیے

لے چلا جب دام میں صیاد مرغان چمن — یاس سے سب مڑ کے سوئے باغبان دیکھا کیے

اڑ گیا آتے ہی اونکے رنگ گل شبنم کی طرح — چشم حیرت سے کھڑے سب باغبان دیکھا کیے

خوب سینے پر پڑی فرحت کھلے ہیں یار زخم — جب دم الجھا دل میں تصویر بتان دیکھا کیے

واہی شیرین زبانی ہی عجب افسون گری — دوست سے دشمن کو بڑھ کر مہربان دیکھا کیے

دیدۂ در شام سے تا صبح دونون وا رہے — راستہ ہم آپ کا اے مہربان دیکھا کیے

تھا گل عارض کا جو اوس حور کے دل میں خیال — رات بھر ہم خواب میں باغ جنان دیکھا کیے

لیچلی تقدیر جب طوف حرم کو کھینچکر! — راہ بھر پھر پھر کے ہم کوئے بتان دیکھا کیے

ضبط نے افشا حرارت عشق کی ہونے نہ دی — مدتون نبض آکے عیسے زمان دیکھا کیے

تھا جو داغ عشق سے اپنے نمایان رخ صبح — رات بھر چاک گریبان مہربان دیکھا کیے

فصل گل جاتے ہی اک پر بھی نہ بلبل کا ملا — نخل پر صیاد چڑھ کے آشیان دیکھا کیے

خال ہندو نے تہ ابرو دکھائی طرفہ سیر — عین بیت اللہ میں ہم ہندستان دیکھا کیے

دیدۂ اختر سے ہوتا کیون نہ ہمکو شب کو رشک — ٹکٹکی باندھے تجھے اے جان جان دیکھا کیے

صورتین کھینچین حسینون کی وہ جذب قلب نے — آج اک غنچہ مین ہم سیر جنان دیکھا کیے

دوست کی صورت سے دشمن سے بھی پایا اسکو صاف — آئینہ ہم دل کا اپنے آپ یان دیکھا کیے

ظرف مے سے بڑھ کے شیشہ دور مین کا کون ہے — آج اک ساغر مین سیر لامکان دیکھا کیے

عاشقون مین جان کیا تھی لیتے آپس مین خبر — نیم جان حسرت سے سوئے نیم جان دیکھا کیے

فقر و دولت کی علامت کچھ نہ پائی بعد مرگ — دیر تک شاہ و گدا کے استخوان دیکھا کیے

نالۂ پر درد میرے سن کے یہ کھوئے گئے — منھ میرا حسرت سے مرغ بوستان دیکھا کیے

کم نہین گرگ درندہ سے یہ ابنائے جہان — آج ہم یوسف کی ساری داستان دیکھا کیے

رات بھر غنچہ مین غیرونکے بسر کی اسطرح — تنگ جب آئے سوئے غنچہ دہان دیکھا کیے

بے طمع غنچہ سے بڑھ کر کوئی گلشن مین نہین — گوہر شبنم سے بھی دامن کشان دیکھا کیے

یہ تصور اوس گل خندان کے ہنسنے کا رہا — رات بھر رویا مین کشت زعفران دیکھا کیے

پھول جھڑتے تھے دہن سے وہ ترے وقت سخن — منھ ترا سب غنچے اے غنچہ دہان دیکھا کیے

محو جبتک ہم رہے وصف مہ رخسار مین — چاک چاک اپنی زبان مثل کتان دیکھا کیے

جز کمان ابروئے جانان نہ پائی جا کوئی — چار سو ہم گوشۂ امن و امان دیکھا کیے

ہجر مین افشان کا اوس مہ کی تصور جو ہوا — رات بھر حسرت سے انجم آسمان دیکھا کیے

شرم توبہ سے ہوئے سائل نہ ساقی سے مگر — بزم مین دور شراب ارغوان دیکھا کیے

بیمروت میکشون سے بڑھ کے عالم مین نہین — لڑکھڑا کر ہم گرے سب مہربان دیکھا کیے

یوسف خال ذقن کی چاہ مین حال تھا　　مدتون تاک سر جھکائے ہم کنوان دیکھا کئے

سوز غم سے دل اگر کی طرح بیدار رہا　　رات بھر پہلو سے ہم اوٹھتے دھوان دیکھا کئے

موتیون کا مانگ مین چھپکا کب ادہوش کسے تھا　　رات بھر پروین کو قرب کہکشان دیکھا کئے

کیا سمجھتے ہین ہمارا وہ گردش لیل و نہار
عمر بھر جو گردش چشم بتان دیکھا کئے

غزل

دہن مین نافہ مشک ختن کی بو آئے　　زبان پہ وصف جو زلفون کا موبمو آئے

یہ حکم ہے کوئی عاشق نہ روبرو آئے　　اور آئے بھی تو نہ کچھ اور گفتگو آئے

الٰہی چشم بصیرت کو حکم ایسا دے　　ترا ہی جلوہ نظر مجھکو چارسو آئے

بیان وصف ہو کیا ایسے پاک گوہر کا　　صدف سے بطن کے جو لیکے آبرو آئے

نبی کے بعد وقار علی ہے سن اے دل　　پر آگے کفر ہے گر کلمۂ غلو آئے

سوا علی کے ملا کسکو اوج زوج بتول　　بہت سے لوگ پیمبر کے روبرو آئے

چمن مین بادہ کش انگڑائی لیکے جھوم گئے　　شراب سے جو چھلکتے ہوئے سبو آئے

الٰہی نشۂ دولت مین ضبط ایسا دے　　زبان پر نہ تکبر کی گفتگو آئے

چھلکتے ہین مئے کوثر سے ظرف میخانہ　　جو بادہ نوش یہان آئے باوضو آئے

ہزار پھولون سے یون تو چمن بھرا ہے مگر　　وہی ہے پھول کہ اوس گل کی جسمین بو آئے

مشام اوس گل خوبی کا بسکہ نازک ہے
مجال کیا جو صبا لیکے گل کی بو آئے

فرشتون سے کوئی بڑھ کر مرا انھین جو یا
کہ قبر مین بھی مری بہر جستجو آئے

جو مجھ سے پوچھو تو موت آئے اس سے بہتر ہے
کسی کی وصل کی دل مین آرزو آئے

فگار آنکھین ہین اونکی نگہ کے تیرونسے
ہمارے اشکون سے ملکر نہ کیون لہو آئے

شناخت ہوتی ہے دشوار ایسی حالت مین
لباس دوست مین پوشیدہ گر عدو آئے

ہو بدر سر بگریبان ستارے ٹوٹ پڑین
نقاب ولٹ کے تہ آسمان جو تو آئے

دکھا دون مین بھی اوسی باغ داغ دل کی بہار
خدا کرے کہ ادہر بھی وہ لالہ رو آئے

وہ آتی ہین مرے رونے کو سنکے غم ہی مجھے
نہ چادر اشکون کی آنکھون کے روبرو آئے

بچھایا دام نگہ نے اسی تمنا مین
کہ تا فریب مین وہ صید آرزو آئے

ہین اون کے گوہر دندان کا وصف کیا لکھون
جو ساتھ مثل گہر کے آبرو آئے

مے شمیم پلا ساقیا بہار ایسی
ابل کے شیشۂ غنچہ سے تا گلو آئے

جو رخصت عمر کا منظور ہو مجھے دھونا
ابھی تو آب بقا بہر شست و شو آئے

وہ زخم عشق کا اپنے دراز دامن ہے
نہ جس کا فہم رفوگر مین بھی رفو آئے

خطر نہ راہ مین پھر ہو نہ خوف منزل مین
خدا کو یاد کرے جب مقام ہو آئے

سوائے خانۂ دل کے ترا مکان نہ ملا
ہر ایک شہر مین گو پھر کے کو بہ کو آئے

جھکائے گردن تسلیم کو رہے عاشق
جو تیغ کھینچ کے سر پر وہ جنگجو آئے

ہے پرزے دامن دل خار زار الفت سے
مژہ کے یار کی سوزن پئے رفو آئے

بہار آتے ہی گلشن بنا نمونہ خلد
شگفتہ گل ہوئے مرغان خوش گلو آئے

گئے جو کوچہ کاکل کی سیر کو دم بھر
پڑے وہ پیچ پریشان مو بمو آئے

سراپا پھوڑ کے ہم آج کوہکن کیطرح
بہا کے خون رقیبون مین سرخرو آئے

گیا چمن مین جو گلگشت کو وہ خوش قامت
قدم کو چومنے سب سرو آبجو آئے

ہو میکشون مین ابھی اک سرور شاہانہ
ہو جام جم جو مرے ہاتھ مین سبو آئے

فغان بلبل ناشاد سنکے ہنستا ہے
دہان غنچہ شگفتہ مین کیون نہ بو آئے

روان ہین بخت دل اشکون مین کیا تعجب ہے
نظر جو تختہ گل زیر آب جو آئے

کہین جو دیکھ لے دریا دلی کو رندونکی
تو دست محج سے بیعت کو آب جو آئے

خدا کریم ہے گھر بیٹھے رزق دیتا ہے
تلاش آئے نہ ہم کو نہ جستجو آئے

ہوئے ہین آنے پہ راضی بڑی خوشامد سے
ہدا نہ لب پہ شکایت کی گفتگو آئے

غزل

کیا خبر تھی یون شب وصلت بسر ہو جائیگی
تم نقاب رخ اولٹ دوگے سحر ہو جائیگی

حکم غمزہ سے مخالف کب نظر ہو جائیگی
منحرف شرط قضا سے کیا قدر ہو جائیگی

جب مژہ بنکر مخالف وہ نظر ہو جائیگی
مرغ بسمل کو مرے دل کے خبر ہو جائیگی

گر نگہ چشم طمع سے کارگر ہو جائیگی
زخم دل کو خواہش زخم دگر ہو جائیگی

تم نہ آؤ گے تو کیا ہوگی نہ شام غم تمام
خیر مر مر کے سہی لیکن سحر ہو جائیگی

زخم دل اچھا نہ ہوگا حضرت عیسیٰ سی بھی
ہان مگر تیری خوشی اے چارہ گر ہو جائیگی

تو نے اپنے روئے روشن سی اگر الٹی نقاب
دیکھنا دنیا ادھر کی سب ادھر ہو جائیگی

آبلے جس دم نکالین گے مرے دل کا بخار
پانی پانی آتش سوز جگر ہو جائیگی

آج دشمن کی جگہ مجھکو بٹھائینگے ضرور
آہ و تاثیر دعا کیا بے اثر ہو جائیگی

دیگر

آہ سے میرے قیامت کی بلا پیش آئیگی
مثل گہوارہ زمین زیر و زبر ہو جائیگی

تیغ امواج صبا سے خوف لالے کو نہیں
داغ دل کی تیرگی بڑھ کر سپر ہو جائیگی

اے گل دل ہو نہ طامع اوس طلائی رنگ کا
زرد روئی کا سبب یہ حرص زر ہو جائیگی

سایہ افگن زلف و رخ باہم ہین آئینہ دیکھ
جھٹپٹے کا وقت ہے اے منتظر ہو جائیگی

وصل کی شب زلف رخ سی اس نے سرکا نہین
رات کا پردا اوٹھا جس دم سحر ہو جائیگی

حسن نور چشم سے کھل جائیگی چشم صدف
طوطیا گرد یتیمیٔ گہر ہو جائیگی

پڑگیا پرتو دل پر داغ کا گر آہ پر
مورچھل بنکر مرے سر کا چنور ہو جائیگی

سرکشی پر آئیگی جس دم مری آہ رسا
خلق پنبہ کیطرح زیر و زبر ہو جائیگی

گرمی بازار حسن یار سے سوزان ہو نہین
خاک آہونسے مرے نار سقر ہو جائیگی

چاشنی مین دین اگر بوسہ لب شیرین کا آپ
دل کو حاصل لذت شیر و شکر ہو جائیگی

دونون شانون پہ نہ یون لٹکاؤ گیسوئے دوتا کھاکے بل موئے میان دوہری کمر ہوجائیگی

عکس رخ کافی ہی کچھ حاجت بچھونیکی نہین چاندنی خود فرش ایوان قمر ہوجائیگی

شاعری سے بڑھ کے کوئی فن نہین سیکھو مدا
عیب بنّے کی نظر اسمین ہنر ہوجائیگی

غزل

سرخ مے سے جام کو سرشار رہنے دیجئے دیدۂ حیرت زدہ خونبار رہنے دیجئے

دل مین سب اوبھے ہوئے سوفار رہنے دیجئے جو نہ پیکان ہو جگر کے پار رہنے دیجئے

جام مے مجھکو نہین درکار رہنے دیجئے غافلون مین ایک کو ہشیار رہنے دیجئے

اس ادا پر خود گلے کٹ جائینگے عشاق کے بس یون ہین زیب کمر تلوار رہنے دیجئے

گر ہو ممکن سرمۂ گرد نگاہ چشم شوق ہے علاج نرگس بیمار رہنے دیجئے

خنجر عکس مژہ کافی ہے میرے ذبح کو ابرو دون کی کند ہے تلوار رہنے دیجئے

خود پرکھ لینگے کھرا کھوٹا جو ہین اہل نظر نقد دل میرا سر بازار رہنے دیجئے

اب تو گھر گھر آپ ہی کے حسن کا ہی تذکرہ ذکر یوسف کا سر بازار رہنے دیجئے

دیکھ لینے دیجئے جی بھر کے عارض کی بہار آج دامان نگہ گلزار رہنے دیجئے

طرفہ گل پھولا ہے خون کوہکن سے دیکھئے آج سیر لالۂ کہسار رہنے دیجئے

دل مین ہی جاروب مژگان سے جہنبلو چھاڑئیے دامن گل مین نہ کوئی خار رہنے دیجئے

وقت گریہ آہ کرنے سے نہ مانع ہوجئے / فوج غم میں اک نشان کم دار رہنے دیجئے

چشم نرگس کی نہ ڈالیں آپ پتلی پر نظر / اس کو تو خلقی ہے یہ آزار رہنے دیجئے

دفتر پارینۂ غم کو لپیٹیں آپ آج / روئے کے شکوہ کا کاطومار رہنے دیجئے

کھینچئے ناوک نہ سینے سے کیا دل کا تو خون / کوئی تو اسوقت میں غمخوار رہنے دیجئے

عشق مژگان میں تن لاغر کو سایہ ہے بہت / سر البستر آپ زیر خار رہنے دیجئے

جنبش ابرو فقط کافی ہے میری جان کو / قتل کو میرے یہی تلوار رہنے دیجئے

عاشق ابرو کو دھوکے سے اگر کرنا ہو قتل / مارئے تیر نظر تلوار رہنے دیجئے

لب پہ گر ذکر خدا ہے دل میں ہی یا صنم / سبحہ میں ڈورے کی جا زنار رہنے دیجئے

کیا عجب عشاق دعوائے مسیحائی کریں / عشق لب میں کچھ دنوں بیمار رہنے دیجئے

غیر کے ہاتھوں مرا کیوں آپ کرتے ہیں علاج / ایسی صحبت سے مجھے بیمار رہنے دیجئے

طبع نازک کے موافق جو کرے ہر وقت کام / پاس اپنے مجھ سا خدمتگار رہنے دیجئے

پھیر دیجئے آئینہ دل کا کسی صورت سے آج / گر نہیں مطلب کا کیوں بیکار رہنے دیجئے

عشق چشم مست میں مسرور ہیں چھیڑیں نہ آپ / ایسے نشہ میں مجھے سرشار رہنے دیجئے

مجرمان عشق قد کو دیکے سولی بہر خوف / کچھ دنوں تک ان کو نصب دار رہنے دیجئے

لیجئے گا خون کا بدلا نہ دشمن سے مرے / حشر تک گردن پہ اسکی بار رہنے دیجئے

بعد میرے جوش وحشت کے رہیگی یادگار / جیب و دامن میں مرے کچھ تار رہنے دیجئے

عارض رنگین کو وقف سبزۂ خط کیجئے / اس گلستان کو گل بیخار رہنے دیجئے

بدھیاں پہنین نہ پہنین آپکو ہی اختیار	میرے ہاتھوں کو گلے کا ہار رہنے دیجیے
مجھ سے سنئے نزع کی سختی ہی ایک ایک دم پہاڑ	کوہکن کا قصۂ کہسار رہنے دیجیے
صبح اوٹھ کر دیکھتا ہون رشک سے روشن ہوا	چھوپیے کیون روزن دیوار ہند دیجیے
صبح تک زندہ رہیگا کب بھلا بیمار ہجر
رات بھر کیون طالب دیدار رہنے دیجیے

مطلع

منھ سے نکلا ہے اگر انکار رہنے دیجیے	مثل موسیٰ طالب دیدار رہنے دیجیے
ظل رحمت کا شرف مجکو بھی حاصل ہو کبھی	آپ زیر سایۂ دیوار رہنے دیجیے
چشم پوشی کیلئے تو سد مژگان ہین بہت	اوٹھی گھونگھٹ کو نہ دیوار رہنے دیجیے
مجھسے ملکر غیر سے ملئے نہین کچھ لطف آہین	بیچ مین فرقت کی دیوار رہنے دیجیے
خفتۂ فتنۂ حشر کا کیون آپ چونکائین ہمدا
وصف خوش رفتاری دلدار رہنے دیجیے

غزل

صفائی رخ کا جو ہر سبزۂ رخسار ہوتا ہے	گویا آئینہ مین طوطی زنگار ہوتا ہے
جھکایا ہے مرے سر کو یہ بار ناتوانی نے	کہ بیڑی پاؤن کی اپنے گلے کا ہار ہوتا ہے

گل عارض پسند آیا ہی باغ حسن جانا مین — مرے آنکھون مین سبزہ اس چمن کا خار ہوتا ہے

نہال تیغ کے سایہ مین جاکر آج سوتے ہین — ہمارا بخت خوابیدہ اگر بیدار ہوتا ہے

پسند بلبل دل ہو نہ کیونکر بزم یکرنگی — یہ غنچہ دوستونکا بھی گل بیخار ہوتا ہے

اوٹھائے ہین جنازے کو ہمارے دوش نازک پر — ہماری روح پر احسان کا اونکے بار ہوتا ہے

نظر آتا ہے جلوہ مہر و ماہ و لالہ و گل کا — عجب حیرت نما آئینہ رخسار ہوتا ہے

قدم رکھ صورت منصور اے دل دشت وحشت مین — سر ہر خار صحرا عاشقونکو دار ہوتا ہے

درختون سے جدا فصل خزان مین برگ ہوتے ہین — کسی کا وقت بد مین کون اپنا یار ہوتا ہے

تحمل گر نہین رنگ حنا کا دست نازک کو — ہمارا خون دل اے شوخ کیون بیکار ہوتا ہے

نہ چھونا زلف کو بھولے سے بھی مت آستین کھی کر — کہ اک اک بال مین زہر دہان مار ہوتا ہے

ضرورت کاروان شوق مین بھی بخت دل کی ہے — کہ ہر اک قافلہ مین قافلہ سالار ہوتا ہے

دم افغان مرے ناسور دل کے کام آتے ہین — بہت پر سوز نالہ مثل موسیقار ہوتا ہے

بیان کیا خندہ گل کا بھلا فصل بہاری مین — کہ بلبل کا شگفتہ غنچہ منقار ہوتا ہے

مجھے کیون دیکھکر ذکر انا الحق لوگ کرتے ہین — تن لاغر پہ میرے کیا گمان دار ہوتا ہے

قمر سورج گہن مین روشنی کا کیون نہ حاجب ہو — مقابل شمس کے ہر آئینہ بیکار ہوتا ہے

نہ پوچھو کاہش عشق مژہ مین ناتوانی کو — لباس پرتو مژگان مین جسم زار ہوتا ہے

چمن کے پھول کو کیا اپنے داغ عشق سے نسبت — یہ وہ گل ہے کہ گلون کا طرہ دستار ہوتا ہے

سمجھ کر غنچہ گل بلبلین آکر لپٹتی ہین — جو میرے خون سے گلگون لب سوفار ہوتا ہے

صفائی کا سبب ہی غیر اس سے موت بہتر ہی | بھلا دل کو گوارا کب یہ ننگ عار ہوتا ہے
بہار آئی مبارک ہو اسیری تمکو دیوانو | بنا زیور تمہارے واسطے تیار ہوتا ہے
سمجھتا ہون مین جو جو تفرقہ انداز تھتے ہین | کہون گر منہ سے کچھ تو شکوۂ اغیار ہوتا ہے
دل صد چاک کا فصل بہاری مین ہی یہ عالم | جو کھل جاتا ہی یہ غنچہ گل دستار ہوتا ہے
یہ رنج ترک مے سے بیخودی کا آج عالم ہی | کہ جیسے نشہ مین مسکین کوئی سرشار ہوتا ہے

برنگ سبزۂ خوابیدہ اپنا بخت خفتہ ہے
نہ وہ بیدار ہوتا ہے نہ یہ بیدار ہوتا ہے

مطلع دیگر

عیان سبزے سے حسن عارض دلدار ہوتا ہے | جلا آئینۂ طاوس کے زنگار ہوتا ہے
نگاہ ناز سے بچنا بہت دشوار ہوتا ہے | یہ ناوک غرق دل مین تا لب سوفار ہوتا ہے
عجب انداز مستانہ دم رفتار ہوتا ہے | کہ فتنہ حشر کا ہر ہر قدم بیدار ہوتا ہے
اوٹھانا سر نزاکت سے نہایت بار ہوتا ہے | کہ اک بار گران اونکے گلے مین ہار ہوتا ہے
تصور خلوت معراج کا جسدم مین کرتا ہون | تو حائل درمیان مین پردۂ انوار ہوتا ہے
ٹپکتا ہے عرق عارض سے اونکی گرمی مے سے | گل افشان آفتاب حسن روے یار ہوتا ہے
افق سے لب کے ہوتا ہے وہ خورشید سخن طالع | کہ جس کی ضو سے مضمون مطلع انوار ہوتا ہے
پڑا ہے اس پہ پرتو کس نگاہ ناز کا یا رب | کہ ناوک موج صرصر کا جگر کے پار ہوتا ہے

غبار حرص جوہر کو چھپا دیتا ہی انسان کی | کہ جب آئینہ پر زنگ آتا ہی بیکار ہوتا ہے
مرا ناوک دعا کا تیز رو رفرف سی ہی اے دل | کہ جنبش لب کو ہوتی ہی فلک کے پار ہوتا ہے
فلک خلوت قوس قزح سے رنگ دیتا ہے | پردہ یاد ابرو مین جو رنگ زار ہوتا ہے
وہ محو آئینہ ہین کوئی سر پھوڑے کہ مر جاوے | انھین کیا فکر اسکی کیا پس دیوار ہوتا ہے
گلون کا رنگ اڑ جاتا ہی اے دل ساتھ شبنم کے | عرق آلود چہرے سی خجل گلزار ہوتا ہے
بچے گا شیشۂ دل گر کے انکی آنکھ سے کیونکر | تحمل ایسے سخت افتاد کا دشوار ہوتا ہے
کمند فکر کیا باندھے گی مضمون چشم فتان کا | شکار آہوے وحشی کا بہت دشوار ہوتا ہے
نہ مانع عاشقونکی آہ سوزان کا ہوا ے یوسف | کہ گرم اس کے سبب سے حسن کا بازار ہوتا ہے
نہین شیخ و برہمن مین اگر کچھ راہ و رسم اے دل | تو پھر تسبیح مین کیون رشتۂ زنار ہوتا ہے
بھر آتا ہے مرا دل یاد چشم مست ساقی مین | کسی کے ہاتھ مین گر ساغر سرشار ہوتا ہے
سمجھ کر آب نیسان لوگ بھر رکھتے ہین شیشے مین | مرا ابر مژہ جسوقت گوہر بار ہوتا ہے
حسد کرتا ہے کیون بالانشینی پر نگینے کی | کہ لعل بے بہا اے دل تہ کہسار ہوتا ہے
یہ حالت عشق مین پہونچی ہی فرط ناتوانی سی | اوٹھانا دل کا کوے یار سی دشوار ہوتا ہے
نگہ کے تیر یون چلتے ہین ابرو کے اشارے مین | مطیع حکم جیسے کوئی خدمتگار ہوتا ہے
دعا کرتا ہون پھر یارب کہ اوس کافر پہ عاشق ہو | بہت مشکل زندگی سی اپنے جب بیزار ہوتا ہے
برا پیری کا ہو سب مجھکو متوالا سمجھتے ہین | وہ عالم لغزش پا سے دم رفتار ہوتا ہے
طمع کیونکر نہو ہر روز داغ عشق کی دلکو | کہ اک اک کر کے مجھکو صرہ دینار ہوتا ہے

ملائک عرش سی آکر شریک بزم ہوتے ہین
ہمارا جس جا پہ ذکر سیّد ابرار ہوتا ہے

غزل

پھرے بہار کے دن آگئی خزان میری
قفس مین بند ہوا تو کھلی زبان میری

فراق گل مین ہے بلبل صفت فغان میری
جگر کے خون سے رنگین ہے داستان میری

نہ سمجھے کوئی کہ بیوجہ ہے فغان میری
جگر مین درد ہے تھمتی نہین زبان میری

نہ پوچھے کہ جنون زا ہے داستان میری
زبان قیس سے ہے ہمزبان زبان میری

جہان مین میری خموشی کا ایک چرچا تھا
وہان خلق مین گویا رہی زبان میری

قد خمیدہ کو میرے ہے مد آہ سے لاگ
کشیدہ رہتی ہے اس تیر سے کمان میری

فراق یار مین صد چاک ہوگیا دل زار
یہ وجہ ہے کہ جو آنکھین ہین خونفشان میری

حذر کرین دل پرسوز کے وہ نالون سے
کہ شعلہ ریز ہے آہ شررفشان میری

شکست رنگ مراد دیکھکر شگفتہ ہین
بہار لالۂ گلزار ہے خزان میری

غم کدورت آئینہ رو مین روتا ہون
یہی سبب ہے جو پرگرد ہے فغان میری

تحمل اونکو ہوے بوسے کا سخت مشکل ہے
کہ نازکی سے جسے بات ہے گران میری

جلا ہون جلوۂ برق نگہ سے زیبا ہے
بنائین سرمہ حسین خاک استخوان میری

مفید ہے تھین عاشق کی رنگ زرد کی سیر
نشاط خیز ہے یہ کشت زعفران میری

جلے گا برق شرربار سے رقیب کا گھر
کبھی جو آہ گئی سوئے آسمان میری

خیال مانگ کا اوس مہ کی ہے جو ہجر کی شب
لڑی ہوئی ہے نظر سوئے کہکشان میری

پنھائے گا کسے حدّاد طوق اور زنجیر
گران ہین طبع کو گردن کی ہنسلیان میری

اٹھاؤن ضعف مین کیا بار عشق موئے کمر
کہان یہ بوجھ کہان جان نیم جان میری

پڑا ہون ضعف سے صحرا مین نقش پا کیطرح
قدم اوٹھا نہ سکی طاقت و توان میری

الٰہی ہجر کی شب قدسیون کو نیند آئے
نہ رد کین آہ رسا اہل آسمان میری

کبھی نہ جائے مرے سر سے درد جوش جنون
دوا کرے نہ اگر سنگ آستان میری

گران سمجھ کے کیا تنگ جامہ ہستی
سبک ہو ایسی ہی ہے جان ناتوان میری

نشان مہر یہ شک ہے کرن کی پرچم کا
بلند ایسی ہے آہ شرر فشان میری

فدا ہون کون سے غنچہ پہ گو مگو کی بات
عقیل بوجھ لین محفل مین چیستان میری

یہ زار ہون مین تجسس مین اپنے یوسف کے
کہ جستجو مین ہے اب گرد کاروان میری

نسیم صبح سے میرے جو پھول کھلتے ہین
خوشامد آن کے کرتے ہین باغبان میری

گلی مین یار کی اب ٹوکتے نہین شب کو
ہوئے خموش صدا سنکے پاسبان میری

شگفتہ داغ جوانی ہین اب جو پیری مین
عجب بہار یہ ہے اندنون خزان میری

دہان یار کا ہے وصف مجکو آب حیات
رہیگی مثل خضر عمر جاودان میری

دکھائے عشق جو نیرنگ اپنی وحشت کا
قمر کے پرزے کرے چادر کتان میری

گمان دلق پہ ہے ہفت رنگ جامہ کا
بڑھی یہ فقر کی دولت سے عز و شان میری

نہال حسن سے کوئی ثمر نہ ہاتھ آیا　　تمام عمر ہوئی مفت رائگان میری

جگر کے ٹکڑے کیے تیغ غم نے واہ رے صبر　　سنی کسی نے نہ فریاد الامان میری

ملے جو طور تو ہون آج ہم زبان کلیم　　مین صاف کہتا ہون کچھ نہین زبان میری

سنا ہے جب سے کہ خوش رنگ عشق عاشق ہو　　وہ فصد کھولتے ہین بہر امتحان میری

جسے سمجھتے ہو تم فرش لالہ گل کا یہ　　بچھی ہے یہ بسر رہ چشم خونفشان میری

کہا یہ روح نے ہنگام دفن مرقد سے　　سمجھ کے رکھیو امانت کو اے مکان میری

لحد پہ بعد فنا دیکھنے اب آئے ہو　　چھپا مین خاک مین جب ہو گئین ہڈیان میری

جگر سے نوک زبان تک بھرا ہوا ہے لہو　　یہ خون ہوئی ہے مری ضبط سے فغان میری

بھرے ہین لخت جگر اپنے دیدۂ تر مین　　ہے مثل لالہ و گل چشم ارغوان میری

دلا اے آل سے پہونچونگا جلد تیر کیطرح　　گنہ کے بار سے گو پشت ہے کمان میری

ہدا ہے شستہ کلام اپنا مدح حیدر سے
ہے آب خلد سے دھوئی ہوئی زبان میری

غزل

کرو نہ قطع ہر اک بات پر زبان میری　　ذرا سنو تو سہی دل سے داستان میری

وہ خوش تو ہو ہین میرا اسکے حال اے قاصد　　لفافہ مین عوض خط ہو گر زبان میری

کھٹکتا ہے آنکھون مین جب سے بتو تمکا مو کمر　　کھٹکتی ہے پلک آنکھون کے درمیان میری

نگہ کے بھالے سنبھالے ہین کس آج مردم چشم | بہت ہے دلکو مری آہ کی سنان میری
گریگا سر مہ دنبالہ دار سے مجھے قتل | ہوئی ہے دشمن جان خاک اصفہان میری
غلط ہے کب گل نرگس کو لائے بلبل زار | یہ چشم شوق ہے بالائے آشیان میری
زمین پہ اب جگہ ہے نہ اون کے دلمین جگہ | بس اب تو جائے سکونت ہے لامکان میری
رخ اون کی تیر نگہ کا ہے جو جگر کیطرف | لپٹ رہی ہین کلیجہ سے پسلیان میری
سوال بوسہ اب وہ پہ ہنس کے وہ بولے | کٹین گے ہونٹ اوبی ہین بیہودہ بیان میری
کیا جو شکوہ دشنام تو یہ کہتے ہین | کرے نہ بات سنے جو نہ گالیان میری
ارادہ بعد فنا ہے زمین کی عزت کا | وہان گور کی ہین نذر ہڈیان میری
تصور لب لعلین یار مین شب ہجر | لہو سے لال ہوا آنکھین ہین خونفشان میری
سنوارتے ہین وہ زلفین ہین خوش نہون کیونکر | بنا رہے ہین وہ خود آج بیڑیان میری
وہ زار ہون جسے کانٹا سمجھ کے چھوڑ دیا | پھرا تلاش ہین قاتل کہان کہان میری
بھر آئے قلقل مینا سے کیون نہ یار کا دل | کہ یاد آتی ہین لینے مین ہچکیان میری
جنون مین دست قضا گریبان ہین خار وادی غم | فگار مثل کف پا ہین اونگلیان میری
اوٹھاے ہین کسے بوریا جھکے حضور | یہ نقش خاک کے اوپر ہین پسلیان میری
خجل ہما نے سگ یار سے کیا پس مرگ | اوڑا ہی لے گیا سفاک ہڈیان میری
وہ بحر حسن مگر نیند کا ہے متوالا | پھڑک رہی ہین جو بازو کی مچھلیان میری
ملا عروج یہ مرنے پہ خاکسارون کو | ہما فلک پہ گیا لے کے ہڈیان میری

اوٹھائے اونکو کوئی آکے میرے پہلو سے — کہ وہ سنین نہ دم نزع ہچکیان میری

عدم مین جا کے ملون گا قدیم یارون سے — یہان ہے لطف مین ہو گی بسر ان میری

کچھ آج کل نہین ہے فلک کا چلتا زور — کمر جو باندھے کمک پر وہ ہے جوان میری

مین تخت دل سبد گل مین رکھ کے کھینچونگا — یقین ہے دیکھ کے خوش ہونگے ڈالیان میری

ہے وقت نزع کا آنکھون مین پھر رہی ہے اجل — ہے پتلیون کا تماشہ کہ پتلیان میری

وہ منھ لپیٹے ہین بجلی کے ڈر سے ہجر کی شب — نہین ہے برق یہ ہے آہ شرر فشان میری

نفیر خواب سے جو ڈر کے چونکتے ہین سدا
وہ کیا سنین گے دم نزع ہچکیان میری

غزل

آنکھین ہون جو پرنور تری جلوہ گری سے — کیون شاد نہون اپنی ہے اس خوش نظری سے

کیا آئین وہ ملنے کو عدم کے سفری سے — نسبت نہین صرصر کو چراغ سحری سے

اے مہر لقا رخ کی ترے جلوہ گری سے — مہتاب کو نسبت ہے چراغ سحری سے

ہے چاند مین سورج مین ستارون مین انوار — روشن ہے کونین تری جلوہ گری سے

وہ جوش جوانی وہ ترے حسن کا عالم — حیرت مین ہے آئینہ تری جلوہ گری سے

مانوس ہوئے مین ہون کیون جان مسیحی — بہتر کوئی پوشش نہین جسم بشری سے

آنکھون مین کٹی رات مجھے تارے ہی گن گن — بیتاب تھا مین شدت درد جگری سے

عالم ہے پر آنکھون کا تری جلوہ گری سے — دو شیشۂ عامل ہین کہ مملو ہین پری سے

تکتے ہین حریفان جہان بد نظری سے — بہتر ہے ہر اک علم و ہنر بے ہنری سے

ثابت ہوا ہر اشک کا تر دیکھ کے دامن — یہ قافلہ تازہ ابھی آیا ہے تری سے

کیا پیرہن سرخ کی حاجت ہے گل کو — شبنم کی قبا لال بھبھوکا ہے پری سے

پھرتا ہون جو آہین شب فرقت تو وہ خوش ہین — فرحت انھین ہوتی ہے نسیم سحری سے

باندھین گے کمر قتل پہ کیا وہ غلط ہے — باور نہ مجھے آئیگا نازک کمری سے

ہوتا نہ دم ذبح جو ابرو کا اشارا — کٹتا نہ مرا خشک گلا کند چھری سے

عاشق ہین نہ کیونکر ہو بھلا چشم مروت — سیل آنکھ مین آجاتی ہے آنسو کی تری سے

بجلی کی جھلکتی تھین مجھے دیکھ کے آنکھین — اک ابر گھر اٹھا مرے دود جگری سے

دانتون نے نہ پیری مین دیا ساتھ زبان کا — پروانے جدا ہو گئے شمع سحری سے

ہین زخم مرے دل مین کسی سیف بانکی — بگڑینگے یہ جراح تری چارہ گری سے

کیون جمع نہ اوس بت مین ہو کونین کی خوبی — صورت مین فزون حور سے شوخی مین پری سے

جلوہ ہے مرے دل مین ترے صبح گلو کا — روشن ہین فلک فخر ریاض سحری سے

غیرون کے بگڑنے سے مری دل مین ہوئی جا — کعبہ گیا گمراہون کے مین راہ بری سے

بیچین مرے دل مین نہ کیون یاد صنم ہو — پوچھے کوئی شیشہ کی اذیت کو پری سے

مانوس تھا روح روان سے تن انسان — انجام کو صدمہ ہے محبت سفری سے

خال و خط عشاق کو وہ دیکھ رہے ہین — اللہ بچائے مرا چہرہ نظری سے

دل حسن و رخ و زلف کو دیکھے کہ ادا کو ۔ حیرت مین ہی آئینہ پریشان نظری سے

خنجر نہین توشہ ہے مرا او تکی کمر مین ۔ تسکین ہے رہ قتل مین زاد سفری سے

کیون سر نہ گھسون در پہ ترے صورت صندل ۔ ہاتھ آیا ہے نسخہ یہ بڑی دردسری سے

مین چاہ ذقن چشمہ حیوان نہ سمجھتا ۔ دہوکا دیا سبزے نے لباس خضری سے

وہ چند قمر سے مرا داغ شب غم ہے ۔ اندہا ہو وہ دیکھے جو اسے بدنظری سے

کرتے ہو عبث چاک حجاب دل عاشق ۔ اچھا نہ کہین گے تمہین اس پردہ دری سے

جویا ہو محراب کا ابروے بتان کے ۔ اللہ بچائے مجھے اس دربدری سے

دل چاک ہی ماتم سے ہر اک گل کا خزان مین ۔ کم خندہ غنچہ نہین کچھ نوحہ گری سے

سرمہ دیا آنکھون مین تو ابرو مین بھی بل دو ۔ کرنا ہے اگر ذبح مجھے تیز چھری سے

بیمار محبت ہی وہ کیا دل کو لگائین ۔ کیون شمع جلائین وہ چراغ سحری سے

سایہ یہ پڑا اس قد دلجو کا چمن مین ۔ بالا ہے ہر اک سرو کرشمہ مین پری سے

قیمت نہ مرے آئینہ دل کی گھٹے گی ۔ دیکھے کوئی بدبین جو اسے کم نظری سے

ہر اک ورق گل پہ لکھون ایک خط شوق ۔ راضی ہون وہ صرصر کی اگر نامہ بری سے

دل تھام کے کہتے ہین مرے دیکھنے والے ۔ بیچین نہ ہوین کوئی درد جگری سے

بیخود ہون مگر اپنی خودی سے نہین واقف ۔ ملتی ہے خبر اپنی مجھے بے خبری سے

لٹتا ہے کہین قافلہ نکہت گلشن ۔ غنچون کی فغان آتی ہی باد سحری سے

رونے پہ مرے ہنستے ہین مجھ پر مرے آنسو ۔ واقف ہین جو آہون کی مری بے اثری سے

رفتار میں ہے حسن نزاکت کا وہ انداز — تم چال میں ہو بڑھ کے نسیم سحری سے

عریاں ہوا خود راز محبت کو چھپا کر — بہتر ہے مری جامہ دری پردہ دری سے

پروانوں میں روشن ہوا ابھی شمع صفت نام — جل جاؤں اگر شعلۂ رخسار پری سے

ہے خون جگر فرقت ساقی میں مئے ناب — کم قلقل مینا نہیں کچھ نوحہ گری سے

طاقت نہیں جو بلبل جان جسم سے نکلے — مجبور قفس میں ہے یہ بے بال و پری سے

کیوں سیر چمن میں نہ ہو سودے کا مجھے جوش — کیسے ہیں شگفتہ گل تر جامہ دری سے

وہ نعش کو کیا عاشق گیسو کی اوٹھائیں — کاکل بھی جنھیں بار ہے نازک کمری سے

اندھا مرے آئینہ دل کو نہ کہیں گے — دیکھے نہ کوئی کور اگر بے بصری سے

کس درجہ پریشان نظر آتے ہو ہُدا تم
دل تم نے لگایا ہے کسی رشک پری سے

غزل

دوزخ میں جلوں کیوں نہ میں سوز جگری سے — کم آہ کے لوکے نہیں نار سقری سے

روپوش نہ کیوں دامن کہسار میں ہو ابر — چھائی ہے گھٹا چرخ پہ آہ جگری سے

لخت دل بلبل سے چمن کا ہے یہ عالم — جو گل ہے وہ خوش رنگ ہے رخسار پری سے

کیوں کاہکشاں میں ترے کوچہ کو نہ سمجھوں — جھڑتے ہیں ستارے تری پاپوش زری سے

ہو جاتے ہیں چپ تب وہ سنکر مری آہیں — اتنا بھی اثر کم نہیں اوس بے اثری سے

بکھراتے ہین عارض پہ مجھے دیکھ کے گیسو ہوتے ہین پریشان مری آشفتہ سری سے

راتین یہ جوانی کی غنیمت ہین جوانو پوچھو یہ قلق ہم سے چراغ سحری سے

کیا فتح کیا معرکہ صبر کو اے دل ہوتی یہ مہم سر نہ کسی مرد جری سے

آہون سے نکلتے ہین شب غم مین شرارے بیچین ہے دل سینہ مین درد جگری سے

گر زیب ہے تو گرگل کیطرح سب سے تو انجع سرکش صفت سرو نہو بے ثمری سے

پہونچے شب معراج وہان صاحب لولاک خیرہ ہے جہان چشم خرد بے بصری سے

جبریل کو تعلیم کیا علم علیؑ نے یہ اوج ملک کو ہوا فیض بشری سے

غافل تو سمجھتا ہے جسے شور قیامت نالان ہین یہ عاشق تری بیدادگری سے

فرقت مین تری یاد تو ہے مونس و ہمدم کیون دل کو محبت نہو درد جگری سے

دل شیشون سے نازک ہین بادہ کشون کے اندیشہ ہے ساقی کی ہمین بد نظری سے

بچتا تا ہون طوف حرم در سے دلمین رسوائی خلائق ہوا مین بدری سے

اے مہر خطا کیا رخ روشن کی تمھارے سورج کو نہ دیکھے جو کوئی کم نظری سے

امید مجھے اہل نظر سے یہ ہدا ہے

سمجھین مجھے معذور خطائے بشری سے

غزل

دل کو شوق لذت سوفار رہنے دیجئے جو نہ پیکان ہو جگر کے پار رہنے دیجئے

کھینچیے ناوک نہ پہلو سے کیا دل کا تو خون
کوئی تو اس وقت مین غمخوار رہنے دیجیے

جنبش ابرو سے مجکو قتل کیجیے شوق سے
قتل کو زیب کمر تلوار رہنے دیجیے

دیکھ لینے دیجیے جی بھر کے عارض کی بہار
آج دامان نگہ گلزار رہنے دیجیے

کیا عجب عشاق دعوائے مسیحائی کرین
عشق لب مین کچھ وفادار بیمار رہنے دیجیے

عشق چشم مست مین مسرور ہون چھیڑیئے نہ آپ
اس شراب تند سے سرشار رہنے دیجیے

دشمنون سے خون کا بدلا نہ میرے لیجیے
حشر تک گردن پہ انکے بار رہنے دیجیے

فتنۂ محشر جگانا اے ہمدم اچھا نہین
وصف خوش رفتاری دلدار رہنے دیجیے

غزل

عیش و غم توام ہے اس دنیا مین دیکھو پہلوے
پھول ہنسنے کیلئے ہے شمع رونے کیلئے

دل لگایا ہے ہمارا راحت سے سونے کیلئے
روئیے تقدیر کے لکھے کو دھونے کیلئے

عشق مژگان چاہیے ہے خون رونے کیلئے
سیکڑون کانٹے ہین اک دل چھونے کیلئے

دشت گردی مین عجب راحت ہے سونے کیلئے
مخمل ہے فرش سبزہ کا بچھونے کیلئے

روز اول تھی زمین آدم کے سونے کیلئے
روز آخر خاک مدفن ہے بچھونے کیلئے

قبر کا ڈھونڈھے بہانہ کیون نہ سونے کیلئے
چاہیے گوشہ کوئی عاشق کو رونے کیلئے

نشۂ الفت سے اے ساقی کر اتنا مجکو مست
ہوش کچھ باقی ہے بیہوش ہونے کیلئے

جس قدر سمجھاتے جاتے ہین وہ آنسو پونچھکر / دل بھر آتا ہے اوتنا اور رونے کیلئے

زار کو عشق مژہ کے فرش کی حاجت ہی کیا / سایۂ خار مغیلان ہے بچھونے کیلئے

چشم پوشی غرق کرنے مین ہم کرتی سیل اشک / جوش پر آب ندامت تھا ڈبونے کیلئے

ہجر مین کل شب بھر نہ چین آیا کسی پہلو مجھے / کروٹین بدلا کیا بستر پہ سونے کیلئے

موت کے ٹھنڈے پسینے سے نہا کر تن ہی سرد / گرم گرم آنسو بھی ہون آہین سمونے کیلئے

میرے دل لینے پہ ہین وہ بت کمسن بجد / جس طرح بچے مچلتے ہین کھلونے کیلئے

میرے گھر آئے بھی تو کس ناز سے کہتے ہین وہ / ہمکو نیند آئی ہے اب جاتے ہین سونے کیلئے

واقعی چاہ ذقن کی چاہ ہے آب بقا / یہ کنوان ہے یوسف دل کو ڈبونے کیلئے

مجھکو دو آنسو بہت ہین ہجر مین اے سیل اشک / وہ بھی صبح غم رخ مغموم دھونے کیلئے

پرزے پرزے کر دیا مینے تڑپ کر فرش خواب / کس نے یہ کانٹے بچھائے میرے سونے کیلئے

وصل مین بھی بچ دیتے ہین نہ کہ پہلو سے وہ / بار بار اوٹھتے ہین ہنس کر میرے رونے کیلئے

گرمی دل سرد چار آنسو سے ہو اے چشم کیا / اک سمندر چاہیے دل کو ڈبونے کیلئے

تار اشکون کا نہ ٹوٹے ہجر مین اے جوش غم / مجکو یہ درکار ہین موتی پرونے کیلئے

اشک ہون تار نگہ مین ہار مروارید کا / آنکھ بھی رکھتا ہو گر موتی پرونے کیلئے

پوچھتے ہو ہجر مین کیا ماجرائے روز و شب / دل تڑپنے کیلئے ہے رات رونے کیلئے

کیا خبر تھی خانۂ تن ڈھائیگا سیلاب اشک / گھر سے یہ طوفان اوٹھیگا گھر ڈبونے کیلئے

دو پھپھولے سوز غم سے دونون آنکھین ہین مری / پھوٹ کر بہجائین گر چھیڑو رونے کیلئے

مل گیا نسخہ مرض غم کو درد عشق کا
اشک کا پانی گل رخ کے بھگونے کیلئے

دھیان مین زلفونکے الجھن یا درخ مین ضطرا
دن تڑپنے کیلئے ہر رات رونے کیلئے

شور بخت شورش طوفان تھی ابن نوح کی
آپ ڈوبا نام کنبے کا ڈبونے کیلئے

ڈال دو ہین میت مری پیش سگان کوئے یار
کیون لئے جاتے ہین دریا مین ڈبونے کیلئے

جستجو اونکے دہان تنگ کی ہی عمر بھر
ڈھونڈھتا ہون آب حیوان جان کھونے کیلئے

ترہین شبنم سے جوانان چمن کے پیرہن
مینھ برستا ہے قبائے گل بھگونے کیلئے

اونکو روکون دل کو تھامون کیا کرون صبح فراق
وہ مُصر جاتے یہ دل بیتاب ہونے کیلئے

اے ہدا سمجھو غنیمت ہجر مین اشک روان
کم نہین ہے زندگی سے ہاتھ دھونے کیلئے

غزل

لطف اچھا نہ مری جان ملال اچھا ہی
میرے حق مین جو مناسب ہو وہ حال اچھا ہے

ماہ کا چودہوین اوج کمال اچھا ہی
مہ جبینون کیلئے چودھوان سال اچھا ہے

مہ جبینون کے بڑہا عشق مین یہ اوج کمال
لوگ کہتے ہین کہ یہ شخص کمال اچھا ہے

سختیان گو کہ مجازی سے حقیقت مین ہین
پر حقیقت مین جو دیکھا تو مآل اچھا ہے

نہ ہو آزردہ نہ بگڑو طلب بوسہ پر
جسمین پہلو ہو خوشی کا وہ ملال اچھا ہے

شرم سے زیر مژہ آنکھ کے ڈورے پنہان
مرغ دل کیلئے خس پوش یہ جال اچھا ہے

خوشنما یون تو لب و رخ پہ یہ تل ہے لیکن　　جو بنے دل کا سویدا وہی خال اچھا ہے

منعمو اہل ضرورت کی حقارت نہ کرو　　ایسے دینے سی تو پھر ردِ سوال اچھا ہے

میرے مرنیسے وہ خوش ہین اونھین کیا غم میرا　　نزع مین دیکھکے کہتے ہین کہ حال اچھا ہے

زلف و کاکل ہین میرے واسطے دو دام بلا　　طایرِ دل کے پھنسانیکو یہ جال اچھا ہے

دولتِ وصل کی ہر وقت دعا مانگ ہمدا

سب سوالون سے یہ عاشق کا سوال اچھا ہے

غزل

خود اپنے حسن پر اونھین شیدا کرے کوئی　　آئینہ روز اونکو دکھایا کرے کوئی

موسی کیطرح سے جو تمنا کرے کوئی　　کیونکر نظارہ رخ زیبا کرے کوئی

دامن سی مل چلی جو ہوا بولے چونک کر　　یون دیکھے کر فتنہ جگایا کرے کوئی

چھڑوا دے قیدیون کو ترے دام زلف کے　　اتنا خدا کی راہ کا سودا کرے کوئی

منھ آئینہ مین دیکھکے کہتے ہین ناز سے　　ایسا حسین دہر مین پیدا کرے کوئی

مُردون کی کیا خطا ہی جو نکلے مزار سے　　کیون شور حشر چال سی برپا کرے کوئی

دل اشتیاق وصل مین مدت کا مر چکا　　اب کس مین جان ہے جو تمنا کرے کوئی

دست شہ ترنج کا نہ رہے دل کو امتیاز　　الفت کرے تو مثل زلیخا کرے کوئی

دل اور زبان یہ دو تو ہین مدت کے یادگار　　ڈر ہے کہ راز عشق نہ افشا کرے کوئی

کلیین گی یہان تو قتل کی دل سے نہ حسرتین جبتک نگہ کا نیزہ نہ رستا کرے کوئی
ہوگا نہ یہ سفینۂ دل تہ نشین کبھی طوفان سرشک غم لاکھ اٹھایا کرے کوئی
پردے پڑے ہین آنکھو نپہ یہان فرط ضعف سے اب سے بے حجاب پردا کرے کوئی
مملو ہین چشم و دل مے خون سی یہان مدام کیا لیکے جام و شیشہ و مینا کرے کوئی
اقرار کل کے آنے کا حتما ہے دیکھئے فردا پہ گر نہ وعدۂ فردا کرے کوئی
توبہ جو ٹوٹتی ہے تو ٹوٹے مین کیا کرون لیکن نہ خون شیشۂ و صہبا کرے کوئی
چھائے گلون سے سرو گو یا بہار مین گلگون جو مے سی ساغر و مینا کرے کوئی
لب کو ذرا ہلادو تو بچ جائے میری جان عیسیٰ نہین جو کار مسیحا کرے کوئی
آنسو بھر آتے ہین رخ روشن کی دید سی اے مہر حسن کیا تجھے دیکھا کرے کوئی
گل گل شگفتہ رہتے ہین ہر وقت داغ دل اس خانہ باغ کا تو تماشا کرے کوئی
مشتاق دید ہو ہمہ تن محو زلف و رخ آئینہ بن کے آپکو دیکھا کرے کوئی

چوٹی مین صورت گرہ مو ہے اے ہدا
اتنا تو دل کو زلف کا شیدا کرے کوئی

غزل

مرے کلام کا مذکور خاص و عام مین ہے ہزار شکر زبان میری تیرے کام مین ہے
زبان پہ آتے ہی ہوتی ہین مشکلین آسان خدا کی نام کی صولت علی کے نام مین ہے

ہر ایک گل سے مجھے بوئے مشک آتی ہر — بسی ہوئی تری کاکل کی بو مشام مین ہے

بغور دیکھ تو موجون کو اس کی اے ساقی — یہ میری روح ہے یا یہ شراب جام مین ہے

بشر جہان مین ہے جبر و اختیار کے ساتھ — کلام اوسمین ہے کیا حق کی جو کلام مین ہے

ہم ایسے لوگون کی جانب کو رخ نہین کرتے — کہ عار ہاتھ اوٹھانا جنھین سلام مین ہے

نہ رات دن مجھے اولجھن مین پھر کٹین کیونکر — کہ دل اسیر ترے گیسوؤن کے دام مین ہے

کوئی سنائے رخ و زلف یار کو مژدہ — مریض عشق کا اب کوچ صبح و شام مین ہے

وہ آج شام سے ہین جلوہ گر جو کوٹھے پر — شمار ماہ فلک کا چراغ بام مین ہے

پھڑک کے نکلی ہے بلبل کی حسرت پرواز — یہ وجہ ہے جو ہر اک سو شگاف دام مین ہے

نہ عشق زلف گیا بال پک گئے سر کے — مگر شباب کا سودا خیال خام مین ہے

بناؤ زلف کا اونکی ہے ہاتھ غیرون کے — ستم ہے قبضہ آل امیہ شام مین ہے

سر ایک ہاتھ پہ دل ایک ہاتھ پر رکھکر

ہما چلو طلب نذر بزم عام مین ہے

غزل

دم مسیح کا انداز گام گام مین ہے — عجیب معجزہ اے بت ترے خرام مین ہے

تمھارا نام ہی خورد و کلان کے دل پر نقش — درم مین بھی وہی سکہ ہی جو کہ دام مین ہے

پڑے ہین نشہ کے ڈورے یہ دونکی آنکھون مین — غزال مست اسیر انکھڑیونکے دام مین ہے

نہان نہین گل رخسار زلف شب گون مین
شفق کا پھول شگفتہ ریاض شام مین ہے

پھڑکتا دیکھ کے زلفون مین اپنے کہتے ہین
یہ دل ہے یا کوئی مچھلی اسیر دام مین ہے

ہے فرق عشق حقیقی سے یون مجازی مین
تمیز خاص کی جسطرح بزم عام مین ہے

کھڑے ہین آتش نمرود مین خلیل خدا
کہ عکس تارنظر روے لالہ فام مین ہے

بتون سے ترک مروت بشر کرے توبہ
فقط صفت یہ نبی مین ہی یا امام مین ہے

بندہا ہے ہر گرہ زلف مین دل عاشق
کھلا ہے ہم پہ جو عقدہ تمھارے دام مین ہے

شروع سن جوانی سے تم پہ مرتا ہون
پسند خواب مجھے ابتداے شام مین ہے

نہ ضبط نالہ سرکش کو کر سکا مجنون !
جو پوچھے کوئی تو یہ کام کوئی کام مین ہے

غزل کو چھوڑو ہدا آمد محرم ہے
وہ سوز و درد کہان اسمین جو سلام مین ہے

غزل

دہن بھی در پئے آزار ہی کمر بھی ہے
سوا عدم کے کہین اب مجھے مفر بھی ہے

ہراس بھی ہے کچھ امید درگذر بھی ہے
نگہ ہے تیغ یہ اونکی طرف نظر بھی ہے

مرض کے ساتھ دوا بھی ہی سوز الفت کی
جو آگ دل مین لگی ہے تو چشم تر بھی ہے

کبھی کبھی نکل آتے ہین اون کے آنسو بھی
نہین ہے آہ مری بے اثر اثر بھی ہے

تجھے تو مشق ہے ظلم و ستم کی او ظالم
کسی کی درد جگر پہ کبھی نظر بھی ہے

ہے ترکِ چشم کی ابرو و خال سے شوکت | جو تیغ قتل کو ہے حفظ کو سپر بھی ہے
بہار تک ہین فقط یہ چہچے گلستان مین | خزان کے آتے ہی بلبل کا ایک پر بھی ہے ؟
عقیق و لعل ہین ٹکڑے دل و جگر کے مرے | لگائین دام بہت جوہری نظر بھی ہے
لحد کی کشتۂ قامت کے ہے جہان تجویز | کہو تو سایہ فگن وان کوئی شجر بھی ہے
شبِ فراق ہے بڑھ کر شبِ قیامت سے | کہ صبح اسکی نہین اوسکی تو سحر بھی ہے
ملین ہین لختِ جگر ایک ایک آنسو مین | ہر ایک اشک مرا لعل بھی گہر بھی ہے
پڑی ہے شام سے منھ پر نقابِ گیسو کی | الٰہی اس شبِ غم کی کبھی سحر بھی ہے
کہان بڑھی چلی آتی ہے دوش سے اے زلف | نہین خیال کہ اس سایہ مین کمر بھی ہے
عبث سمجھتے ہین الفت کو گلشن جنت | جو پوچھو اس سے زیادہ کوئی سقر بھی ہے

عدم کے جانے پہ مرتے ہو کس سہارے پر
سفر مین شرط ہدآ توشۂ سفر بھی ہے

غزل

خدنگِ ناز بھی ہے ناوکِ نظر بھی ہے | ہدف بنائیے دل بھی ہے یان جگر بھی ہے
مژہ کے تیر سے زخمی ہے دل جگر بھی ہے | ادھر بھی رہتا ہے پہلو مین درد ادھر بھی ہے
ملا ہے آن کے زاہد بھی بھنگ نوشون مین | ہین نخل سبز جہان خشک اک شجر بھی ہے
جہان کو پہنچی تھی مانی نے بے کمر تصویر مصرع طرح | عدم مین جا کے کھلا یار کی کمر بھی ہے

سنگھا دو زلف رخ صندلیں پہ بکھرا کر | کچھ اختلاج بھی دل کو ہے درد سر بھی ہے
کسی سے دل کا لگانا نہیں ہے کچھ آسان | ضرر ہے جان کا نقصان مال و زر بھی ہے
عبث ہے طعنہ زنی دوستوں کی الفت میں | جہاں میں عشق سے خالی کوئی بشر بھی ہے
فقط ہے آتش رخسار کی نہیں گرمی | شریک نالہ پرسوز کا شرر بھی ہے
نہ سمجھو سہل یہ سوداگری محبت کی | بنے تو نفع ہے بگڑے تو پھر ضرر بھی ہے
ہے کہنگی سے ہوادار قید زندان | قفس کسیطرح سے دیوار بھی ہے در بھی ہے
کھڑا ہوں حشر میں اعمال جسطرف کھینچیں | کھلا ہے باب جنان وا در سقر بھی ہے
مثال کیا قد موزوں سے نخل بے برگ کی | یہ وہ سرو جہان گل بھی ہے ثمر بھی ہے
وہ مجکو دیکھ کے کوچے میں اپنے کہتے ہیں | بتا کہیں ترا خانہ بدوش گھر بھی ہے
نہ میکدے میں رہے دھوپ چاندنی کیونکر | ہے آفتاب بھی وہ غیرت قمر بھی ہے
پڑا ہے عکس گلو و عذار و کاکل کا | لحد پہ شمع بھی ہے گل بھی ہے اگر بھی ہے

ہدا بتاؤ تو مجمع میں بادہ نوشوں کے
مری خبر نہیں جسکو وہ بے خبر بھی ہے

غزل

ابتک کلام غیر سے پہلو بچا تو ہے | اچھا ہے یا برا ہے ہر اک سے جدا تو ہے
کیوں آبرو صدف سے نکل کر گہر بنائے | کوئی نہ ہو یتیم کے سر پر خدا تو ہے

نامہ خط غبار مین لکھا ہے اسلیئے
قاصد اگر نہین ہے تو پیک صبا تو ہے

پیر فلک خلاف اگر ہم سے ہو تو ہو
کیا غم مدد کو بادشہ لافتا تو ہے

کیا جاؤن پاس یار کو اتنا بھی جب نہو
عاشق نہین سہی مرے در کا گدا تو ہے

گلشن سے کیون پسند نہ دشت جنون کرون
گو نخل و گل نہین ہین نہون پر فضا تو ہے

بیچین ہو کے کہتے ہین سنکر فغان مری
یہ ملو نہ ہو وہی ہے اوسی کی صدا تو ہے

منعم سے اہل فقر ہمہ جا جسکو ہین پسند
بندون پہ اپنے خاص یہ فضل خدا تو ہے

غزل

اوٹھائے اسقدر صدمے بتو نکی آشنائی سے
خدا یاد آگیا دل بھر گیا ساری خدائی سے

پڑھین وہ فاتحہ آ کر اگر رنگین ادائی سے
ید بیضا ہو مرقد شعلہ دست حنائی سے

صفائے قلب کا اپنے کرون کیا ماجرا افشا
بہ شکل آئینہ کچھ آرسی ہے خود نمائی سے

خیال زلف و رخ کو کسطرح دل سے نکالون مین
محبت ہو گئی ہے رات دن کے جبہہ سائی سے

ترقی خال کے باعث سے پائی حسن بینی نے
ہوا دہ چند الف کا رتبہ نقطہ کی دہائی سے

قفس مین اپنی بے بالی و پری کو دیکھکر بلبل
غنیمت جانتی ہے اس اسیری کو رہائی سے

شفق کا حسن دکھلاتا ہے اپنی سرخ رومی سے
ملا یہ فیض گردون کو ترے دست حنائی سے

فغان سن سن کے میری اونکو رحم آہی گیا آخر
رسائی ہو گئی میری ہی نالو نکی رسائی سے

نکیرین اوس سے اس دم پرسش اعمال کرتے ہین
جو مردہ آپ ہو اپنے عزیزون کی جدائی سے

رقیبون کو دعا دیتا ہون نہین وہ بد دعا مجھکو
خدا دانا ہی ہر اک کی بھلائی و برائی سے

جو ہے سنگ در جانان نگینہ ہے وہ ہیرے کا
ہوا ہے صاف اور شفاف میری جبہ سائی سے

ہمارے دل کی آئینہ کی قیمت اسپہ ٹھہری ہی
فقط وہ دیکھ لین مرکر ادائے دل ربائی سے

وفا کے امتحان مین کس قدر ثابت قدم ٹھہرا
کہون کیا منھ سی شرم آتی ہی مجھکو خود ستائی سے

دل روشن مین کیون جلوہ نہو اونکے تبسم کا
کہ عکس برق آئینہ مین پڑتا ہی صفائی سے

سگ جانان نہ کیون لذت سے میرے استخوان کھاتا
کہ میری خستہ حالی کم نہ تھی نان ختائی سے

گناہ عشق کا کل مین بسر کی زندگی اپنی
ملک طول عمل لکھین مرا مشک ختائی سے

رچی مہندی کو لگا کر چین سے دم بھر نہین سوئے
کھٹک رہتی ہے دل مین رات بھر دزد حنائی سے

جلا کی مے سے توبہ ایک مدت ہو گئی اس کو
لباس رندیت بدلا لباس پارسائی سے

غزل

دل شب ہجر جو یاد رخ انور مین رہے
لاکھ اندھیرا ہو مگر چاندنی گھر بھر مین رہے

فاختہ یاد قد سرو صنوبر مین رہے
دل کی حسرت ہے تری زلف کے گھونگھر مین رہے

رات بھر چشم تصور مین رہا اون کا جمال
دونون عارض صفت شمس و قمر گھر مین رہے

اور ہون تیز ترے تیر نظر کے سوفار
آرزو بن کے جو میرے دل مضطر مین رہے

ساقیا بادہ پرستون کی تمنا ہے یہی — مئے گلفام چھلکتے ہوے ساغر مین رہے

نگہ دیدۂ مشتاق یقین ہے دم ذبح — جوہر آئینہ بن کر ترے خنجر مین رہے

فرش گل کی ہے اگر عشق مژہ مین تجویز — کچھ تو خارون کی خلش ہی مرے بستر مین رہے

طوف کعبہ کی نہین ہے اونھین حاجت اصلا — جو سدا خانۂ محبوب کے چکر مین رہے

روئین ہم جب کبھی یہ چاہے جہنم اے چشم — اسقدر آب تو ابر مژۂ تر مین رہے

اے کبوتر مرے محبوب کو خط پہونچا دے — بال جبریل امین تیرے ہر اک پر مین رہے

ہو نہ جائے سحر اولٹے جو وہ چہرے سے نقاب — بیم و امید مین ہم وصلت دلبر مین رہے

آبدیدہ مجھے گر بزم مین دیکھے مے سرخ — اشک خون بن کے ابھی دیدۂ ساغر مین رہے

جوشش گریہ سے کیون سرد نہو آتش دل — آگ جلتی ہوئی کس طرح سمندر مین رہے

جن پہ ساقی کا کرم تھا خم مئے اون کو ملے — ایک ہم تھے جو وہان حسرت ساغر مین رہے

رات ہوتی ہی بسر کیسی پریشانی مین — کاکل یار کا سودا نہ کسی سر مین رہے

دورِ مے مین تجھے ساقی جو ہو منظور درنگ — کچھ مری خاک بھی دردِ تہِ ساغر مین رہے

کشتۂ چشم حسینان ہون مری تربت پر — پھول نرگس کا بھی اک پھولون کی چادر مین رہے

سرکشی ایسی ہے مری آہ شرربار بہت — آج ہمسایہ مین میرے نہ کوئی گھر مین رہے

ایک مدت سے جو تھی دل مین احبا کی تلاش — شاد کس مرتبہ ہم مجمع محشر مین رہے

کس طرح نکہت سنبل پہ ہو مائل وہ دل — ایک مدت جو تری زلف معنبر مین رہے

ہاتھ یہ درہم و دینار سے آیا پس مرگ — کچھ فقط داغ سیہ دست تونگر مین رہے

وان زمین بھی یہ ہمکو یہان گردش چرخ — خاک مرقد مین رہے خاک کوئی گھر مین رہے

بارش ابر کا ایسا ہے یہ مینخوارون سے — قطرۂ مے نہ کوئی شیشہ و ساغر مین رہے

چاہے یون اثر بوسہ رہے عارض مین — داغ جسطرح گل لالۂ احمر مین رہے

دیکھتے ہی دل فضا مین گڑ جائے مژہ — اتنی تو نوک کی بات آپکے نشتر مین رہے

آبرو قطرۂ نیسان کی نہ ہو گرچہ شریک — نام کو آپ نہ ہر نرگسی گوہر مین رہے

خال سرمے کا ہے قرب صف مژگان لازم — مور بھی یک سلیمان کے لشکر مین رہے

شربت ذبح کا تشنہ ہون جلا لے قاتل — آبرو آب بقا کی ترے خنجر مین رہے

آب دانے مین نمایان ہے ہر اک دانے مین آب — عقل حیران نہ کیون صنعت گوہر مین رہے

یاد حق بھی رہے گو دل مین صنم خانہ ہو — بت شکن بھی تو کوئی خانۂ آزر مین رہے

فیصلے قاتل و مقتول کے وان ختم ہوئے — ہم اونھین ڈھونڈھتے ہی مجمع محشر مین رہے

کبھی دنیا مین نہ راحت سے زمین پر بیٹھے — عمر بھر گردش افلاک کے چکر مین رہے

عشق مین موے کمر کے مرا دم نکلا ہے — بال کیونکر نہ مرے قبر کے پتھر مین رہے

عمر بھر توسن اندازکی لکھا کئے چال — خانہ برباد سدا ابلق صرصر مین رہے

اون کے دانتون کا نصور جو ہمین تھا شب بھر — رات بھر بام پہ نظارۂ اختر مین رہے

سوز و گریہ مین ہے یکسان جو مناسب دیکھو — چشم گریان بھی مرے شمع کے پیکر مین رہے

شرم کیونکر نہ مجھے آئے سیہ کاری سے — ایک بھی بال سیہ جب نہ کہین سر مین رہے

دم تکبیر ہر اک رگ تھی مری تشنۂ ذبح — آب کس طرح سے قاتل ترے خنجر مین رہے

جان تن سے نہ دم ذبح نکلنے پائے
دام ایسا تو تری تیغ کے جوہر مین رہے

تیغ قاتل سے مرے خون کا دہبا نہ چھٹے
کچھ نشانی تو مرے خون کی محضر مین رہے

آبروئے چشم کی ہو چشمۂ کوثر سے دو چند
اے ہدا اثر جو غم ساقی کوثر مین رہے

غزل

کلف سبز عیان دیکھ کے رخسارون سی
حسن یوسف کو منگاتے ہین وہ بازارون سی

عشق دندان مین ملے داغ یہ مہ پارون سے
کہ فلک دیتے ہین تشبیہ جنھین تارون کی

خلق بیزار صدا رہتی ہے خونخوارون سے
ہمنے پائی ہے زبانی یہ خبر خارون سی

چاندنی پھیلی یہ اون چاند سے رخسارون سے
کبک اڑکر مرے گھر آتے ہین کہسارون سی

مجھ سے بازار مین کہتے ہین اولٹ کر وہ نقاب
نرخ اب پوچھیے یوسف کا خریدارون سی

برق دندان کا ہے کس مہ کے دم بارش عکس
کم نہین قطرۂ باران سے نشان تارون سی

دیدۂ مست سے کیا اون کی لڑائین آنکھین
بحث کرتا ہے کوئی نشہ مین میخوارون سی

وصف ہی کعبۂ ابرو کا بتون کے آگے
کیون صدا آئی نہ تسبیح کی زنارون سی

آج ہے کس رخ رنگین پہ عنادل کی نظر
پھول جھڑتے ہین ترنم مین جو منقارون سی

شاخ گل سی یہ گلستان مین گل افشانی ہی
بلبلین پھول وٹھاتی نہین منقارون سی

طعنہ تو بہ شکنی پر مجھے پھر دین واعظ
بادہ نوشی کے مزے پوچھ لین میخوارون سی

الفت چشم پہ گلدستۂ نرگس ہین گواہ — پوچھے بیمار کے صدمے کوئی بیمارون سی
سبزہ باغ اون کے خط سبز نے دکھلا کی مجھے — پڑنے پڑنے کیا دامان نظر خارون سی
آسمانون کے طبق توڑتے ہین تیر نگاہ — چھپے کس گوشے مین ابرو کے کمانداروں سی
جب مین سوتا ہون لپٹتے ہین جگانے کو مرے — خواب غفلت مرا ہشیار ہے بیدارون سی
کم نہین نار جہنم سے مرا شعلۂ آہ — آسمان جلتے ہین دن رات گنہگارون سی
کس بلا کی ہے مہیب اپنی شب تار فراق — چاندنی ڈر سے اوڑتی نہین دیوارون سی

اور اک تازہ غزل نظم کرو آج ہدا
داد لو گوہر مضمون کے خریدارون سی

غزل

نور چمکا شب وصل ونکے یہ رخسارون سی — چاندنی شرم سی لپٹی رہے دیوارون سی
بحث اک بوسہ پہ کرتے ہو عبث یارون سی — ہم نے تو جان کو پیارا نہ کیا پیارون سی
وجہ توبہ شکنی پوچھو نہ میخوارون سے — یار کی دل شکنی ہو نہ سکی یارون سی
مرض عشق وہ بہتر ہے سب آزارون سے — چھپ کے بیٹھے ہین مسیحا انھین بیمارون سی
جام مے دیدۂ پر خون ہی مجھے ساقی — موج بادہ کی چھری تیز ہی تلوارون سی
سرمہ آنکھون سی چھڑاتے ہو ستم کرتے ہو — کیون عصا چھینتے ہو ضعف مین بیمارون سی
پار دل سی ہوئے تیر اون کے عجب سرعت سے — خون کی بوند نہ ٹپکی کوئی سوفارون سی

آدمی ربط عناصر کو غنیمت سمجھے
خانہ جسم ہے محکم انھین دیوارون سے

حسن اخلاق سے کہتے ہین وہ مین کچھ بھی نہین
ورنہ ہر طرح مین بڑھ کر ہین طرحدارون سے

جستجو اتنی تو اے آبلہ پائی ہے ضرور
کہ خجالت نہو صحرا مین مجھے خارون سے

آبرو ہو گئی اشکون سے صف مژگان کے
دبدبہ فوج کا بڑھ جاتا ہے سردارون سے

مرے رلوانے کو ہے سلک دُر اشک پسند
ورنہ نفرت تھی انھین موتیو نکے هارون سے

ہر چمن صاحب نوبت ہے بہار آئی ہے
خندہ گل کی صدا کم نہین نقارون سے

دام گیسو مین تڑپ دل کی بیان کس سے ہو
پوچھے الجھن یہ کوئی تازہ گرفتارون سے

اس لیئے ذبح وہ کرتے ہین اشارے سے مجھے
خنجر ابرو کے بہت تیز ہین تلوارون سے

منفعل ترک خطا پر ہون ہلا محشر مین
ملتفت دیکھ کے رحمت کو گنہگارون سے

غزل

بجا ہے شمع بینی کو کہون گر شاخ شبو بھی
کہ ظاہر ابروون سے لو بھی ہے پیدا ہے خوشبو بھی

فزون ہے کوچہ کاکل سے وصف طول گیسو بھی
بسر کر عمر اسمین اور نہوطے اک سر مو بھی

نئے سیکھے ہین ظلم و جور بھی طرفہ ہے خو بو بھی
ملا ہے اوس ستم ایجاد سے چرخ جفا جو بھی

مین کب رویا فقط تہمت ہے سرخ آنکھین ہین بند ہو
تھلین نصاف سے کہدو کوئی نکلا ہے آنسو بھی

دم سیر چمن پیٹھو جہان آنکھین بچھائے گا
کہ مین بھی نازبردار ہون مین سرو لب جو بھی

مسخر دیدۂ فتان کا کیونکر ہو نہ اک عالم
کہ ہے اعجاز بھی انمین کرامت بھی ہے جادو بھی

شب تیرہ مین یہ چمکیگا جیسا وہ نہ چمکے گا
مرے دلکو بھی دیکھو زلف مین تم اور جگنو بھی

یہی تاکید ہے ہر وقت ضبط راز الفت مین
صدا منہ سے نہ نکلے اور کوئی نکلے نہ آنسو بھی

خبر کیا تھی گواہی دینگے اعضا مرے عصیانکی
عدو ہو جائینگے محشر مین اپنے دست و بازو بھی

نکالو بیچ مین دیر و حرم کے تم کوئی رستہ
دو راہا اس دوئی کا ہو کسی صورت سے یکسو بھی

ہلاک ایسا کیا عشق لب جان بخش نے مجھکو
نہ پیش آئیگا اپنے دشمنون سے یون ہلاکو بھی

کرون عشق دہن مین ضبط مین گر آہ سوزان کو
ابھی شق ہو زبان بھی مثل غنچہ اور تالو بھی

سپر کس کس کے اک دل کو کرون اوس ترک کے آگے
مہیا قتل پر تیر نگہ بھی تیغ ابرو بھی

نہ پوچھو ماجرا کچھ اضطراب قلب بسمل کا
نہ چین آئیگا فرقت مین جو بدلون لاکھ پہلو بھی

ہدا ساقی کہان میخانے پر ہے عنبر کا قبضہ
سبو سمجھو جو اس کے ہاتھ سے مل جائے چلو بھی

غزل

مہ مین جلوہ ہے ترا مہر مین طلعت تیری
بو گلون مین ہے تری پھول مین نکہت تیری

جیسے اس چشم تصور مین ہی صورت تیری
نظر آتی ہے ہر اک شے مین شباہت تیری

ہے تمنا مجھے ہاتھ آئے جو قربت تیری
بن کے آئینہ مین دیکھا کرون صورت تیری

گو ہر اک منہ سے زبان شکر کی گویا ہین ہزار
خجل اس پر ہون ہوئی کچھ نہ عبادت تیری

غیر کا عشق کسی طرح سماتا ہی نہین — بھر گئی دل مین مرے ایسی محبت تیری

کس زبان کا ہے یہ منھ ذکر عبادت کا کرے — قدسیون سے تو نہ پوری ہوئی طاعت تیری

خوف عصیان کا ہو کیونکر ہے مرے دلکو یقین — انس رکھتی ہے خطاکارون سے رحمت تیری

غم گنہ کا ہے تو ہو منفعل جرم اے دل — جوش مین لائیگی رحمت کو ندامت تیری

ہر چمن مین لئے پھرتی ہے مجھے مثل بہار — اے گل مہر و وفا بوے محبت تیری

بارور اشک ندامت سے ہے نخل امید — چشم تر خوب پھلی تجکو ریاضت تیری

جسمین ہو تیری رضا اسمین مین راضی ہون کریم — مین ترا دل ترا دوزخ ترا جنت تیری

تاب ہے حمد کی تیری نہ زبان کو ہرگز — دے نہ توفیق جو یارب مجھے قدرت تیری

ننگ عریانی سے شرم آتی ہے مجھکو یارب — حشر کے روز چھپالے مجھے رحمت تیری

ید بیضا ہے ترے ہاتھ مین جام کوثر — یا علی بڑھ گئی موسیٰ سے کرامت تیری

ایک اک داغ جگر ضو مین قمر سے دہ چند — کم ہے اس بندے پہ جو کچھ ہے عنایت تیری

اپنی عاصی کی بھی کچھ سن لے تو اے شافی حشر — کیونکہ مقبول الٰہی ہے شفاعت تیری

ہے خدا عقدہ کشا عقدۂ مشکل کا مرے — کس کو اے ناخن تدبیر ہے حاجت تیری

کلمہ گو نام خدا ہین ترے اے حق کے حبیب — کیون پسند آئے نہ اللہ کو امت تیری

یا علی موت کی اس سے ہے تمنا مین ہدا
کہ دم نزع کرون گا مین زیارت تیری

غزل

یار اتنی تو کرونگا مین شکایت تیری
بیمروت نہین آنکھون مین مروت تیری

صحبت غیر سے بگڑی ہی طبیعت تیری
گالیان دینے کی پہلے نہ تھی عادت تیری

دوستی حق مین ہمارے ہے عداوت تیری
دشمن جان ہوئی اے جان محبت تیری

خانۂ دل مین جو آ نکلے کوئی دم مہمان ہو
اے مرے یار ہو مجھ پر یہ عنایت تیری

تب فرقت کا گلا وصل مین جب اُس سے کیا
کہتے ہین جھوٹ ہے اچھی ہے طبیعت تیری

ایک مین جام ہے اک ہاتھ مین مینائے شراب
ساقیا کم نہین جمشید سے شوکت تیری

ہے سیہ خانہ نہونے سے ترے خانہ دل
کیون نہ ہو جلوۂ عارض مجھے حاجت تیری

سر اُٹھا کر ترا سینہ سے لگا لین شاید
پاؤن پڑنے مین کچھ اے دل نہین ذلت تیری

وعدۂ وصل پہ چلتا ہے تو اے بت میرے ساتھ
غیر کو دیکھکے پھر جائے نہ نیت تیری

قصد آنے کا مرے سامنے اُس در پہ رقیب
لے بڑھا پاؤن تو اتنی بھی ہے طاقت تیری

کبھی سودے کی بلا گاہ پریشانی دل
طرفہ اے زلف ہے سر پہ مرے آفت تیری

کل فلک سر پہ اُٹھائے تھے شب فرقت مین
آج اے آہ وہ کیا ہو گئی طاقت تیری

مستعد جامہ دری پر ہے دل شوریدہ
اے جنون چاہتا ہے صرف اجازت تیری

بوسہ دیکر لب شیرین کا وہ فرماتے ہین
سچ بتا اور تو اب کچھ نہین حاجت تیری

ہاتھ کیا کوئی لگائے تجھے اے افعی زلف
بڑھکے ہے اژدر موسیٰ سے بھی دہشت تیری

موج زن نکہت گلزار ہو کیا تیرے حضور — جانتے ہین گل و غنچہ بھی نزاکت تیری

سب نے چھوڑا مجھے غربت مین نہ چھوڑا تو نے — اے جنون مان گیا مین تو رفاقت تیری

کشت غم آب رسانی سے تری تازہ ہے — خوب سرسبز ہے اے چشم زراعت تیری

جب کہا اُنسے کہ لین بوسۂ گیسوے سیاہ — ہنس کے کہتے ہین کہ کیون آگئی ہے شامت تیری

لخت دل خون جگر ہین تری خاطر تیار — آج تیر نگہ یار ہے دعوت تیری

یار بیوجہ مین کرتا نہین بوسے کا سوال — آزمانے فقط آیا ہون مین ہمّت تیری

اے غم یار نبھے گی مری تیری اچھی — تجھکو الفت ہے مری مجھ کو محبت تیری

داغ سودا سے بنایا تھا گلستان جیسا — اے جنون یاد ہے ابتک وہ حکایت تیری

امتحان کوچۂ قاتل مین ہے سربازون کا
آج دیکھینگے ہُدا ہم بھی شجاعت تیری

غزل

قتل عشاق پہ کیونکر ہو اجازت تیری — مانع جنبش ابرو ہے نزاکت تیری

کھل گئی دل پہ مرے رنج کی صورت تیری — آئینہ ہو گئی اب صاف کدورت تیری

پڑھ لیا لیلی و مجنون کا جو افسانہ تھا — مکتب عشق مین کی مشق محبت تیری

طور سینا کی طرح خاک ہوا جل کے پہاڑ — اُف رے خون سر فرہاد حرارت تیری

ماہ نو دیکھا ہے ابرو بھی دکھادے مجھ کو — دیکھ لون مصحف رخسار مین آیت تیری

جو کیا حق مین مرے خوب کیا اے غم یار — آئیگی میری زبان پر نہ شکایت تیری

کیون نہو برق طپان خرمن دل کو مرغوب — ملتی ہے اے نگہ یار شباہت تیری

تیر مژگان کا بنا دیدۂ دانستہ ہدف — دیکھ لی چشم حیا آج مروّت تیری

مثل اسپند چٹکتا نہ کبھی دانۂ خال — ہے یہ اے شعلۂ رخسار شرارت تیری

جی گئے دم سے ترے تیر نگہ کے کشتے — اے لب یار زیادہ ہو کرامت تیری

خنجر ناز کا مارا ہون مین اے ابروے یار — حشر مین پیش خدا ہوگی شہادت تیری

حسن زیبا کو ہے کب جامۂ رنگین کی تلاش — سادگی سے ہے عیان اور نفاست تیری

کیا شگفتہ چمن داغ جنون ہین رضوان — نگران دیدۂ حسرت سے ہے جنت تیری

صورت شیشۂ فانوس ہے روشن ہر سو — کیا تن یار ہے آئینہ لطافت تیری

وصل مین فخر سے ہر بار وہ فرماتے ہین — ناز تقدیر کو ہے دیکھ کے قسمت تیری

عشق گر گیسوے جانان کا نہوتا مجھکو — کون اے روز سیہ دیکھتا صورت تیری

کیون نہ خنجر سے ہر اک دھار لہو کی لپٹے — خون بنکر مری رگ رگ مین ہے الفت تیری

جلوۂ شمس و قمر اس سے ہے منظور نظر — صاف ان دونون مین ملتی ہی شباہت تیری

اپنے ارمان سے مین کہتا ہون دکھا کر دلکو — یہی مدفن ہے ترا اور یہی تربت تیری

ایسے جینے سے تو اے دل مضطر مرجا — ابتو دیکھی نہین جاتی ہے یہ حالت تیری

قوس ابرو کیلیے چلہ نشین ہے اے دل — ابتو دم بھر کو نکلتی نہین حسرت تیری

رونما صورت آئینہ ہے وہ عارض صاف — حق بجانب دل آشفتہ ہے حیرت تیری

اسلیے ہے ہوس بادہ کشی باران مین | کہ نہان ابر کے پردے مین ہے رحمت تیری
کوئی صورت سے نکلتی ہی نہین اے دل صاف | جو ہر آئینہ یا کہ ہے حسرت تیری
کس رخ سادہ کا اے دل تھا تصوّر دمِ مرگ | صاف جو صورت آئینہ ہے تربت تیری
یاسمن زار بنا ہے چمن نجم فلک | طرفہ ہے رنگ رُخ یار صباحت تیری
آرزو کرتا ہے قسمت کے مخالف اے دل | زندگی بھر کبھی نکلیگی نہ حسرت تیری

اے ہما چپ ہے زبانی ہے تری شمع سخن
بزم افروز فصاحت ہے طلاقت تیری

غزل

شب وصال اُس حسین نے افشان جبین پہ اپنی نہین چنی ہے
قمر نے تارون سے آسمان کی بساط حسُن وادا بُنی ہے

لگائی غیرون نے آگ ایسی کہ اُس نے ناحق کی سوختنی دی
کوئی نہ چھیڑے طبیعت اپنی کباب آسا جلی بھُنی ہے

برائے تفریح ایک دم بھر چمن مین آئینگے وہ مقرر
دہان غنچہ سے کان دھر کر یہ گوش گل نے خبر سُنی ہے

زمین گلشن پہ کرتا مل کہین پہ شبنم کہین پہ ہین گل
بساط کرے ہے صاف بالکل کہ دُر دیا قوت سے بُنی ہے

خوشی مین جامے سے گُل ہین باہر ہین بلبلین نغمہ سنج بکسیر
شگوفہ لائی ہے سبز ہوکر جو کہنہ شاخ چمن گھنی ہے

بلا کا ہے زلف یار کا خم ہے حُسن یوسف کا رُخ پہ عالم
ہے انتخاب جہان وہ ہمدم یہ لاکھ باتون مین اک چنی ہے

ہے جب سے علت عزیز پہ طبع مائل قدم اُٹھانا ہمدا مشکل
یہ سُن ہوے بیٹھے بیٹھے اے دل کہ دونون پانؤن مین جھنجھنی ہے

غزل

جو قطرہ عرق ابروے گلرخاں سے پڑے
لحد پہ پھول گریبانِ گل فشان سے پڑے

وہ گھاؤ دل کو گوارا ہے جو سنان سے پڑے
وہ زخم بھر نہین سکتا ہے جو زبان سے پڑے

گِلا نہین مجھے ناوک کا گر کمان سے پڑے
مگر نہ تیر مژہ ابروے جوان سے پڑے

مرین تو مر نہین سکتے تمہارے عاشق لب
عجب عذاب مین اوس عیسیٰ زمان سے پڑے

یہی اشارہ ابرو سے خوف ہے دل کو
اداؤ ناز کا خنجر نہ درمیان سے پڑے

دکھائے بلبلون کا عشق گرچہ نیرنگی
گلون کا مُنہ ابھی گلشن مین آشیان سے پڑے

وبالِ جان ہے کہین قطع سلسلہ ہی نہین
بلا مین پوچھ کے زلفونکی داستان سے پڑے

مری بساط تو کیا برق جلکے سُرمہ ہو
کوئی شرر جو تری سنگ آستان سے پڑے

چراغ بزم گلستان ہون داغ لالے کے
جو ایک پھول مرے شعلہ فغان سے پڑے

ہزاروں صورتِ غربال دل میں روزن ہیں ۔۔۔ کسی کا سابقہ یارب نہ بدزبان سے پڑے

بٹھائے دیتا ہے ہر گام ضعفِ دل مجکو ۔۔۔ کسی کا ساتھ سفر میں نہ ناتوان سے پڑے

جو نزع میں ہو خیال اُن کے روئے خندان کا ۔۔۔ لحد پہ چادرِ گل آن کر جنان سے پڑے

میں کوئے یار میں اس خوف سے نہیں مرتا ۔۔۔ سگ و ہما میں بکھیڑا نہ استخوان سے پڑے

اُٹھیں گے در سے ترے مر کے بھی نہ مثلِ غبار ۔۔۔ یہ خاک ہو کے ہیں ہم گردشِ جہان سے پڑے

میں حُسنِ یار سے دل اسلیے چراتا ہوں ۔۔۔ مقابلہ نہ قمر کا کہیں کتان سے پڑے

شمار میرا بھی ہو اُس کمر کے کشتوں میں ۔۔۔ الٰہی تیغ نگہ اُن کے درمیان سے پڑے

جگر میں خون نہیں تیر یار آتا ہے ۔۔۔ یہ غم ہے مُنہ کو چھپانا نہ میہمان سے پڑے

نہ چھیڑ وہم کو نکیرین کنجِ مرقد میں ۔۔۔ اندھیرے گھر میں ہیں چھوٹے ہوئے مکان سے پڑے

وہ جنسِ عشق کا بازار آہِ دل سے ہے گرم ۔۔۔ یہ نقدِ داغ مجھے نفع میں دکان سے پڑے

یقین بہار گلستان کا باغبان نہ ہوا ۔۔۔ جگر میں داغ عنادل کے یہ خزان سے پڑے

وہ کاکلیں نہیں اس وجہ سے بڑھاتے ہیں ۔۔۔ وبال سر پہ نہ سودائے عاشقان سے پڑے

شبِ وصال رہا اس سبب سے پنبہ بگوش ۔۔۔ نہ صبحِ حشر کا غل کان میں اذان سے پڑے

یقین ہے پھر قیامت کا بار دل پہ مرے ۔۔۔ وہ داغِ عشق ترے لطفِ بیکران سے پڑے

غضب ہے شعلہ فشان حُسن خرمنِ دل پر ۔۔۔ نہ پھول آتشِ رخسارِ گلرخان سے پڑے

دکھائیو قدِ موزون آہ کو اے دل ۔۔۔ چمن میں بحث اگر سرو بوستان سے پڑے

تگرگِ اشک سے کیونکر نمو ہو خط اپنا ۔۔۔ جو کشتِ سبز ہوئی اولے آسمان سے پڑے

سکوت دعوے الفت پہ مجھکو کرنا تھا | یہ سارے مجھ پہ مصائب مری زبان سے پڑے
اثر دکھائے اگر عشق صادق بلبل | چمن پہ آگ ابھی شعلہ فغان سے پڑے
سنبھال کر مرا تابوت دوست لیکے چلین | نہ زخم تازہ کوئی راہ کی تکان سے پڑے

گہر ہو موتیا بند آنکھ مین صدف کی بہم ا
جو سامنا مری اس چشم خون فشان سے پڑے

غزل

سُرخ جوڑا آج ہے وہ سیم تن پہنے ہوے | ہے قبائے غنچۂ گل یاسمن پہنے ہوئے
آمد فصل بہاری مین ہے جشن انبساط | سُرخ جوڑے ہین حسینان چمن پہنے ہوئے
سیر کو چلیے تو دھانی پیرہن پہنے ہوے | ہے قبائے سبز نورونزی چمن پہنے ہوے
عکس سے لعل لب رنگین کے پھولی ہے شفق | سُرخ پیراہن ہین اہل انجمن پہنے ہوئے
ماہ کی گردن مین ہین تار شعاع آفتاب | ہے طلائی طوق کوئی سیم تن پہنے ہوے
صحبت مجنون کو گو چھوٹے ہوے مدت ہوئی | آج تک وحشت کے جامے ہین ہرن پہنے ہوے
نام کا ہے فرق ایدل سبحہ و زنّار مین | ایک ہی رشتے ہین شیخ و برہمن پہنے ہوے
عکس دندان کا تبسم مین عقیق لب پہ ہے | خلعت گوہر ہین ارباب یمن پہنے ہوے
وہ بھی تو جانین کہ مشتاق شہادت آئے ہین | کوئے قاتل مین چلین گھر سے کفن پہنے ہوے
ہے نئی اونکے مسی مالیدہ دندان کی مثال | پیرہن نیلم کا ہین دُرّ عدن پہنے ہوے

یار کی تیغ خمیدہ پر ہے یہ جوہر سے روپ
جس طرح پھولون کا گہنا ہو دولھن پہنے ہوے

کیا یہان تک تھی شب مہتاب ہجر یار مین ؟
چاندنی تھی یا کوئی مردہ کفن پہنے ہوے

آج محفل تھی حسینون کی کہ اک پھولا چمن
سُرخ کوئی زرد کوئی پیرہن پہنے ہوے

کب دہن اونکا ہے عنقا کب کمر معدوم ہے
جھوٹ کا جامہ ہے طبع اہل فن پہنے ہوے

خوشنما زلفون پہ ہے اُس مہ کی افشان کس قدر
ہے ستارون کی قبا شام ختن پہنے ہوے

وصل دلبر سے بڑھی یہ تازگی خانہ باغ
جامۂ گل ہی ہر اک خار چمن پہنے ہوے

عکس چشم عاشقان کا کب ہے جسم یار پر
جامۂ نرگس ہی وہ گل پیرہن پہنے ہوے

عرش پر ہوے ھدا کیونکر نہ پھولون کا دماغ
زیور گُل آج ہے وہ گلبدن پہنے ہوے

غزل

خوشی بُلبل کی بھی اے گل ہی گلشن کی بھی زینت ہے
قبائے گل اگر زیب بدن ہو کیا قباحت ہے

اگر اسلام کا دعوی ہے عشق مصحف رخ ہین
گوارا کر جو کچھ امر و نواہی شریعت ہے

عجب یہ قصۂ الف ہے سچ کہتے نہین بنتا
غلط سمجھین اگر اُن سے کہون تمسے محبت ہے

خدا جانے مری جانب سے کیا اُن کو پڑھاتے ہین
کہ اک مدّت سے ترک اب اُلقلم خط و کتابت ہے

بلائے زلف و سحر چشم جادو سے ہے ڈر کسکو
کہ ہیکل دل کے داغونکی یہان بہر حفاظت ہے

ہماری قبر مائل سوئے کعبہ دیکھکر بولے
مقرر یہ ہمارے کشتۂ ابرو کی تُربت ہے

کرے طعنہ زنی کیونکر نہ نا نا شاہ پر وہ گل
کہ رنگ گل سے آتا ہے پسینہ یہ نزاکت ہے

یہ اپنی آہ بے تاثیر بھی ہے تیر بے پیکاں
دم افغان ہمین بھی خوف ہے انکو بھی دہشت ہے

کوئی پوچھے ہمارے دلسے داغ غم کے بونیکو
ہمیشہ سینچیا ہوتا ہے اشکون سے ریاضت ہے

لب شیرین کا بوسہ ترش ہو کر گر دیا تو کیا
مٹھائی مین کھٹائی جب ملی تو کیا حلاوت ہے

اٹھاؤن دل کو کوئے یار سے کسطرح اے ناصح
وفور ناتوانی سے بھلا مجھ مین یہ طاقت ہے

کھلی ہین بے زری سے مٹھیان مانند گل اپنی
تہی دستی کے ہاتون آجکل کیسی فراغت ہے

غزال چشم پر مائل ہون سودائی نہین ایسے
یہ سودا مول لے جسکو جنون ہے جوش وحشت ہے

عیان ہے ہر بگولے سے جو صورت سیر گلشن کی
کسی پامال قامت کی یہ شاید خاک تربت ہے

عدم کا بعد اس دنیا سے کتنا کچھ نہ سنتے تھے
چلے مر کر تو دیکھا ایک دم بھر کی مسافت ہے

بہار آئی تماشا برق و باران کا ہے گلشن مین
کہین خندان گل تر ہین کہین بلبل کو رقت ہے

سنبھالا منہ کے بل گرنیسے راہ فقر مین مجکو
مرے پائے شکستہ کی مری گردن پہ منت ہے

بہین کیونکر نہ کوئے عاشقی مین مل کے دو دریا
ادھر ہے جوش موج حسن ادھر اک جوش رقت ہے

کہین حسان و سحبان کیون نہ استاد اے ہد انجکو
سراپا نظم مین تیری فصاحت ہے بلاغت ہے

غزل

جنبش ابروے قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی
قتل عشاق پہ مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

سانس لینی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جو تڑپ آج ہے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

دوست آتے ہین مرے دم سے تری صحبت مین
اب جو رونق پہ ہے محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

کونسا آج ہوا صدمہ تازہ تجھکو؟
حالت ابتر تری اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

جیسی دشوار ہوئی گور کی اوّل منزل
شاق مجھکو کوئی منزل کبھی ایسی تو نہ تھی

آنکھ لڑتے ہی ہوئی پار جگر کے برچھی
سحر چشمی تری قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی

شکر کی جا ہے ملا بوسہ عارض اے دل
دولت اتبک مجھے حاصل کبھی ایسی تو نہ تھی

گو ہمیشہ تھی مری حسن پرستی پہ نگاہ
اب طبیعت ہے جو مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

عکس اس مین ہے کسی مہر کے عارض کا ضرور
روشنی مہ کامل کبھی ایسی تو نہ تھی

دام زلف کے جب سے ہون بلا مین مین پھنسا
قبل اسکے مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

کسکے ناوک نے تجھے زور تڑپنے کا دیا
تجھ مین طاقت دل بسمل کبھی ایسی تو نہ تھی

سایہ موے کمر سے میں جھکا جاتا ہون
تاب و طاقت مری زائل کبھی ایسی تو نہ تھی

حرم و دیر کا شہرہ لیے جاتا ہے مجھے
ورنہ فکر حق و باطل کبھی ایسی تو نہ تھی

فکر نے خوب لگایا گل مضمون کا چمن
یہ زمین باغ کے قابل کبھی ایسی تو نہ تھی

داغ تازہ کوئی ابھرا ہے جگر مین شاید
آج جو ہے طپش دل کبھی ایسی تو نہ تھی

خون مین کسکے ڈبو آئے ہو تم ہاتون کو
سرخ ہر ایک انامل کبھی ایسی تو نہ تھی

غیر کے کہنے سے آیا دل جانان مین غبار
سچ ہے دیوار یہ حائل کبھی ایسی تو نہ تھی

موسم گل میں نہ جاتا سوے صحرا کیونکر
وحشت دل مری زائل کبھی ایسی تو نہ تھی

عشق کاکل سے طبیعت ہے مری قید پسند | ورنہ پابند سلاسل کبھی ایسی تو نہ تھی
کس طرح صبر طبیعت نے کیا فرقت مین | یہ غم و درد کی حامل کبھی ایسی تو نہ تھی
یہ غلط ہے کہ ترا ناز نہ اُٹھتا مجھ سے | قوت دل مری زائل کبھی ایسی تو نہ تھی
ضبط مانع ہے کہ آے نہ کبھی ہونٹون تک آہ | بند موج لب ساحل کبھی ایسی تو نہ تھی
غنچۂ دل کی عماری مین ہے بو بنکے وہ گل | دیکھ لیلےٰ تری محمل کبھی ایسی تو نہ تھی
ید بیضا در م فیض سے ہے نام خدا | ورنہ روشن کف سائل کبھی ایسی تو نہ تھی
خط لب سے ہے عیان لعل و زمرد کی بہار | سیر سبزہ لب ساحل کبھی ایسی تو نہ تھی
آج اُس گل کے سبب ہے جو عنادل کا ہجوم | جمع اس باغ مین محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

تیری پیری پہ ہدا لطف کی جواب ہے نظر
رحمت حق تری شامل کبھی ایسی تو نہ تھی

غزل

برنگ نقش قدم زمین پر ہدا کہان تک پڑے رہوگے
یہ کوے جانان ہے گھر نہیں ہے جہان کھڑے ہو کھڑے رہوگے
بڑھا کے ہاتھون کو میری جانب وہ شوخ بولا یہ مسکرا کر
لو آؤ مل جاؤ کیون خفا ہو کہان تک اے جان لڑے رہوگے
بڑا سمجھتے ہین آپ کو جو وہی ہین چھوٹے کے چھوٹے اے دل

جو آپ کو سب سے چھوٹا سمجھو تو سب بڑون کے بڑے رہو گے

کیا جو اے دل سوال بوسہ جواب صاف اُس حسین سے پایا
چلو بھی کب تک فقیر بن کر ہمارے در پر کھڑے رہو گے

وصال جانان کا لطف گویا رہے گا حاصل تمھین ہمیشہ
جو اپنے دل کے تم آئینہ مین شبیہ اون کی جڑے رہو گے

بہار آئی ہے دشت گردی کا چل کے زور اک قدم دکھا دو
زمین مین پا سے سر و گاشن کبطرح کبتک گڑے رہو گے

حرم سمجھتے ہو کوئے جانان ھدا اس اُلفت کی کوئی حد ہے
بسان نقش قدم زمین پر کہان تک آخر پڑے رہو گے

غزل

کہو ہر دم نہ کھینچے قیس آہین مضطرب دل سے
نکل آئے کہین لیلی نہ بیتابانہ محمل سے

نئے سر سے ہوا کرتا ہے سودا موسم گل مین
گل زخم جگر کھلتے ہین آواز عنادل سے

سبکدوشی نہ سر کٹنے سے بھی حاصل ہوئی مجکو
جو سر کا بوجھ اُترا دب گئے احسان قاتل سے

خفا پھر ہو گئے وہ آج سیدھی بات پر مجھسے
منایا تھا بہت مدت مین جنکو مین نے مشکل سے

تمنا قتل ہونیکی جو دل مین مدتون سے تھی
تو مر مٹنا تھا پہلے ہی ادائے دست قاتل سے

پتنگے کیطرح پروانگی ہوتی اگر ہم کو
تو ہوتے گرم صحبت دیکے دم اُس شمع محفل سے

دکھاتی ہے بھری برسات اپنے اشک کی بارش
چمک جاتی ہے بجلی شعلے اُٹھتے ہین اگر دل سے

کسی شب اونکے جلسے مین جو دل سوزی سے جا بیٹھے
تو مثل شمع جل جلکر اُٹھے آخر کو محفل سے

یہ خون بیگنہ ہے حشر کے دن رنگ لائیگا
بہے گا خود اُبل کر آستین تنگ قاتل سے

ادا و ناز سے بحر کرم کی یہ روانی ہے
کہ موجین آن کر ٹکراتی ہین دامان ساحل سے

نہ بھٹکے راہ الفت مین تری یارب ہدایت کر
صدا مثل جرس ہر دم ہدا آتی ہے یہ دل سے

غزل

نیرنگ یہ گلشن جہان ہے
ہے آج بہار کل خزان ہے

باز آئے یہ عشق جان ستان ہے
اپنا جی ہے تو پھر جہان ہے

کعبہ مین بھی دیر مین بھی ڈھونڈھا
او صاحب خانہ تو کھان ہے

قیمت نہ اُٹھی متاع دل کی
جس نے دیکھا کھا گران ہے

چاہا تھا کہ شمع سے کہین کچھ
ق سوزش جو دل کے درمیان ہے

پہنچے محفل مین جب تو دیکھا
سب راز دل اُسکی بر زبان ہے

ہے چاہ ذقن کہ چاہ بابل
یہ سبزہ خط نہین دھوان ہے

کام آئے جو تیرے او سگ یار
حاضر یہ مشت استخوان ہے

نکلی نہ تمھاری یاد دل سے
خالی نہ رہا یہ وہ مکان ہے

دیکھینگے فروغ ماہ کامل
سال ان کو شروع چودھوان ہے

کیونکر ہو ادا ے شکر یزدان
قاصر منہ مین مری زبان ہے

اُف اُف اے آتش جدائی
بس بس اے عشق الامان ہے

سُنتا ہے کون کس سے کہیے
مجذوب کی بڑ یہ داستان ہے

کرتے ہین وہ ذکر آشنائی
دریا آنکھون سے یان روان ہے

دل مین ہے خیال روے جانان
مہتاب مقابل کتان ہے

دل مین تری جا ہے اور غم یار
مجھسا کوئی تیرا قدردان ہے

زلفونکی لٹون مین تیری ڈھونڈھا
دل کا پتہ لگا کہان ہے

جلد اُٹھو مجذوبا کمر کو باندھو
تیار عدم کا کاروان ہے

غزل

جلوہ ترا ہر جگہ عیان ہے
کیون پردہ چشم مین نہان ہے

بیمار تمھارا نیم جان ہے
اب تو کوئی دم کا میہمان ہے

عشق مژگان مین ہے یہ حالت
اک تیر جگر کے درمیان ہے

کون آتا ہے کام وقت بد مین
سچ ہے یہ محل امتحان ہے

داغون سے چمن ہے غنچہ دل
یہ یاد عذار گلرخان ہے

لیتے تو ہین امتحان میرا | اس مین اُن کا بھی امتحان ہے
سہما جاتا ہے یان دل اپنا | وان ہاتھ مین تیر ہے کمان ہے
برتر ہے سعادتِ ہما سے | انسان گوشت استخوان ہے
قربان ترے ابروے مژہ کے | کیا تیر ہے اور کیا کمان ہے
نظرون پہ چڑھے ہین ہم تبونکی | اللہ تو ہی اب نگاہبان ہے
ہون ذبح موذنون کے ہاتون | تلوار مرے لیے اذان ہے

دُنیا بھی عجب سرا ہے
خود صاحب خانہ میہمان ہے

غزل

اشارہ پرتو ابرو کا یہ شراب مین ہے | ہلال عید کا لو دیکھو آفتاب مین ہے
کسی کا چاند سا منہ اس طرح نقاب مین ہے | اک آفتاب نہان دامن سحاب مین ہے
سمجھ کے رکھیو صبا آج پاؤن گلشن مین | نہ چونک اُٹھے کہین وہ مست ناز خواب مین ہے
تمھارے عارض روشن سے کسکو نسبت دون | یہ آب و تاب قمر مین نہ آفتاب مین ہے
نگاہ ناز سے ہوتے ہین جنکے سو ٹکڑے | ہمارے دل سی نزاکت کہان حباب مین ہے
جہان نہ امری نشہ مین ہوگئین آنکھین | کہ جام جم کا اثر ساغر شراب مین ہے
تمھین کو واعظو دینا محاسبہ ہوگا ، | مین کیا ہون فرد گنہ میری کس حساب مین ہے

جو اُن کے عارضِ گلگون پہ آج عالم ہے — یہ رنگ اور یہ خوشبو کہان گلاب مین ہے

یہان تو عالمِ حیرت سے دم اُلجھتا ہے — وہ محوِ آئینہ ہین زلف پیچ و تاب مین ہے

تمھارے آتشِ رخ سے وہ دل مین داغ پڑا — کہ ایک ذرہ چمک جسکی آفتاب مین ہے

مرے ہوون کو نکیرین کیون ستاتے ہو — تمھین کہان یہ خبر کون کس عذاب مین ہے

چمن مین کونسے گلرو کی آمد آمد ہے؟ — کہ میرا غنچۂ دل آج اضطراب مین ہے

بجا ہے وہ مری حسن چمن کے پھول کہتے ہین — یہ میرے نازکی کے کشتونکے انتخاب مین ہے

تمام نامۂ اعمال تو سیاہ ہوا — ہنوز دل ہوسِ نسخۂ خضاب مین ہے

نہ وقتِ دفن چھپاؤ کفن مین منہ میرا — گناہگار گناہون سے خود حجاب مین ہے

ہدا شکایتِ احباب کیا کرون منہ سے
جو خامشی مین مزا ہے وہ کب جواب مین ہے

غزل

تماشائی یہ ہر سو مجتمع ہین رقصِ بسمل کے — جدھر دیکھو اُدھر ہین بند رستے کوئے قاتل کے

سہے ہین وار ہنس ہنس کر جو تن پر تیغِ قاتل کے — دکھاتے ہین گلِ خندان کا عالم زخم کھِل کھِل کے

تمھارے ابروئے خمدار کا کچھ اس مین دم خم ہے — دہانِ زخم بوسے لے رہے ہین تیغِ قاتل کے

مبارکباد اے سودائیو فصلِ بہار آئی — دلون مین چٹکیان لینے لگے نالے عنادل کے

یہ کیسی تیری آہون نے ہوا باندھی ہے اے مجنون — کہ اُلٹے جاتے ہین پردے تری لیلیٰ کی محمل کے

خدا دستِ طلب کو تاہ ہی رکھے تو بہتر ہے — ندامت کا عجب ہوتا ہے عالم منہ پہ سائل کے

عدم کے رہروؤ تم ساتھ دوگے میرا کیسے مین — یہان کے دوست تو سب ساتھی ہین اول ہی منزل کے

خدا محفوظ ان کو دیدۂ صیاد سے رکھے — قفس مین بعد مدّت پر ہوئے ہین پھر عنادل کے

مجھے یہ خوف ہے اے قیس تیری آہِ سوزان سے — نہ جل اُٹھین کہین پردے تری لیلیٰ کی محمل کے

سفر درپیش ہے پیری کا سر پر آفتاب آیا
ہدا باندھو کمر رخصت احبّا سے ہو مل کے

غزل

اندھیر زمانے مین ہے گو شام نہین ہے — وہ مہر نمایان جو لبِ بام نہین ہے

گر وردِ زبان یار ترا نام نہین ہے — ہو لاکھ زبان مُنھ مین تو کچھ کام نہین ہے

کیا سہل طوافِ حرمِ کعبۂ دل ہے — کچھ شرط یہان جامۂ احرام نہین ہے

زرافشان فلکِ حُسن پہ ہین انجمِ خوبی — افشان ترے ماتھے پہ گُل اندام نہین ہے

کُشتہ ہے کس اسیرِ نظر کا دلِ بیتاب — پارے کی طرح سے جسے آرام نہین ہے

پیری مین بھی چھوٹے گا نہ زلفون کا تصوّر — پختہ مرا سودا ہے یہ کچھ خام نہین ہے

قاتل تری شمشیر کا شہرہ ہے فلک پر — کب خوف سے لرزان تنِ بہرام نہین ہے

کس ترک کے یہ تیرِ نظر کا ہے نشانا — بسمل کیطرح دل کو جو آرام نہین ہے

اک عمر گنوائی ہے پرستش مین بتونکی — وہ سنگدل اسپر بھی تو کچھ رام نہین ہے

ساقی ہے یہ کیفیتِ دُنیا ترے دم سے
گو دہر میں جمشید نہیں جام نہیں ہے

سب نیک و بد اللہ کیجانب سے اگر ہے
تو جرم کا انسان پہ کچھ الزام نہیں ہے

کی دل میں جو کچھ فکر وہ صورت نظر آئی
کیونکر کہوں یہ شاعری الہام نہیں ہے

بیمار رُخ و زلف کی کچھ تم کو خبر ہے
یہ حال ہے اب صبح نہیں شام نہیں ہے

اے دل نہ کٹے گی یہ بلا چار پہر میں
ہے یادِ سر زلف سر شام نہیں ہے

مے پینے سے مطلب ہے تکلف نہیں ساقی
بھر دے مرے چلّو کو اگر جام نہیں ہے

مخمل کا بچھونا ہے مجھے خارِ مغیلاں
ہم خواب جو کل شب ہے وہ گلفام نہیں ہے

کیوں گرد پھرے کعبۂ رُخ کی نہ ہما تم
مسلم ہو تو یہ شیوۂ اسلام نہیں ہے

غزل

ہوے ڈھیر گر کر مکاں کیسے کیسے
مٹائے فلک نے نشاں کیسے کیسے

دیے داغ اے آسماں کیسے کیسے
زمیں میں ملے نوجواں کیسے کیسے

گُلِ داغِ الفت مہکتے ہیں جیسے
حسد کرتے ہیں باغباں کیسے کیسے

ہوے مانع بوسہ کب خالِ عارض
حفاظت پہ تھے پاسباں کیسے کیسے

مزے دیتی ہے تلخ دشنام جن کی
ملے ہم کو شیریں زباں کیسے کیسے

کھلے پھول فصلِ بہاری میں کیا کیا
خزاں ہو گئے بوستاں کیسے کیسے

نہ پایا ذرا پھیر گلبوں کا اُن کی
رہے ہے چرخ مین آسمان کیسے کیسے

جہان کو تری چاہ ہے مبیرے یوسف
خریدار ہین کاروان کیسے کیسے

دل پاش مین داغ ہین جنکے غم سے
چھٹے ہین مرے مہربان کیسے کیسے

فلک پر تھے جنکی رفعت کے آگے
زمین پر بھی ہین آستان کیسے کیسے

رہے استخوان تک نہ قبر مین باقی
مٹے صاحب عزم و شان کیسے کیسے

لحد ہے نہ سنگ لحد نام کو ہے
ہوے خاک نام و نشان کیسے کیسے

سند مل چکی عشق کے مدرسون سے
ہدا نے دیے امتحان کیسے کیسے

غزل

مٹے سرکشون کے نشان کیسے کیسے
زمین مین دبے آسمان کیسے کیسے

کیے زیر اجل نے جوان کیسے کیسے
پچھاڑے گئے پہلوان کیسے کیسے

بنا کر پری رو نے زلفون کے پھندے
کیے دام مین مرغ جان کیسے کیسے

کف سرخ سے تیرے گریان ہوئے ہین
مرے دیدۂ خونچکان کیسے کیسے

کسی نے نہ دلکی کبھی بات پوچھی
جہان مین ملے قدردان کیسے کیسے

امیر و فقیر ایک ہین بعد مردن
ہما کھا گئے استخوان کیسے کیسے

ترے رخ سے اے ماہ دامان دلکے
اُڑے پُرزے مثل کتان کیسے کیسے

گئے بھول سب ابجد عشق پڑھکر　　سبق یاد تھے بر زبان کیسے کیسے

جگاتے ہین شانہ ہلا کر لحد مین　　ابھی تک ہین انکو گمان کیسے کیسے

ہے دل مین ہجوم غم و یاس و حسرت　　ہوے میرے گھر میہمان کیسے کیسے

نہ سرکا قدم عشق کے معرکہ سے　　لیے یار نے امتحان کیسے کیسے

ہر اک داغ ہے ماہ کامل سے روشن　　دیے رنج اے مہربان کیسے کیسے

پیاپے رواں اشک کے قافلے ہین　　مرے ساتھ ہین کاروان کیسے کیسے

چلین کیون نہ سوئے نجف اے ہد اہم
سہے رنج ہندوستان کیسے کیسے

غزل

خود کر لو امتحان نظر خود پسند سے　　کچھ حال دل سنو تو کسی دردمند سے

رفعت تو دیکھو خاک نشین کے غبار کی　　ہاتون اُڑا ہے یار کے بڑھکر سمند سے

پائے نہ سرکشی سے کبھی بزم گل مین بار　　کچھ پھل ملا نہ سرو کو قد بلند سے

آب بقا ہے یہ تر آب دم حسام　　تلخی یہ موت کی مجھے شیرین ہے قند سے

زنجیر کو سمجھتا ہے اک تار عنکبوت　　دیوانہ ہوشیار ہے اس قید و بند سے

مجنون ہوا ہون اک بت لیلی کے عشق مین　　لپٹا ہوا غبار ہے پائے سمند سے

تار قبائے یار ہے رشتہ حیات کا　　وابستگی ہے دل کو ہر اک بند بند سے

پھنستے ہین تیرے حلقۂ گیسو مین آپ سے | وابستگی دلون کو ہے خود اس کمند سے

سودائے زلف و خال نے بھڑکائی دل مین آگ | اُٹھنے لگا دھوان جو ہین جلکر سپند سے

فریاد کیجیے بھی تو بلبل کے سامنے | کہیے بھی درد دل تو کسی دردمند سے

کیونکر نہ تاب رُخ سے بنی خال مثل زلف | اُٹھتا ہے دود آگ مین جلکر سپند سے

ناز و ادا و عشوہ و انداز یار کا | پوچھے کوئی ہمارے دل مستمند سے

عاشق ان ابروؤن کے تمھارے میان راہ | مثل غبار لپٹے ہین نعل سمند سے

مرتے ہو کیون مہدا قدِ دلجوے یار پر
کرتے ہو قطع تن کو عبث بند بند سے

غزل

نہین نہین بہت او کج ادا نہین کرتے | بھلائی کرکے مری جان برا نہین کرتے

وہ کون کونسی ہم پر جفا نہین کرتے | ہمارا دل ہے کہ اُن سے گلا نہین کرتے

غیور عیب سمجھتے ہین ہاتھ پھیلانا | بلند اسلیے دستِ دعا نہین کرتے

دمِ اخیر بھی دم بھرتے ہین مسیحا کا | مریضِ عشق شفا کی دعا نہین کرتے

ہم اپنے دل کے لگانے کے آپ شاکی ہین | ترا گلا کوئی اے دلربا نہین کرتے

مین چھیڑتا ہون شبِ وصل اُنھین تو کہتے ہین | جو آئے اپنے گھر اُس کو خفا نہین کرتے

یہ کجروان سے بھی ملتے ہین سیدھے تیر کیطرح | اصیل سچ ہے کسی سے خطا نہین کرتے

ہمین تو یار کے اقرار وصل مین ہے کلام
وہ بات منہ سے نہین کے سوا نہین کرتے

وہ ایک ہم ہین کہ جیتے ہین اُنکے وعدے پر
وہ ایک وہ ہین کہ وعدہ وفا نہین کرتے

سمجھتے ہین کہ خدائی ہے اپنے قبضہ مین
یہ بت ذرا بھی تو خوفِ خدا نہین کرتے

ہو کیسے رشکِ مسیحا تمھین کرو انصاف
مریضِ ہجر کی اپنے دوا نہین کرتے

وصالِ یار کے بھوکے ہین سیر جینے سے
اسی سے خواہشِ آب و غذا نہین کرتے

خدنگِ آہ مرے عرش تک پہونچتے ہین
اب اس سے اور سوا حوصلا نہین کرتے

ہمدا نہ مانین گے وہ مفت بات جائیگی
اسی سے عرض کوئی مدعا نہین کرتے

غزل

زلف شبگون پہ طبیعت مری کیا آئی ہے
شامتین کھیلتی ہین سر پہ بلا آئی ہے

اے دل ابرو کے تصوّر مین ہلاکت ہوگی
منہ پہ تلوار کے چڑھتا ہے قضا آئی ہے

داغ بھی دے جو خدا تو مرے دل سا روشن
جسکے پرتو سے قمر مین یہ ضیا آئی ہے

ہاتھ مل مل کے یہان سرخ تاسف سے ہوئے
باغ سے اُنکے لگانے کو حنا آئی ہے

جمع اک خلق تھی اُس بت کے نظارے کیلیے
آج بندون کو نظر شان خدا آئی ہے

جیتے جی پاس بٹھایا نہ کسی نے افسوس
لاش اُٹھانے کے لیے خلق خدا آئی ہے

آہین کرتا ہون تو کہتے ہین جلا بیکو مرے
دلکو فرحت ہوئی کیا سرد ہوا آئی ہے

آدمی کیا کہ فرشتے ہین تری چاہ مین غرق
رشک زہرہ کو ہے وہ تجکو ادا آئی ہے

تیرے کوچہ سے نہ اُٹھینگے کبھی محشر تک
جان دیکر یہ میسر ہمین جا آئی ہے

یادِ زلف و رُخ جانان رہی دل مین جبتک
اک نہ اک تازہ بلا صبح و مسا آئی ہے

ناتوانی مین بھی ہے آہ رسا زورون پر
چرخ کیا عرش کے پایہ کو ہلا آئی ہے

لاکھ نعمت ہے قناعت سے ہمین غم کھانا
ہم فقیرون کو پسند اب یہ غذا آئی ہے

تیری اُلفت کی محبت کی ہے صیقل اے شوخ
جب سے آئینہ دل میں جلا آئی ہے

کیا مرے خون کا بہانا انھین ہاتھ آیا ہے
جب سے نو باغ سے ملنے کو حنا آئی ہے

اے ہدا اُسکے ہین دامن مین چھپا ہون جاکر
خُلد سے جسکے پہننے کو عبا آئی ہے

غزل

ہے عہد ضد سے غیر پھر آکر لپٹ نجاے
زخم جگر کا پھر مرے انگور پھٹ نجاے

چڑھ کر نظر پہ شعر کا مضمون کٹ نجاے
بڑھکر وقار دیدۂ بد بین سے گھٹ نجاے

سیدھا کسی کا ہو کے مقدر اُلٹ نجاے
دشمن کا دوست راہ سے آکر پلٹ نجاے

امکان سے بڑھ چلے نہ بشر امتحان مین
اتنا قدم بڑھائے کہ پیچھے کو ہٹ نجاے

گلچین سمجھکے نخل گلستان پہ ہاتھ ڈال
نازک بہت ہے دامن گل دیکھ پھٹ نجاے

دیکھے چمن مین گر گل خندان روے یار
مرجھا کے پھول شرم سے کیونکر سمٹ نجاے

جلوہ ہے پیش چشم جو اُس آفتاب کا
کیوں مثل چاک صبح گریبان پھٹ نجائے

غم ہی دخیل ہی وہ حساب و کتاب میں
میزانِ رقیب کی کہیں اُس رُت سے پٹ نجائے

اے شوقِ چشم دید لحاظِ ادب ہی شرط
گرد نگاہ سے گلِ رُخسار اٹ نجائے

ہے خوف اسیر زلف کو صحرا سے اسلئے
زنجیر بنکے پاؤں سے جادہ لپٹ نجائے

رو کر نہ وقتِ نزع پریشاں کریں عزیز
ہوں محوِ یادِ دوست کہیں دھیان بٹ نجائے

مدت کے بعد دوست جو بچھڑا ہو اسلیے
کیوں کاہ کہربا کی طرح سے چمٹ نجائے

کچھ سوچکر بھر آیا ہی دل رونے دیجیے
ضبطِ فغاں کروں تو ابھی دم اُلٹ نجائے

بلبل خدا سے ڈر، نہ کر اسدرجہ شور و غل
پتھر نہیں ہی گل کا کلیجہ ہے پھٹ نجائے

سودے میں زلفِ یار کے یہ خوف ہے مجھے
سایہ کی طرح سایۂ کاکل لپٹ نجائے

مارا ہوں اُنکی زلف کا جب سے یہ خوف ہی
افعی کی طرح دوڑ کے سایہ لپٹ نجائے

ٹھیرو ذرا میں بند قبا کو تو کھول لوں
تیرِ نگہ ہے آپ کا نازک اوچٹ نجائے

تڑپو ادب سے بزم میں لے بسملانِ عشق
چیں بر جبیں نہوں وہ بچھونا سمٹ نجائے

آئینہ دل کا میرے رعایت سے لے لیا
منہ دیکھے کا یہ سودا ہی کسطرح پٹ نجائے

کرتا ہوں آہ دل سے میں ای حاملانِ عرش
بیچو یہ سپہر کو تھامنو اولٹ نجائے

ہو رنج بات بات پہ اس بد زبانسی جب
کیونکر دل ایسے شخص کی چاہت سے ہٹ نجائے

کیا اوس جواں کو ہو اثر پند پیر کا
پتھر نہیں وہ جسپہ نشانہ اوچٹ نجائے

جز فرش خاک کون ہی ایسا جہانمیں فرش
دنیا کی دوڑ دھوپ رہے اور سمٹ نجائے

دنیا کو عام بد نہ کہیں ٹھیک بھی ہیں لوگ ایسا اگر نہ ہو تو زمانہ الٹ نہ جائے

طوفان آہِ دل سے قیامت کا خوف ہی بوسیدہ سائبان فلک کا ہی پھٹ نہ جائے

گیسو ہیں روئے یار پہ ہے چھٹ پٹے کا وقت ای طفلِ دل سرک کوئی سایہ لپٹ نہ جائے

مجھ کو سنا کے ناز سے کہتے ہیں روز عید جو ہم کو چاہتا ہے گلے سے لپٹ نہ جائے

یارب وہ نطق دے تو ہماری زبان کو تا مرگ تیرے نام کے لینے کی رٹ نہ جائے

زیبا نہیں جبیں پہ شکن اے شہ جمال مند بساط حسن کی دیکھو سمٹ نہ جائے

بیزار جس سے وہ ہوں ٹھکانہ لگے کہاں ہٹ جائے سامنے سے مگر انکی ہٹ نہ جائے

امید جسکے دل میں ہو صبحِ وصال کی کیونکر تمام رات بھر آنکھوں میں کٹ نہ جائے

تازہ ہے رسم خوف ہی اظہار حال میں نازک مزاج ہیں وہ طبیعت اوچٹ نہ جائے

دشمن بھی کہتے ہیں مرے مرگ شباب پر اس سن کا نخل کوئی بھی گلشن میں کٹ نہ جائے

ہیں شور عندلیب پہ غنچوں کے قہقہے وہ مستِ ناز خواب میں ہی نیند اچٹ نہ جائے

سرمہ لگائیے تو ذرا دیکھ بھال کے ابرو کے نیچے ہیں اوپے ہاتھ کٹ نہ جائے

یارب وہ نطق دے تو ہدا کی زبان کو
تا مرگ تیرے نام کے لینے کی رٹ نہ جائے

غزل

حاجتِ اظہارِ سوزِ عشق کیا محفل میں ہی ہی زبانِ شمع پہ روشن جو میرے دل میں ہی

جب سے مجنوں کے آنا لیلا سمایا دل میں ہے
اپنے میں پاتا ہی اسکو جو نہاں محمل میں ہے

صاف ہو کیونکر نہ ہم آتش مزاجونکی زباں
روز اول سی سرشتِ آب کوثر گل میں ہے

خون کی چھینٹیں تنِ بسمل کے دکھلاتی ہیں رنگ
تختۂ لالہ شگفتہ دامنِ قاتل میں ہے

میرے سینہ سے لپٹ کر وصل میں کہتی ہیں وہ
اب کہو کیا آرزو باقی تمہارے دل میں ہے

منہ سی کہنے کی ہے حاجت مند کو کیا احتیاج
عرضِ مطلب آئینہ لوحِ کفِ سائل میں ہے

پاؤں پھیلا کر نہ سوئے قبر میں کیوں چین سی
آج بیمارِ سفر آرام سے منزل میں ہے

ان بتانِ دہر کا بھی عشق ہے قہر خدا
دیکھ لو حالِ ملائک جو چہِ بابل میں ہے

ایک نقطہ میں سمایا کس طرح گردوں کا دور
کس قدر وسعت الٰہی آنکھ کے ہر تل میں ہے

وہ نہ آتے ہیں نہ آتی ہی اجل ہوں مضطرب
نزع کی حالت ہی جانِ زار کس مشکل میں ہے

ناقۂ گردوں ہمیں پامال کرتا کیا بھلا
جلوہ گر لیلا کوئی اس نیلگوں محمل میں ہے

تابِ نظارہ نہ تھی جبکی کلیم اللہ کو
جلوہ گر وہ شمع طور افروز اپنے دل میں ہے

ہجر میں خونِ جگر کا رنگ دیتی ہے حنا
دیدۂ پرخوں کیصورت دانت ہر کسل میں ہے

گو کہ ظاہر میں مرا مدفن ہی بے شمع و چراغ
داغ ہر اک صورتِ خورشیدِ محشر دل میں ہے

دل میں سمجھا میں خطِ دستِ گدا کو دیکھکر
عرضِ حاجت نقش پر لوحِ کفِ سائل میں ہے

تیرے سایہ کے نہ ہونیکی ہے یہ وجہ ثبوت
نور بنکر دیدۂ مردم کے مخفی تل میں ہے

ہو گیا اے قیس پردہ فاش رازِ عشق کا
دیکھ تو محمل میں ہی لیلا کہ تیرے دل میں ہے

کس طرح پہونچیگا اپنا نامہ بر اس بزم میں
دخل جب پیک صبا کا مشکل اس محفل میں ہے

حسرتِ دیدارِ قاتل بڑھ گئی زخموں سے اور
ہر جراحت چشمِ نظارہ تنِ بسمل میں ہے

ٹھنڈی آتی ہی ہوا زخمِ دلِ پر داغ سے
ہے در جنت جراحت جو دلِ بسمل میں ہے

اے ہمدرا کیونکر بھلائیں ابروے قاتل کی یاد
نوک خنجر کی خلش پہلو میں خنجر دل میں ہے

غزل

جسکا میں مجنوں ہوں وہ لیلیٰ اسی محمل میں ہے
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں میں جسکو وہ میرے دل میں ہے

آستینوں کی وہ اس قاتل کی باہوں پر شکن
صورتِ شمشیر ہر خم دیدۂ بسمل میں ہے

فاش ہو گیا عشق اک پردہ نشین کا دل میں ہے
بوئے غنچہ بنکے یہ لیلا نہاں محمل میں ہے

ہر دہانِ زخمِ عیسیٰ لب تنِ بسمل میں ہے
آبرو آبِ بقا کی خنجرِ قاتل میں ہے

ان بتوں کے جبر سے جاتے ہیں سوئے دیر ہم
پر خدا واقف ہی جو نیت ہمارے دل میں ہے

واقعی اس شوخ کی دونوں بھویں ہیں ذوالفقار
کاٹ تیغِ دو زباں کا ابروئے قاتل میں ہے

روح کو بعدِ فنا بھی ہے علاقہ یار سے
رشتۂ جاں بن کے ڈورا خنجرِ قاتل میں ہے

وائے نافہمی کہ یہ خونِ گلو سمجھے ہیں وہ
روح میری پھول بنکر دامنِ قاتل میں ہے

خلد سے بہتر جگہ ہاتھ آئی ہے ہو کر شہید
ہے حنا یا خوں بہا میرا کفِ قاتل میں ہے

جوشِ وحشت ہے بھرا ہے سر میں سودائے جنوں
یہ دلِ ناداں جو دامِ گیسوئے قاتل میں ہے

کاشفِ احوالِ جگر کا ہے مرے یہ مو بہ مو
شانۂ صد چاک جو زلفِ سرِ قاتل میں ہے

خون کے تھالو ںسی کشتو ںکے زمیں ہی لالہ زار　　رنگ گلزارِ خلیلی کوچۂ قاتل میں ہے
ٹھان کر دل میں رضینا بالقضا جاتا ہوں میں　　خوف کیا لکھی اجل گر کوچۂ قاتل میں ہے
شک یدِ بیضا کا جس پر ہے کلیم اللہ کو　　روشن ایسا چور مہندیکا کفِ قاتل میں ہے

چومتا ہوں اے ہدا ظاہر میں محرابِ حرم
نیت اپنی پر طوافِ ابروے قاتل میں ہی

غزل

خون کی اک بوند بھی جبتک تنِ بسمل میں ہے　　حوصلہ زخموں کے کھانیکا وہانتک دلمیں ہے
اجر قربانی ہی کیا ناحق گلوں کا کاٹنا　　اس ستمگر سے کوئی پوچھے یہ حسرت دلمیں ہے
تیرا جلوہ ظاہر و باطن میں یکساں ہی مجھے　　دیکھتا ہوں آنکھ سی جو کچھ کہ میرے دلمیں ہے
آئینہ میں بال جب پڑتا ہے چھپ سکتا نہیں　　دھیان اُس موئے کمر کا یوں ہمارے دلمیں ہے
ہے تری مخمور آنکھوں کا تصور رات دن　　تپلیونکا ہے تماشہ یا سویدا دلمیں ہے
تو نہیں لیکن ہے تیری یاد تو پہلو نشیں　　کب سوا تیرے خیال غیر اپنے دلمیں ہے
سر بکف حاضر ہوں جو چاہو کرو ظلم و جفا　　حوصلہ باقی نہ رہجائے جو کوئی دلمیں ہے
دیر میں ڈھونڈھا جسے کعبہ میں کی جسکی تلاش　　دیکھنا شانِ خداوندی وہ کافر دلمیں ہے
وسعتِ ارض و سما میں جو سما سکتا نہیں　　کیا خدا کی شان ہی وہ اور میرے دلمیں ہے
قتل ہوں سو بار زندہ ہو کے تیرے ہاتھ سی　　حوصلہ بعد شہادت بھی یہ اپنے دلمیں ہے

ایک کوزے میں سما سکتا نہیں بحر رواں ظرف میرا دیکھ ساقی مے کا دریا دلمیں ہے

آئینہ مجھپر نہ کیوں دنیا کی ہوں کیفیتیں جام جمشیدی کا عالم اپنے جام دلمیں ہے

مہرباں اک شب تو ہوجا اے مہ حسن و جمال ہم بھی جی بھر کر نکالیں جو کہ حسرت دلمیں ہے

گرمیوں سے لالہ رو یونکے شگفتہ ہیں وہ داغ اک پھپھولا پھولا ہوا گلشن ہمارے دلمیں ہے

ہے تری تیوری چڑھانیکا اشارہ قتل عام قاعدیسے جان جاتا ہوں جو تیری دلمیں ہے

ہاتھ رکھکر میرے سینہ پر وہ بولے بعد قتل سرد ہونے پر طپش کسدرجہ میرے دلمیں ہے

ہے شگفتہ میرے پہلو میں سدا اک خانہ باغ داغ الفت کا چمن بنکر ہماری دلمیں ہے

تاب نظارہ کی جسکی مہر محشر کو نہیں کس قیامت کی تڑپ کا داغ الفت دلمیں ہے

کم رفو کو جس کے رشتہ ہے حیات خضر کا بد زبانی کا وہ تیری زخم میری دلمیں ہے

ساتھ ہیں غنچے عنادل کی ہزاروں نغمہ سنج داغ الفت کا تری طرفہ شگوفہ دلمیں ہے

قتل اتنی آرزوئیں کیں مری اس چرخ نے کربلا کی طرح اک گنج شہیداں دلمیں ہے

ای ہدا کیا خوب ہے نام علی نام خدا
اسم اعظم کی طرح کافی ہر اک مشکل میں ہے

غزل

کوسوں زمیں سے اوج پہ اپنا غبار ہے کتنا بلند مرتبۂ خاکسار ہے

جب سے کہ ہمکو عشق بت گلعذار ہے لالہ کی طرح داغ جگر میں بہار ہے

کیا بے ثبات یہ چمنِ روزگار ہے | دورِ خزاں کبھی کبھی فصلِ بہار ہے
جب سے تصوّرِ مژۂ چشمِ یار ہے | یہ نیش ہیں کھٹک ہے کہ پہلو کی پار ہے
چپ ہے ہمارا نالۂ دل سن کے عندلیب | غنچہ سے گل کی بند زبان ہزار ہے
سودا خدا کی راہ کا کر لو شباب میں | بازار کی اوائل شب میں بہار ہے
کیونکر چلوں ہیں کاتبِ اعمال دوش پر | بارِ گنہ سے بڑھ کے مرے سر پہ بار ہے
جب سے درازیِ شبِ عشاق ہے مراد | میری نگہ میں سرمۂ چشمِ نگار ہے
ناوک نظر ہے حلقۂ چشمِ صنم ہے قوس | جھپکی پلک کہ تیر کلیجہ کے پار ہے
ڈورا ہی اونکی تیغ میں کیا تار زلف کا | جو زخم ہے وہ نافۂ مشکِ تتار ہے
جو کام آج کا ہے وہ کل پر اٹھا نہ رکھ | کیا اعتبار ہستیِ ناپائیدار ہے
مرتا ہے تو امید پہ وعدے کی کیوں حسیں | اس بیوفا کی بات کا کیا اعتبار ہے
بحرِ جہاں میں ہم سا سبک روح کون ہے | دوشِ صبا پہ مثلِ حباب اپنا بار ہے
یہ مشتِ استخواں ترا حصّہ نہیں ہما | مدت سے یہ تو نذرِ سگِ کوئے یار ہے
دل میں ہمارے دید کی اس بت کی ہے ہوس | کوچے میں جسکے پیکِ اجل سنگسار ہے
کیونکر شرر زباں ہمہ تن ہو نہ مثلِ شمع | در پیش مدحِ آتشِ رخسارِ یار ہے
وہ خود پسند کیا مرے دل پر نظر کرے | آئینہ دیکھنا بھی جسے ناگوار ہے
چلتے ہیں جھک کے سن ضعیفی میں اسلئے | عزمِ سفر ہے دوش پہ عصیاں کا بار ہے
کل تک جنھیں حجاب تھا پھولوں کی اوٹ سے | آج انکی پردہ پوشی کو خاکِ مزار ہے

چشمِ بتاں میں پائی ہے سرمہ نے خوب جا | پتھر کو خاکساری سے یہ افتخار ہے
برباد کر صبا نہ اسے کوئے یار سے | یہ اک غریب خاک نشیں کا غبار ہے
کیونکر نہ زخم دل مرے آلے رہیں سدا | ہر وقت یاد کاکلِ مشکین یار ہے
روتا ہوں یاد عارضِ رنگینِ یار میں | بارش ہے آنسوؤنکی کہ ابر بہار ہے
زرریز ہو رہی ہے زمیں صحنِ باغ کی | فصلِ خزاں میں دیکھئے طرفہ بہار ہے
کاکل ہوا سے آنکھ پہ اُنکے پڑے ہوئیں | زنجیر میں یہ آہوے دشتِ تتار ہے
خلق خدا سے بت کریں دعویٰ خدائی کا | یہ بھی تو ایک قدرتِ پروردگار ہے
اب آنکھ وہ چراتے ہیں تھی جنسے چشمِ داشت | کیا دیکھئے زمانے کا لیل و نہار ہے

چل اونکے آستاں پہ ہُدا اب کسی طرح
برباد جسکی راہ میں مثل غبار ہے

غزل

ایسی بھی کوئی نور کی صورت کی دید کی | زاہد تجھے قسم ہے کلام مجید کی
بیونتا خدا نے دیکھ کے جامہ ہر ایک کا | جیسی تھی قطع ویسی ہی قطع و بُرید کی
خالِ صنم کے عشق سے ہوگی مری نجات | ذرہ نواز ذات ہے ربِّ مجید کی
بیقدر ہیں وہ جنس ہوں بازار دہر میں | بیچا سحر کو شام کو جس نے خرید کی
للہ اب تو شکل دکھا دے کہیں صنم | پتھرا گئی ہے آنکھ ترے محوِ دید کی

پھر جاؤ تیری قبر سے اے منکر و نکیر | واقف نہین دماغ ہین گفت و شنید کی
خلعت بہار سے ہین وہ جلاد کو وہان | تہ پیرہانِ کفن کی ہے قطع و برید کی
مانی کیطرح کتنے ہی مصور ہو گئے | صورت کھنچی نہ اوس کمرِ ناپدید کی
اللہ رے انتظار جھپکتی نہین پلک | ہے آئینہ کی آنکھ ترے محوِ دید کی
واعظ گناہگار نہ مستون کو جانتے | ہوتی خبر جو رحمت رب مجید کی
کشتہ ہوا ہون ابروئے خمدار کا صنم | کعبہ مین قبر چاہیے تیری شہید کی
پھرتی ہے شکل موت کی ہر دم نگاہ مین | جب سے کہ ہم نے ابروے قاتل کی دید کی
ثابت ہوا عدم مین کوئی نامہ بر نہین | آئی نہین خبر جو کسی کے رسید کی
کھلتے ہین سب کے دل مری باتون سے بزم مین | تاثیر ہے زبان کو گویا کلید کی
زلفین بنا رہا ہے رقیب آج یار کی | پھر شام مین ہوئی ہی حکومت یزید کی

نکلا ہے قید خانہ مین دم اپنا اے ہما
لوحِ مزار چاہیے سنگ حدید کی

غزل

جو کل گدا تھے اب اونھین عیشِ شہانہ ہی | یارب تری کرم کا عجب کارخانہ ہی
تیری نگاہ ناز سی بسمل زمانہ ہے | وہ کون دل ہی جو نہین تیر کا نشانہ ہی
قربان یاد ابروے جانان پہ ہم ہین یان | وان عید کی خوشی ہی نماز دوگانہ ہی

ہم فاقہ مست فقر کے نشہ مین مست ہین | منعم کے سر مین ہو جو غرور خزانہ ہی
مہندی لگا لگا کے جو دہوتے ہو ہاتھ یار | اچھا لہو بہانے کا میرے بہانہ ہی
پابند جب سی سلسلۂ زلف مین ہی دل | وسعت جہان کی حق مین مرے قیدخانہ ہی
صرف فغان ہوئی ہن وہ گل عارض کی یاد مین | بلبل کا بند جب سی چمن مین ترانہ ہی
کیا دخل آنکھ اوٹھا کے جو دیکھے کوئی اودہر | مانند سقف کعبہ ترا آستانہ ہی
صل علی جہاک گل عارض کی آپکے | کہتے ہین جس کو خلد برین صحن خانہ ہی

یا ہم بغل تھے اون سے ہدا یا رقیب ہین
وہ بھی زمانہ تھا کوئی یہ بھی زمانہ ہی

غزل

کیا آج کل وہ زیب دہ صحن خانہ ہی | نکہت مین بڑھ کے خلد سی جو آستانہ ہی
لکھی ہی بیت ابروئے جانان کے وصف مین | مقبول ہو تو اجر نماز دوگانہ ہی
چتر زری کا سایہ تھا کل جنکے فرق پر | آج اونکی قبر دہوپ مین شامیانہ ہی
کیا منھ جو لائے یار کے تیر مژہ کی تاب | یہ دل ہمارا ہے کہ ہمیشہ نشانہ ہی
پھر بڑھ چلین ہین کاندھے نکلا ہی یار کا لین | کیا آپکو وہ یاد نہین دردشانہ ہی
فاقہ کشون کو کیا ہی عدم کے سفر سی فکر | زاد سفر ہے ساتھ نہ کچھ آب و دانہ ہی
ڈنکا ہے ساتھ نالون کا فوجین ہین آہ کی | سرکار عشق بھی حشم خسروانہ ہی

تم زاہد و نماز پڑھو عیدگاہ مین | یان اک نظر نظارہ ابرو دوگانہ ہی
دکھلاوے میرے بھی دل صد چاک کو کوئی | سنتا ہون پھر زلف اونھین فکر شانہ ہی
قربان لبون پہ دنگے ہوے بات رہ گئی | اب خوب لطف زندگی جاودانہ ہی

صدقے مین پنجتن کے ہدا کو بھی بخش دے
حق سے نماز مین یہ دعا پنجگانہ ہے

غزل

گر وصف کوئے یار مین اپنی زبان کھلے | جس وقت آنکھ بند ہو باب جنان کھلے
گردون کو داغ روشنی مہر و ماہ ہو | اپنے سیاہ خانہ کا گر ناودان کھلے
خنجر چھپا کے لاتے ہو ہر روز بہر قتل | جوہر تمھارے آج یہ ایجان جان کھلے
کیسی دہان یار کی مخفی تلاش تھی | گویا وہ لب نہین ہیئے راز نہان کھلے
خط تو نمود ہو کہین عارض پہ لے قمر | ساری حقیقت آپ کی ایجان جان کھلے
چھائے فراق یار مین گرد و دل مرا | بدلی گھڑی رہے نہ کبھی آسمان کھلے
منھ پھٹ بہت ہے یار ہوا ٹکڑے ٹکڑے دل | جب بات کی تو جوہر تیغ زبان کھلے
یارب شب وصال ہی مردہ دلون کی آج | مرغ سحر کی آنکھ نہ وقت اذان کھلے
بند بے وبست باغ مین تھا فصل گل تلک | اب رات دن پڑے ہین در بوستان کھلے
لو ہم نے منھ کو ڈھانپ لیا شرمگین نہو | بند نقاب شوق سے اے یار جان کھلے

قاصد لکھے ہین ہم نے کچھ اسرار دوستی
تنہا جہان ہو یار پہ نامہ بان کھلے

حضین ہین دونون طرح سے جو یار کی خوشی
ہو کم تمل شاقون سے با مہ پیسان کھلے

صاحب زبان سنبھالیے یہ بدزبانیان
ایسا نہو پھر اور کسی کی زبان کھلے

پڑتے ہین پیچ بندش مضمون مین یکدگر و ن
دیکھیے کیا حقیقت موے میان کھلے

خلوت مین ہم کلام ہوے آج وہ ادا
پردے اوٹھے حجاب کے راز نہان کھلے

غزل

رفو ہو گر جراحت کا مرے تار رگ گل سے
لڑائی دیدہ ہر زخم آنکھین چشم بلبل سے

ہوا بیخود دیا اون کے نشہ چشم تغافل سے
کہ ہوش آتا ہے جب مجھکو تو بیہ غافل سے

عجب کیا کچھ دنون مین ہو جو ہمسر اونکی کاکل کے
مقابل ہے تدا مین دود دل ہے زلف سنبل سے

کھلے یہ داغ سودا مین نسیم موسم گل سے
کہ مجھ مین اور چمن مین فرق تھا ہے تامل سے

جلا اس درجہ دل گلشن مین عشق آتش گل سے
بنا ہے آسمان آگ اور دود آہ بلبل سے

نزاکت اوس گل خندانکی پوچھو باغبان گل سے
مرے بیتابی دل کا سنو قصہ تو بلبل سے

کہان یہ نور تھا پہلے چراغ لالہ و گل سے
چمن مین آئی روشنی ہے شعلہ آواز بلبل سے

خدا جانے جلے ہین رات بھر کس درجہ پروانے
کہ بو آتی ہے سوز استخوان کی شمع گل سے

نہو باغ جہان مین فاش حسن و عشق کا پردا
کرین گر بخیہ چاک گل کا تار رشک بلبل سے

تمھارے سبزۂ پشت لب و گیسوے شکین — خطا ہو دین اگر تشبیہ تم پیچان و سنبل سے
نہ بخشین تا تحریر پیدا نہین مستونکی زخونکو — پہنچتا ہو ثواب جا پر قلقل مینا کی قلقل سے
صداے پند واعظ کس طرح ہو گوش زد دنیا — بھرے ہین کان مین پنبہ نوشانوش کے غل سے
غزل میری زبانون پر ہو گلرونکی گلشن مین — زبان خامہ خوش گو ہو کہین منقار بلبل سے
دل محزون نہو بشاش کیونکر بزم رندان مین — صدا قہقہہ آتی ہو ہر شیشہ کی قلقل سے
ہمین کیا خوف یدل شورش بحر ہلاکت کا — اتر جائینگے تیغ یار کے ہم آہنی پل سے
غزل خوان ہین گل عارض پہ اونکے وہ گل تر پہ — ترقی ہو کہین نغمونکو میرے شور بلبل سے
چہکتا ہو دم تحریر وصف روے رنگین مین — زبان کلک گویا کم نہین منقار بلبل سے
ترے آنے سے جامہ مین نہین پھولے سماتے ہین — عیان ہو شادمانی گل کی خود پیراہن گل سے
شہادت سے ملی ہو سرخروی اپنے زخمونکو — نہ بدلینگے کبھی مر کر بھی رنگ چہرۂ گل سے
یقین ہے مثل بلبل صرف افغان ہو بگلستان مین — کہو ہین داستان عشق کو جا کر اگر گل سے
شرر انگیز لب کی برش فصل بہار آئی — بنا ہو ماہ جل کر داغ لالہ آتش گل سے
ہوا ہی خط سبز لب سے اثبات دہن اونکا — ملا چشمہ بقا کا خضر کے ہمکو توسل سے
برنگ آسیا ہر صبح بھیجے رزق انسان کو — خدا پر کوئی شاکر ہوکے گر بیٹھے توکل سے
غبار اپنا اگر ادوش صبا سے کوے جاناں ہیں — ترقی کا ہو رتبہ پست آج اوج تنزل سے
سبک روتیرے کب پابند ہین قید سلاسل کے — جنون مین منزلون بڑھ جائینگے زنجیر کے غل سے
دکھائے جذب الفت گر قفس مین حسن یکرنگی — ترانے سنکے گل نکلین ابھی منقار بلبل سے

دل افسردہ خالی روے تابان سی کرین روشن　　چراغ اپنا جلا لین کہین تو اس شمع گل سی

ہمدا شاہ اودھ کے حق مین یہ کرنا دعا حق سی

چلے باد بہاری اس چمن مین پھر تجمل سی

غزل

جب ان کی زلف سیہ کا خیال ہوتا ہی　　یہ دم اولجھا ہی جینا وبال ہوتا ہے

تمھارے ابرون کا جب خیال ہوتا ہی　　برنگ قبلہ نما دل کا حال ہوتا ہے

مثل ہی سچ کہ ہی دو دن کی زندگی اپنی　　کمال جسکو ہی اکدن زوال ہوتا ہے

ہر ایک بات سے ہی اونکی دلبری پیدا　　شباب کا بھی عجب سن و سال ہوتا ہے

تمھارے حسن عمل پر یقین ہوا دل کو　　کہان بشر بھی فرشتہ خصال ہوتا ہے

بھرا ہی کوچہ قاتل بھی آج لاشون سے　　قدم زمین پہ رکھنا محال ہوتا ہے

جو دیکھتا ہون کبھی چاند چودھوین شب کا　　تو اوس قمر کا تصور کمال ہوتا ہے

عتاب یار کا باعث نہ دوستو پوچھو　　خیال آتا ہی جس دم ملال ہوتا ہے

تڑپ تڑپ کی بسر کی ہی یاد زلف مین شب　　نصیب کب ہمین روز وصال ہوتا ہے

دماغ جن کے فلک پر تھی اے ہمدا کل تک

اب اون کا کاسہ سر پائمال ہوتا ہے

غزل

فزوں کیا اس سے ہوگی دہر میں توقیر پتھر کی
خدا بن بیٹھی ہر تراشی ہوئی تصویر پتھر کی

اجل قسمت میں اس وحشی کی تھی تحریر پتھر کی
نہ لڑکوں کی خطا سمجھیں نہ کچھ تقصیر پتھر کی

چمک ہیرے میں ہے پر یار کے دندان سے کیا نسبت
کہاں برق تجلی اور کہاں تنویر پتھر کی

وفات کوہکن کا سانحہ بھی حیرت افزا تھا
تعجب ہے بنی اس پر نہ جوئے شیر پتھر کی

چلے اس شان سے ہم عشق بت میں طوف کعبہ کو
صنم ورد زبان ہے ہاتھ میں تصویر پتھر کی

ترے بیمار پر لے بت شب غم سخت بھاری ہے
ہوئی ہے شمع بالیں صورت تصویر پتھر کی

یہ شب کی تختیاں ہیں وہ بت پھرتا ہے گردن میں
کوئی بنوا دے اس وحشی کو بھی زنجیر پتھر کی

گوارا قتل ہے تیر نگہ کا آہوے دل کو
نہ لائیگا کبھی برداشت یہ نخچیر پتھر کی

مرے سر کیلئے چن چن کے کودک جمع کرتے ہیں
جہاں تک ہوتی ہے اونکیلئے تدبیر پتھر کی

دم فریاد و زاری آسمان سے اولے پڑتے ہیں
دکھائی ابر و دود آہ نے تاثیر پتھر کی

جو دیکھا سنگ اسود چومتے مجھکو وہ بت بولا
خدا کے گھر میں بھی اللہ ہے توقیر پتھر کی

لبوں سے یار کے تشبیہ دی لعل بدخشاں کو
کرے اس سے زیادہ کیا کوئی توقیر پتھر کی

جو لوح کوہکن کو دعوی خوبی تو شیریں سے
گریباں گیر تیشہ کی نہ دامنگیر ہے پتھر کی

یہ کچھ وصلی نہیں شست و شو سے حرف مٹتے ہاں
خط تقدیر کو سمجھے بشر تحریر پتھر کی

جو سرد آہ دل پر سوز پروانہ اثر رکھتی
ابھی اے شمع ہوتی گردن گل گیر پتھر کی

خداداد آفت ہے اے ترک تیری تیغ ابرو مین ۔۔۔ کہ بجلی کو نہ ہو حاجت نہ سیہ شمشیر پتھر کی

نہ غافل رہ ہمیشہ بیدل ہو احوال دنیا سے ۔۔۔ کہ اس خواب گران پر راست ہے تعبیر پتھر کی

تری خاک قدم خود کیمیاے سنگ پارس ہے ۔۔۔ ہوس لیکے تئین مجھکو نہین اکسیر پتھر کی

وہ بت کلمہ مرا پڑھنے لگا محو سخن ہوکر ۔۔۔ ہوئی سحر البیانی سے مری تسخیر پتھر کی

ہم آزردہ کشتہ بتون کا ہے یہ لوح قبر پر لکھنا
جو بعد دفن ہوے دوستو تدبیر پتھر کی

غزل

بڑی دیر و حرم مین خوب ہی تقدیر پتھر کی ۔۔۔ بڑی ہندو مسلمانون مین ہے توقیر پتھر کی

منور دیدۂ مردم کو کحل طور کرتا ہے ۔۔۔ ضیاے مہر سے دہ چند ہے تنویر پتھر کی

سلاسل مجھکو پہناتا ہے وہ بت اپنے ہاتھو سے ۔۔۔ تماشا ہو جو بن جاے کوئی زنجیر پتھر کی

نہ دی واں بت نے مٹی اور سنگ قبر بنوایا ۔۔۔ مرے مرقد کی پر کیا خاک کی تعمیر پتھر کی

گرانی غم کے کھانے مین بھی ہوتی ہے نقاہت سے ۔۔۔ ہوئی رزق مقرر مین بھی تاثیر پتھر کی

مسی مالیدہ لب کی ہمسری کو نیلم آیا ہے ۔۔۔ ہوئی کیا شامت اعمال دامنگیر پتھر کی

عداوت قلب مین اوس سنگدل کی نقش ہے مجھسے ۔۔۔ مٹیگی سخت دشواری سے یہ تحریر پتھر کی

پڑے پر تو جو اوسکے لعل لب کا اے دل روشن ۔۔۔ بنے یاقوت صورت ہو ابھی تغییر پتھر کی

ہتو نکی سنگساری روز کی ہم سے نہین اوٹھتی ۔۔۔ بتادے ہڈیان اے لک تقدیر پتھر کی

وہ آہِ سرد حسرت سے تہ زانوئے قاتل کی
بنی شمشیر حیرت سے دمِ تکبیر تیھر کی
سُنا ہے ناز سے ٹھوکر لگانے وہ بُت آئیگا
بنے ہرگز نہ قبر عاشقِ دلگیر تیھر کی

ہدا آکیا لعل اُگلے اُس زمین سنگ خار مین
جواہر سے بڑھا دی آپنے توقیر تیھر کی

غزل

کیا دُر نجف جب نور حق نے سنگریزون کو
ہوا آئینہ حیران دیکھکر تنویر تیھر کی
ٹرے گر کوہ پر پرتو ترے برق تبسم کا
دکھائے چشم کوہ طور کو تنویر تیھر کی
نہین یہ چاندنی فرقت مین فرش سنگ مرمر ہے
نخیتے نے ہمارے ماہ کی تنویر تیھر کی
نہ دیکھے نور کحل طور جو وہ کور باطن ہے
کہ چشم سرمگین سے ہے عیان تنویر تیھر کی
بہا تیشہ سے جب خون سر فرہاد کا دریا
ہوئی تب عالم حیرت مین جوے شیر تیھر کی
کرے گر سنگسار اے بُت مجھے تو اپنے ہاتھون سے
بدل جاتی ہی پھولون سے بھی تاثیر تیھر کی
ہلاک اصحاب فیل ایدل ہوے ہین سنگریزون سے
بیان سورۃ الفیل آپ ہے تفسیر تیھر کی
مری برگشتہ قسمت نے اسے مجھ تک نہ پہونچایا
خطا ہے دست ظالم کی نہ کچھ تقصیر تیھر کی
پڑے اُڑ اُڑ کے سنگ راہ مین وحشی جدھر نکلا
ملی عشق صنم مین کو بکو تعزیر تیھر کی
مثال آسیا خلوت گزین ہو ایک گوشہ مین
تلاش رزق ہے تو سیکھ لے تدبیر تیھر کی
فلاخن ہاتھ مین خالی لیے تو کیون ٹہلتا ہی
مری خاطر ہی کیا کوشش مین او بے پیر تیھر کی

نہاں جیب دامن کوہِ نجف مین نورِ خالق ہو
ہدا گوہر سے کیون افزون نہ ہو تاثیر پتھر کی

غزل

اوج ابرو کا لازوال رہے
چرخ پر جب تلک ہلال رہے

اے گُل اتنی نہ تیز چال رہے
کہ صبا جس سے پائمال رہے

زیب رُخ تھے جو وہ نہ بال رہے
اب فقط جان کے وبال رہے

صاف آئینہ کے مثال رہے
دل مین تیرا اگر خیال رہے

کیون نہ ہون سُرخ رو نبی کے حضور
ہم ازل سے فدائے آل رہے

پوچھتین کی کسے جہان سے اُمید
شکر کر جسم پر جو کھال رہے

خاک اُفتادگون کی تھی جو شریک
دل شکستہ خُم کلال رہے

ہو نظر عشق و حسن مین یارب
ان ستارون مین اتصال رہے

جب سے بیقدر ہو گئے کامل
بدر کے دل مین غم کمال رہے

کر دیا غرق شرم عصیان نے
موج زن آب انفعال رہے

سونگھ لین مشک زلف اہل تتار
گر ہوا جانب شمال رہے

آئینہ دل کا ماند رہتا ہے
ایک ذرّہ اگر ملال رہے

جب تلک عشق خط سبز رہا
دل عشاق پائے مال رہے

خواب میں بھی نہ آیا وہ یوسف
شب کو کیا کیا نہ کچھ خیال رہے

گل کھلیں نخل نو جوانی میں
بارور حسن نونہال رہے

وا در عقدۂ دہن نہ ہوا
عمر بھر صرف قیل و قال رہے

اس محیط جہان میں مثل صدف
بند اے دل لب سوال رہے

جو ہیں بیمار چشم اے عیسیٰ
اک ذرا اُن کی دیکھ بھال رہے

بُت نکالے گئے ہیں کعبے سے
کس طرح دل میں عشق خال رہے

صحبت شیخ سے تو پہلو میں
کوئی محبوب خورد سال رہے

کبھی مہندی نہ پھر ملی اُس نے
خون سے میرے ہاتھ لال رہے

پائے رنگین سے اُس گل تر کے
سبزۂ قبر پائمال رہے

کمر یار کا پڑے جو نہ عکس
آئینہ میں کبھی نہ بال رہے

دیکھ لیں گر سکندر اوس مہ کو
حیرت آئینہ کی مثال رہے

کھیلنا تھا نہ یار سے چوسر
آج بے شک ہم اتنے چال رہے

اُڑ سکیں پھر نہ زاغ زلف اگر
میرے تار نظر کا جال رہے

غیر سے وقت بد میں کیا شکوہ
جب نہ اپنے شریک حال رہے

تیغ پہلو سے تو نکل گئی صاف
تیر دل کے شریک حال رہے

اب نہ عشاق وہ رہے باقی
نہ وہ معشوق خوش جمال رہے

ارۂ ابرو ہے سبق اس کا
لب نہ آلودۂ وصال رہے

کس کو دکھلاؤں روز دشت جنون — اب نہ رستم نہ زال رہے ہے

حسن پر ناز کرکے کیا دیکھا — گل ہمیشہ شکستہ حال رہے ہے

دشت میں ہو جو یاد سبزہ لب — راہبر خضر نیک فال رہے ہے

عشق میں عارض اور ابرو کے — طرفہ عالم میں ماہ وسال رہے ہے

دیکھ کر وجد و قال صوفی کا — ہم عجب مبتلائے حال رہے ہے

ابجدِ عشق کیوں نہ ہو ابتر — دین و دولت کی جب زوال رہے ہے

نہیں جاتا رقیب کوچے سے — لوگ ہیں شام سے نکال رہے ہے

صحن دُنیا میں جب سے آئے ہدا
مبتلائے غم و ملال رہے ہے

غزل

الٰہی کون سا غنچہ دہن آیا ہے گلشن سے
فلک تک آہ کے شعلہ ہیں بلبل کے نشیمن سے

غرض کس کو ہے اے گلچین ترے گلہائے گلشن سے
گلِ ارمان کو مثلِ گرد جھاڑ آئے ہیں دامن سے

فزون خالِ دلِ پُر سوز ہے گلہائے گلشن سے
شکم سیری ہے مجھ کو دانہ بریانِ گلخن سے

صفائی ہو اگر گرد کدورت سے تو ایسی ہو
کہ آئینون کو گردون کے ہو حیرت قلب روشن سے

سراپا داغ سے ہے رشک نخل طور قد اپنا
دکھادے لا کے موسےٰ کو کوئی وادی ایمن سے

ضعیفون کو تعشق سُنکے مجھسے جوش آتا ہے
چراغ مردہ جل اُٹھتے ہین میری شمع روشن سے

بتون کی سرمگین مژگاں کا اک مدت سے گھائل ہون
مگر واقف کوئی اب تک نہین فریاد و شیون سے

بیان تیغ نگہ کے راز کا ہے خلوت دل مین
ہوا حرف آشنا جب دن سے سرمہ چشم پُرفن سے

اُکھڑ جائین پہاڑون کے قدم بھی جوش وحشت مین
اگر مین کوہ کے دامن کو باندھون اپنے دامن سے

پے سیر چمن جب وہ بہار حُسن آتا ہے
لپٹ جاتی ہین کلیان گل کی خندان ہو کے دامن سے

دغا کی دل نے مجھسے دوست بن کر کوئے گیسو مین
بہت دشوار ہے ہشیار رہنا گھر کے دشمن سے

چھپا ہے دامن دل مین ہمارے عشق مژگان کا

تعلق رشتۂ جان کو نہ ہو کس طرح سوزن سے

دل شوریدہ پر میرے وہ چشم لطف رکھتے ہین
عجب ہے دوست بھی کرتے ہین الفت میرے دشمن سے

شب وصلت رہی یہ مے پرستی سے ہم آغوشی
نہ اُٹھا صبح تک دست ہوس شیشہ کی گردن سے

مجھے مجنون سمجھ کر خارزار دشت وحشت مین
لپٹتا ہے محبت کے سبب ہر خار دامن سے

تن مجروح کے چھٹنے کا صدمہ روح سے پوچھو
بہت مجبور ہو کر بوئے گل نکلی ہے گلشن سے

دل پُر داغ سے ہمراہ جان نکلے گی حسرت بھی
یہ نکہت جائے گی ہمراہ گل دامان گلشن سے

جلا دیتا ہے جنس عقل و ایمان عشق کا شعلہ
بلا کی لاگ ہے اس برق آتش زا کو خرمن سے

رگ جان عشق مژگان مین نظر آئی یہ مشکل ہے
علاقہ قطع رشتہ کا کبھی ہوگا نہ سوزن سے

شب تاریک عشق زلف کی شامت نہ کچھ پوچھو
سیہ تھا یہ سیہ خانہ فزون کافر کے مدفن سے

ہماری خاک تربت کو لگے ہین چار چاند اس دم
ترے او شہسوار حسن نقش نعل توسن سے

کہان تک داستان اے بلبل شوریدہ سر ب ب
کہ اب تو گوش گل سن ہو گئے ہین ترے شیون سے

فروغ حسن دونا ہوگیا ہے خال عارض سے
چراغ رخ مین ہے یہ روشنی اس تل کے روغن سے

نسیم صبح سب کی دوست ہے خوش کرتی ہے سب کو
مگر ہے دشمنی اس کو تو میری شمع مدفن سے

فن صورت گری اس وجہ سے حاصل کیا مین نے
کہ تا پر نور آنکھین ہون جمال روے روشن سے

دل اغیار پر بجلی تبسم کی نہین گرتی،
تعجب کا محل ہے برق کو نفرت ہے خرمن سے

جو تو چاہے بنا دے حوض کوثر ساغر مے کو
ترشح ابر رحمت کا ہویدا دود گلخن سے

الجھتا یون ہی دم سن سن کے مضمون مکرر کو،
سماعت ہو پریشان جس طرح گفتار الکن سے

بڑی مشکل سے میرے اشک پر خون دل سے نکلے ہین

پسند اے جان کرو لعل آئے ہین طرفہ یہ معدن سے

مُصر ناصح عبث ہے ترک الفت مین کرون توبہ،

کہ مشکل ہے تعلق قطع کرنا روح کا تن سے !

بسلا یا دل کو اتنا اپنے عشق آتشِ گل میں،

دہوان اُٹھنے لگا آخر کو بلبل کے نشیمن سے

کوئی کھنچتا ہے جب ہم سے تو ہم بھی اُس سے کھنچتے ہیں

بسانِ تیغ ہم ملتے ہین جُھک کر دوست دشمن سے

یہ کیا تم اک طرح پر اس طرح ہر اک سے ملتے ہو

رہے کچھ فرق تو باقی مری جان دوست دشمن سے

قیامت ڈھائی ہے نالون نے میرے صحنِ گلشن مین

عنادل منہ چھپائے بیٹھے ہین اپنے نشیمن سے

اگر نکہت گُلِ مضمونِ عارض کی پہونچ جاے

ابھی سب بلبلون کے غول اُڑ آتے ہین گلشن سے

بھڑکتی آگ ہے جتنی دھوان اُتنا ہی اُٹھتا ہے

سوا ہوتا ہے دردِ دل فغان و آہ و شیون سے

خدا سے محتسب ڈر، لے نہ جامِ مے فقیرون سے

ترا ہوگا بھلا کیا خاک اس مٹی کے برتن سے

ہما آسان مضامین کا سمجھ لینا تو مشکل ہے
حجاب آتا ہے کیا دعویٰ کریں ہم دقّتِ فن سے

غزل

خزاں آئی ہے ہوتا ہے گلوں کا کوچ گلشن سے
نوائے الفراق آتی ہے بلبل کے نشیمن سے

جو پوچھو رازِ روئے و زلف دن کی رات سے کہتے ہیں
گئی عادت نہ ضد کی نوجوانی تک لڑکپن سے

درِ جنّت سے حوریں دیتی ہیں مژدہ شہادت کا
نمایاں تیر کی سیریاں نہیں زخموں کے روزن سے

مری جان چودھویں شب ہے ذرا منہ سے نقاب الٹو
سنور کر چاند نکلا ہے فلک پر آج جوبن سے

خزاں آئی چمن والو! سنو کیا کہتی ہے بلبل
چلے جائینگے ہم بھی بوئے گُل کے ساتھ گلشن سے

تڑپ کر روتے روتے بلبلوں نے جان دی اپنی
گلوں نے ایک دن آنسو نہ پونچھے اپنے دامن سے

سمجھ لے باغباں اتنا کہ دل میں چبھ گیا کانٹا

اگر تنکا گرا کوئی عنادل کے نشیمن سے
دکھائے گر اثر بلبل چمن مین جذب الفت کا
ہو تازہ پھول پیدا ہر زبان خار گلشن سے
کرد نظم اے ہما اس طرح مین اور اک غزل رنگین
کرے تعریف جس کی بلبل سدرا نشیمن سے

غزل

بہار آئی ہے سودائی خاک اڑانے لگے
زمین ہلا چکے جب آسمان ہلانے لگے

شب فراق کے نالے اثر دکھانے لگے
زمین کیطرح فلک زلزلے مین آنے لگے

وہ بہر سیر سوئے بوستان جو آنے لگے
خوشی سے پھول کے گل فرش زر بچھانے لگے

وہ صبح جب مرے پہلو سے اٹھکے جانے لگے
اٹھا یہ درد مرے دل مین تیور آنے لگے

حیا سے جانے کو میرے تو منع کر نہ سکے
بڑھا کے پاؤن کو دامن مرا دبانے لگے

عروج پر نہین آیا ہے گو کہ حسن شباب
ابھی سے ناز پرستون کا دل لبھانے لگے

مین اونکے کاندھے پہ منہ رکھکے خوب سا رویا
وہ چلتے وقت جو مجھکو گلے لگانے لگے

جو ذبح کر کے مجھے رکھکے لاش کو دیکھو
یہ جان لو کہ گئی روح تن مین آنے لگے

گران ہے رنگ حنا جن حسین کے ہاتھونکو
بھلا وہ میت پر خون مری اٹھانے لگے

تمھارے قول و قسم کا یقین ہو کیونکر
کیا تھا منع جہان پر وہین پہ جانے لگے

شب وصال کا لے لو قسم جو ذکر کرون | حضور کیون عرق شرم مین نہانے لگے

گلے پہ رکھ تو دیا میرے ناز سے خنجر | ہو نازکی کا بُرا ہاتھ تھرتھرانے لگے

گلہ جو اُونسے کیا رات کے نہ آنے کا | تو ہنس کے پاؤنکی مہندی مجھے دکھانے لگے

لپٹ کے اُنسے شب وصل مین جو سونے لگا | بہانہ خوف کا کرکے مجھے جگانے لگے

غبار آہ مرے دل سے جب بلند ہوا | مژہ کے ابر برس کر وہین بٹھانے لگے

خدا کی شان جو در تک نہ آنے پاتے تھے | انھین کو ضد ہے مرے پاس اب بٹھانے لگے

بہ شکل آئینہ اُتنا ہی وہ چمکنے لگا | وہ جس قدر مرا دل خاک مین ملانے لگے

مین اُنکے پاؤن پہ سر اپنا رکھکے رونے لگا | وہ بوریا مرا ڈیوڑھی سے جب اُٹھانے لگے

ٹپک پڑے گل نرگس سے قطرۂ شبنم | مرے سوم مین وہ اک پھول جب اُٹھانے لگے

مدد وہ آے مین لینے کو جاؤ ضد نہ کرو
وہ نا سمجھ نہین کیون تم کو پھر ستانے لگے

غزل

کہ علامت یہ نہین وحدت داور کیلیے | بت شکن خلق کئے خانہ آذر کیلیے

خلق آنکھین ہوئین نظارۂ حیدر کیلیے | دل بنا دوستی آل پیمبر کیلیے

مسند زر تھی مہیا جنھین بستر کیلیے | آج محتاج وہی لوگ مین چادر کیلیے

واہ ری بندہ نوازی امام عادل | جو عبا اپنے لیے تھی وہی قنبر کیلیے

گلِ داغِ غم سرور سے ہے دل گلدستہ　　حشر مین نذر کو لے جاؤنگا داور کیلیے

پرزے ہوجائے گا مانند لباس گل تر　　کیون ہو بدنام کوئی خلعتِ پُرزر کیلیے

دیر و کعبہ مین بشر چومتے ہین جا جا کر!　　لعل سے بڑھکے کہین قدر رہی پتھر کیلیے

گلِ رخسار و خطِ لب کا جو ہو تیغ مین عکس　　خوب نسخہ ہے چمن بندی جوہر کیلیے

بعدِ مدت مرے نامہ کا وہ لایا ہے جواب　　دوڑ کر مین نے قدم قاصدِ مضطر کیلیے

سردھری کا تری کم نہین دل مین مرے داغ　　بس ہے یہ چنبر مجھے تابشِ محشر کیلیے

اشکِ پُرخون سے کرین چشم کو عاشق لبریز　　یہ مئے سرخ ہے زیبا اسی ساغر کیلیے

درِ جانان پہ سلامت ہے پہونچنا مشکل　　گھات مین بیٹھے ہین جلاد مرے سر کیلیے

چار چاند اور ہلال لب عاشق کو ملے　　چار بوسے جو مہ عارض دلبر کیلیے

یبس سودا سے دم گریہ ہین یہ خشک آنکھین　　منتظر جوہری چشم ہین گوہر کیلیے

فرشِ دیبا سے غرض کیا ہے ترے لاغر کو　　سایۂ موے کمر کم نہین بستر کیلیے

دھار بنواتے ہو خنجر کی کبھی تیغ کی باڑھ　　اتنی تشویش عبث کرتے ہو اک سر کیلیے

سخت جان ہون مین پر اتنا تو نہین پتھر مول　　دھار سے خون کی مری دھار ہو خنجر کیلیے

داغ الفت کو مرے دلمین ہے اس طرح فروغ　　جسطرح بیت شرف خسرو خاور کیلیے

آمد و رفتِ عدم مین نہین رکھا کچھ فرق　　ایک ہی راہ ہے درویش و تونگر کیلیے

پوچھتا اُن سے مین لقمان جو زندہ ہوتے　　کچھ مداوا بھی ہے شومی مقدر کیلیے

نصب کردو دل روشن کا مرے آئینہ　　خوشنما لوح ہے یہ قبر سکندر کیلیے

دام مین سوکھ کے کانٹا نہ ہو بلبل کیونکر | دم قفس کرتا ہے ہر وقت گل تر کے لیے
مال دنیا کی طرف حرص نہ کرنا اے دل | ہاتھ سے دین نہ دینا طمع زر کے لیے
گوشۂ قبر مین آرام سے سوئے کوئی کیا | بوریا تک تو میسر نہین بستر کے لیے
اس قدر پھول جھڑے منہ سے ہنسی مین اُنکے | گل نے دامان مین جھولیون بھر کے لیے
یاد حیدر مین جو آنکھین ہوئین پُر اشکون سے | ہاتھ حورون کے بڑھے ساغر کوثر کے لیے
مرتبہ بخشے ادنی کو شہنشاہی کا | یعنے مجکو غلامی مین جو قنبر کے لیے

آستان چوم کے حیدر کا یہ کر عرض ہدا
سب کے دروازون کو چھوڑا ہے اسی در کیلیے

غزل

طبیعت رنج سہتے سہتے یہ خوگر ہوئی غم کی | جو دل ہلتا ہے سینہ مین صدا آتی ہے ماتم کی
برائے نام تھی دادودہش دنیا مین حاتم کی | سخاوت یاحق مین تو نے ہیشک ابن آدم کی
ابھی لب تک نہ آئی تھی صدا اس نالۂ غم کی | عمارت زلزلے مین آگئی جو ابن آدہم کی
حلاوت اس قدر ہے اشک شور چشم پُرنم کی! | پڑی کھاری کنوین مین جس سے لذت آب زمزم کی
عنایت اُس پری رو نے مجھے جو وقت خاتم کی | ہوا غل یہ سلیمان کو ملی مہر اسم اعظم کی
سپاہ یاس و غم اُس ترک کی آمد سے برہم ہے | مثل سچ ہے کہ رستم سے اُٹھی ہے دھاک رستم کی
خدا رکھے تجھے اقبال مین تیرے ترقی ہو | یہ رونق ہی ترے دم سے یہ زینت ہے ترے دم کی

مجھے اپنے گناہونکی بزرگی یہ نہ ثابت تھی — بڑھیگی میرے استقبال کو آتش جہنم کی

دل انسان کبھی خالی نہ سوز عشق سے پایا — ملائی آتش الفت میں کیا مٹی تھی آدم کی

گل عارض سے گرم اختلاط اُس وقت زلفیں تھیں — صبا نے کوچۂ کاکل میں آکر بزم برہم کی

جو چاہا ہو تو کافور قمر کا ہو مناسب ہے — کہ ہے زخم دل سوزاں کو حاجت سرد مرہم کی

لگادی راہ حق میں سلطنت تک واہ ری ہمت — سخاوت بھی قسم کھاتی ہے ابراہیم ادہم کی

کہوں تیغ ہلالی اُنکے ابرو کو تو زیبا ہے — سپہر نے کہاں پائی بناوٹ ایسے پیچ خم کی

نکالوں کس طرح دل سے میں داغ عشق کا سکہ — محبت گنج قارون سے فزوں ہے ایک درہم کی

چمک سے تیغ قاتل کی یہ آنکھیں کب جھپکتی ہیں — وہ آہوئے کعبہ ہیں جنھیں عادت نہیں رم کی

دل انساں کو رغبت کیوں نہ رنگ گندمی پر ہو — ملائک تو نہیں آخر ہیں ہم اولاد آدم کی

پریشانی اُٹھائی کوچۂ قاتل میں خود جاکر — نصیحت تجھکو اے دل کسقدر ہم نے پیہم کی

کیا جو کچھ ستم تم نے بجا ہے سب میں راضی ہوں — محق اس سے زیادہ تھا جفا تم نے بہت کم کی

بڑا کیا ہے تمہارا درد الفت ہے مرے دل میں — نہیں دیدہ د سر منت کروں میں ابن مریم کی

مرے رونے پہ ہنستے ہو پناہ اللہ سے مانگو — ابھی رونے لگو سن لو کہانی گر مرے غم کی

تمہاری تیغ ابرو نے تو دو ٹکڑے کیا دل کو — عبث بخیہ کی ہے تدبیر بیجا فکر مرہم کی

کہاں یہ گھر کہاں مجمع مریضان محبت کا — یہ ساری برکت اے عیسیٰ نفس ہے آپکے دم کی

وہ بت خودکام ہے کیا اعتبار اُسکی محبت پر — بڑھائی جتنی اُلفت ہم نے اُتنی یار نے کم کی

کوئی ہمدم نہیں مطلب کی اپنے ساری ہے دنیا — کیا یہ تجربہ حاصل ہوئی جب سیر عالم کی

ہوئی فرصت جو مشاطہ کو آرائش سے اُس مہ کی
دعائے نور پڑھ کر چاند سے رخسار پر دم کی

ہدا شام و سحر ورد زبان اب یہ وظیفہ ہے
الٰہی مستردہو سلطنت سلطان عالم کی

غزل

عجب تاثیر دیکھی ہم نے اس ماہ محرم کی
صدائیں آرہی ہیں جنگلون سے شور ماتم کی

نظر آیا جنان مین قدسیون کا جب مجھے مجمع
قلق دلکو ہوا یاد آگئی مجلس محرم کی

محبت یون علیؑ کی خاک کرتی ہے گنا ہونکو
ازل سے دشمن جان جسطرح آتش ہے ہیزم کی

بزرگی حضرت خیر النساءؑ کو حق نے جو بخشی
نہ یہ سارا کی حرمت تھی نہ یہ حوا و مریم کی

حضور قلب ہو گرچہ عزاخانون سے دوری ہو
تصور شرط ہے ہو شیعہ خود صورت محرم کی

غم حیدرؑ مین بخت دل بھرے رہتے ہین ایسے آنکھونمین
گمان مردم کو ہے دوکان ہے تمار میسم کی

دل مومن عزاخانہ علم آہون کے پرچم ہین
ضرورت کچھ نہین ہر وقت سامان محرم کی

بچالینا ہدا کو خوف مرگ و قبر و محشر سے
قسم ہے تم کو اے محبوب داور رب اکرم کی

غزل

عشق قامت مین جو ہم نالہ و شیون مین رہے
طائر سدرہ بھی بیچین نشیمن مین رہے

باغ ہستی سے چھٹے گرمی مدفن مین رہے
اور چلے برگ خزان بنکے تو گلخن مین رہے

بلبل اس طرح نہ پھر نالہ و شیون مین رہے
تازے پھولونکا بچھونا جو نشیمن مین رہے

جب سے مائل ہوے مژگان پہ تری اے گل تر
خلش خار نکیون دیدۂ دشمن مین رہے

برج خورشید کے مانند لحد روشن ہو
لو اگر تیری چراغ سر مدفن مین رہے

ایک سے ایک ہے بہتر چمن دہر میں پھول
گل وہی ہار جو بن کر تری گردن مین رہے

جب تصور مژگان کی ہو خونریزی کا
ایک قطرہ نہ لہو کا جو مرے تن مین رہے

مر کے بھی دامن قاتل کو نہ چھوڑا ہم نے
صاف پتلی کی طرح دیدۂ جوشن مین رہے

باغ عالم مین شگفتہ نہ ہوے اک دن بھی
خار کی طرح سے ہم پہلوے گلشن مین رہے

دل بڑھاتی ہے مرا کہکے یہ ہمت ہر دم
پاؤن پیچھے نہ شجاعون سے کہین رنمین رہے

ہچکیان موت کی آتی ہین الجھتا ہے دم
وقت آخر بھی تری زلف کی الجھن مین رہے

کاہش حسرت دیدار سے ہم ہین بیزار
صورت تار نظر دیدۂ روزن مین رہے

خلق کو نوح کا طوفان نظر آجاے
مرے اشکون کی جھڑی گر کبھی ساون مین رہے

لخت دل اشک کے ہمراہ بہا کرتے ہین
گوہر و لعل ہمیشہ مرے دامن مین رہے

موم کر دے دل اصنام کو بھی میری طرح
ضبط نالے کا جو ناقوس برہمن مین رہے

چار چند اوج فلک سے ہو زمین پر اُن کو
نعل بن کر مہ نو گر سم توسن مین رہے

اے ہدا خوف نہین ہمکو قیامت سے اوسے
یا علیؑ آپ کے جو سایۂ دامن مین رہے

غزل

دم نکل جائے جو شمشیر صنم کے نیچے | عید قربان ہو مجھے تیغ دو دم کے نیچے
عاشقون کو نہین خورشید قیامت کا الم | حشر مین آئینگے نالون کے علم کے نیچے
آئے مہمان جو وہ نور نگاہ عاشق | فرش آنکھون کا کرون پائے صنم کے نیچے
رات دن ہجر مین دیا ہون پیا پے تب و روز | ہفت قلزم ہین رواں دیدۂ نم کے نیچے
طالب سایۂ الطاف ہے مجرم یارب | جیسے رضوان شجر باغ ارم کے نیچے

سایۂ گلشن قامت مین ہے یون قلب ہما
آگیا ہے ترے دامان کرم کے نیچے

غزل

وہ ایکدم مین خفا مجھسے ہو گیا لڑ کے | جسے منایا تھا پہرون مین پاؤن پڑ پڑ کے
مین آپ سے نہین صحرا نورد ہوتا ہون | پھراتی ہے ہوس خار پاؤن پڑ پڑ کے
گلون کی صحبتین اے بلبلو مبارک ہون | بہار آئی گئے دن چمن سے تیجھڑ کے
وہ باغ دہر مین نخل خزان رسید ہون | بہار مین بھی جسے دغدغے ہین تیجھڑ کے
یہ انتظار مسیحا کا اپنی روح کو ہے | کہ وقت نزع بھی سینے مین رہگئی اڑ کے
چمن مین دیکھ کے اُس گل کے قد موزون کو | زمین مین سرو خجالت سے رہ گئے گڑ کے

قفس سے چھوٹ کے کیا خوش ہو بلبل نالان | گئی بہار چمن سے دن آئے تجھڑ کے
تمام ہوگئے جل جل کے استخوان بدن | یہ شعلے آتش فرقت کے سینے مین بھڑکے
نقاب رخ سے اٹھی اسکی سجدہ لازم ہے | نماز صبح ادا کیجیے نور کے تڑکے
ہوا نہ دست رس انکے وصول پر افسوس | مین گھر تلک جنھین لایا تھا پاون پڑ پڑکے
گلی مین اسکی پہونچتا ہون صبحدم شاید | وہ آفتاب برآمد ہو نور کے تڑکے
بہار باغ پہ اے بلبلو نہ ہو مغرور | خزان قریب ہے دن آگئے ہین تجھڑ کے
کھلی نہ آنکھ ہوس دل کی رہگئی دل میں | شب وصال مین ہم ایسے سوئے پڑکے

زبسکہ آتا ہے یاد اس کو اے صدا گلزار
قفس مین بلبل نالان نہ کس طرح پھڑکے

غزل

کیون آج اوس کے آنے مین تاخیر ہوگئی | اے جذب عشق کیا تری تاثیر ہوگئی
تم بے سبب بھرے نہین اے یوسف زمان | شاید غلام سے کوئی تقصیر ہوگئی
بے اختیار ہو کے کیا تھا سوال وصل | کر دیجیے معاف یہ تقصیر ہوگئی
ہم قتل اک اشارے مین ابرو کے ہوگئے | خون ریز کسقدر تری شمشیر ہوگئی
رحم آیا حال پر مرے اس کو ہزار شکر | پھر کچھ دنون تو زیست کی تدبیر ہوگئی
سودائے زلف یار مین ناتوان ہوئے | لنگر ہمارے پاؤن کی زنجیر ہوگئی

عالم مجھی کو دیکھ کے شیدا ترا ہوا — الفت سے میری یہ تری توقیر ہو گئی

رستے سے آج آکے وہ دلبر پلٹ گیا — برگشتہ کس قدر مری تقدیر ہو گئی

دیکھا جو اک نگاہ ترے رخ کا آئینہ — بلبل چمن مین صورتِ تصویر ہو گئی

اوس سیمبر کے در کی ہوا جو ملی ہے خاک
اس خاکسار کے لیے اکسیر ہو گئی

غزل

آتشین نالے اگر منہ سے نکل جائینگے — موم کی طرح سے کہسار پگھل جائینگے

خلق مین نوح کے طوفان کا عالم ہوگا — چشمۂ چشم سے جب کہ ا وبل جائینگے

وحشتِ عشق مین ہم بھی ترے اے لیلی وش — صورتِ قیس سوے دشت نکل جائینگے

دل ہمارا نہ کبھی وصل سے ٹھنڈا ہوگا — آتش عشق مین اکدن ہین جل جائینگے

پھر نہ اُٹھین گے جگہ سے قدم طفل سرشک — کوچۂ یار مین جس روز مچل جائینگے

طرفہ انداز نکالا ہے صنم نے ہم سے — راہ مین بھی کبھی دیکھینگے تو ٹل جائینگے

سامنے سے مرے ہٹ جائیے دم توڑتا ہون — آپ کمسن ہین مری جان دہل جائینگے

ترے سمجھانے سے مانین گے نہ ہم اے ناصح — ایسے بھولے نہین باتون مین بہل جائینگے

روح تڑپے گی لحد مین بھی پے وصل صنم — مرکے بھی دل سے یہ ارمان نہ نکل جائینگے

سنگدل بھی جو مرا سوز درون سن لینگے — موم کی طرح دل اُن کے بھی پگھل جائینگے

پیچ وتاب آتا ہے ہر وقت یہی دلمین ہما
ناگنی زلف کے کب دیکھیے بل جائینگے

غزل

اُدھر وہ فرطِ نزاکت سے آ نہین سکتے — اِدھر یہ ضعف کی شدت سے جا نہین سکتے

جواب بارِ ندامت کی لا نہین سکتے — سوال کے لیے وہ ہاتھ اوٹھا نہین سکتے

جنھین نگاہ سے اپنی گرادیا تم نے — کسی کی آنکھ مین پھر وہ سما نہین سکتے

بسانِ غنچہ ہین دلتنگ ہین جو اہلِ دول — لیے ہین مٹھیون مین زر لٹا نہین سکتے

وہ شوخ حد کا ہے نازک مزاج نامِ خدا — جو روٹھ جائے تو پھرون منا نہین سکتے

کیا یہ پست ہمین زورِ ناتوانی نے — قدم زمین پہ رکھ کر اُٹھا نہین سکتے

نہ بار اُن کو ہو پازیب کا قیامت ہے — قدم جو رنگِ حنا سے اوٹھا نہین سکتے

اُنھین ہے چھیڑ تو ہے امتحان ضبط ہمین — دل اُمڈ آتا ہے آنسو بہا نہین سکتے

خرام ناز ہے طاؤس و کبک کا مشہور — تمھارے نقشِ قدم کو بھی پا نہین سکتے

نمود تیری طرف سے جہان مین ہو جس کو — مٹائین لاکھ عدو پر مٹا نہیں سکتے

تُلی ہوئی صفِ مژگان ہے تیر باران پر — دل و جگر کو ہم اپنے بچا نہین سکتے

خیال ہے نہ کہین رازِ عشق افشا ہو — جو بات دل مین ہے وہ منہ پہ لا نہین سکتے

پسند طبع نہین گردشِ آفتاب کیطرح — مثال قطب کہین گھر سے جا نہین سکتے

خضر بھی راہنما ہین یہ اے ہدا توبہ
طریق عشق کی باتین بتا نہین سکتے

غزل

نہ پوچھو درد محبّت بتا نہین سکتے
جو دل کا راز ہے لب پر وہ لا نہین سکتے

شب فراق کا قصہ سُنا نہین سکتے
جو دل مین بات ہے ہونٹون پہ لا نہین سکتے

بتون کی تیغ نگہ کا وہ زخم ہے دل مین
زبان سے کہتے ہین لیکن دکھا نہین سکتے

بسان طور ہوے جلکے سرمہ سا بھی تو کیا
جب اُنکی آنکھ مین اے دل سما نہین سکتے

کیا یہ سنگدلی سے ہمین رقیب نے قتل
کہ استخوان سگ جانان چھپا نہین سکتے

پڑی ہے ہم پہ وہ افتاد نقش پا کی طرح
کہ دیکھتے تو ہین احباب اٹھا نہین سکتے

ہے امتحان وفا اے ہدا جو مد نظر
وہ آزمائین تو کیا آزما نہین سکتے

غزل

یاد ہے دل مین تری عاشق ہین رسم و راہ کے
رات دن چکر لگاتے ہین تری درگاہ کے

خال افشان کا نہین زیب ذقن اُس ماہ کے
حضرت یوسف نظر آتے ہین اندر چاہ کے

اللہ اللہ اوج اپنے نالۂ جانکاہ کے
آسمان بنتے ہین بادل اپنے دود آہ کے

طرۂ خورشید نقش پا ہے اوس ماہ کے
کہکشان کا نور ہے فرد زمین انکی راہ کے

تل نہین ہو زیر ابرو اپنے رشک ماہ کے
نقطۂ روشن ہے نیچے مد بسم اللہ کے

اشک بھر لاتے ہین پھر کیون سنکے نالون کو مرے
گر مقر دل مین نہین ہین وہ ہماری آہ کے

ہجر کی شب ہے خدا ان آسمانون کو بچائے
سرکشی کرنے پہ آمادہ ہین شعلے آہ کے

رفتہ رفتہ عرش کے آگے نکل جانے لگے
کچھ کچھ اب یکہ کشی کرنے لگے تیر آہ کے

منہ چھپا کر تم شب دیجور مین نکلو اگر
عکس رخ سے مہر کی صورت ہون نالے آہ کے

آرزو انکھین بچھانیکی ترے کوچہ مین ہے
گو کہ یہ قابل نہین ہین تیری فرش راہ کے

کر بھلا تیرا بھلا ہو حسن کی دے کچھ زکوٰۃ
آج بیٹھے ہین ترے در پر فقیر اللہ کے

تو نہین قائم مزاج او شوخ ہے اپنا چال
وضع کے پابند ہین قیدی ہین ہم در راہ کے

چھوڑ کر کعبہ لیے جاتا ہے بتخانے کی سمت
ہین تو عاجز ہون طریقے سے دل گمراہ کے

یار کی صورت مری آنکھون مین پھرتی صاف ہے
جب شب ہجر آئینہ کو دیکھتا ہون ماہ کے

دیکھکر سبزہ لب لعلین کا حیرت مین ہے عقل
آگ پر کوئی تماشے آکے دیکھے کاہ کے

وصل کی شب مجکو لپٹا کر گلے سے بولے وہ
سچ کہو طالب ہوا بکس مطلب دلخواہ کے

گو کہ ہے یہ خیمۂ زنگاری گردون بلند
اے مسیحا پست ہے آگے تری درگاہ کے

اوج ہو کیونکر نہ خاک پا ہون میں اسکا ہجرا
زینت عرش معظم ہین قدم جس شاہ کے

غزل

بشر فروغ کا طالب ہو تو وطن میں رہے
ضیائے شمع ہے جبتک قدم لگن میں رہے

شریک غم مرا اگر غیر کو نہ اے بت عشق
مرے ہی دل میں رہے تیر تن بدن میں رہے

جگہ دہن آنکھوں پہ ہر دکسطرح سے مردم
فروتنی کی بھی خو گرچہ بانکپن میں رہے

ہزاروں داغ ہیں سینہ میں آتش غم سے
برنگ تختۂ لالہ ہم اس چمن میں رہے

ہمیشہ ربط رہے حشر تک عناصر میں
ترا خیال اگر مثل روح تن میں رہے

پیے ہیں اشک دم نزع یا دحیدر میں
بجائے سبحہ کے در نجف کفن میں رہے

تڑپ رہی یہی مرقد میں بھی اگر دل کی
یقین ہے تار نہ ثابت کوئی کفن میں رہے

جلا ہوں برق نظر سے میں اسکی طور کیطرح
بجا ہے تیر مژہ کا مرے کفن میں رہے

اٹھا میں حشر میں عریان جنوں کے ہاتھوں سے
کہ نام کو بھی نہ دو تار تک کفن میں رہے

نئے لباس میں لکھی غزل ہدا ہم نے
نیا سخن ہے تو کیوں جامۂ کہن میں رہے

غزل

آتش ترکی مرے دل میں بھری رہتی ہے
بند اس شیشہ میں یہ شعلہ پری رہتی ہے

مری آنکھوں میں جو اشکوں کی تری رہتی ہے
سبزہ رخ کی تری کشت ہری رہتی ہے

تیری تصویر جو اے رشک پری رہتی ہے | دل کے آئینہ مین کیا جلوہ گری رہتی ہے

نکہت گل مین کہین نغمۂ بلبل مین کہین | طرفہ ہر جا پہ تری جلوہ گری رہتی ہے

دل مین کیا حسرت مردہ کا بپا ماتم ہے | روز پہلو مین جو یہ نوحہ گری رہتی ہے

رام ہوگا نہ وہ بت حکمت علمی سے کبھی | اوسکو بھی سیر علوم نظری رہتی ہے

کہکشان خلق کو دن رات نظر آتی ہے | مانگ افشان سے تمھاری جو بھری رہتی ہے

خلش جان ہے تری سیدھی نظر بھی قاتل | اسی ناوک کی مرے دل مین سری رہتی ہے

کیا چلن یار کی رفتار کا یہ سیکھے گا | نقش پا پر نظر کبک دری رہتی ہے

عشق مین صبح گلو کے ہوا ٹھنڈا ایسا | سرد آہون سے نسیم سحری رہتی ہے

جب سے اس چشم سیہ مست پہ مائل ہے یہ دل | اسی حالت سے مجھے بے خبری رہتی ہے

جلوہ افگن دل روشن مین ہے صورت تیری | بند تسخیر سے شیشہ مین پری رہتی ہے

رمضان مجھ کو بن دیدار کے ہر روزہ ہے | غم کا افطار فغان کی سحری رہتی ہے

پیچ مین گیسوے پرخم کے پڑا رہتا ہون | دل مین جب سے تری نازک کمری رہتی ہے

صندلی رنگ پہ تیری ہوا مائل جب سے | اک نہ اک روز مجھے دردسری رہتی ہے

حسن بندش پہ ہر اک شعر کے رہتی ہے نظر
عیب بینی سے ہما طبع بری رہتی ہے

غزل

بڑھکے ہین ناوک مژگان ترے گر تیرون سے — کم نہین ہین خم ابرو بھی تو شمشیرون سے

کیون نہ لین بل کی یہ ابرو تری شمشیرون سے — تری مژگان کا بھی ترکش ہے بھرا تیرون سے

منتظر کی تری اے یار یہ حالت پہونچی — سانس بھی آتی ہے اب سینہ مین تیرون سے

وصف مین قامت موزون کے جو لکھون اشعار — سیکڑون باغ لگا دون نئی تحریرون سے

ظلمت شب کی ہے کیا قدر سحر کے آگے — کب ہے تعظیم جوانون کی سوا پیرون سے

زلف و بینی کی ثنا مین جو کئے شعر رقم — کم نہین ہین وہ الف لام کی تفسیرون سے

عاشق زلف ہون زندان سے نہ مین نکلونگا — خود محبت ہے مجھے پاؤن کی زنجیرون سے

تجھ سا سفاک ہو جب صید گہ عالم مین — دشت و صحرا کوئی خالی نہین نخچیرون سے

دونون ہاتھون مین مرے قتل کو ہین تلوارین — قطع کرتے ہین گل شمع کو گلگیرون سے

اے **ہدا** اوس ستم ایجاد کو راضی رکھنا
آپ نے جن کو مسخر کیا تدبیرون سے

غزل

سمجھتا نہین کوئی حرمت کبھی — خدا پیش لائے نہ حاجت کبھی

بتون مین جو ہوتی طلاقت کبھی — نہ جاتی سوے کعبہ خلقت کبھی

یہ دل ہے کہ اک شعلۂ نار ہے — ہوے تجھسے وہ گرم محبت کبھی

ابھی اُٹھ کھڑا ہو مریض فراق — تم آؤ جو بہر عیادت کبھی

جل اُٹھے ہین سب استخوان شمع سان — کرے کوئی رُخ سے نہ اُلفت کبھی

چلو اے دل وہ کرتے ہین آج امتحان — ملے گی نہ پھر یہ سعادت کبھی

تجھے سات پردون مین ہم دیکھ لین — ہو اتنی بصارت عنایت کبھی

اگر دل وہ مانگین مین دون جان بھی — نہ ہو مجھ سے ترکِ مروت کبھی

جو دیکھے مرے دشت وحشت کو تو — نہ مجنون سے دے مجکو نسبت کبھی

گدائے ترے در کے شاہون سے بھی — طلب کی نہ صد شکر حاجت کبھی

ابھی سرد ہو جاے بازار حشر — دکھاتے تپ غم جو حدت کبھی

کسی حال مین ترک کرتے نہین — مروت کو اہل مروت کبھی

وہ ہین منکر گرمی روز حشر — دکھا داغ دل تو بھی حدت کبھی

اگر دیکھ لے میرا دامان تر — نہو مہر محشر مین حدت کبھی

اگر رقص زہرہ سے ہوتا نہ عشق — فرشتون کی ہوتی نہ یہ گت کبھی

سکھاتی ہے رم آہوے چشم یار — مرے دل سے بھولی نہ وحشت کبھی

چلے آنا یان بھی کبھی بھول کر — بشرطے زمانہ دے فرصت کبھی

کرے پشت گرمی نہ گر آہ دل — نہ خورشید مین ہو یہ حدت کبھی

گل تر سے بہتر کہون داغ کو — جو ہو دل مین بوے محبت کبھی

ہوا ہین تو رسوا تمھارے لیے | نھین بھی کچھ آ ئی حمیت کبھی
ترے عارض صاف دیکھے اگر | نہ دکھلائے آئینہ صورت کبھی
صفا آئینہ وار ہین جن کے دل | نہین رکھتے دل مین کدورت کبھی
ہر اک ذرہ خاک ہو مہر حشر | دکھائے جو یہ داغ حدت کبھی
خودی کو فراموش کرتا ہون مین | جب آتی ہے یاد اُنکی صورت کبھی
بنی شکل تیری خدا ساز ہے | کھنچے گی نہ مانی سے صورت کبھی
رکھون سر کیون زیر محراب تیغ | ملے گی نہ ایسی عبادت کبھی
کہین خاک بحر تقارب مین شعر | دکھا دینگے پر دل کی جودت کبھی

ہدا ٹوٹ کے جاتے ہین وہ لفظ لفظ
نہ تھی جن مین آگے قباحت کبھی

غزل

جس دن سے تپ عشق مرے تن مین نہین ہے | وہ سوز مرے نالہ و شیون مین نہین ہے
سُرمہ جو ترے دیدہ پُر فن مین نہین ہے | تلوار کی باڑھ آج وہ چتون مین نہین ہے
فرقت مین دماغ اشک سے پاتا ہے جو تسکین | ترطیب یہ بادام کے روغن مین نہین ہے
ہے بعد فنا بھی اثر جذب محبت ! | دل کوچۂ جانان مین ہے مدفن مین نہین ہے
کیون بند ہے رستہ ترے کوچہ کا شب و روز | گر زلف سیہ افعی رہزن مین نہین ہے

کاہیدہ مہ نو ہے اسی رنج مین اے ترک | داخل تمھے نعل سم توسن مین نہین ہے

کس حشر کا تربت مین طپان ہے دل بیتاب | سب مُردے ہین باہر کوئی مدفن مین نہین ہے

نکہت کسی گُل مین نہین فردوس برین کے | وہ حور جہان آج جو گُلشن مین نہین ہے

سو مُنہ سے ثنا خوان ہے سراپا مرا قاتل | یہ زخم ہر اک جا پہ مرے تن مین نہین ہے

کیا پاک ہے جامہ ہمین دہر مین اپنا | داغ زر گل تک کہین گلشن مین نہین ہے

دھوکا ہے تمہین یہ دل پُر داغ طپان ہے | طاؤس خرامان کوئی گلشن مین نہین ہے

ڈر بلبلون کے ناوک فریاد سے صیاد | رونے کی تو کچھ قید نشیمن مین نہین ہے

سوز تپ فرقت کی حرارت کو نہ پوچھو | یہ شعلہ فشانی کسی گلخن مین نہین ہے

رنگت لب لعلین کی ہے خوش رنگ مسی سے | یہ رنگ کسی غنچۂ سوسن مین نہین ہے

پکڑے ہے گریبان کو مرے کس لیے گلچین | جز لخت جگر گُل کوئی دامن مین نہین ہے

زلفون کا ہے جو عارض گلرنگ پہ عالم | یہ حسن کسی سنبل گلشن مین نہین ہے

پیدا سحر عید مین سورج کی کرن ہے | یہ طوق طلائی تری گردن مین نہین ہے

مشتاق نہین خنجر قاتل کی جو ہر دم | ایسی تو کوئی رگ مری گردن مین نہین ہے

موسےٰ سے کہو دیکھین مرے دل کی تجلّی | یہ جلوہ گری وادی ایمن مین نہین ہے

جس دن سے ہوا دفن ترا بسمل ابرو | آرام سے مردہ کوئی مدفن مین نہین ہے

یون بو کی طرح چشم سے پنہان رہے بلبل | صیاد یہ جانے کہ نشیمن مین نہین ہے

روشن ہی فقط گرد نگہ کا مری ذرّہ | ضو مہر کی دیوار کے روزن مین نہین ہے

زنّشتہ مین ہین آ ہون کے مرے بخت دل ایجان ۔۔ یہ ہار گاون کا تری گردن مین نہین ہے

اے قبر کسے پیس کے تو سُرمہ کرے گی ۔۔ میّت ہے نجف مین مری فن مین نہین ہے

صیاد عبث سیتا ہے بُلبُل کے جراحت ۔۔ رشتہ رگِ گُل کا نہین سوزن مین نہین ہے

عشقِ لبِ جان بخش کی اُلٹی ہوئی تاثیر ۔۔ دم ہونٹو نپہ ظاہر ہین جہان تن مین نہین ہے

بخیہ ہو جو ہے زخمِ جگر تیرِ نظر کا ۔۔ یہ تارِ نظر دیدۂ سوزن مین نہین ہے

اِن چربی کے پتلون مین ہمرا کفر کی ہے بس
اسلام کی بو ایک فرنگن مین نہین ہے

غزل

پیچ پیچ خدنگِ آہ جو سوئے فلک گئے ۔۔ ہم دل جلون کی قبر کے تختے سرک گئے

جب آہ یادِ رُخ مین بھری گل مہک گئے ۔۔ فریاد کی جو عشق مین بُلبُل چہک گئے

ذرّے غبارِ آہ کے جس شب چمک گئے ۔۔ تڑپی یہ برق دیدۂ انجم جھپک گئے

وہ مسکرائے باغ مین غنچے چٹک گئے ۔۔ جب بات کی تو پھول لکھر کر چھٹک گئے

اب سو رہے ہین قبر مین اے منکر و نکیر ۔۔ طے کر کے راہ ملکِ عدم پاؤن تھک گئے

ساقی نے غیر کو جو دیا بھر کے جام مے ۔۔ ساغر ہمارے دیدۂ تر کے چھلک گئے

کیا غم جو نوے کا کُل معنی مین شاک پڑے ۔۔ پر پیچ کوچے زُلفِ سُخن تھے بھٹک گئے

سُنّا تھین ہم کو واعظون کی بدزبانیان ۔۔ جاتے تھے دیر مین سوئے مسجد بھٹک گئے

بدلی جو تیوری یار نے سر ہو گئے رقیب | برہم مژہ کو دیکھکے کانٹے کھٹک گئے

اہل سخن بھی نظم کے وادی مین آن کر | مشکل تھی راہ کوچہ مضمون بھٹک گئے

مسّی لبون پہ مل کے جو وہ مسکرا دیے | بدلی چھٹی فلک پہ ستارے چمک گئے

اک سانپ میرے سینے پہ لہرا کے رہ گیا | گیسو جو اُنکے کھلکے کمر تاک لٹک گئے

مین نے کہا کہ غیر کے ہمراہ مے کشی | غصّہ مین ظرف مے مرے سر پہ پٹک گئے

موے مژہ کے عشق مین لاغر ہوے جو ہم | کانٹے کی طرح چشم عدو مین کھٹک گئے

پہلے تو چن کے رکھ لیے اُس گلبدن نے پھول | جانے لگے چمن سے تو دامن جھٹک گئے

آسان نہین ہین وادی الفت کی منزلین | یہ راہ وہ ہے خضر بھی آ کر بھٹک گئے

میرے جلانے کے لیے خالی ہے جام مے | بیزار ہو کے وہ مرے سر پر پٹک گئے

نازک دلون سے یار کا غصّہ نہ اُٹھ سکا | پتھر کی چوٹ کھائی تو شیشے چٹک گئے

آیا سنور کے باغ مین جب وہ بہار حسن | شبنم کی طرح ڈالیون سے گل ٹپک گئے

ہنس ہنس کے خوب تیغ نظر کے لگائے وار | زخمون پہ میرے دل کے نمک بھی چھڑک گئے

بیہوش مین تو صدمۂ درد جگر سے تھا | وہ کیون خفا ہین کیا انھین کچھ اور شک گئے

اُس بیخبر کے کان تلک تو نہ جا سکے | کس کام کے جو نالۂ دل تا فلک گئے

مڑ کر بھی تو انھون نے نہ دیکھا مری طرف | ہم اُن کے ساتھ ساتھ بڑی دور تک گئے

دیکھا جو آج صبح کو اُس آفتاب کو | روکا ہزار دل کو پر آنسو ٹپک گئے

کیا لطف دل کو چھیڑ کے اے مہر وش ملا | انگور زخم کے جو ہرے تھے وہ پک گئے

تھی احتیاجِ رنگِ حنا سبزہ رنگ کو — خون گشتہ دل لیے ہوے ہم ہار پات گئے

ایسے بھی لوگ ہیں جو چڑھاتے ہیں خم کے خم — ہم اِک نگاہِ مست سے ساقی کی چھاک گئے

تیرِ نگہ کا کوئی نشانہ اگر ہوا — ہم اپنا تھام کر دلِ بسمل پھڑک گئے

نادیدہ جادۂ رگِ موجِ شراب تھا — مجرم نہیں جو تشنۂ مے سے بہک گئے

چھوڑو خیالِ کاہش موے میاں ہدا
ہر دم کے پیچ و تاب سے تم تو جھٹک گئے

غزل

واہ رے حسن جب اُس مہ کو ہنسی آتی ہے — چاندنی کھل کے ہر اک سمت چٹک جاتی ہے

شبِ فرقت میں تری یاد جو تڑپاتی ہے — نیند بھی آنکھوں میں آتے ہوئے شرماتی ہے

کوچۂ زلف سے جس وقت ہوا آتی ہے — روحِ گل مشک کی خوشبو میں ملا آتی ہے

شادی الفور طبیعت مری ہو جاتی ہے — خط کے آنے کی خبر یار کے جب آتی ہے

زلفِ شبگون تری فرقت میں جو یاد آتی ہے — ایک ناگن سی مرے سینے پہ لہراتی ہے

مجھکو اے شوخ ہنسی جب تری یاد آتی ہے — سامنے آنکھوں کے بجلی سی تڑپ جاتی ہے

عشق بھی ایک سمندر ہے کہ ہر موج اسکی — ڈھاتی ہے ایک قیامت جدھر آجاتی ہے

ذرّہ ذرّہ سے ہے اک حسن کا عالم پیدا — تیری قدرت کی عجب شان نظر آتی ہے

غیر کا ذکر نہ کر سامنے میرے ناصح — تیری باتوں سے مجھے خون کی بو آتی ہے

مشک و عنبر پہ اگر نکہت گیسو کو ہے ناز
بو پسینہ کی سوا عطر سے اتراتی ہے

ہجر میں آہ و فغاں سے مجھے آتا ہے قرار
ہون جو خاموش طبیعت مری گھبراتی ہے

یاس و حرمان کا شب ہجر ہے مجمع دلمین
آرزو وصل کی آتے ہوئے گھبراتی ہے

کوئی اُن سے نہیں کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو
منہ چھپانے کو کیون خلق خدا آتی ہے

کوچۂ زلف کی شاید یہ ہوا کھا آئی
مشک و عنبر مین بسی باد صبا آتی ہے

گلشن داغ جگر پر ہے عبث نازا بدل
یہ بھی اُس گل کا ہے نقشا ہوا خیراتی ہے

دہن تنگ کو کیا اُنکی کہون کیا نہ کہون
گو مگو بات ہے کہتے نہین بن آتی ہے

یہ سمجھتا تو نہ دیتا تمہین بھولے سے بھی دل
تیری اُلفت تو مجھے ٹھوکرین کھلواتی ہے

ابر نیسان مین شرف ہے تو گہر باری کا
بوندیان خون کی مژگان مری برساتی ہے

مین تو کیا در پہ ہے اُس پردہ نشین کے یہ رعب
کہ صبا پاؤن کو رکھتے ہوئے تھرّاتی ہے

سوز پروانہ کے باعث ہوئے محفل مین تمہین
شمع کے گریۂ بیجا پہ ہنسی آتی ہے

اس سے مرغوب تپ ہجر مین غمخوری ہے
بدمزہ منہ ہے کوئی چیز نہین بھاتی ہے

تشنۂ تیغ کی کس طرح بھلا پیاس بجھے
ہے جو بے آب تو خنجر کو بھی شرم آتی ہے

زار اسد رنج تپ غم سے ہوا ہون دم گر
ملک الموت کو بھی مجھسے حیا آتی ہے

عشق مژگان مین شرر ریز ہین یہ تار نظر
جس کو سورج کی کرن دیکھ کے تھراتی ہے

ہے شب غم جو حسینون کے تبسم کا خیال
میرا رونا بھی ہے ایسا کہ ہنسی آتی ہے

مجھکو اے جوش جنون دشت نوردی ہے پسند
اسی چکّر مین مری عمر کٹی جاتی ہے

گر پڑا چاہِ ذقن میں تری خود یوسفِ دل
کور ہو جاتا ہے انسان جو قضا آتی ہے

رات دن جام مہ و مہر لیے پھرتا ہے
پیر گردون بھی کوئی پیر خرابا تی ہے

کیون نہ ہون صبح کو شیدائے تبسّم بشاش
مژدہ خندۂ گل بادِ سحر لاتی ہے

کس تجمل سے ہر اک دشت میں آتی ہے بہار
مخملی فرش کہین ہے کہین بانا تی ہے

عشرت و عیش بھی اک روپ نیا رکھتے ہین
شکل ہر رنگ میں انسان کی بدلجاتی ہے

بڑھکے انسان سے کہین فکر فلک پیما ہے
ہم جہان جا نہین سکتے ہین وہان جاتی ہے

دل ہمارا بھی ہے آئینۂ تصویر چمن
نہ بہار آتی ہے جس مین نہ خزان آتی ہے

چشم انسان کو مین آئینۂ دل کیون نہ کہون
صورت عیش و الم صاف نظر آتی ہے

نہ سمجھ دولت دُنیا کو قیام اے غافل
چلتی پھرتی ہوئی یہ چھاؤن نظر آتی ہے

ہے یہ آنکھون کی سفیدی و سیاہی سے عیان
شکل ہستی و فنا صاف نظر آتی ہے

زلف پُر پیچ کی الفت کا بُرا ہے انجام
پاؤن اُٹھتے نہین زنجیر سی پڑجاتی ہے

بھنگ کا نشہ ہے اُس سبزۂ خط کی الفت
لہلہاتے ہوئے سبزے پہ ہنسی آتی ہے

رُخ جانان مین بھی ہے جلوۂ مہ کا عالم
ٹھنڈک آنکھون مین نظر کرتے ہی آجاتی ہے

سب گُل و غنچہ مین نازک ہے تو اس دل کی کلی
کہ ہوا گرم تو کیا بات سے کھلاتی ہے

اے ہدا خان ہے خطاب اس مین بھی اک اعزاز
اور سیّد جو کہو یہ شرفِ ذاتی ہے

غزل

اگر تو چاندنی مین بے نقاب اے نازنین نکلے
سحر تک شرم سے پھر چاند گردون پر نہین نکلے

قمیص سرخ سے ساعد ترے یون اے حسین نکلے
شفق مین ڈوب کر جس طرح سے مہر مبین نکلے

مین اس جینے سے درگزرا مرنا ہی اچھا ہے
کشاکش مین پڑی ہے نیم جان تن سے کہین نکلے

ابھی تو تیرے آشفتہ سرن کو ہوش آ جائے
جو کوے زلف پیچان سے ہوائے عنبرین نکلے

بسر عسرت مین ہو اس طرح سے کنج قناعت مین
شکایت تنگدستی کی نہ پیش آستین نکلے

پڑی تھین بس کے اڑ اڑ کر جو میرے خون کی چھینٹین
وہ مقتل سے جو نکلے تو چھپا کر آستین نکلے

دم آخر بھی ہے دیدار جانان کی ہوس دل مین
ادھر وہ سامنے آئے ادھر جان حزین نکلے

اڑا کر لیچلا مجنون کو بھی اوناقۂ لیلے
پر پرواز گویا شہپر دامان زین نکلے

لڑانا ہے مجھے صورت تمھاری آج سورج سے
ادھر تم گھر سے نکلو اس طرف مہر مبین نکلے

ہما ان نکتہ چینون سے غرض کیا کام کیا ہمکو
مگر میرے ہی خرمن کیلیے یہ خوشہ چین نکلے

غزل

ہما ہم مر مٹے پر وصل کی صورت نہین نکلی
یہی حسرت اسی امید مین جان حزین نکلی

بنا کر زلف پرخم ناگنین چوٹی کو جب چھوڑا
پکارین بلبلین لو گل سے شاخ یاسمین نکلی

بھری ہے دانۂ مضموں کی خود خروار سینہ مین — طبیعت غیر کے خرمن کی کب خوشہ چین نکلی

جو کھینچی تیغ قاتل نے شہید ناز یہ سمجھے — گلے ملنے کو عاشق سے یہ کوئی نازنین نکلی

سمجھ کر تختۂ مشق غم مرے سر پہ بھی آتی ہے — کوئی تازہ بلا جب زیر چرخ چنبرین نکلی

تری وسعت مرے کس کام کی اے کوچۂ جانان — نہ جب میری لحد کیواسطے دو گز زمین نکلی

جو پہنچا سر بکف مین امتحان گاہ شہادت مین — لب شمشیر قاتل سے صدائے آفرین نکلی

سمجھتا تھا نہ مین تو قبر گرد خاکساری کی — جو دیکھا غور سے نور نگاہ حور عین نکلی

گزر انکا ہے سدرہ تک پہنچ اسکی خدا تک ہے — دعائے نیم شب ما فوق جبریل امین نکلی

بہت سفاک سنتے تھے تجھے اے یار کیا کہنا — تمنا قتل کی عاشق کے دل سے پر نہین نکلی

خلش اتنی تو ہوئے اے قدر انداز کیا کہنا — کہ تیری نوک ناوک ڈوب کر دل سے نہین نکلی

عجب ہے دل کہ پہچانا خدا کو تو نے بے دیکھے — تری چشم بصیرت سر دوربین سے دوربین نکلی

جلین گے کتنے ہی گھر خاک ہو جائینگے کتنے ہی — کسی شب گر ہمارے دل سے آہ آتشین نکلی

ہماری آہ کی آندھی مین جھونکے تھے قیامت کے — اڑی خاک اس قدر شاخ سر گاو زمین نکلی

شہید ناز کی تربت پہ پا بوسی برستی ہے — کہ جیتے جی کوئی ارمان کوئی حسرت نہین نکلی

نہ چھوڑا ساتھ تیرا شہسوار حسن مر کر بھی — مری ہی خاک تھی یہ جو سر داماں زین نکلی

مرے غم مین وہ شب بھر مثل شبنم گر نہین روئے — تو کیون تر صبح کو ہمصورت گل آستین نکلی

نمازون مین چھپا کر بت کو لانیسے ہوئے کافر — یہ بدعت انکے حق مین آپ مار آستین نکلی

کبھی لوٹے محبت تخت گل پر جلوہ فرما ہے — کسی دم پردۂ غنچہ مین بھی پردہ نشین نکلی

عجب نیرنگ باغ دہر میں ہے بوے الفت کا | کبھی گُل میں کبھی غنچہ میں یہ محمل نشین نکلی
فروزان ہو گئی مثل چاہِ نخشب یاد عارض مین | اگر ہم دل جلون کے مُنہ سے آہِ آتشین نکلی
جلا برق نگہ سے کونسا حرمان نصیب اے دل | کہ بوے دُودِ سوزِ استخوان اندوہگین نکلی
نئی بندش نئے پہلو نئے مضمون ہوے پیدا | ریاضِ نظم مین ہر دم تر و تازہ زمین نکلی
الٰہی گندم ارزان ہو تصدق اُسکی تربت کا | کہ جس کے خوان نعمت سے سدا نان جوین نکلی
نہ پایا خونکا قطرہ جو میرے جسم لاغر مین | حیا سے سر جھکا کے تیغِ قاتل شرمگین نکلی
تمنّا خواب راحت کی تھی جو اک عمر سے دلمین | وہ اب روے زمین سے آن کر زیر زمین نکلی
بہت پیاسا ہے مجکو آسمانون نے کہان جاوُن | جہان پر بیٹہو ایسی نہین کوئی زمین نکلی
ہوا گو ہند مین مدفون نجف سے حشر مین اُٹھا | جہان کی اصل مین مٹی مری تھی بس وہین نکلی
کیا روزِ ازل جس دم مقابل حُسن یوسف سے | تو اے کانِ ملاحت تیری ہی صورت حسین نکلی
طریقہ شرع کا وہ ہے جو انسان غور سے دیکھے | تو بیشک ہے یہ راہ راحتِ دُنیا و دین نکلی
لہو کی میرے مہندی ملکے وہ کہتے مین غیرون سے | تمنّا دل مین جیسی تھی مری ویسی نہین نکلی

ہمدا خاموش تا کے ہرزہ گوئی خوف کی جا ہے
کہ چشم خوردہ بین سے اب نگاہِ عیب بین نکلی

غزل

تر و تازہ ہین عارض یاد رُخ مین اشک پُر نم سے | پھلون مین تازگی آئی بوقت صبح شبنم سے

جگر مین پڑ گئے یہ آبلے سوز شب غم سے دھوئین اوٹھتے ہین کافور سحر کے سر مرہم سے

کم خم تیغ ابرو کی ہے میرے قتل کے غم سے کمند زلف کے حلقے نہین کم دور ماتم سے

دگرگون ہو گیا احوال ایسا شدتِ غم سے ہمین کو پوچھتے ہین قیس کے دھوکے مین وہ ہم سے

لکھین کس قطع سے حرف سوال وصل کی بات کہ شرم آتی ہے اوس پردہ نشین کو حرف توام سے

نہ لیجائین احبا میرا لاشہ کوے جانان سے ندامت ہو گی چونک اوٹھے اگر وہ شور ماتم سے

پریشان بزم کاکل کو کیا کیا آہ سرکش نے کہ زلفون کی طرح سے آج ہین وہ مجھ سے برہم سے

جہنم سے نہین کم دل مین سوزِ عشق کا شعلہ نکلتا ہے نفس کی جا شرارہ خلوتِ غم سے

اثر ہو سینہ کوبی کا نہ کیونکر آہ دلکش مین تراشی ہے یہ سیدھی شاخ ہم نے نخل ماتم سے

سراپا داغ سے سرو چراغان کا تماشا ہون نکل آئے ہین یا ہر سیر کو شعلے جہنم سے

میانِ یار کے جویا عدم کے آگے بستے ہین جدا ہے عالم اسباب ان کا اہل عالم سے

جلا آئینۂ دل کو ہوئی یہ خاکساری سے کہ صورت دیکھ لیتے ہین ملا تک عرش اعظم سے

گہر سے بڑھ گئے قیمت مین میرے اشک کے قطرے نہین اب کام حجاج حرم کو آب زمزم سے

مجھے قدر اپنے عصیان کی نہ یہ معلوم تھی ایدل بڑھین گے میرے استقبال کو شعلے جہنم سے

نکالون کیسۂ دل سے مین داغ عشق کو کیونکر سوا ہے گنج سے اُلفت مجھے اس ایک درہم سے

غزال چشم اوس کے شیر کی چتون بدلتے ہین یہ وہ آہوے وحشی ہین کہ جو خوگر نہین رم سے

پسند آئے نہ کیون تسبیح در اشک کی ان کو کہ ہین تار نگہ مین لخت دل کے خوشنما شمسے

نقاب رخ سے روشن ہے وہ ابرو یون نمایان ہے ہلال ابر تنک سے ہو عیان جس طرح چم خم سے

کہیں اپنا دل نہ اس زلف کے پھندے میں پھنس جانا — قدیمی بغض اس موذی کو ہے اولاد آدم سے

امید و بیم لطف و قہر میں سکتے کا عالم ہے — نہ جنت کا تصور ہے نہ کچھ مطلب جہنم سے

نہالِ خشک مضموں فکر سے سرسبز کرتے ہیں — نکالا ہے یہ ہم نے شاخسانہ نخل مریم سے

کھلا دیتا ہے غنچۂ دل کا وقت صبح کا رونا — تراوت خیز ہیں آنسو ہمارے اشک شبنم سے

تری تیغ زباں کے زخم ایسے دل میں کاری ہیں — نہ ہے کچھ کام بخیے سے نہ ہے آرام مرہم سے

غرض ترک دوستی ہے عشق کا قصہ کہانی ہے — ہوا یہ تجربہ پیری میں ہم کو سیر عالم سے

لبوں پر آئی ہے جان آپ کے مشتاق کی چلیے — بلا لائے مرے عیسیٰ نفس کو کوئی اس دم سے

ہوا کو دیکھیے جو کوہ کو جنبش میں لاتی ہے — مقید ہے حبابوں میں وہ حکم رب اکرم سے

پھروں گر دل سے آہ سرد میں اپنے گناہوں پہ — ابھی سب کانپ کر شعلے نکل جائیں جہنم سے

رُلایا رات بھر ہنس ہنس کے ذکر غیر سے اس نے — شب وصلت بھی اپنی کم نہ تھی کچھ صبح ماتم سے

وہ اک قطرے سے کم یہ چشمۂ حیواں سے افزوں ہے — مقابل کیا حباب بحر ہو اس چشم پرنم سے

تری برق تبسم کی پڑی ہے چاندنی قاتل — ہمارے زخم خنداں کو نہ صحت ہوگی مرہم سے

جوانان چمن اس مہر کی آمد سے نکھرے ہیں — سحر سے دھو رہا ہے منہ ہر اک گل آب شبنم سے

نہ کیوں شہرہ مرا مہر دہاں کے عشق میں ہوتا — ہوا نام سلیماں خلق میں مشہور خاتم سے

کیا نظارہ وقت نزع جو رخسار قاتل کا — یہ استغنا ہوا کیں بند آنکھیں سیر عالم سے

ہمیں کیا کام ہے ہم کو جو ہوں منت کش عیسیٰ — مریض عشق ہیں ہم کو غرض کیا ابن مریم سے

بھروسا اس پہ کرنا عین نادانی ہے غفلت ہے — یہ عمر بے وفا کچھ کم نہیں خوبان عالم سے

ہر اک گل صبح زینت آئینہ زانو کا کرتا ہے — بدلتا ہے نصیب اپنا سکندر بخت شبنم سے

ہدا کیونکر غزل گوئی ہو بے جمعیتِ خاطر

پریشانی سب ہے دل کو آمدِ ماہِ محرم سے

غزل

ساقی کے کب یہ ساغر و پیمانہ ساتھ ہے — یہ اپنی چشم حسرت میخانہ ساتھ ہے

جب سے وہ شمع رونقِ کاشانہ ساتھ ہے — غنچہ دلون کا صورتِ پروانہ ساتھ ہے

وحشت مین عشق دیدۂ مستانہ ساتھ ہے — آوارگی مین گردشِ پیمانہ ساتھ ہے

عارض مین اون کے وصف گل و شمع ہین بہم — یہ وجہ ہے جو بلبل و پروانہ ساتھ ہے

روشن ہے عکسِ عارضِ تابان سے رہگذار — جس جا چلین وہ مشعلِ کاشانہ ساتھ ہے

مانند ریگ شیشۂ ساعت رواں ہون مین — سیر سفر مین بھی مرے کاشانہ ساتھ ہے

سمجھا مین دودِ آہ سے تیرہ ہوا جو دل — ماتم کو حسرتون کی سیہ خانہ ساتھ ہے

اے شمع رو سمجھ نہ اسے گیسوے دراز — میرے شب فراق کا افسانہ ساتھ ہے

وحشت مین چرخ و مہر سے تسکین ہے ساقیا — ہر جا ہمارے شیشہ و پیمانہ ساتھ ہے

احسان اوٹھائین ہم زنِ دنیا کا کس طرح — روزِ ازل سے ہمت مردانہ ساتھ ہے

پر داغ دیکھکر دل بے آرزو کو وہ — کہتے ہین دیکھو گلشن و ویرانہ ساتھ ہے

جب تک ہین محتسب یہ دل و دیدہ برقرار — ہر جا ہمارے شیشہ و پیمانہ ساتھ ہے

ٹوکا جو میرے ساتھ میں اِک دن کو رقیب نے — بولے ہٹے رہو مرے دیوانہ ساتھ ہے

کیونکر نہ دل ہو عارضِ تابان کے چار سو — روشن ہے شمع حلقۂ پروانہ ساتھ ہے

بخشی سندِ جنون نے مجھے دشتِ قیس کی — ٹکڑا قبا کا یہ نہین پروانہ ساتھ ہے

کب مفت مول لینے کو آیا ہون جنسِ دل — دینارِ داغِ دل پئے بیعانہ ساتھ ہے

معشوق کے بغیر ہے عاشق کو چین کب — روشن جہان پہ شمع ہے پروانہ ساتھ ہے

شب کو جلے پتنگ مرے شمع داغ سے — بہرِ سند مرے پر پروانہ ساتھ ہے

توڑیں گے ہم نہ بیعتِ دستِ سبو کبھی — جبتک ہے مے یہ مشربِ رندانہ ساتھ ہے

طبل و علم ہے نالۂ و آہِ دلِ حزین — ہر وقت اپنی شوکتِ شاہانہ ساتھ ہے

مثلِ انار سیر شکم ہون مین رزق سے — جب سے ہوا ہون خلق مرے دانہ ساتھ ہے

کیا غم جو رہبری کو کوئی آشنا نہین — مانندِ خضر سبزۂ بیگانہ ساتھ ہے

طرفہ ہے حال دیدۂ یعقوب دیدنی — آنکھین سفید ہین کہ سیہ خانہ ساتھ ہے

تکلیف اوٹھائیں گے وہ رہِ میکدے کی کیا — جن کی نگاہِ مست کا میخانہ ساتھ ہے

خالی نہیں ہے دام ہی کاکل کا دوش پر — جھالہ بھی موتیون کا مع دانہ ساتھ ہے

ہر وقت عشق خالِ رخِ یار دل مین ہے — لکھا ہے جو نصیب مین وہ دانہ ساتھ ہے

ہر دم بلند نالۂ و ماتم کی ہے صدا — یہ دل بغل مین ہے کہ عزاخانہ ساتھ ہے

گرمِ فغان تھا قیس پس ناقہ اس لئے — لیلیٰ بھی جان لے مرا دیوانہ ساتھ ہے

لایا ہون قسطِ داغِ جنون نذرِ حسن کو — فصلِ بہار کا زرِ سالانہ ساتھ ہے

عشق و جنوں ازل سے ہے توام اسی طرح | جیسے ہر ایک گنج کے ویرانہ ساتھ ہے
نشہ میں کوئی آنکے تھا نبے نہ میرے ہاتھ | تنہا نہیں ہیں لغزشِ مستانہ ساتھ ہے
جبتک ہے دل میں جان نہ چھوٹے گا عشق حسن | اس آئینہ کے جلوۂ جانانہ ساتھ ہے
سر سے کریں گے عشق کی ہم منزلوں کو طے | راہِ وفا میں ہمّت مردانہ ساتھ ہے
زلفیں سنوارے تو دل چاک چاک سے | کب سے اس آرزو میں مرے شانہ ساتھ ہے
یادِ بتاں ہے دل میں چلا ہوں سوے حرم | ہوگا نہ حج قبول کہ بتخانہ ساتھ ہے
سب آشنا تو جوشِ جنوں میں ہوا ہوے | اب ہم ہیں اور سبزۂ بیگانہ ساتھ ہے
وحشت کا جذب دیکھئے ابرو کے عشق میں | مانند قوس گوشۂ ویرانہ ساتھ ہے
رہبر کی احتیاج نہیں راہِ عشق میں | مانند خضر یہ دلِ دیوانہ ساتھ ہے
تنہا نہیں ہے شمعِ رخِ یار بزم میں | جلنے کو میرے دل کا بھی پروانہ ساتھ ہے
کام آیا چشمِ مست کا آوارگی میں عشق | ہر جا پہ دل لئے ہوے میخانہ ساتھ ہے
تیز اتنا کر نہ ناقہ کو لیلی خدا سے ڈر | کب سے تھکا ہوا ترا دیوانہ ساتھ ہے

ہمراہ ہو لیا جو کبھی راہ میں ہدا
سمجھا یہ اوس پری نے کہ دیوانہ ساتھ ہے

غزل

داغ روشن ہیں عبث ظلمتِ تربت کیلئے | شمع درکار ہے کس کو شبِ خلوت کے لئے

خو تواضع کی سند ہے مری رفعت کیلئے
اوج پستی سے ہے خورشید قیامت کیلئے

کم نہیں عشق خط سبز رفاقت کے لئے
خضر ہمراہ ہیں وحشت میں ہدایت کے لئے

طبع رنگیں سے مری اوج کا طالب جو ہوا
بلبل قدس نے پر طائر جنت کے لئے

نہ چھڑک زخم جگر پر نمک اے صبح فراق
شور بختی مری کیا کم ہے جراحت کے لئے

سرمہ گرد رہ رفتار کا جس دم نہ ملا
چشم آہو نے قدم دوڑ کے وحشت کیلئے

سحر غم نے نالہ ہے تو دل نقارہ
دونوں کافی ہیں مجھے صبح کی نوبت کیلئے

آہ سرد و دل افسردہ عاصی بس ہے
گرم بازار ہے خورشید قیامت کے لئے

رو کے یعقوب نے اس درجہ سفید آنکھیں کیں
صاف آئینہ رہے عکس شباہت کے لئے

چار پھول اپنے گل داغ کے رکھ چھوڑے ہیں
ہم نے دل میں سپر مہر قیامت کے لئے

حسن کا ظلم کے پردے میں ہے عشاق پہ لطف
ہے سیاست سبب امن رعیت کے لئے

باغباں عشق کا دل دیکھ کے میرا بولا
یہی قابل ہے زمیں تخم محبت کے لئے

مطرب ماہ وش و گلشن و ساقی می و ماہ
سب ہم تھے شب وصلت میں مسرت کیلئے

آج اندوہ و قلق صدمہ رنج و غم و درد
جمع ہیں میرے علاج تپ فرقت کیلئے

چتر کافی ہے مرے دامن ترکا اے دل
حشر میں حدت خورشید قیامت کے لئے

حسن نے شرم غلامی سے چھپایا منھ کو
بیع یوسف جو ہوئے تھوڑی سی قیمت کیلئے

گیسوے یار کا شک ہوتا ہے مشاطہ کو
طول سے حسن بڑھا یہ شب فرقت کیلئے

تیرے کوچہ میں تڑپنے کی کہاں جا قاتل
عرصہ حشر ہو میدان شہادت کے لئے

سبزۂ لعل لب یار کا ہے وصف طویل　　چاہیے عمر خضر کی مجھے مہلت کے لئے

بے طلب باز نظر کے جو کیا نذر جگر　　بوسے حاتم نے مرے بازوئے ہمت کیلئے

بوسۂ لعل شکر بار سے ہوں شیریں کام　　شکر شکر بہت ہے مرے شربت کے لئے

ہمہ تن دیکھ لیں ہم زور کمان و قاتل　　تیر مردم جو بنے چشم جراحت کے لئے

طاق ابروے بتاں کی کوئی عظمت دیکھے　　ساکنانِ حرم آئے ہیں زیارت کے لئے

شوق نظارہ میں ہے ہر سر مو تار نگہ　　ہوں سراپا میں نظر دیدۂ حسرت کے لئے

کیا عجب ہے نظر لطف سے فرمائے قبول　　تحفۂ شرم گنہ لایا ہوں رحمت کے لئے

اشک خوں گر کے گریباں پہ نہیں پھیلے ہیں　　طرفہ گل پھولے ہیں یہ عشق و محبت کے لئے

آنکھ شرما کے جھکا لینے سے حاصل کیا ہے　　شرط ہے کحل عطا چشم مروت کے لئے

شاہد معجزۂ شق قمر بنی ہے　　ہے میانِ قمر انگشتِ شہادت کے لئے

گرد خط سے دل عشاق میں جب سے ہے غبار　　آئینہ ہیچ میں ہے رخ کدورت کے لئے

انوری دیکھ کے اون ابروں کو کہتے ہیں　　حسن مطلع ہے یہ دیوان محبت کے لئے

بخشش دست کرم رکھتی ہے خود دست سوال　　پر تری چشم ہے درہم کف حاجت کیلئے

شوق دیدار نے جی بھر کے نہ دیکھا رخ یار　　سیر چشمی نہوئی چشم ارادت کیلئے

موت کی آتی ہے ہچکی کہ ہے فریاد جرس　　شور ہے قافلۂ عمر کی رحلت کے لئے

اے ہدا سہل نہیں مدحت گیسوے دراز

اک زمانہ مجھے درکار ہے فرصت کے لئے

غزل

لے چلوں داغ جگر قبر کی وحشت کیلئے
شمع درکار ہے مجھکو شبِ تربت کے لئے

قہر ہے دل مرا آمادہ ہے اُلفت کیلئے
یار جانی بھی ہے درپئے مری ذلت کیلئے

خلق عشاق ہوے خلق میں اُلفت کے لئے
غم ہوا دل کے لئے دل ہوا اُلفت کیلئے

آج اوس شاک زلیخا نے بگڑ کر سر بزم
خوب لتے مرے دامانِ شکایت کے لئے

ہے وہ بخشش کہ نہ رد ہو کبھی سائل کا سوال
سیر چشمی سے ہے ضو دیدۂ ہمت کیلئے

ذوق انگیز ہے قاتل کے تبسم کا نمک
مرے ہر ایک دہن زخم کی لذت کیلئے

قبر میں کر رہے ہیں مجھ سے نکیرین سوال
کیا جواب اون کو میں دوں ننگ ہے ہمت کیلئے

کعبہ بے صاحب خانہ نہیں دیکھا جاتا
وہ کہاں جن کی ہم آئے ہیں زیارت کے لئے

دیکھ سکتا نہیں اک جا پہ فلک ناز و نیاز
سنگ انداز ہے یہ شیشۂ صحبت کے لئے

اس تمنا نے کئے دیدۂ یعقوب سپید
صاف آئینہ سزاوار ہے صورت کیلئے

وعدہ فردا کا شبِ وصل کے طالب سے عبث
چاہئے صبر بھی کچھ صبحِ قیامت کے لئے

ایک پروانے کی قسمت میں تو ہے شامِ وصال
ورنہ عشاق ہیں سب روزِ مصیبت کے لئے

شعلۂ عشق نے اوس آگ میں جھونکا ہے مجھے
جو ہے دوزخ سے سوا مہر قیامت کے لئے

اے ہدا اشکوں سے دھو آنکھیں اگر چلنا ہے
روضۂ شاہِ شہیداں کی زیارت کے لئے

غزل

سختیاں کرتے ہیں وہ ترک محبت کیلئے
رنج دیتے ہیں مجھے میری ہی راحت کیلئے

دل لگاتے تھے نہ اس دن کی مصیبت کیلئے
مول لی سب سے عداوت تیری اُلفت کیلئے

جب سے سن پایا ہے محشر میں وہ اُٹھیں گے ضرور
روز کرتا ہوں دعائیں میں قیامت کے لئے

ذبح کر تشنہ کیا چھڑکیں کفن پر آنسو
مہریں کردیں مرے محضر پہ شہادت کیلئے

آج عشاق کی تصویر وہ کھنچواتے ہیں
ہے طلب میری بھی مجنوں کی شباہت کیلئے

کچھ تعجب نہیں سودا جو ہمارا پٹ جائے
دل کئی یار نے وعدے پہ قیامت کے لئے

لے چلوں مانگ کے اون سے میں دلِ نالہ نواز
کوئی دمساز نہیں شور قیامت کے لئے

مفت آئینہ دل دیکھ دکھا کرلے لیں
کوئی صورت سے وہ حیراں نہوں قیمت کے لئے

مول لیجا کے وہ دل گھر میں چھپے بیٹھے ہیں
منتظر ہم سر بازار ہیں قیمت کے لئے

خوف ہے حشر کا گر جلوہ نمائی سے اوٹھیں
اپنا دیدار اوٹھا رکھیں قیامت کے لئے

لوگ آئے بھی گئے بھی ہوئی صحبت بھی تمام
منتظر ہی رہے ہم در پہ اجازت کے لئے

پھول وہ اٹھائیں گے بھلا کیا وہ مرے پھولوں میں
بار ہے نکہت گل جن کی نزاکت کے لئے

اے ہدا قبر میں آئیں گے بشیر اور نذیر
خندہ پیشانی سے جنت کی بشارت کیلئے

غزل

مجھکو سمجھا کر جو صبح وصل وہ باہر چلے
نالے آگے پہنچانے کو اونکے گھر چلے

گر قلم کاغذ پہ بہر حسن حیدر چلے
ہر الف سے ہے یقیں فوارۂ کوثر چلے

جذبۂ پیر مغاں سے چشم و دل کھنچکر چلے
جانب میخانہ طرفہ شیشہ و ساغر چلے

عشق میں گیسوئے کافر کوس ہیں اک ایک گام
رات بھر میں کوئی شاید اک قدم مر کر چلے

فصل گل میں جو ہیں میخانے کا دروازہ کھلا
سب سے پہلے لیکے مسجد سے ہمیں بستر چلے

سونی وہ پائے نازک ہوں گے گل سے ابھی
وہ سمن اندام اگر فرش گل تر پر چلے

سامنا اون کے دُر دنداں سے کرنا ہے محال
آبرو کھونے عدن سے کس لئے گوہر چلے

صورت پرکار اپنے دائرے پر رکھ قدم
آدمی وہ ہے نہ اندازے سے جو باہر چلے

جب پلک جھپکی شب ہجر انتظار یار میں
مردم دیدہ کے دل پر سیکڑوں خنجر چلے

چھوڑ کر مجھکو مئے گلگوں پلائے غیر کو
میکدے سے خون کے گھونٹ آج ہم پیکر چلے

درد ہوتا ہے جسے فریاد کرتا ہے ضرور
کام ضبط آہ دل کا ہجر میں کیونکر چلے

جانکر وحشی کیا لڑکوں نے ہر سو سے ہجوم
ہر گلی کوچہ سے مجھ پر سیکڑوں پتھر چلے

مے پرستوں میں ہوئی رد قدح پر نوک جھونک
رات بھر نشہ میں باہم شیشہ و ساغر چلے

ہو کے رخصت اس جہاں سے یوں چلا سوئے عدم
جیسے خوش ہو کر سفر سے کوئی اپنے گھر چلے

ابتو توبہ کر گنہ سے ضعف پیری ہے ہدا
لیکے پیشانی کوکب تابت تن لاغر چلے

غزل

بحمد اللہ فراخی تنگدستی میں بھی حاصل ہے ۔۔۔ کشادہ صورت دست تہی ہر دم مرا دل ہے

یہ مضطر آج کل ضبط فغان و آہ سے دل ہے ۔۔۔ زباں کے راز کا چھپنا لبوں سے سخت مشکل ہے

طپاں برق جہندہ کی طرح جو تیغ قاتل ہے ۔۔۔ فقط یہ فیض بیتابی خون قلب بسمل ہے

وہ ظالم قتل گہ میں محو سیر رقص بسمل ہے ۔۔۔ دل بسمل میں درد محنت بازوے قاتل ہے

تری تیغ نگہ سے کیا فقط گھائل جگر دل ہے ۔۔۔ جہاں وہ اک جگہ ہیں کوئی زخمی کوئی بسمل ہے

عجب حیرت فزا گل گشت باغ کوے قاتل ہے ۔۔۔ بجاے فرش گل بچھا ہوا عشاق کا دل ہے

ہوا پر تو فگن جس دن سے طوطی سبزہ رخ کا ۔۔۔ بہار افزائی گلشن جوہر آئینہ دل ہے

رقم کرتا ہوں میں وصاف خال روے روشن کے ۔۔۔ ہر اک نقطہ عبارت کا رخ خورشید کا تل ہے

قناعت سے ملے گر صبر ہی لطف نبات اے دل ۔۔۔ کہ قند عاریت میں تلخی زہر ہلاہل ہے

گیا ہے صید گہ کی سمت سے کون آج تیر افگن ۔۔۔ کہ چشم اشتیاق آہوان دشت بسمل ہے

ہوا سرسبز تخم عشق خال رخ مرے دل میں ۔۔۔ زمیں سیراب ہے ایسی تب اس دانہ کے قابل ہے

جس آئینہ میں صورت جلوہ گر ہے عشق و صبا دو کی ۔۔۔ صفائے باطنی سے وہ فقط عشاق کا دل ہے

فروزاں داغ سودا میں جنوں نے پاؤں پکڑے ہیں ۔۔۔ ہر اک سرو چراغاں کی طرح یاں پاے در گل ہے

وہ وقت ذبح الفت کی نظر سے دیکھ لیں مجھکو ۔۔۔ کہ سیر باغ جنت مجھکو چشم لطف قاتل ہے

او ٹھالے دل وقت ایسا بھر یاد حق نہ پائیگا ۔۔۔ دو میخانہ ہے مستور ہر میخوار غافل ہے

کوئی دیکھے تو مشتِ خاک کے اوج و تقرب کو | حریمِ بے نیازی کا جو محرم ہے مرا دل ہے
بلائے دردِ فرقت پر ہے آفت پندِ ناصح کی | عجب افتاد پر افتاد ہے مشکل پہ مشکل ہے

ہدا تو کشتِ دل میں اپنے تخمِ حمد بو یا کر
زمینِ شعر کا تجھکو یہی گویا محاصل ہے

غزل

خطر ہے پنجۂ مژگانِ چشمِ یار میں دل ہے | بہت نازک ہے شیشہ اور وہ مستِ نازِ غافل ہے
وہ مجنوں ہوں کہ فرقت میں بھی مجھکو وصل حاصل ہے | فروغِ داغِ غم سے دل مرا لیلیٰ کی محمل ہے
لیے روشن عکسِ عارض سے مرا آئینۂ دل ہے | یہیں محفل ہیں اُن کی دید میں سیرے اُنکی محفل ہے
تمھارے عارضِ روشن کا شیدائی مرا دل ہے | عجب ہے نہر سے اک قطرۂ شبنم مقابل ہے
عجب حیرت فزا گلگشت باغِ کوئے قاتل ہے | بجائے فرشِ گل بچھا ہوا عشاق کا دل ہے
رہِ کعبہ میں فکرِ راحلہ کیا ہمسے گریاں کو | سمندِ شوق ناقہ ہے کمندِ عشق محمل ہے
تصور سے حسینوں کے یہ تنہا کب ہوئے عزلت میں | پری رویوں کے جلوے سے منور شیشۂ دل ہے
جوانی تک رہے جوشِ جنوں میں دشت پیمائی | سر اپنا مثلِ جادہ اب تو زیرِ پائے منزل ہے
مرے گھر میں نہ آئے کوئی اور نہ ہجر کی فرقت میں | دھواں پھیلا ہوا آہوں کا مثلِ چاہِ بابل ہے
تفاوت بحرِ ہستی و عدم میں ہے تو اک دم کا | حباب آسا فقط غفلت کا پردا ایک حائل ہے
سبک روحی کا یوں خوں اڑتا ہے مثلِ نکہتِ گلشن | یہ باعث ہے جو آلودہ نہیں دامانِ قاتل ہے

ملا کر خاک میں سوہم ئی ہے یہ جلا حاصل | یقیں آئینہ کا جس کو ہے تم کو وہ مرا دل ہے
کیا رخ اس طرف تیر نگاہ ناز نے جب سے | غزالِ زخم خوردہ کی طرح گھائل مرا دل ہے
کسوف مہر رخ کا ہے سبب ماہ نقاب اے دل | یہی تو درمیان عارض وا نظار حائل ہے
جلا آئینہ صد جبیں میں ہو تو ایسی ہو | وہ یاں محفل میں ہیں واں جلوہ گر اک اور محفل ہے
شب غم میں خبر ہے کون دل کے خون ہونے کی | مرا سرو رواں تو خود حنا سے پائے در گل ہے
وہ شمشیر نگہ سے کر کے زخمی مسکراتے ہیں | یہاں ڈر برق خنداں کا ہے دل سینہ میں گھائل ہے
یہی ہوتا ہے فرش راہ اک اک گام پر اے جاں | جسے نقش قدم تم جانتے ہو یہ مرا دل ہے
بھلا فیاض کو اظہار حاجت کی ہے کیا حاجت | کہ نقش بوریا تحریر عرض حال سائل ہے
حلاوت ہے زباں میں صورت شاخ نبات اے دل | لبوں پر جب سے وصفِ لعل شیریں شمائل ہے
شکستہ شیشہ دل جوڑنا آساں نہیں ایسا | جسے سمجھے ہوئے ہو سہل یاں سخت مشکل ہے
پہنچنا زلف کے کوچہ سے ہے دشوار عارض تک | کہ پیچ و تاب راہ ہوں کا نشان بعد منزل ہے
بہار آئی نہیں عشاق کے سر پر بلا آئی | ہر اک دیوانہ ہے پابند پر بستہ عنا دل ہے
بہار آئی ہوئی سودائیوں کے دم سے پر رونق | ہر اک جا مجمع اطفال ہے شور سلاسل ہے
ہدا لائے فرشتے حشر میں کیوں دعویٰ خوں کو | مرے منہ سے نہ نکلے گا کبھی یہ میرا قاتل ہے

ہدا پڑھ لو غزل اک اور ہے احباب کی صحبت
ملے گی داد تم کو ماہرانِ فن کی محفل سے

غزل

منور ماہ سے وہ چند جو آئینۂ دل ہے — یہ کس خورشید کا جلوہ جلا میں اسکی داخل ہے

کرم کہتے ہیں اسکو آب ڈھتی سوے سائل ہے — مگر دست عطائے حاتم طے تیغ قاتل ہے

ہدف تیر نگہ سے کس کی ساحل پر مرادل ہے — کہ مثلِ موج سایہ تک مرا دریا میں بسمل ہے

بہت شرمندہ محتاجی سے تیر یار اور دل ہے — وہ پیاسا ہے لہو کا اور یہ بحر آب سائل ہے

گواہِ قصد قاتل خود خم ابروے قاتل ہے — نہیں بیوجہ جھکنا قتل پر عاشق کے مائل ہے

کشاکش ہیں ہمارے قتل کی دم سخت قائل ہے — جگر لپٹا ہوا بازو سے ہے اور تیغ سے دل ہے

رہائی زلف کے پھندوں سے ہم دونوں کی مشکل ہے — ادھر وہ محو آرائش ہیں اولجھن میں ادھر دل ہے

تحمل میں زیادہ منزلت سے عرش کی دل ہے — کہ بارِ امتحانِ یار کا ہر وقت حامل ہے

حسیں کیا ہیں کرشموں سے حسینوں کی فدا دل ہے — غرض گل سے نہیں بلبل کو بوے گل پہ مائل ہے

حسینوں پر ابھی تک تو نہیں دل اپنا مائل ہے — نہیں معلوم کس لیلی شمائل کی یہ محمل ہے

خمار مے سے یہ چور استخواں ہیں مضمحل دل ہے — کہ گھر سے یار بار آنا سوے میخانہ مشکل ہے

یہ کس قاتل کے چلتے ہیں نگہ کے تیر دریا میں — کہ مثلِ ماہی بے آب ہر اک موج بسمل ہے

مرا روز سیہ بے ضیا ہے چرخ ہفتم کی — کہ اختر نحس بختی کا زحل کی آنکھ کا تل ہے

حسینوں کے فریب خط لب سے خوف کر اے دل — کنار چشمۂ حیواں پہ سبزہ سم قاتل ہے

بنانا خال سرمہ کا ہے زیبا روے روشن پر — برائے حفظ کافور صنم زیبا یہ فلفل ہے

زمیں روشن ہے مہ رویوں سے انجم چرخ کی صورت | عجب مجموعہ آب و ہوائے آتش گل ہے

غنی ممسک کے ہمسائے سے ہو کیا فیض مفلس کو | زبان موج دریا نہر ہے ، لب خشک ساحل ہے

اترتی عرش سے کالی بلا ہے سر پہ عاشق کے | یہ سودا زلف کا کیا ہے خدا کا قہر نازل ہے

تصور ہے گل رخسار کا رنگیں اداؤں کے | خیالوں کا یہ مجموعہ ہے سر میں ایک محفل ہے

غضب ہے قید کرنا بلبلوں کا موسم گل میں | کہ موج نکہت گل اس کے حق میں خم و سلاسل ہے

نگاہ لطف لالہ پر بھی رکھنا سیر گلشن میں | لہو مل کر شہیدوں میں تمہارے یہ بھی داخل ہے

قصاص خون دختر رز کو قاضی گھر سے نکلا ہے | حمائل کے عوض جو تیغ گردن میں حمائل ہے

دل پر داغ کو تیرے دلوں میں دیکھ کر بولے | یہ گلدستہ گلوں کا ہے کہ اونا شاد کا دل ہے

ترے زخمی کو دیکھے سے لرزتے ہیں دل اے قاتل | کھلا ہے دیو کا منہ یا دہان زخم بسمل ہے

تباہی میں ہے کشتی یاس سے ہے باد مخالف سے | پھنسا منجدھار میں ہوں چشم حسرت سوے ساحل ہے

لہو بلبل کا گلچیں دیتے ہیں لا کے تھالوں میں | نہ بھولو سرخ ہوں خوں شہیداں اس میں داخل ہے

وہی ہم تھے کہ صحرا میں ہوا سے آگے چلتے تھے | وہی ہم ہیں کہ اک اک گام اب اک ایک منزل ہے

گرے مجنوں کبھو نکر ٹھوکریں کھا کھا کے صحرا میں | کہ حائل سنگ رہ میں دیدہ و دل سوئے محمل ہے

کوئی دیکھے تو ہمت آج میرے داغ سودا کی | سپر ہو جو زمیں کی مہر محشر سے مقابل ہے

شب معراج قرب عاشق و معشوق کو دیکھو | کوئی پردا نہیں ہے اک حجاب نور حائل ہے

ہدا جو دیکھتا ہے وہ مجھے کہتا ہے سودائی

کہوں کیا اوس پری رو پر مرا دل جب سے مائل ہے

غزل

ہے مدحتِ حیدر کا جو دفتر مرے آگے — ہر سطر ہے اک موجۂ کوثر مرے آگے

کرتا ہے سخن جب وہ سخنور مرے آگے — لہراتی ہے موجِ لبِ کوثر مرے آگے

کہتے ہیں وہ خوش قد ہوں میں گلزار جہاں میں — تسلیم کو جھکتے ہیں صنوبر مرے آگے

ہے منع چھری پہلے ذبیحہ کو دکھانا — کرتے ہیں یہاں تیز وہ خنجر مرے آگے

تھا سامنے وہ عارضِ رنگیں جو چمن میں — ہم کا کئے کیا کیا نہ گل تر مرے آگے

دیتا ہے مرے قتل پہ ابرو کو وہ جنبش — کرتا ہے چھری تیز ستمگر مرے آگے

بے دیدنی تو وصل کی شب آنکھ چرائے — وا دیدۂ اختر رہے شب بھر مرے آگے

سیکھے ہیں یہ اب ابروئے جاناں نے کرشمے — پیدا کئے اس تیغ نے جوہر مرے آگے

کہتے ہیں وہ مجھکو نہ یقیں عشق کا ہوگا — گر کاٹ کے رکھ دے بھی کوئی سر مرے آگے

عکسِ دُرِ دنداں پہ فدا کرنے کی خاطر — میں رو رہا ہوں جمع ہیں گوہر مرے آگے

خط میرا خطا میری ہے قاصد کا ہے کیا جرم — کرتے ہو عبث ذبح کبوتر مرے آگے

آئے تری افشاں کے تصور میں کہاں بند — نکلے بھی چھپے بھی مہ و اختر مرے آگے

آیا کی ہوا کوچۂ کاکل سے چمن کی — بیٹھا رہا جب تک وہ سمنبر مرے آگے

مجھ پر وہ ستم دیکھ کے کہتے ہیں بگڑ کر — مارو مرے مجنوں کو نہ پتھر مرے آگے

دل لیکے مرا سخت کلامی سے نہ توڑو — آئینہ پہ مارو تو نہ پتھر مرے آگے

اوڑ چلنے کو آندھی ہوں میں خود نامہ بری میں
اب جا نہیں سکتا ہے کبوتر مرے آگے

اون نیچی نگاہوں کا نہ تھا عکس زمیں پر
فرشِ گل نرگس رہا شب بھر مرے آگے

اے دردِ دل اُٹھنا ہے اگر ہے تو چپا وٹھنا
بیٹھا ہوا جس دم ہو وہ دلبر مرے آگے

رکھا ہے ترا عشق نہاں کعبۂ دل میں
تھی کوئی جگہ ایسی نہ پتھر مرے آگے

رونے میں جو دانتوں کا رہا اون کے تصور
غلطاں دُرِ شہوار ہے شب بھر مرے آگے

یا رب نہ کھلا یار کا جوڑا نظر آئے
مجموعہ نہو حسن کا ابتر مرے آگے

گریاں ہوں میں وہ شرم نہ فرمائیں چلے آئیں
حائل ہے یہاں اشک کی چادر مرے آگے

بیزار ہوں یہ نامہ بری سے کہ نہ مانوں
آئے کوئی گر بن کے پیمبر مرے آگے

اللہ رے عکسِ رخِ روشن کی صفائی
آئینہ دکھاتا ہے سکندر مرے آگے

مجنوں ہو کہ فرہاد رہِ عشق میں اے دل
رکھے گا قدم کوئی نہ بڑھ کر مرے آگے

اوس ابروے قاتل کا ہوا ہے جو تصور
آنکھوں میں پھرا کرتے ہیں خنجر مرے آگے

غزل

اگر نامِ علیؑ منھ سے دمِ لغزش نکل جائے
جو گرتا ہی زمیں پر ہو بشر فوراً سنبھل جائے

ذرا منھ سے جو سوزِ عشق پروانہ نکل جائے
تو پروانے سے پہلے بزم میں خود شمع جل جائے

انھیں یا توں پہ کیوں تم کو مسیحائی کا دعویٰ ہے
نہ نکلو گھر سے تم در پر کسی کا دم نکل جائے

فدا ہوں لاکھ جا سے شمع رویونکی اداؤں پر
بلا سے گر مرا دل شعلہ عارض سے جل جائے

کرے قاتل اشارا قتل کا گر قوس ابرو سے
مثال تیر مشتاق شہادت سر کے بل جائے

گھڑی عمر رواں کی دیکھئے کیا ٹھیک چلتی ہے
نہ آگے ایک پل جائے نہ پیچھے ایک پل جائے

مریض ہجر کی اپنے مسیحا دستگیری کر
گرا پڑتا ہے فرش ناتوانی پر سنبھل جائے

ہمارے مرغ نالہ پر ہے موسیقار کا عالم
یقیں ہے شعلہ آواز سے خود اپنے جل جائے

ہوا ہے شاعری کا شوق اونھیں غزلیں سنانے کو
ہماری ہو وسیلہ کس طرح اون تک غزل جائے

رفاقت کیا کرے معذور ہے سرو چمن ایدل
سبک رفتار کے ہمراہ کیونکر پائے شل جائے

ترے در کے فقیروں میں دماغ اوج شاہی ہے
ہما سر پر پروں کا مورچھل کیونکر نہ جھل جائے

اوٹھائی جرأت بیجا سے ذلت خود رقیبوں نے
حسینوں کے مکاں میں کیوں کوئی بے محل جائے

اُمید و بیم یکسو تو ہو آنے اور نہ آنے کی
قرار آجائے دل کو روز کی گر آج کل جائے

ہدا تیرا کلام اوس دم مسلم لوگ جانینگے
پے اصلاح جس دم پیش استاد ازل جائے

غزل

جھکے تو مثل کماں پھر نہ سر بلند کرے
تنے جو تیر کی صورت زباں نہ بند کرے

ہمارے سر کو تو تھا فخر پائمالی میں
نہ ہے نصیب وہ زیب شکار بند کرے

اجل پسند ہو جب جنس آبرو نہ رہے
نہو جو مال تو خالی دو کان بند کرے

وہ بدگماں مری میت کی نبض دیکھے گا
ابھی لحد کو نہ تختوں سے کوئی بند کرے

وہ دل چرا کے مرے منہ پہ ہاتھ رکھتے ہیں
غضب ہے شاہ کی آنکھوں کو چور بند کرے

بڑا گھمنڈ اگر ہے بتوں کے درباں کو
کھلا ہے موت کا دروازہ آکے بند کرے

وہ وقتِ نزع مرے دیکھنے کو آتے ہیں
کہو نہ خواب اجل آکے آنکھ بند کرے

کھلی ہیں شوقِ دیدار کے مری آنکھیں
ابھی کفن سے مرا منھ نہ کوئی بند کرے

جو منع کرتے ہیں واعظ کھلے نہ میخانہ
خدا سے بھی تو کہیں باب توبہ بند کرے

جلا کریں گے یوہیں اے ہدا رقیب کے دل
اجاڑ کیا ہے خدا جس کو ارجمند کرے

غزل

ضررا و نہیں نظرِ بد کی کیا اگر نہ کرے
جو خال مہر سپر بر سحر سپند کرے

یقیں ہے مہندی کے شعلے سے تل کے ٹیکے کا
چٹک کے قہقہہ بصورتِ سپند کرے

عجب نہیں ہے سویدائے دل تپ غم سے
فغان و نالہ اگر صورتِ سپند کرے

یقیں ہے شعلۂ حسن بتاں سے خالِ عذار
چٹک کے شعلہ زنی صورتِ سپند کرے

ہماری گرمِ روانی پہ بہرِ دفعِ نظر
زمینِ دشت نہ ذروں کو کیوں سپند کرے

یہ ذکی آتشِ رخ سے ہے خالِ چشم کا حال
کہ شور آگ پہ جیسے کوئی سپند کرے

لگی ہے آگ یہ تلووں سے ہو جو دشتِ نورد
ہر ایک ذرہ فغاں صورتِ سپند کرے

ملک اوٹھا کے غزل لے گئے ہیں تیری ہدا
یہ رشکِ عقدِ ثریا فلک پسند کرے

غزل

جو ناپسند ہے دل سے اوسے پسند کرے
خدا کسی کو نہ بدخو سے بہرہ مند کرے

جہاں میں یوں تو ہے ہر اک کو حسن کا دعوےٰ
وہی حسیں ہے مگر دل جسے پسند کرے

ہلال سرِ بگریباں رہا مقابل میں
فروغِ ابروے جاناں خدا دوچند کرے

کیا ہے پیشِ نظر دل بھی آئینوں کے ساتھ
پسند دیکھئے کس کو وہ خود پسند کرے

زمیں کے منھ کو لگیں چار چاند ہر اک گام
خرام ناز جہاں یار کا سمند کرے

حلال کرتے ہیں یوں دل وہ تیغ ابرو سے
منا میں ذبح کوئی جیسے گوسفند کرے

شکر لبوں کے سنے گر کلام شیریں کو
تو اپنے وصف میں ہرگز نبات قند کرے

تمھارے بام تک آہِ رسا نے پہنچایا
رسائی اس سے سوا اور کیا کمند کرے

پڑی گلے میں بتوں کے یہ صورتِ زنار
کیا وہ کام نگہ نے کہ جو کمند کرے

کرشمہ ناز و ادا عشوہ غمزہ بیباکی
وہ ناپسند نہیں جس کو دل پسند کرے

بتوں نے خلق خدا سے خدا تو کھوا یا
اب اس سے بڑھکے کوئی کیا فریب فند کرے

یہ بت تو کیا ہیں خدا سے نبی نجائے کبھی
فغاں تڑپ کے اگر دل سے مستمند کرے

حبیب ہو تو حبیبِ خدا سا ہوئے ہدا
کہ اپنے بندوں میں جس کو خدا پسند کرے

غزل

شرف یہ سر بسر وابستہ ہے اولادِ حیدر سے — کہ جس کا سلسلہ ملتا ہے گیسوئے پیمبر سے

اگر رطب اللسانی چاہتا ہے مدحِ حیدر سے — زباں کو پہلے دھو کر پاک کر لے آبِ کوثر سے

دونیم اپنا جگر ہے اس قدر ابروئے قاتل سے — مشابہ ہو گیا روح القدس کے صاف شہپر سے

ہوا ہے ذوالفقارِ ابروئے جاناں سے دو ٹکڑے — مشابہ ہو گیا ہے دل مرا جبریل کے پر سے

ملے خالِ لبِ شیریں کا گر بوسہ یہ نیت ہے — بھروں منہ چیونٹیوں کا نمل کے صحرا میں شکر سے

نہیں جب ساقی مہوش تو پھر کیا لطفِ مے نوشی — ہمیں کیا کام ساون کی گھٹا گر رات بھر برسے

فروغِ شمع پر پروانہ اڑ کر جان دیتا ہے — یہ پتلا خاک کا نکلا کہیں بڑھ کر سمندر سے

ہمارے منہ پہ پانی پھر گیا یوں آتشِ غم سے — کہ جیسے تاؤ کھا کر رنگ نکلے درہم و زر سے

سنگھاؤ لخلخہ کے بدلے غش میں نکہتِ گیسو — دماغ افروز ہے مجھکو یہ بڑھ کر مشک و عنبر سے

کیا قاصد نے رام اوس بت کو اپنا دو ہی باتوں میں — ہوا کافر مسلماں حسنِ اخلاقِ پیمبر سے

وہ پڑھ کر فاتحہ تیجے میں میری روح کو بخشیں — مشامِ مردہ کو کیا نفع ہے پھولوں کی چادر سے

نہ ٹوٹے تار اشکوں کا مرے اے دیدۂ پُرنم — جھما جھم جس طرح سے جم کے ساون کی گھٹا برسے

مسی مل کر جو دیکھ آئینہ کو وہ مسکراتے ہیں — چمک جاتے ہیں کیا ابرِ سیہ میں دانت اختر سے

خجل محجوب کو حد سے زیادہ کر نہ اے واعظ — گذر جائے نہ آبِ انفعال اون کا اثر سے

ہے اصلاح دینا شعر پر کہنے سے مشکل ہے — سخن کی قدر دیں پوچھے کوئی طبعِ سخنور سے

غزل

ہاتھ میں اون کے ید بیضا سے بڑھ کر شانہ ہے
مثل شمع طور روشن ایک ایک دندانہ ہے

مست کیا باد بہاری سے چمن خمخانہ ہے
سرو ہر اک شیشۂ صہبا ہے گل پیمانہ ہے

کس چمک پر داغ عشق گیسوے جانانہ ہے
کس شب تاریک میں روشن چراغ خانہ ہے

جب سے ان آنکھوں میں اپنی جلوۂ جانانہ ہے
شمع برق طور کا پیش نظر افسانہ ہے

یاوہ گوئی سے زباں کر بند گر فرزانہ ہے
اس خموشی میں عجب لطف خردمندانہ ہے

شمع عارض کا تمھاری جس جگہ افسانہ ہے
روح اپنی آج تک اوس بزم پر پروانہ ہے

کلبۂ احزاں میں میرے طور کی سی ہے ضیا
روشن اپنے داغ دل سے یہ چراغ خانہ ہے

کس قیامت کا ہجوم یاس و حسرت دل میں ہے
دشت محشر جس کے آگے گوشۂ ویرانہ ہے

ٹھوکریں کھا کھا کے گرتے ہیں سیہ مستان ناز
ابر ہے ساقی ہے مے ہے شیشہ ہے پیمانہ ہے

آنکھ کھلتی ہی نہیں تا حشر راحت کے سبب
واقعی سونے کی جا مرقد کا ہی تہ خانہ ہے

صوفی صافی منش میں کیف ہے اپنا شعار
بیخودی کہتے ہیں جس کو لغزش مستانہ ہے

فاقہ مستوں کو ہے دور جام مے سے کیا غرض
اونکو کافی گردش تقدیر کا پیمانہ ہے

کوئی ہم زاہد نہیں جو بزم میں واعظ کی جائیں
مست ہیں ہم کو تو لطف صحبت رندانہ ہے

گو ہوں بار عشق کا مزدور بیگاری نہیں
درہم داغ جگر اس مرد کا روزانہ ہے

پھول وٹھاؤ میرے تیجے کے بنائے رشک چمن
برگ گل سے بھی کہیں نازک تمھارا شانہ ہے

ہے گراں جنسِ جمال اے بت ترا فی الواقعی　　نقدِ حسنِ یوسفِ مصری ترا بیعانہ ہے

گر یہ کیفیت رہی ساقی کی چشمِ مست کی　　گر نہیں ہے آج تو برباد کل میخانہ ہے

کیوں نہو گل گل شگفتہ باغ میں دل اے ہدا

صحبتِ احباب ہر ساون میں ہر سالانہ ہے

غزل

پڑھوں وہ شعر نئے طبع آزمائے ہوئے　　کہ دل کہے کہ نہیں ہیں سنے سنائے ہوئے

عرق میں شرم کے اہل خطا نہائے ہوئے　　کھڑے ہوئے ہیں ترے آگے سر جھکائے ہوئے

وہ بے نقاب گلستاں میں ہیں جو آئے ہوئے　　ہیں پھول برگ کے دامن سے منھ چھپائے ہوئے

بگڑ کے جاتے ہو تم کس پہ منھ بنائے ہوئے　　ہم آپ مرنے پہ بیٹھے ہیں زہر کھائے ہوئے

وہ سوزِ غم میں ہیں اوس گل کے لطف پائے ہوئے　　کہ دل سے داغ محبت کو ہیں لگائے ہوئے

عزیز دل سے ہوئے اونکو کل کے آئے ہوئے　　کہ غیر اپنے ہوئے اپنے سب پرائے ہوئے

نیا نیا جو مزا وصل کا ہیں پائے ہوئے　　اب آپ آتے ہیں چھپ چھپ کے بے بلائے ہوئے

گھر آکے پھر گئے وہ تیوری چڑھائے ہوئے　　حواس جاتے رہیں کیوں نہ اپنے آئے ہوئے

بہت خوشی سے جو پھرتے ہو مسکرائے ہوئے　　کہو تو آئے ہو کس کس کے دل دکھائے ہوئے

ہمارے نام مٹانے کا یہ بہانہ ہے　　جو چومتے ہیں لفافہ کو منھ لگائے ہوئے

خدا کے سامنے کیا روسیاہ لے جانا　　کفن میں شرم گنہ سے ہوں منھ چھپائے ہوئے

کیا ہے خون کسی بے گناہ کا شاید — ابھی ادھر سے گئے ہیں جو منہ چرائے ہوئے

نہ بوئے گل کی طرح فاش راز اُلفت ہو — میں داغ عشق کو ہوں اس لئے چھپائے ہوئے

نہوتی شیشۂ دل میں اگر مئے اُلفت — تو یوں نہ پھرتا بغل میں کبھی دبائے ہوئے

الٰہی دھوپ کڑی مہر حشر کی ہوگی — تو رکھیو ابر کرم میں مجھے چھپائے ہوئے

خیال آبروے یار سے نہیں روتے — صدف کی طرح دُر اشک ہیں چھپائے ہوئے

ہمارے تن پہ یہ عالم ہے اوچھے زخموں کا — کہ تو شگفتہ ہوں گل جیسے مسکرائے ہوئے

جلے ہوؤں کو غرض کیا ہے غسل میت سے — کہ مثل شمع ہیں اشکوں میں خود نہائے ہوئے

خبر ہوئی اونھیں کیا میری بدگمانی کی — قسم جو کھانے کو بیٹھے ہیں وہ نہائے ہوئے

شہید ناز کا دیکھے کوئی بناو سنگار — کفن کو پہنے ہوئے خون میں نہائے ہوئے

جو غسل کرکے پہنتے تھے خلعت پُر زر — پڑے ہیں تختہ پہ وہ بیکفن نہائے ہوئے

ہمیں نہ دوستو تکلیف غسل میت دو — کہ موت کے ہیں پسینہ میں خود نہائے ہوئے

کہیں گے حال نکیرین دم تو لینے دو — ابھی تو چھوٹ کے احباب سے ہیں آئے ہوئے

نہ کس طرح ہمیں سرچوٹ کوہکن کا ہو عشق — کہ ہم بھی تیشۂ غم کی ہیں چوٹ کھائے ہوئے

وہ ہوک درد کی اوٹھی شب جدائی میں — کہ صبح تک رہا ہاتھوں سے دل دبائے ہوئے

عدم کا راستہ بھی واقعی ہے کیا سیدھا — سب ایک راہ پہ جاتے ہیں بے بتائے ہوئے

لگائے اوس نے جو ہنس ہنس کے مجھ پہ اوچھے وار — تو ہنس دئے دہن زخم مسکرائے ہوئے

حذر کر آہ دل دردمند سے اے چرخ — بُرا ہے اون کا ستانا جو ہیں ستائے ہوئے

کمر کی فکر میں کب کا عدم گیا ہوتا | تمھاری زلف کا جنجال ہے پھنسائے ہوئے
تمھارے عشق نے غارت کیے ہزاروں دل | مکان ہو گئے ویراں بسے بسائے ہوئے
گماں ہے مہر قیامت کا اہل برزخ کو | نقاب کو جو ہیں چہرے سے وہ اٹھائے ہوئے
خبر جو آمد لیلی جمال کی پائی | برنگ دشت ہیں دامن رہا بچھائے ہوئے
نجس شراب سے بڑھکر کہیں ہے آب طمع | درم کی چھینٹ سے دامن ذرا بچائے ہوئے
ہمارے اشکوں سے طوفان نوح برپا ہے | چلیں جو آپ تو دامن ذرا اوٹھائے ہوئے
رواں سفینۂ ہستی ہے بحر عصیاں میں | رہے نہ تر کہیں دامن ہوا اوٹھائے ہوئے
نہ چھوڑنا ہمیں اے رہروان ملک عدم | کھڑے ہیں ہم بھی کمر کو کسے کسائے ہوئے
ہزار حشر قیامت ہو ہم نہ اوٹھیں گے | تمھارے غم کی وہ افتاد ہے بٹھائے ہوئے
ہمارا نقطۂ دل خال رخ سے ملتا ہے | لگانا تیر تو اس کو ذرا بچائے ہوئے
سنوں شباب میں کیونکر صدائے کوس رحیل | بغل میں شور جوانی ہے غل مچائے ہوئے
گداز شمع صفت ہوں میں سوز الفت سے | جبھی تو آنکھوں میں ہیں اشک ڈبڈبائے ہوئے
ہرے بھرے نہوں کیوں تن میں داغ سودے کے | بہار سے ہیں چمن سبز لہلہائے ہوئے
ابھی تک آتش الفت کی دل میں گرمی ہے | اگرچہ ایک زمانہ ہوا بجھائے ہوئے
خراب کرنے کو مٹی مری وہ کہتے ہیں | کہ دفن اسے نہ کرو ہے یہ دم چرائے ہوئے
ہمارے دل کو حنا بند کے وہ پردے میں | چلے ہیں دیکھنے مٹھی میں کیا چھپائے ہوئے
مدد کو حشر میں اوس دم پہنچنا عقدہ کشا | فرشتے لے چلیں زنجیر جب پنھائے ہوئے

مری خوشی ہے مرے دل کو تم بناؤ ہدف　　لگاؤ تیر نظر جو ہیں آزمائے ہوئے

نہ پوچھو کچھ سبب گریہ دوستو ہم سے　　وہ ہنستے جاتے ہیں دیکھو ہمیں رولائے ہوئے

گدا نواز کو تاریکی صراط سے کیا　　چراغ دل کا سر راہ ہیں جلائے ہوئے

ہدایہ مبدا فیاض کا ہے فیض فقط
یہ شعر ہیں اوسی اُستاد کے بتائے ہوئے

غزل

علی سا کون بندہ خانہ زاد رب اکبر ہے　　خدا کا ہاتھ ہے اور زور بازوئے پیمبر ہے

خدا شاہد نبی کا قول قول رب اکبر ہے　　مدینہ علم کا ختم رسل ہیں اور علی در ہے

عجب صل علی خوشبو تری زلف معنبر ہے　　دہن جس کی ثنا میں مشک نافہ سے معطر ہے

سواد دیدہ عرفاں تری زلف معنبر ہے　　حقیقت میں شب معراج پُر نور پیمبر ہے

ملا ہے سلسلہ جس کا شب تار قیامت سے　　درازی شب ہجراں تری زلف معنبر ہے

عجب دام بلائے گل تری زلف معنبر ہے　　مرا دل میرے پہلو میں ہے یا جنگلی کبوتر ہے

مجھے اے عشق صادق لیچل اوس بام حقیقت پر　　کہ پایہ جس کا ساق عرش اعظم سے بھی برتر ہے

کہوں کیا جس طرح مجھکو نکالا اوس نے صحبت سے　　بیاں اوس کی لتوں کا دوستو کہنے سے باہر ہے

صفائی میں نہیں ہے نام بھی رنگ کدورت کا　　برنگ ماہ تاباں آئینہ دل کا منور ہے

جفائے چرخ کو بھی ناز معشوقانہ کہتے ہیں　　ستم کا تیری جب سے اے قمر دل اپنا خوگر ہے

فقیروں کی منڈھی میں آجب چاہے چلے آئیں
مرجان کفش خانہ آپ کا ہے آپ کا گھر ہے

مبارکباد اے رند و بہار آئی ہے گلشن میں
گھٹا ہے بادۂ گلفام ہے ساقی ہے ساغر ہے

سر مژگاں تک آ کر رُک گیا سیلاب اشکوں کا
تماشہ ہے مقید چار تنکوں میں سمندر ہے

ترے آب بقا کی چاہ کب ہے اے خضر ہم کو
ہمارے ساغر دل میں شراب حوض کوثر ہے

کیا محروم نظارے سے سیل اشک نے مجھکو
تمھارا سامنا روکے ہوے پانی کی چادر ہے

نہ تاثیر جس میں وہ بھی آنسو کوئی آنسو ہے
ہنسی آتی ہمیں رونے پہ اپنے آپ اکثر ہے

گرا ہے خاک پر قطرہ مرے اشک ندامت کا
سمندر کی طرح سے موجزن صحرائے محشر ہے

لحاظ اتنا ہے اے آہ دل جائے ادھر تف ہے
گلو سے لاکھ درجہ بڑھکے نازک وہ گل تر ہے

خوشی دل کو نہ اپنے کس طرح ہو عید قرباں کی
نظر دیدار کی طالب گلا مشتاق خنجر ہے

ادھر آئیں بلائیں لو تری او گیسوؤں والے
تری زلفوں کی خوشبو سے مشام جاں معطر ہے

ہے سارا میکدہ ہوا ایک ساقی کے نہونے سے
نہ میکش ہیں نہ بادہ ہے نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے

وہ بہر چشم بد ہیں سامنے آئینہ رکھتے ہیں
رہ یاجوج کو روکے ہوے سد سکندر ہے

ہدا اون نازنیں ہاتھوں پہ میں سو جان سے صدقے
نزاکت سے جنھیں بار گراں پھولوں کا زیور ہے

غزل

میری خاطر بھی کوئی زنجیر اے دلبر بنے
گلبدن تیرے لئے پھولوں کا جب زیور بنے

ہو چکی سفاک تیری بیرخی کی انتہا | چھیڑ دوں قصہ شکایت کا تو اک دفتر بنے
تا کمر آئی ہے بل کھاتی ہوئی زلفِ دوتا | دام بہر طائر دل پھر نہ یہ کیونکر بنے
عرش پر جا شوق سے اے طائر وہم و خیال | خوب اُڑ جانے کو عنقا کے لئے شہپر بنے
خاک آنکھوں میں رقیبوں کی بھرے مستر کی جا | کاش آہِ دل بھی میل موجۂ صرصر بنے
بال بھر پایا نہ دم خم ابروے دلدار کا | سیکڑوں تیغوں کے پھل گو ٹوٹ کر خنجر بنے
عاشقِ ابرو کو کیا تیر نگہ کی احتیاج | کیوں شہیدِ ناز تیر اکشتۂ خنجر بنے
گر نگاہ شوق مشتاقوں کی کچھ وسعت دکھائے | ٹرھ کے ہر اک روزنِ دیوار جاناں در بنے
کون لالے کی طرح دھبا لگائے ہاتھ میں | کیا کوئی مانندِ گل دو دن کو اہلِ زر بنے
آنسوؤں کے کوچ میں کیا لختِ دل کی ہے نمود | آگے آگے چلتے ہیں کس شان سے اختر بنے
خاکساری سے بنے جو نقشِ پائے سالکاں | واقعی فرقِ سرافرازی کا وہ افسر بنے

اے ہدا سحر سخن نے قلب پر تاثیر کی
شعر تیری بزم میں افسون جادو گر بنے

غزل

نہیں چینِ جبیں جوہر سے پیشانی ہے خنجر کی | ہمارے قتل پر تیوری چڑھی ہے اک ستمگر کی
اوٹھیں ہیں خفتگانِ حشر کیا آمد ہے محشر کی | صدائے صور ہے آواز میرے قلبِ مضطر کی
حقیقت کم نہ سمجھے کوئی میرے دیدۂ تر کی | ابھی گر موج پر آئے تو لہریں دے سمندر کی

محبت رات دن کیسا ہے روئے و زلف دلبر کی
برابر دھوپ کے اب چھاؤں رہتی ہے مرے گھر کی

مژہ کے عشق میں خواب آئے کیونکر فرش مخمل پر
کہ اک مدت سے عادت ہے مجھے کانٹوں کے بستر کی

خیالِ آفتابِ رخ سے کیسا گرم صحبت تھا
ہوائے کوچۂ کاکل نے آکر بزم ابتر کی

ترے صدقے مرے خط کا جواب اوس شوخ سے لیکر
پلٹنا جلد اے قاصد قسم تجکو پیمبر کی

یہ کیا انداز ہے کس نے طریقے یہ سکھائے ہیں
بنانے کے لئے مجکو اوڑاتے ہو جو بے پر کی

جلا ہوں میں سراپا آتش رخسار رنگیں سے
بجائے مرہم کافور شبنم ہو گل تر کی

بہا کرتی ہیں آنکھوں سے مری اشکوں کی دو نہریں
بنی ہے ہر مژہ فوارہ گویا دیدۂ تر کی

گلابی میں ملاؤں کیوں نہ اپنے اشک گلگوں کو
ہوس تھی مدتوں سے روغن گو گرد احمر کی

کوئی دیکھے شہید ناز کے شوق شہادت کو
رگیں جتنی ہیں گردن کی وہ ہیں مشتاق خنجر کی

جواب نامہ کی خواہش میں اُڑ جاتا ہے دل میرا
جہاں آئی صدا کانوں میں پروازِ کبوتر کی

تبرک جان کر ہندو مسلماں چوم لیتے ہیں
عجب توقیر ہے دیر و حرم میں ایک پتھر کی

غزل لکھی ہدا ایسی شگفتہ ایک ساعت میں
مہینوں کی ریاضت مٹ گئی ہر اک سخنور کی

غزل

تری فرقت میں حالت ہے یہ میرے دیدۂ تر کی
ہیں لٹا آنسوؤں کی یا کہ موجیں ہیں سمندر کی

تجھے اپنی جوانی کی قسم او حسن کے پتلے
ادھر آئیں بلائیں لوں تری زلف معنبر کی

ادا ہے ناز ہے غمزہ ہے شوخی ہے جوانی ہے
تجھے او حسن والے کچھ نہیں حاجت ہے زیور کی

بہارِ حسنِ عارض دیکھکر خود مسکراتے ہیں
نگاہیں آئینہ پر ہیں میرے رشک سکندر کی

لٹا کر زر کو مثل گل ہدایت خار آنکھوں میں
وہ اب کہنے لگے ہیں جن سے صحبت ہے برابر کی

تصور میں کسی حور کے مجھکو جوش رقت ہے
سر مژگاں تک آ جاتی ہیں موجیں حوض کوثر کی

نظارہ رخ پیمبر کا دم اعجاز بینی ہے
پے شق القمر انگشت ہے گویا پیمبر کی

پڑا گیسو کا کس بلقیس کی سایہ دم گریہ
کہ تسبیح سلیمانی بنی ہے سلک گوہر کی

گلہ کرنا نہ اوس کافر کی مجھ سے بدکلامی کا
قسم دیتا ہوں اے قاصد تجھے خلق پیمبر کی

ہمارے خون سے قاتل جو مست کر روز محشر ہو
لب سیف قضا بول اوٹھیں زباں گویا ہو خنجر کی

پڑے چھالے پہ چھالے کانٹے کف پا ہو گئے چھلنی
یہاں تک خاک چھانی ہے جنوں میں کوئے دلبر کی

نہ ٹھہرا تابش داغ جنوں کے سامنے دم بھر
جہاں میں دھوم سنتے تھے بہت خورشید محشر کی

بس اک چشم محبت کی ہر اک سے طمع رکھتے ہیں
کسی کے بخل کا شکوا نہ خواہش درہم و زر کی

الٰہی شکر مثل گل جو پرزے پرزے دامن ہے
نہ گنجائش رہی فیض زر دست تونگر کی

میں عشق شمع رو میں زور رستم کا نہیں خواہاں
سپر کافی ہے میرے واسطے پروانے کے پر کی

اولٹتے ہی اولٹتے شام ہو جائیگی محشر میں
ہوئی پیشی اگر میری سیکاری کے دفتر کی

فشار قبر کی لذت نہ پوچھو عشق حیدر میں
کہ دل کو راحتیں یاد آ گئیں آغوش مادر کی

چراغاں بر دو بینی کو کرتے ہیں وہ افشاں سے
چلیں گے دیکھنے کو روشنی محراب و ممبر کی

لگا دھبا نہ قاتل میرے خوں سے آب خنجر کو
کہیں دھبے نہ آئے سرخ ہو کر چشم جوہر کی

مجھے عریاں جو اوس کوچہ میں دیکھا جوش وحشت سے
تو رو کر چشم تر نے پیشکش اشکوں کی چادر کی

تصدق ہوں میں اے ساقی تری معجز نمائی پر
مرے اک جام میں بھر دے تو سب حوض کوثر کی

ہدا ہے عشق اک پردہ نشیں کا مجکو مدت سے
کہوں کس سے جو کچھ حالت ہے میرے قلب مضطر کی

غزل

کسے دشت جنوں میں ظل چتر زر کی حاجت ہے
کہ سایہ دود آہِ دل پہ اپنے ابرِ رحمت ہے

مرا آئینۂ دل جلوہ گاہ داغ اُلفت ہے
فضائے عرش میں تابندہ خورشید قیامت ہے

بھرے ہیں میرے سینہ میں ہزاروں گوہر مضموں
مرا منھ اور خزانہ یہ فقط اوس کی عنایت ہے

خط گلزار کی یوں روز و شب کیک مشق ہے مجھکو
یہ سب حسن سواد خط تمھارے خط کی بابت ہے

مسرت وصل کی ہے ہمسنی میں دو نو جانب سے
جو اک سے بیرخی ہے اک طرف منت سماجت ہے

ترقی ہے عبادت پر مری اس طرح عصیاں کو
کہ جیسے قہر پر تیر تری رحمت کو سبقت ہے

بگڑ جاتے ہیں میری اک ذرا سی بات پر فوراً
ہمیشہ سے اونھیں دل کے دکھانے کی ہی عادت ہے

نہ کیوں بعد فریضہ فرض سمجھوں مدح حیدر کو
کہ ایسے ذکر سے زیب مصلائے عبادت ہے

پدر کی طرح سے شاگرد پر اُستاد کا حق ہے
جہاں تک ہو سکے اُستاد کی خدمت سعادت ہے

بہار آئی نہ روک اے ہمنشیں بے جوش وحشت کا
اسی موسم میں مجکو دشت پیمائی کی عادت ہے

جلایا اس قدر ان آتشیں رنگوں کی اُلفت نے
بدن سے اُڑتی ہیں چنگاریاں ایسی حرارت ہے

تڑپتے ہی تڑپتے مر نجائیں عشق کے مارے　　　مسیحا ہو تو فرض اپنے مریضوں کی عیادت ہے

یقیں اے ترک تیرے روز کے مرسے ہے دل کو　　　کسی دن اپنی تیغ اصفہانی سے شہادت ہے

بظاہر گو کہ عشق خال عارض ہیں نہیں گرمی　　　نہاں پر شعلۂ بارود کی صورت حرارت ہے

ہوا پائے خرد سے ہر زمیں ہیں قافیہ پیما　　　ہدآیہ حدت فکر رسا ہے دل کی جودت ہے

ہدآ ایک رنگ ہیں ہم کام کیا ہم کو دو رنگی سے

دو جانب دل کے آئینہ کے اپنے ایک صورت ہے

غزل

کون کل معرکہ میں دیتا ہے سر دیکھیں گے　　　کون کرتا ہے کل اس جنگ کو سر دیکھیں گے

بعد مردن اثر داغ جگر دیکھیں گے　　　شب تاریک میں تنویر قمر دیکھیں گے

کس طرح آتے ہیں بھانے وہ جگر دیکھیں گے　　　آج اے آہ رسا تیرا اثر دیکھیں گے

آج رونے میں جو ہم کچھ نہ اثر دیکھیں گے　　　پھر نہ اشکوں کی طرف بھر کے نظر دیکھیں گے

سیر گلزار شہادت کی سحر دیکھیں گے　　　پنبۂ زخموں کی شگفتہ گل تر دیکھیں گے

پاؤں جب تک ہیں ترے در پہ ضرور آئیں گے　　　جب تک آنکھیں ہیں تجھے ایک نظر دیکھیں گے

امتحاں تیغ نگہ کا ہے اونھیں مد نظر　　　کون مقتل میں ہو کل سینہ سپر دیکھیں گے

درد طول شب فرقت کا نہ پوچھو احوال　　　کس کو امید تھی اب روئے سحر دیکھیں گے

ضبط کر اے دل مجروح کہ ناداں ہیں بہت　　　سہم جائیں گے جو خوناب جگر دیکھیں گے

صورت آسیا گردش میں اگر ملتا ہے رزق
ہم بھی روزی کیلئے کر کے سفر دیکھیں گے

غم اگر ہے سفر ملک عدم سے تو یہ ہے
روئے احباب نہ ہر بار اگر دیکھیں گے

رشک سے غیر نہ جل جائیں گے پروانے کی طرح
شمع روشن مری تربت پہ اگر دیکھیں گے

بھا گئی ایسی فضائے عدم آباد ہمیں
حشر بھی ہوگا تو اب پھر کے نہ ہم دیکھیں گے

سایۂ پنجتن پاک کے دامن میں جو ہیں
وہ بھلا کیا شرر نار سقر دیکھیں گے

لاکھ ہو طول شب ہجر نہ گھبرائیں گے
صبح ہم سمجھیں گے جب داغ جگر دیکھیں گے

دوش پر رات کو وہ زلف دوتا چھوڑیں گے
شب معراج میں جبریل کے پر دیکھیں گے

پڑ گیا آنکھ میں بال ایسا کہ دل میں ہے کھٹک
کیا سمجھکر یہ تمنا تھی کمر دیکھیں گے

دعوا کیا کیا نہیں عشاق کو جانبازی کا
تیغ اب کرتے ہیں وہ زیب کمر دیکھیں گے

جز ترے جلوے کے ہے آنکھوں میں دنیا اندھیر
تو ہی آئے گا نظر ہم کو جدھر دیکھیں گے

وصل کی شب سے ضدیں کرتے ہیں گھر جانے کی
پھر نہ الجھیں گے جب آثار سحر دیکھیں گے

تازگی سے ہے سدا تار نظر میں پنہاں
کیونکر اوس گل کا بھلا موے کمر دیکھیں گے

اک طرف ہم ہیں فقط ایک طرف سب عشاق
نظر لطف سے دیکھیں وہ کدھر دیکھیں گے

سربکف کوچۂ سفاک میں جاتے ہو ہدا
پھر خدا تم کو دکھائیگا اگر دیکھیں گے

غزل

خوں بہانے کا بہانہ کچھ تو جانی چاہیے
گورے گورے ہاتھوں میں مہندی لگانی چاہیے

دیدۂ عشاق میں اشکوں کا پانی چاہیے
چشمۂ حیواں میں آبِ زندگانی چاہیے

قلب مضطر میں ترا جلوہ نہانی چاہیے
محفل دیدار کا کوئی تو بانی چاہیے

کچھ عرق چاہِ ذقن میں یار جانی چاہیے
اس کنوئیں میں ڈوب مرنیکو تو پانی چاہیے

نوح کا طوفاں پۓ سوزِ نہانی چاہیے
آگ ہے جیسی لگی ویسا ہی پانی چاہیے

مصر کا اے دل نہیں عشق کا بازار ہے
جنس حسن یار کی کچھ قدر دانی چاہیے

درد دل بیدرد سے کہکر ہے لینا اور درد
سب سے پنہاں عشق کا رازِ نہانی چاہیے

دوستے میں ہم خاطر احباب ہے اپنا شعار
اپنے گھر دشمن جو آے میہمانی چاہیے

جس طرح سے ہوسکے کر یار کے دل میں جگہ
چھپ کے سب سے محفل خلوت نہانی چاہیے

قیس کے ویرانہ سے کیا کام ہے ہم کو ہدا
چل کے صحرا میں نئی بستی بسانی چاہیے

سب کی خاطر سے پڑھے دیتے ہیں ہم اپنی غزل
اے ہدا احباب کی بھی قدر دانی چاہیے

غزل

جوش پر کون سا یہ دیدۂ طوفانی ہے
خلق کو ڈوبنے کا خوف ہے وہ پانی ہے

خیے ہم کوچۂ کاکل میں آگئی دل کی
شام سے آج طبیعت کو پریشانی ہے

دل سمندر کا جسے دیکھ کے لہراتا ہے
موج پر اب مری اشکوں کی وہ طغیانی ہے

چشمۂ آئینہ سب بہر وضو چھانا ہے
بوند بھر بھی نہیں اس حوض میں اب پانی ہے

ایک دن عاشق رفتار پسے لے کھے ہیں | سات مہندی کے قیامت کسی دن آئی ہے
اہل محفل کہیں آئیں ہیں دعا کرتا ہوں | وہ سلامت رہے اس بزم کا جو بانی ہے
ماہر رازِ حقیقت نہوا کوئی ملک | صورت آئینہ اس قرب پہ حیرانی ہے
گونجتا ہے دمِ تحریر صریر خامہ | شعر جو اپنا ہے وہ شیر نیستانی ہے
شعلۂ لخت دل اشکوں کی سپر رکھتا ہے | گرگ کے قبضہ میں گلہ کی نگہبانی ہے
ہر سحر دیکھتا ہے تجھ سے سخی کی صورت | جائے حیرت ہے پھر آئینہ کو حیرانی ہے
اے ہدا عمر تو سب عشق بتاں میں کاٹی | اوس پہ بھی پھر تمھیں دعوائے مسلمانی ہے

ہڈیاں تک تو ہوئیں خاک ہدا جل جل کر
کس بھروسے پہ سگِ یار کی مہمانی ہے

غزل

آج سے چیز جو اپنی تھی وہ بیگانی ہے | اک نہ اک روز کوئی دل پہ بلا آنی ہے
پوچھتے کیا ہو شب ہجر کا قصہ مری جاں | رات چھوٹی ہے کہانی مری طولانی ہے
غم کے طوفاں میں ہو اے نوح غریباں مددے | بیچ میں ناؤ ہے اور چاروں طرف پانی ہے
رخنہ انداز ہو کس طرح بھلا دیدۂ عشق | شرم کو بارگہ حسن میں دربانی ہے
وہ ہیں گھر غیر کے ثابت ہے کہ عقرب میں ہے مہر | شب یلدا کی اسی وجہ سے طولانی ہے
کب ہے بنواتے ہیں لپٹے ہوئے زلفیں مجھ سے | آج تو وصل کی شب ہجر سے طولانی ہے

اے تو دعویٰ حق کے لئے یکتائی ہے — دونوں عالم میں نہیں جس کا کوئی ثانی ہے

نکہت گل کی طرح عشق حقیقی سے ہوں مست — کس زباں سے کہوں جو قوت روحانی ہے

سرمۂ بخت سیہ ہے جو دم گریہ شریک — ہر لڑی اشک کی تسبیح سلیمانی ہے

جب سے سر میں ہے ہوائے سر گیسوئے پری — دود دل چتر سر اوج سلیمانی ہے

مرض جسم بظاہر نہیں فرقت میں کوئی — پر گھلا جاتا ہوں وہ صدمۂ روحانی ہے

گو کہ غلہ ہے گراں سیر مگر نیّت ہے — شکر ہے جنس سخن کی ابھی ارزانی ہے

آنکھ اک پردہ نشیں سے ہے لڑی جب سے ہما

رخنہ گر دل میں مرے صدمۂ پنہانی ہے

غزل

یقیں ہے دیر کی جانب اگر وہ ترک آ نکلے — تو ہر بت کی زباں سے اے زہے شان خدا نکلے

زباں سے کیونکر اوس ارض مقدس کی ثنا نکلے — ہر اک ذرہ جہاں کا نور میں شمس الضحیٰ نکلے

تری زلفوں کا سایہ چتر شاہی سے بھی بہتر ہے — تری زلفوں کے گھونگر شہپر بال ہما نکلے

ہمیشہ عاشقوں کے عاشقوں سے بڑھ کے عاشق ہیں — وہ محبوبی میں محبوبان عالم سے جدا نکلے

کوئی چھانے جو خاک قبر کوان فن کی کمالوں کی — تو ہر اک ذرہ اک آئینہ جوہر نما نکلے

غبار اوٹھا مری تعظیم کو فرہاد و مجنوں کا — میں تھا ناآشنا جن سے وہ صورت آشنا نکلے

اگر خواہش یہ ہو سب کو گوارا ناگوارا ہو — ستم ایسے نکالو جس میں کچھ آن و ادا نکلے

لڑاتا ہے ہمیں صورت تمھاری آج سورج سے ‏ ‏ ادھر تم گھر سے نکلو اوس طرف شمس الضحیٰ نکلے

مروں گر عشق میں جی جاؤں جینا اپنا مرنا ہے ‏ ‏ فنا میری بقا نکلے بقا میری فنا نکلے

بہت جھک جھک کے ڈھونڈھا آسمان ظلم پرور نے ‏ ‏ جہاں میں اک ہمیں تو مورد ظلم و جفا نکلے

وہ بحر حسن روز اس موج میں دریا پہ جاتا ہے ‏ ‏ کوئی شاید محیط عشق کا یاں آشنا نکلے

اڑا کر خاک پہنچا دیجیو ہم خاکساروں کو ‏ ‏ گلی سے اوس کی ہو کر تو جو اے باد صبا نکلے

کئے ہیں وہ گنہ اس چار دن کی زندگانی میں ‏ ‏ یقیں ہے دفتر اعمال سب سے چوگنا نکلے

تمنا ہے کروں جس دم نظارا قوس ابرو کا ‏ ‏ کمان نیم رس سے اوس وقت پیکان قضا نکلے

میں سمجھوں وا درِ جنت ہیں لیے خلد آتی ہے ‏ ‏ ترے زخمی کے زخموں سے اگر اے گل ہوا نکلے

دم دفن ایسا ہنس کر رنگ برق طور دکھلایا ‏ ‏ یقیں ہے حشر کو مرقد سے خاک سرمہ سا نکلے

نہ تم سے گر کہوں کس سے کہوں فرقت کی بیماری ‏ ‏ تم ہی تم تو مرے درد جدائی کی دوا نکلے

نظر ملتے ہی اون سے ہم سے آنکھیں پھر گئیں دیکھو ‏ ‏ ہمارے مردم دیدہ بھی کیا نا آشنا نکلے

الٰہی ایکی ایسے وقت پہنچوں کوچے جاناں میں ‏ ‏ کہ درباں سو رہا ہو اور درِ دلدار وا نکلے

الٰہی یہ شب وصلت ہے اک مدت کے بچھڑوں کی ‏ ‏ نہ دو دن تک تو بالائے فلک شمس الضحیٰ نکلے

خدا انسان کو دے مقدرت تو یہ بھی لازم ہے ‏ ‏ سلوک ایسا کرے جو منہ سے ہر اک کے دعا نکلے

جگر دل خنجر ابرو سے جا کر مل گئے دونوں ‏ ‏ ہمارے دوست بھی الفت میں دشمن سے سوا نکلے

درازا ستی نہو آہِ رسا غم میں جوانی کے ‏ ‏ نکلنا ہے اگر تو اے کے پیری کا عصا نکلے

نہیں مد نظر اس رشک سے اوس کو آئینہ ‏ ‏ مقابل حسن صورت کے نہ میرے دوسرا نکلے

بگڑ کر میں جو اوٹھا بزم سے تو ہنس کے وہ بولے — تمھیں ایسا نہ سمجھے تھے بڑے تم بیوفا نکلے

گرہ کھل جائیں چھالوں کی کہیں جوش جنوں کم ہو — ابھی سے تیز گر ہر ناخن عقدہ کشا نکلے

ملائک آنکر گر عرش کی زنجیر سے نا ہیں — یقیں تو ہے سوا اوس حور کی زلف رسا نکلے

جلایا بن کے برق طور اوس ہیرے کے تبسم نے — عجب کیا گر دم آہ دل جو منھ سے سر سا نکلے

غلط انداز تھا تیر نگہ کب میں نے جنبش کی — سزا جو چاہو دو راضی ہوں گر میری خطا نکلے

بہار آئی الٰہی پھر گریباں گیر ہو وحشت — ہمارے ساتھ صحرا کا بھی دامان قبا نکلے

حسینوں کے رخ و گیسو کا پھر سودا نہو ہرگز — زباں سے سورۂ والفجر گر صبح و مسا نکلے

بہے اشک سیہ آنکھوں سے یوں وحشت میں گیسو کے — کہ جیسے شام کو دریا کنارے سے بلا نکلے

دہان یار کی الفت میں گھٹ گھٹ کر یہ روتا ہوں — بجا ہے گر سر شک چشم سے آب بقا نکلے

جو پوچھو بد مزاجی اونکی اتنا ہم بھی واقف ہیں — کہ خوش تھے جب گئے گھر اون کے جب نکلے خفا نکلے

یہاں تک تو کیا رسوا مجھے جوش محبت نے — جو آنسو سات پردوں میں نہاں تھے برملا نکلے

شہید کربلا کی یاد میں فریاد کرتا ہوں — عجب کیا ہے جو گرد آہ سے خاک شفا نکلے

زمانہ رنگ سے ہے آج کل لبہائے جاناں کا — خجل ہونے کو کیوں معدن سے لعل بے بہا نکلے

گل و غنچہ کی بو تک بھی رہے باقی نہ گلشن میں — قفس سے کب اسیران قفس ہو کر رہا نکلے

غرور حسن اسے کہتے ہیں کچھ پروا نہیں اون کو — گلی سے اون کی کوئی شاہ نکلے یا گدا نکلے

نہ ٹھہرا امتحان یار میں ثابت قدم کوئی — ہمیں اک تھے کہ جو جان سے تم پر فدا نکلے

سخی جو ہیں وہ بے مانگے عطا کرتے ہیں سائل کو — یہ کیا مقدور ہے منھ سے جو آواز گدا نکلے

وہی اگلی ہیں تشبیہیں وہی سب عشق کا قصہ — اثر یہ کہنہ مشقی کا ہے گر مضموں نیا نکلے

ہدا کیسی ہی مشکل سخت ہو اک دم میں آساں ہے
زباں سے جس گھڑی مشکل میں یا مشکل کشا نکلے

غزل

یہ عشق کے سبب سے ملی آبرو مجھے — دیتے ہیں گالیاں وہ کھڑے دو بدو مجھے
یارب تلاش رزق سے کر مجھکو بے نیاز — نکلوں جدھر کو تیری رہے جستجو مجھے
برباد کر صبا نہ مری مشتِ خاک کو — رسوائے خلق اب تو نکر کو بکو مجھے
گھبرا کے دیکھتا ہوں فلک کو میں یاس سے — گھیرا ہجوم غم نے جہاں چار سو مجھے
پڑھ لوں دوگانہ میں لب عیسیٰ کی دید کا — مل جائے آب خضر جو بہر وضو مجھے
اپنے سرشک خوں سے نہ تھی یہ مجھے اُمید — رسوا کرے گا خلق میں میرا لہو مجھے
دشمن سے بھی لپٹتا ہوں میں دوست کی طرح — پیری میں بھی پسند ہے طفلی کی خو مجھے

یعقوب کی طرح مجھے آتے ہیں غش ہدا
سُنگھوا دو جامہ کی مرے یوسف کی بو مجھے

غزل

حسن صورت پہ طبیعت نہیں آجاتی ہے — شیشۂ دل میں پری ایک سما جاتی ہے

شعلۂ رخ کی کبھی یاد جو آجاتی ہے — خانۂ دل میں مرے آگ لگا جاتی ہے
مدح گیسو کی جو لب تک کبھی آجاتی ہے — مشک و عنبر سے مرے منھ کو بسا جاتی ہے
آگ ہر اک رگ و ریشہ میں لگا جاتی ہے — شعلۂ عشق کی جب جی سے ہوا آتی ہے
دین و دنیا کا نہیں رہتا ہے انساں کو خیال — جب طبیعت کسی محبوب پر آجاتی ہے
وحشیوں کے بھی خیالات ہیں پتھر کی لکیر — پھر نکلتی نہیں جو دل میں سما جاتی ہے
غیر کو نکہت کاکل سے علاقہ کیا ہے — وہ یہ کیا جانے کدھر کو یہ ہوا جاتی ہے
یاد مژگاں سے ہو کیا زخمی ابرو کو قرار — اور دکھتے ہوئے دل کو وہ دکھا جاتی ہے
جوش بادہ کا ہے جو موج ہوا میں عالم — کہیں کشتی مئے ہوشربا جاتی ہے
پیش قدمی مرے نالہ جو کیا کرتے ہیں — ساتھ ساتھ آہ بھی مانند ہوا جاتی ہے
اس ہوا میں ہے کچھ آہِ دلِ مجنوں بھی شریک — پردۂ ناقۂ لیلیٰ جو اڑا جاتی ہے
آہ کی یاد میں گر سبزۂ رخ کے بوسے — دیکھنا یہ ہے کدھر اب یہ ہوا جاتی ہے
کوچۂ زلف معنبر میں جو بھولا میں کہیں — بیخودی میری مجھے راہ بتا جاتی ہے
کیوں نہ فراش نسیم سحری کو کہئے — فرش گل باغ میں ہر صبح بچھا جاتی ہے
یار تک اشک کا دریا تو بہا لیجاتا — موج آکر مجھے زنجیر پنہا جاتی ہے
ہو گیا شق مرے نالوں سے جگر گردوں کا — پر نہیں گوش تک اوس مہ کے صدا جاتی ہے
دل دکھانے کا غم و درد سے شکوا کیا ہے — کہ جب آتی ہے ہنسی بھی تو رلا جاتی ہے
غسل میت کو مرے کافی ہے اشک بلبل — شمع پروانوں* کے آنسو میں نہا جاتی ہے

گلشن کوے بتاں میں سے یہ مجمع ہر دم
شانے سے چھلتا ہے شانہ جو صبا جاتی ہے

ضعف میں وصل ہوا اوس گوشہ نشیں کا کیونکر
پاس جب کے مرے برسوں میں وعا جاتی ہے

آستان عرش سے اوس کا ہے دو بالا شاید
کیونکہ واں تک تو مری آہ رسا جاتی ہے

ہوتی ہے مر کے جو طول شب فرقت کی سحر
دام کاکل میں مرے دل کو پھنسا جاتی ہے

دھوپ کی طرح رخ و زلف کے سودے میں ہے جاں
صبح آتی ہے تو ہنگام مسا جاتی ہے

سرنگوں بیٹھے ہیں ہم کوچہ رسوائی میں
خلق جو چاہتی ہے آکے سنا جاتی ہے

ہم تو جو بات بناتے ہیں بگڑ جاتی ہے
زلف کا کام اپنا بگڑنے میں بنا جاتی ہے

پوچھا مشاطہ سے جب اوس کا معمائے دہن
پان کی طرح سے باتوں میں چبا جاتی ہے

روح عاشق کو فنا کرتی ہے گیسو کی ہوا
شمع تربت مری جس طرح بجھا جاتی ہے

خاک کی طرح سے کھا لیتی ہے مغز انساں
کبر کی بو جو کسی سر میں سما جاتی ہے

چشم گریاں کو نہ کیونکر ہو دُر اشک پہ فخر
ایک قطرہ سے صدف آبرو پا جاتی ہے

دل دکھانے کا غم و درد سے شکوا ہے کیا
جب ہنسی آکے ہدا مجھکو رلا جاتی ہے

غزل

کب بندۂ فیاض سے امداد نہیں ہے
کیونکر میں کہوں صنع خداداد نہیں ہے

ویراں ہے جو دل عشق سے آباد نہیں ہے
وہ خاک سے بدتر ہے جو برباد نہیں ہے

جاں کس پہ میں دوں کوئی پریزاد نہیں ہے ۔۔۔ سر تو لئے پھرتا ہوں پہ جلاد نہیں ہے

گل ہے گا ترا خنجر فولاد نہیں ہے ۔۔۔ عاشق کا ہے دل کوزہ حداد نہیں ہے

کچھ ذہن میں حال عدم آباد نہیں ہے ۔۔۔ کس طرح سے رہتے تھے وہاں یاد نہیں ہے

وہ کون ہے الفت میں جو برباد نہیں ہے ۔۔۔ کیا عہد شباب اپنا ہمیں یاد نہیں ہے

مشاطہ سکھائیگی اونھیں آن و ادا کیا ۔۔۔ آئینہ ہے استاد جو استاد نہیں ہے

کیا اس دل ویراں میں وہ بت جلوہ فگن ہو ۔۔۔ درویش کا تکیہ ہی کچھ آباد نہیں ہے

رکھے در جاناں پہ قدم غیر بھلا کیا ۔۔۔ جنت ہے یہ کچھ گلشن شداد نہیں ہے

کیا پوچھتے ہو ہم قفس رنگ چمن کو ۔۔۔ مدت ہوئی چھوٹے ہمیں کچھ یاد نہیں ہے

کاسہ سر جمشید کا ٹوٹا تو عجب کیا ۔۔۔ کچھ دور فلک میں نئی افتاد نہیں ہے

جو گوشہ نشیں گلشن عالم میں رہا ہے ۔۔۔ وہ صورت نکہت کبھی برباد نہیں ہے

یہ دیکھیں ارم اور وہ قدم رکھنے نہ پائے ۔۔۔ مزدور کے رتبہ پہ بھی شداد نہیں ہے

گرتا ہے غبار اپنا جو چڑھ چڑھکے فلک سے ۔۔۔ کچھ خاک نشینوں پہ تو افتاد نہیں ہے

بھولیں گے رہ عشق خط سبزہ ہرگز ۔۔۔ ہادی مرا کیا حضرت اوستاد نہیں ہے

سودے کا علاج اپنے ہے گلشن میں مہیا ۔۔۔ کیا ہر رگ گل نشتر فصاد نہیں ہے

کھینچی ہے تصور نے عجب حسن کی صورت ۔۔۔ دکھلاؤں کسے اب کوئی استاد نہیں ہے

ہے روئے مخطط پہ سکندر کو غلط وہم ۔۔۔ یہ آئینہ آئینۂ فولاد نہیں ہے

سمجھے ہو غلط نبض کی سرعت سے طبیبو ۔۔۔ ہے شورش الفت مرض حاد نہیں ہے

صد حیف کہ درپیش سفر تو ہے عدم کا
ہمراہ کوئی توشہ نہیں زاد نہیں ہے

جس نے کہ نہ دل سوز محبت سے جلایا
وہ نار جہنم سے بھی آزاد نہیں ہے

کیا محو ہو یاد سبق روئے کتابی
تعلیم کو کیا عشق سا اُستاد نہیں ہے

خونخوار کہوں چشم کو قاتل کی نہ کیونکر
کیا نوک مژہ نشتر فولاد نہیں ہے

ہر گل کو تری حلقہ بگوشی کا ہے دعویٰ
ہر سرو چمن بندۂ آزاد نہیں ہے

ابکی جو نہ توبہ شکنی کی یہ سبب ہے
پہلو میں وہ مخمور پریزاد نہیں ہے

دعویٰ ہے جراحت کا مجھے داغ کا اونکو
اب میں نہیں یا خنجر فولاد نہیں ہے

گھبرا گیا دل طرز تغیر سے جہاں کے
رہنے کی جگہ عالم ایجاد نہیں ہے

جو چوب تراشیدہ نہ تھی بن گئی انساں
کیونکر کہوں یہ لکھنؤ خراد نہیں ہے

وہ رنج ہے ہو لاکھ خوشی خوش نہیں ہوتے
ظاہر میں تو ہنس دیتے ہیں دل شاد نہیں ہے

سو ٹکڑے کیا شیشۂ دل سنگ ستم سے
پھر کہتے ہیں اس پر مرا دل شاد نہیں ہے

بیچین مرے نالوں سے وہ ہو کے یہ بولے
دیکھو پس دیوار تو ناشاد نہیں ہے

ہم چشم ہیں مداح غزل تختۂ نرگس
جو شعر ہے اس میں کوئی بے صاد نہیں ہے

سب کے دُر مقصد سے بھرے دامنِ اُمید
اک حق میں ہمارے ہی کچھ ارشاد نہیں ہے

کب دیکھئے ہم چھٹتے ہیں زندان جہاں سے
وہ قید ہے جس کی کوئی میعاد نہیں ہے

کس طرح اوٹھیں ہم سے پریرویوں کے غمزے
انسان کا دل ہے کوئی فولاد نہیں ہے

جو تم کو پڑھاتے ہیں کریں اون کی خوشامد
بھولے سے بھی ہم کو یہ سبق یاد نہیں ہے

خنداں نہوں کل بلبلیں کیونکر ہوں نہ غزلخواں ۔۔۔ گلچیں نہیں گلزار میں صیاد نہیں ہے

کس ناز سے کہتے ہیں غزل وہ مری سنکر

تم سا بھی ہدآب کوئی اوستاد نہیں ہے

بحمداللہ تمام شد حمداً حمداً شکراً شکرا

تمام شد دیوان

تاریخ مثنوی خواجہ بادشاہ سفیر

سچ تو یہ ہے کہ مثنوی سفیر ۔۔۔ نظم ہو کر چھپی جو خاطر خواہ

جس نے دیکھا یہ شاد ہو کے کہا ۔۔۔ مثنوی خوب ہی چھپی ہے یہ واہ

۱۲۹۱ہجری

دیگر

چھپی سفیر کی جب مثنوی مع تصویر ۔۔۔ ہر اک رنگ پہ مانی کا مٹ گیا نقشا

کہا یہ مصرعۂ برجستہ میں نے دیکھتے ہی ۔۔۔ نگارخانہ چینی مگر چھپا زیبا

۱۲۹۱ہجری

قطعۂ تاریخ طبع دیوان

چہ خوش مطبوع شد دیوان رنگین ۔۔۔ کہ ہر نقطہ چو در شاہوار است

ہدآ گو مصرعۂ تاریخ طبعش ۔۔۔ عجب دیوان افسون سحرکار است

۱۲۹۳ہجری

قطعۂ تاریخ انتقال اہلخانہ مصنف دیوان ہذا

آمد چو قضا در پردۂ امراض مہلک تو اماں ۔۔۔ گردید ازیں دار فانی باخیر و خوبی فاتحہ

از حلہ باغ خلد بریں پوشیدہ بحال شادماں ۔۔۔ چوں رفت بزیر سایۂ دامان پاک فاطمہ

۱۲۸۹ھ

ایضًا

زہے حواس کہ در وقت سخت نزع بخواند | درود و کلمہ و یٰسین ادعیۂ تلقین
ہدا فگن سر آمش و سال مرگش گیر | بلبل دوم ذیحج نزد سیدہ شد
۱۲۸۷ھ ہجری

ایضًا

معدن شرم و لحاظ و مخزن حلم و حیا | مجمع خلق و مروت عفت و عصمت پناہ
زینت ایوان عظمت زیب قصر عظم و شان | جادہ بخش بزم نسواں بانوئے باعز و جاہ
رونق افزائے مصلی صاحب زہد و ورع | قاری قرآں فریضہ خوان ہر شام و پگاہ
مرتبہ دان طبیعت بیں و کم گو با ادب | شاکر و قانع و فخر خانداں بے اشتباہ
چونکہ نیکاں را اماں از چشم زخم دہر نیست | ہم بسویش کرد یا عین الکمال خود نگاہ
دہشت فصل وبائی حیلہ مرگش نمود | زانکہ خوفش در ضمیر او جہاں بگرفت راہ
دفعتہً یک لخت دست خود کشیدہ از طعام | رفتہ رفتہ شد تنش کاہیدہ مثل برگ و کاہ
از خلو معدہ در طبعش حرارت شد پدید | حدت مہر فلک بر طبع حارا و گواہ
زاں حرارت دق بہ تشخیص اطبا راہ یافت | تنقیہ کردند بہر رفع شک آں آہ آہ
بعد مسہل کثرت اسہال از ہیجان شد | جسم او ساعت بساعت گشت فانی تا دو ماہ
آں رطوباتیکہ اصلی بود ہم تحلیل شد | بعد معجون قوابض شد زلو لو گیاہ
ہم تصدق گرپے رد بلا گویند شد | لیکہ رد موت کے باشد بے حکم آلہ
الغرض آمد شب اثنین ذیحج چوں بدہر | در غم آں ہلہ روز افروز با رخت سیاہ

دید آں مرحوم چوں با خود علامات ردی — خواند استغفار و از حق خواستہ عفو گناہ

سورہ یٰسین و تلقین رو بقبلہ باز خواند — کلمہ طیب بخواند و سوے حق بگرفت راہ

مہر خاموشی بہنگامی کہ شد صرف زباں — دست بستہ کرد ایما از خدا بہر زماہ

پاسے از اپریل و شنبہ منقضی گردیدہ بود — زورق آسایشم چوں گشت در خشکی تباہ

باد در قبرش ضیاء و نور و رحمت روز و شب — داور را در حکم تو باشند تا ایں مہر و ماہ

چوں بپرسیدم ہد آسن وفاتش از سروش

گفت زیر سایۂ داماں زہرا رفت آہ

تاریخ وفات مرزا عاشور بیگ مرحوم
سنہ ۱۳۰۸ ہجری

ببیں بدہر کہ بزم سرود و غم زازل — چہ خوش ثبات درین دہر بے ثبات گرفت

بدیدہ ایم بیک فرش محفل غم و عیش — کہ بادیم زمیں زین معاملات گرفت

چنانچہ آئینۂ حال میرزا مرحوم — بہ پیش چشم ہمیں رنگ وا رداشت گرفت

کہ در نگاہ پسر زادہ خوش بصحبت رفت — بر بخیت فالج و جسم نکو صفات گرفت

ز بزم عیش بوقت بخانہ اش بردند — دمے افاقہ ز غفلت نہ نیک ذات گرفت

عروس رخصت از انجا گرفتے ایں از دہر — بریں امید مگر از خدا حیات گرفت

عروس تازہ پے او عروس مرگ نشد — برو نمانے او جان پاک ذات گرفت

چناں ز فرط مسرت بگشت شادی مرگ — کہ از خدا نہ ہمیں از رہ حیات گرفت

تولدش بجہاں شد بروز عاشورا — زماہ عید شب ہیجدہ وفات گرفت

ہذا بگیر سنش از حروف منقوطہ

برنج دہر رہا شدرہ نجات گرفت

تاریخ ولادت پسر عباس مرزا ابن حکیم وزیر مرزا مرحوم

۱۲۸۸ھ

نظم تاریخ ولادت گشت از روے جمل ... در شب اثنین شعبان و دو شنبہ شد پسر

طالع عمرش تا صد و سی سال از عز و جل ... شد درخشانی کنار دایہ شب چوں سحر

زانکہ مہر از مطلع امید شد جلوہ نما ... از حروف با نقط اعداد سالش ہم نگر

گیر منقوط حروف اعداد تاریخش بگو ... جلوہ گر گردید شب خورشید نوروز از حمل

۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات آلہی بیگم دختر میر انشاء اللہ خاں مرحوم

افضل و اکرم نسائے جہاں ... بہترین زنان خاص و عوام

کرد رحلت چو زیں سرائے جہاں ... بود تاریخ ہفتمیں ز صیام

چوں ہذا فکر سال فوت نمود ... از سن ہجرت رسول انام

ناگہاں ایں ندا ز غیب رسید

گو بہشت بریں نمود مقام

سنہ ۱۲۵۰ھ

قطعہ تاریخ خوشدامن وزیر مرزا صاحب

کرد چوں رحلت ازیں دار فنا ... بانوے پاکیزہ طینت پارسا

یک ہزار و دو صد و ہفتاد و ہفت بود سن ہجرت خیر الورا

چون ہما آ پر سید از روز وفات

* گفت ہاتف شد بآدینہ قضا

۷ ۷ ۲ ۱ ھ